

علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ یوسف بنوری، مولانا بدر عالم مباحث شرعی
اور مفتی محمد شفیع صاحب جیسے اہل برصغرت کی یادگار مآثر علمی کی مکمل تحریری دستاویز

نارتھ کالج جامعہ اسلامیہ ڈا بی سی



۱۳۳۵ھ سے ۱۳۵۵ھ تک کے فضلاء و مشوراء مدرسین و متبعین حضرات
کی تفصیلات • نامہ کے مکمل مآثر • خدمات • تقریرات • شخصیات
و کردار کی حامل مکمل تاریخی دستاویز • اہل برصغرت کی قیمتی تحریرات کا مکمل
مجلس کے انتظام و اہتمام سے منسلک حضرات کیلئے پیش رو مزید معلومات پر مشتمل ایک نیا تصنیف

BestUrduBooks.wordpress.com

ادارہ تالیفات اشرافیہ

بیرون بومذہبیٹ • ملتان • پاکستان

مولانا نور شاہ کچھنری، علامہ ایوسف بزرگ، مولانا بکرم عالم، مولانا جمشید شانی
 مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی کی زیر نگرانی مولانا محمد امجد علی کی تصنیف اور مولانا

تاریخ جامعہ اسلامیہ

ذابھیل

۱۳۴۷ھ سے ۱۳۵۷ھ تک کے فقہاء و شیعہ علماء دین کی تصنیفی خدمات کی تفصیلاً
 جامعہ کے مکتبہ اہلکاروں، خدمات، تعلیمات، وکلاء اور ان کی عبادت
 مکتبہ، ان کی دینی و دنیاوی کارکردگیاں کی قلمی خدمات کا مکمل مطالعہ
 کا اہتمام مولانا صاحب نے مولانا بکرم عالم کی زیر نگرانی کیا ہے

تصنیف

مولانا فضل الرحمن صاحب اعظمی
 استاد الحدیث کجاہنہ ذابھیل

پیشہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ

۵۵/۵۵، برسر گیت، لاہور، پاکستان

[illegible]

جہاں جہاں میں کئی خدوہ تھیں وہاں جہاں میں کئی خدوہ تھیں
میں نے ان کو دیکھا تھا، میں نے ان کو دیکھا تھا۔

[illegible][illegible]

نہایت کم ہے۔ اگرچہ آپ کی مثالیں بالکل اچھی ہیں، لیکن

اسی طرح کہ ان کے پاس بھی ایک ہی کتاب ہے۔ اس کتاب میں
مختلف مسائل کے حل دیے گئے ہیں۔

۴۰۱ حق غفلت

2. 7. 1991

عنوانات

- ۱۔ انتہائیہ
- (حضرت مولانا محمد سعید بزرگ بد نظار مہتمم جامعہ)
- ۸۔ عرضِ مرتب
- ۱۱۔ جامعہ گجرات۔ غازی قلم
- ۱۲۔ الجہاد والاسلام میں بجزائت۔ عربی قصیدہ
- ۱۸۔ ذوالکلیل و مسلک
- ۲۸۔ گجرات کی غرضی حالت
- ۳۱۔ تاسیس مدرسہ تعلیم الدین
- ۳۲۔ مدرسہ کی ترقی
- ۳۲۔ تجویز کا انتظام
- ۳۳۔ خوشنویسی کا اہتمام
- ۳۳۔ اردو کا اہتمام
- ۳۴۔ رسالہ "الدین" کا اجراء
- ۳۴۔ پرنس کا قیام
- ۳۵۔ زمین کی خرید و فروشی
- ۳۵۔ منائے مسجد
- ۳۶۔ مولانا احمد حسن بھٹائی صاحب کا سفر بنوئی افریقہ
- ۳۶۔ واپسی کا قصہ اور وفات
- ۳۷۔ مولانا کے بعد مدرسہ کا انتظام

- ۲۷۔ شاندار اور عمدہ نگار کی تحسین۔
- ۲۸۔ مولانا امجد علی کا ترجمہ۔
- ۲۹۔ نقل و حوالہ مولانا شرف علی قانونی
- ۳۰۔ ہجرت کے بارے میں کئی مشہور علماء۔
- ۳۱۔ دارالعلوم دیوبند کا اختلاف۔
- ۳۲۔ مولانا احمد علی صاحب گیلانی
- ۳۳۔ علماء دیوبند کی داخلگی آمد
- ۳۴۔ اہل اقصیٰ مدرسہ کی حالت
- ۳۵۔ جامعہ کارور اول۔
- ۳۶۔ حضرت مفتی صاحب مزمل دین دیوبند علی گڑھ مسعود
- ۳۷۔ دیوبند و اکنی اور مخالفت۔
- ۳۸۔ حضرت مفتی صاحب کے بعد منصب افتاء
- ۳۹۔ تحسین و زبانِ حق۔
- ۴۰۔ جلسہ ہندوستان فی
- ۴۱۔ مولانا صاحب کے حالات
- ۴۲۔ مزید در "تقدیرِ تحسین"
- ۴۳۔ دارالاسلام (پاکستان)
- ۴۴۔ سرائے جدید
- ۴۵۔ ماہنامہ زبانِ پاک ایکہ امتحان
- ۴۶۔ ۱۳۳۹ھ بخیرہ ماہ شہریں، بخیرہ کا سفر بخیرہ

- ۵۰۔ _____ مولانا ظفر احمد قحانوی کا سپاننامہ
- ۵۱۔ _____ جامعہ میں پانی کے کنوں کا انتظام
- ۵۱۔ _____ علی کی روشنی کا انتظام
- ۵۳۔ _____ علامہ انور ہلڈنگ کی تعمیر
- ۵۵۔ _____ ۱۳۱۵ھ اور سالانہ جلسہ
- ۵۶۔ _____ علامہ کشمیری کی عدالت
- ۵۷۔ _____ علامہ کا ایک خط آمد دارالجامعہ کے نام
- ۵۹۔ _____ ۱۳۵۲ھ اور علامہ کشمیری کی وفات
- ۶۱۔ _____ جلسہ تقریرت میں علامہ شبیر احمد عثمانی کی تقریر
- ۶۳۔ _____ علامہ عثمانی منصب صدارت پر
- ۶۵۔ _____ معاینہ علامہ سید سلیمان ندوی
- ۶۷۔ _____ جلسہ دستار بندی میں مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید کی شرکت
- ۶۹۔ _____ ان دونوں حضرات کا معینہ
- ۷۲۔ _____ مولانا عبدالرحمن امروہوی کا تقریر
- ۷۳۔ _____ نقشہ تقسیم اسباق سوال ۵۵۲
- ۷۵۔ _____ معاینہ مولانا مصعب الدین اجمیری
- ۷۶۔ _____ مولانا سید اصغر حسین دیوبندی
- ۷۷۔ _____ ۵۵۲ھ مسجد کی مرمت
- ۷۷۔ _____ عربی درمجا کے چھت کی تبدیلی
- ۷۷۔ _____ مولانا یوسف پوری کا تقریر

- ۵۵۲۔ محمد الحضر کی تالیف _____ ۸۰
- ۵۵۳۔ مولانا عثمانی اور العلوم و یومہ کے صدر مہتمم مقرر ہوئے۔ _____ ۷۹
- ۵۵۴۔ سالانہ جلسہ میں مولانا عثمانی کی ایک تقریر _____ ۸۰
- ۵۵۵۔ مولانا احمد درویش کی وفات _____ ۸۱
- ۵۵۶۔ نقشہ تقسیم اسبق ۵۵۴ _____ ۸۲
- ۵۵۷۔ معائنہ خواجہ ذاکر مصطفیٰ الدین نظام حیدر گڑ _____ ۸۳
- ۵۵۸۔ ۵۵۵ پانی کی فریولی _____ ۸۲
- ۵۵۹۔ معائنہ سید عطاء اللہ شہادت خاں _____ ۸۷
- ۵۶۰۔ معائنہ مولانا حبیب الرحمن ندووی _____ ۸۷
- ۵۶۱۔ ۵۵۶ مولانا احمد بزرگ مہتمم جامعہ کاسر افریقہ _____ ۸۸
- ۵۶۲۔ ۵۵۷ نادر عثمانی کی ایک تقریر _____ ۸۹
- ۵۶۳۔ افریقہ میں پیش کیا گیا ایک پاسنامہ _____ ۹۲
- ۵۶۴۔ سفر سے واپسی _____ ۹۳
- ۵۶۵۔ مولانا سر اج احمد رشیدی کا انتقال _____ ۹۵
- ۵۶۶۔ نقشہ تقسیم اسبق ۵۵۷ _____ ۹۹
- ۵۶۷۔ ۵۶۰ معائنہ مولانا حبیب اللہ سندھی _____ ۱۰۳
- ۵۶۸۔ جامعہ کے دور لول کا ہائزہ _____ ۱۰۵
- ۵۶۹۔ ۵۶۱ مولانا احمد بزرگ مہتمم جامعہ کی جامعہ سے علیحدگی _____ ۱۰۸
- ۵۷۰۔ جامعہ کا دور ثانی _____ ۱۰۸
- ۵۷۱۔ مولانا عثمانی اسماعیل بسم اللہ مفتی محمد کرمات منصب اہتمام پر۔ _____ ۱۰۹

- ۱۰۰۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۰۱۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۰۲۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۰۳۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۰۴۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۰۵۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۰۶۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۰۷۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۰۸۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۰۹۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۱۰۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۱۱۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۱۲۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۱۳۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۱۴۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۱۵۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۱۶۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۱۷۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۱۸۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۱۹۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔
- ۱۲۰۔ عورتوں کی سب سے بڑی بات ہے۔

- ۱۲۶۔ منہ بھر کر مہمانوں کی دکانیں کھولیں۔
- ۱۲۷۔ چار سال کی بونہا ایک سال کے ٹٹا کے بعد۔
- ۱۲۸۔ صدقہ دے۔
- ۱۲۹۔ بڑا بہت چمکا۔
- ۱۳۰۔ سب سے زیادہ کامیاب اور سب سے بڑی کامیابی۔
- ۱۳۱۔ سب سے زیادہ کامیاب اور سب سے بڑی کامیابی۔
- ۱۳۲۔ ایک سال کی بونہا ایک سال کے ٹٹا کے بعد۔
- ۱۳۳۔ چار سال کی بونہا ایک سال کے ٹٹا کے بعد۔
- ۱۳۴۔ صدقہ دے۔
- ۱۳۵۔ بڑا بہت چمکا۔
- ۱۳۶۔ سب سے زیادہ کامیاب اور سب سے بڑی کامیابی۔
- ۱۳۷۔ سب سے زیادہ کامیاب اور سب سے بڑی کامیابی۔
- ۱۳۸۔ صدقہ دے۔
- ۱۳۹۔ بڑا بہت چمکا۔
- ۱۴۰۔ سب سے زیادہ کامیاب اور سب سے بڑی کامیابی۔

- ۱۵۲۔ نقل معائنہ مولانا محمد یوسف صاحب امیر تبلیغ
- ۱۵۲۔ نقل معائنہ مولانا فخر الحسن کشمیری
- ۱۵۳۔ ۸۸۴ھ وفات مولانا محمد یوسف صاحب امیر تبلیغ
- ۱۵۵۔ نقول معائنہ مولانا حبیب الرحمن اعظمی و مولانا عبدالحق فیضیادی
- ۱۵۶۔ ۸۸۵ھ وفات مولانا بدر عالم میر خٹکی
- ۱۵۷۔ ۸۸۱ھ نقل معائنہ مولانا دھرمی شاد فتح پوری
- ۱۵۸۔ ۸۸۲ھ نقل معائنہ مولانا فخر الدین احمد شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند
- ۱۶۰۔ ۸۸۷ھ سفر اہم مقام جامعہ مولانا محمد سعید بزرگ مدظلہ
- ۱۶۱۔ مولانا محمد رشید بزرگ نائب مستم
- ۱۶۱۔ انگریزوں کی کانٹنمنٹ کی ابتدا
- ۱۶۲۔ وفات مولانا علی محمد تراجونی
- ۱۶۳۔ نقل معائنہ مولانا ابراہیم ہرودی مدظلہ
- ۱۶۳۔ فی مسجد کی تعمیر
- ۱۶۵۔ ۸۸۸ھ وفات جناب امیر محمد نواب ذابغی
- ۱۶۵۔ ۸۸۹ھ درجہ حفظہ کیلئے ایک نیا ضابطہ
- ۱۶۶۔ دائرہ تکفیر کی ابتدا
- ۱۶۶۔ وفات مفتی اسماعیل گورار اندری
- ۱۶۶۔ وفات امیر الہم محمود اسم اللہ
- ۱۶۷۔ ۸۸۹ھ درجہ جلد سازی کا افتتاح
- ۱۶۷۔ شعبہ نشر و اشاعت کی خدمات

۸۰. جات کے لئے اس وقت کے لئے _____ ہے۔
۸۱. جو کچھ _____ ہے۔ _____ ہے۔
۸۲. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۸۳. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۸۴. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۸۵. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۸۶. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۸۷. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۸۸. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۸۹. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۹۰. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۹۱. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۹۲. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۹۳. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۹۴. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۹۵. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۹۶. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۹۷. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۹۸. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۹۹. _____ ہے۔ _____ ہے۔
۱۰۰. _____ ہے۔ _____ ہے۔

۶۸. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۶۹. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۷۰. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۷۱. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۷۲. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۷۳. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۷۴. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۷۵. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۷۶. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۷۷. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۷۸. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۷۹. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۸۰. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۸۱. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۸۲. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۸۳. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۸۴. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۸۵. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۸۶. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۸۷. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۸۸. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۸۹. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)
۹۰. "میں نے اپنے دل سے تم کو نکال دیا ہے۔" (۱۰۰)

[illegible]

- ۳۴۸۔ (عربی)۔
- ۳۴۹۔ (عربی)۔
- ۳۵۰۔ (عربی)۔
- ۳۵۱۔ (عربی)۔
- ۳۵۲۔ (عربی)۔
- ۳۵۳۔ (عربی)۔
- ۳۵۴۔ (عربی)۔
- ۳۵۵۔ (عربی)۔
- ۳۵۶۔ (عربی)۔
- ۳۵۷۔ (عربی)۔
- ۳۵۸۔ (عربی)۔
- ۳۵۹۔ (عربی)۔
- ۳۶۰۔ (عربی)۔
- ۳۶۱۔ (عربی)۔
- ۳۶۲۔ (عربی)۔
- ۳۶۳۔ (عربی)۔
- ۳۶۴۔ (عربی)۔
- ۳۶۵۔ (عربی)۔
- ۳۶۶۔ (عربی)۔
- ۳۶۷۔ (عربی)۔
- ۳۶۸۔ (عربی)۔
- ۳۶۹۔ (عربی)۔
- ۳۷۰۔ (عربی)۔
- ۳۷۱۔ (عربی)۔
- ۳۷۲۔ (عربی)۔
- ۳۷۳۔ (عربی)۔
- ۳۷۴۔ (عربی)۔
- ۳۷۵۔ (عربی)۔
- ۳۷۶۔ (عربی)۔
- ۳۷۷۔ (عربی)۔
- ۳۷۸۔ (عربی)۔
- ۳۷۹۔ (عربی)۔
- ۳۸۰۔ (عربی)۔
- ۳۸۱۔ (عربی)۔
- ۳۸۲۔ (عربی)۔
- ۳۸۳۔ (عربی)۔
- ۳۸۴۔ (عربی)۔
- ۳۸۵۔ (عربی)۔
- ۳۸۶۔ (عربی)۔
- ۳۸۷۔ (عربی)۔
- ۳۸۸۔ (عربی)۔
- ۳۸۹۔ (عربی)۔
- ۳۹۰۔ (عربی)۔
- ۳۹۱۔ (عربی)۔
- ۳۹۲۔ (عربی)۔
- ۳۹۳۔ (عربی)۔
- ۳۹۴۔ (عربی)۔
- ۳۹۵۔ (عربی)۔
- ۳۹۶۔ (عربی)۔
- ۳۹۷۔ (عربی)۔
- ۳۹۸۔ (عربی)۔
- ۳۹۹۔ (عربی)۔
- ۴۰۰۔ (عربی)۔

- ۳۵۸۔ "میں نے اس کو دیکھا تھا۔" اس کی تائید کرنے والی بات ہے۔
- ۳۵۹۔ "میں نے اس کو دیکھا تھا۔" اس کی تائید کرنے والی بات ہے۔
- ۳۶۰۔ "میں نے اس کو دیکھا تھا۔" اس کی تائید کرنے والی بات ہے۔
- ۳۶۱۔ "میں نے اس کو دیکھا تھا۔" اس کی تائید کرنے والی بات ہے۔
- ۳۶۲۔ "میں نے اس کو دیکھا تھا۔" اس کی تائید کرنے والی بات ہے۔
- ۳۶۳۔ "میں نے اس کو دیکھا تھا۔" اس کی تائید کرنے والی بات ہے۔
- ۳۶۴۔ "میں نے اس کو دیکھا تھا۔" اس کی تائید کرنے والی بات ہے۔
- ۳۶۵۔ "میں نے اس کو دیکھا تھا۔" اس کی تائید کرنے والی بات ہے۔
- ۳۶۶۔ "میں نے اس کو دیکھا تھا۔" اس کی تائید کرنے والی بات ہے۔
- ۳۶۷۔ "میں نے اس کو دیکھا تھا۔" اس کی تائید کرنے والی بات ہے۔
- ۳۶۸۔ "میں نے اس کو دیکھا تھا۔" اس کی تائید کرنے والی بات ہے۔
- ۳۶۹۔ "میں نے اس کو دیکھا تھا۔" اس کی تائید کرنے والی بات ہے۔
- ۳۷۰۔ "میں نے اس کو دیکھا تھا۔" اس کی تائید کرنے والی بات ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

افتتاحیہ

انا حضرت مولانا محمد سعید صاحب مدظلہ العالی کے ہاتھوں سے

اہل تاریخ پر روشن ہے کہ گجرات وہ سرزمین ہے جہاں سے پہلے پہل اسلام کی روشنی ہندوستان میں آئی، صدیوں پہلے اہل عرب تاجراور سونگر کی حیثیت سے سندھ اور فیما بے لیکہ گجرات تک بحر ہند کے پورے ساحل پر پھیلی چکے تھے وہ اپنے ساتھ اپنا دین، اپنا قرآن اور اپنے علوم بھی لائے تھے اور اس سے سالہا سال پہلے کہ اسلام کا کوئی شہ زدن سپاہی اس سرزمین پر قدم رکھے یہاں مسلمان عربوں اور عرانیوں کی فوجا دیان قائم تھیں اور مسجدیں تعمیر اور آباد تھیں، یہی مسجدیں اسلام کی ابتداء کے سنگا میں تھیں جنہیں شیخ کمال الدین اور قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آواز بلند کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں جب عثمان بن العاص ثقفیؓ کو بحرین اور عمان کا گورنر مقرر فرمایا تو انھوں نے عثمان (رضی اللہ عنہ) پر فوج کشی کیلئے ستر ہزار میں ایک فوج مقرر کی جو سالم و غانم واپس آگئی۔ اس فوج کے افسران کے بھائی حکم بن العاص رضی اللہ عنہ تھے اور اس کے بعد حضرت عثمان بن عفانؓ نے اپنے بھائی حکم بن العاص رضی اللہ عنہ کو بحرین پر فوج کشی کیلئے بھیجا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں فوج کشیوں کا تذکرہ جمالی طور پر فرمایا ہے۔ حضرت حکم بن العاص رضی اللہ عنہ اس فوج کے افسر تھے ان کے بھائی ہونے کی تصریح علامہ ابن سعد نے طبقات میں اور علامہ ابن اثیر جزیری نے اسد الغابہ میں فرمائی ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان دونوں فوجوں میں دیدہ و نبوی اسے مشرت، ہستیوں کی کچھ تعداد و فیض شامل ہوگی اس لحاظ سے ہندوستان بھی (اور خصوصاً علاقہ گجرات) ان خوش قسمت ملکوں میں ہے جن کی خاک محبت یا سنگان نبوی کے پاؤں سے لگے ہمارے آنکھوں کا کھل الجواہر بن چکی ہے اور یہ وہ زمانہ تھا جب ہر کلمہ گو کے لب و دہن اجڑنا اور خوشا پادشاہوں سے حضرت عیسیٰؑ میں غلطی جہر کے حکم نے جو فوج ہندوستان کی طرف روانہ ہوئی اس میں رجب بن صبیحؓ کے بھائی البصریؓ بھی تھے

جن کو تباہی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ یہ بھی ان بزرگوں میں تھے جنہوں نے احادیث کے سنسٹر اور راق کے کچکا کرنے میں سب سے پہلے حصہ لیا تھا بلکہ صاحب کشف الظہیر کا بیان ہے کہ قیل و قال، (یعنی) روایت فی الاسلام (کہا گیا ہے کہ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام میں تصنیف کی) آپ حضرت حسن بصریؒ کے شاگرد ہیں اور احادیث کے اساطین علم سفیان ثوری، عبد الرحمن بن ہمدانی، عبد اللہ بن مبارک، وکیعہ بن الجراح وغیرہ کے استاد ہیں۔ آپ جس فوج میں ہندوستان آئے تھے اس نے بار بار (بھارت بھارت) ضلع مصر (پانچا پر حملہ کیا، وہاں ایک بڑا بٹ خانہ تھا اب بھی ہر بارہ سال کے بعد یہاں مذہبی میلہ لگتا ہے۔ اس حلقہ میں) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوح کیا، مگر جنگ کے بعد سمندر میں غلیانی آگئی اس نے اسکا فوج فوج واپس نہ جو سکی اور موسم کے خوںگوار ہونے اور مد و جزر ختم ہوئے۔ نیک ٹھہر گئی اسکا زمانہ قیام میں بجا ہوتا ہے ایک وہابی بیماری پھیل گئی جسے تمام قرہ (بھارتی) کہا جاتا ہے یہ سختی نہیں پھوٹے پھنسی کا شکل میں پیدا ہوتی تھی اس بیماری میں ایک ہزار آدمی کے قریب مر گئے، انہاں رہنے والوں میں ریز بن صبیح بھی ہیں۔ گویا یہ پہلے ٹھوٹ ہیں جو سرزمین ہند میں وارد ہوئے۔ بلکہ دوسری صدی ہجری کے آخر میں جنوبی گجرات کے مقام سخجان میں ایک اسلامی سلطنت بھی قائم ہو چکی تھی۔ اس دور کے پہلے فضل و علم کا تذکرہ مولانا قاضی اطہر سادہ پوری مرحوم نے تفصیل سے کیا ہے۔ سلسلہ میں محدث و تعلق کے گورنر ظفر خان نے مظفر شاہ کا لقب اختیار کر کے ایک خود مختار حکومت قائم کی اور اس کے بعد سلسلہ میں اس کا سجادہ نشین، احمد شاہ اول بن گیا ہوا۔ یہی وہ خوش نصیب مطلقان ہے جس نے گجرات کو عرب اور ہندوستان کے رچے میں سلسلہ اللہ آباد بنادیا، اور مصر کی آسمانی اور آمد و رفت کی کثرت نے ملائے ہند کو تجارتی علوم سے آشنا ہونے کا موقع بہم پہنچایا۔ علم حدیث کے ہندوستان میں فروغ کا حقیقی زمانہ نویں صدی ہجری کا قائم اور دسویں صدی کا آغاز ہے۔ یہ وہ عہد تھا جب محدث و شام و عراق میں امام حدیث حافظ محمد بن علی رحمہ اللہ کا رخصت و کمال کا آفتاب نصف النہار پر تھا، اور ہندوستان کے مختلف محلوں میں سے سب سے پہلے گجرات نے اپنا طبعی حق پایا یعنی بحر عرب کے اس باریک شائیں سے پہلے یہیں آکر بیڑی۔ حافظ سعادتی کے تلامذہ ہیں سب سے پہلے مولانا تاج بن دار و گجراتی ہیں سلسلہ میں وہ حافظ سومرت کے حلقہ میں داخل ہوئے اور اذکر حدیث کی سند حاصل کی اس کے بعد وہ گجرات آئے لوگوں نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا سلسلہ میں احمد آباد میں وفات پائی

اس کے بعد مولانا وجید الدین بالکی آئے، سلطان گجرات نے ان کو ملک اندھین کا خطاب دیا، وہ یہیں کے
 ہوئے۔ ۱۹۹۷ء میں احمد آباد میں وفات پائی، اس کے بعد انہیں سرسبزین میں علم و فضل کے آفتاب و آفتاب
 روشن ہوتے رہے جنہیں مولانا علاؤ الدین احمد نہروانی، جمال الدین محمد بن عمر حسینی، سید رفیع الدین معقزی
 گجراتی، مولانا عبدالمالک جیسا کی گجراتی، حافظ کلاوی، آیت اللہ شیخ علی ستی، اوساب کسروال، شیخ محمود طائر
 چشتی، اوساب مجتبیٰ البزار۔ مذکورہ الموعزمات، الفنی فی اسناد ارجالی، شیخ وصیہ الدین علوی گجراتی، اوساب
 جواد علی المظفر، والکونج، تفسیر امیناوی، وشرح المواظف وشریعت القاعد، جیسے اساطین علم وفضل
 موجود ہیں، یہ وہ زمانہ تھا کہ خطہ گجرات میں اسٹاک علوم و فنون کا غفلت تھا۔ اور نہ کنگان علوم اپنی علمی پیمانی
 ان علمی چشموں سے بھٹکتے تھے، یہ سب شاہان گجرات کی علمی تہذیب و رانی کا نتیجہ تھا، مولانا حکیم سید علی گجراتی
 حبشیؒ کا یاد ایام۔ جن تحریر فرماتے ہیں کہ ”شاہان گجرات تھے اپنے ڈیڑھ سو برس کے زمانہ فرمانروائی
 میں جس قدر علوم و فنون کی سرپرستی کی ہے وہی کی ششہ سالہ تہذیب اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتی
 یہ صرف ان کی قدر دانی اور حوصلہ افزائی کا نتیجہ تھا کہ مشیر روز و سیر و دیگر مالک، سلامیہ کے عید و
 برکزیہ و عکاسے گجرات میں آکر بود و باش، اختیار فرمائی جن کے فیوض سے چند دفوں میں گجرات المال
 ہو گیا اور خود گجرات میں اس پائے کے علماء پیدا ہوئے جن کے فیوض علمی کی آبیاری سے اب تک
 ہندوستان کی درسگاہیں سیراب ہو رہی ہیں اگر آپ اس کا بھی انداز کرنا چاہیں تو شیخ عبدالقادر
 حضرت کی انوار الصافر، ابو بکر غزالی کی اشرف المروزی، محمد بن عمر راضی کی غفر لوالہ، اور اگر سیرت ابن
 تصنیفات شائے ہو گئی ہوں تو میں کہتا کہ الخوارزمی، جنت المشرق۔ اور نہ ہتر الخوارزمی غفر فرمائیے
 اس وقت آپ پر ایک حیرت انگیز حقیقت کا انکشاف ہو گا: اور آپ سمجھیں گے کہ گجرات اگر علوم و
 فنون عقلیہ کے اعتبار سے شیراز تھا تو حدیث شریف کی شہادت کے لحاظ سے یمن نیرون سے مماثلت
 رکھتا تھا۔ ۱۹۹۷ء۔ اس کے بعد بھی ختم کا یہ سلسلہ فتاوت علماء کے ذریعہ جاری رہا لیکن اگر گجراتی
 حکومت کے قیام کے بعد اس میں بہت تیزی سے زوال آیا۔ ۱۹۹۷ء کے جنگامہ کے بعد جب انگریزوں کا
 کے قدم ہندوستان کی سرسبزین میں مضبوطی کے ساتھ جم گئے تو سلطان سکرین کو محسوس ہوا کہ اب یہاں
 ڈر والی و غلطی کے ساتھ مسلمانوں کے دین و مذہب ایران کی قومی زندگی کی بھی خیر نہیں ہے کیوں کہ
 تاریخ کی مسلسل شہاد توں کے مطابق جب کوئی قوم کسی ملک کو فتح کرتی اور اس ملک کے باشندہ و بزر

سب سے پہلے یہ مسئلہ پیش ہے تو فاتح قوم کا اثر و نفوذ صرف مفتوح قوم کے مسکنوں تک محدود نہیں رہتا بلکہ وہ ان کے دلوں اور دماغوں کی بھی تسخیر کرتی ہے اور مسکن کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مفتوحہ اقوام اپنے قومی خصائص اور روایات اور دل شعائر و علامات کو نہ صرف یہ کہ نظر انداز کرتی ہیں بلکہ ایک نئے نئے عمل تجارب کے مسلسل جاری رہنے کے باعث آخر کار وہ ان سے نفرت کرنے لگتی ہیں اور اب ان کے لئے فاتح قوم کی نفالی اور گہرا ز تقلید سرمایہ افتخار بن جاتا ہے۔ ہندوستان کے بیدار مغز مسلمان ارباب فکر و علم نے اس خطرہ کا احساس دقت و احساس گہرا اور اس کا سد باب کرنے کیلئے انھوں نے سب سے پہلے مسلمانوں کی تعلیم کی طرف توجہ کی، اس میں کوئی مشیہ نہیں کہ مسلمان ارباب فکر کا یہ اقدام نہایت طاقتور اندیشہ اور ذہنی پریشانی پر مبنی تھا کیوں کہ سیاسی قوت و طاقت سے محروم ہوجانے کے بعد تعلیم کے سوا کوئی اور ایسی چیز باقی نہیں رہ گئی تھی جس کے ذریعہ مسلمان اپنی قومیت کا تحفظ کر سکتے اور غلبہ و کھلم ہونے کے باوجود اکیسیت ایک قوم کے زندہ رہ سکتے۔

اس وقت کے اہل فکر اور خصوصیت سے ان برہمنوں میں جو ۱۸۵۷ء کے فوجی انقلاب سے خود بھی گھبر چکے تھے اور مسلمانوں کی دشمنی کو خاک و خون میں نہر نہا ہوا دیکھ چکے تھے بلکہ وہ غور و فکر و اندیشہ لاتی ہو چکا کہ نظم و صرفت کے اہل کاروں کو کہاں ٹھکانا دیا جائے؟ اور ہندوستان میں بے شمار مسلمانوں کے دین و ایمان کے سنبھالنے کیلئے کیا صورت اختیار کی جائے؟ اس وقت یہ طے ہوا کہ مسلمانوں کے دینی شعور کو بیدار رکھنے اور ان کی ملی شیرازہ بندگی کیلئے ایک ایسا دینی درس گاہ کا قیام ناگزیر ہے اس قرار داد کی روشنی میں مجتہد الاسلام حضرت مولانا محمد تاج محمد تاج محمد تاج اور ان کے رفقاء نے یہ فیصلہ کیا کہ اگرچہ یہ عمارت دینی درس گاہ قائم ہونی چاہئے چنانچہ دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا، اسلامی عہد حکومت میں حاکم کے لئے حکومت کی جانب سے اوقات مقرر ہوتے تھے جن سے دوسرے کے اخراجات پورے کیے جاتے تھے، والیالہ ریاست اور رام پور کے حکومت بھی پور کا قیامی کے ساتھ مدارس کی سرپرستی کرتے تھے مگر یہ دارالعلوم قائم ہوا تو اس مذہبی حکومت کی وہ ضلع جوچہ سو سال سے ہندوستان میں رشتہ تھی گل چوہلی تھی اسلامی حکومت نے غلام کو اس سے بے نیاز کر دیا تھا کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم کی ذمہ داری اپنے سر پر نہ لے لیں، اس لئے اس وقت کا مشیہ اہم سوال یہ تھا کہ آئندہ بچوں کی تعلیم کا کس طرح انتظام کیا جائے۔ تمام اوقات حکومت نے ضابطہ لے لئے، اس لئے اب ضرورت تھی کہ وہ تمام

کے ذہنی طریقہ پر بصرہ سے کونے کے بجائے کوئی دوسرا طریقہ اختیار کیا جائے۔ یہ طریقہ عوامی
چندنے کا تھا جس میں د حکومت کی ذلہ امداد شاہن چور اور درجہ نگہ داروں کی تاکہ سرکاری اخراجات
سے یہ تعلیم گاہ آزاد رہے۔ آخر سے سو، سو اور سو سال پہلے بلاشبہ یہ ایک عجیب و غریب اور نئی بات
تھی کہ عوامی چندے کی بنیاد پر ایک ایسا تعلیمی اور زراعتی قائم کیا جائے جو حکومت کے اخراجات سے آزاد
جو بننے والے عوامی دور کے پیش نظر ایک زبردست پیش بینی تھی۔ اب جب کہ بڑی بڑی برائیاں
خواب و خیال بن چکی ہیں اور زمینداروں کی ختم ہو گئی ہیں مگر روس ہندوستان میں ہزاروں رہتی
عربے چل رہے ہیں اور ان بر حکومت کی بندہ بیوں کا کوئی اثر نہیں ہے اس سے عوامی چندے کی
وادی اور عوام کی بنیادوں کے استحکام کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اوقات کے ساتھ طریقے
کے بگاڑے عوامی چندے کا یہ طریقہ بہت کامیاب اور بڑا نتیجہ خیز ثابت ہوا۔ سنی مدارس کے قیام
اور ذاتی تعلیم کے فروغ کو عوامی چندے کی تحریک میں تہذیب کو دنیا کی ایک کڑی جامعہ
اسلامیہ ڈھیلے سے جس کی ابتداء ایک چھوٹے مدرسہ کی تھی جہاں تعلیم الدین کے نام سے سہلک کی
میں مسلمانوں کے مسائل میں ہوئی۔ خدا کے ایک برگزیدہ اور مسلمانوں کی دینی جہالت و
موجوم پرستی سے درمند حضرت مولانا احمد حسن بھٹو نے بڑی بے سرو سامانہ کے عالم میں اس کو
ضروری کیا۔ گاؤں میں ہر گھر میں ایک ہندو رکھ دیا تھی کہ غریبوں کو اپنا گھر کی روٹی بکاتے
کے لیے بیٹھیں تو ایک ٹھکانے میں ہندو یا مسلمان دیا گیا کہ یہ عوامی چندہ جس سے تعلیم الدین کی
ابتداء ہوئی۔ اور پھر تو یہ عوامی سادہ سادہ جو تعلیم الدین کے نام سے ملک کی مسجد میں شروع ہوا تھا۔
چند سالوں کے بعد جامعہ اسلامیہ کے نام سے گجرات و ہندوستان کے ہر پرچھلے لگا۔ اور دارالعلوم دیوبند
میں آئے والے شیعہ علما کی بنیاد پر بھٹو نے وائٹن کے چھوٹے گاہنوں کی سر زمین سے اٹھنے لگے۔ اور دنیا
سے مشہور علی حقیقی اور محمد ظاہر پاشی کے بعد دوسری مرتبہ بنگالہ مرزا محمد تقی و علما کی ایک جماعت کو
جس میں محدث عصر علامہ امیر شاہ، اور مفسر قرآن و شارح مسلم علامہ شبیر احمد عثمانی، مسیحی باہرہ شخصیتیں
تھیں، اس میں گجرات کے ایک اور ائمہ و دیہات میں مولانا و انعام پایا۔ یہ سب ایک اور کس فرما
جو اسی کا جواب آپ پیش نظر کتاب میں تلاش کر سکتے ہیں۔ جامعہ اسلامیہ دیوبند گجرات میں نہیں بلکہ
ہندوستان کا بلند پایہ علمی و ثقافتی مرکز اور ایک قدیم درس گاہ۔ یہ جس کے مختلف حصوں

میں پھیلے ہوئے ہیں اس کے اثرات شعوری و غیر شعوری طور پر عام تلوپ تک پہنچے ہوئے ہیں اس لئے متعلقین جامعہ کے علاوہ واردین و صادرین کا ایک سلسلہ ہے جو اس کی طرف کھینچا آتا رہتا ہے آنے والوں اور آنے کے آرزو مندوں کے دلوں میں ساتھ سے قبل اور بعد قدرتِ رائے سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ جامعہ کیا ہے؟ کب قائم ہوا؟ کیوں قائم ہوا؟ کن حالات میں قائم ہوا؟ اور اس کے کیا خدمات انجام دیں؟ ان سوالات کا تفصیلی جواب ظاہر ہے کہ دینی اور وہ بھی ہر وارد و صادر کیلئے علیحدہ علیحدہ دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے اس لئے حضرت تمنا کی اجمالی طور پر جامعہ کی تاریخ مرتب کی جانے خصوصاً بعض رہ معلومات جو قریب و دور حضرات سے سبزیوں میں امانت تھیں وہ ان کے اٹھنے سے ختم ہوتی جا رہی تھیں، اگر بر وقت ان کو محفوظ نہ کر لیا جاتا تو یہ معلومات انہی کے ساتھ رخصت ہو جاتیں۔ چنانچہ اس کام کیلئے جامعہ کے مستعد و فعال استاذ الحدیث مولانا فضل الرحمن صاحب زید مجاہدیم سے درخواست کی گئی اور مولانا موصوف نے بڑی خوشدلی سے اس اہم ذمہ داری کو قبول فرمایا۔ موصوف نے جامعہ کی قدیم و جدید رویدادوں اور مستند و فخری کاغذات سے مواد فراہم کرنا شروع کیا۔ بعض معلومات زبانی طور پر بھی مجھ سے اور دیگر بعض عمر حضرات سے حاصل کرتے رہے اور جمع شدہ حصہ کو وقتاً فوقتاً آفر کو سنا تے رہے اور الحمد للہ ایک مدت کی عربی و ریزی سے جامعہ کی اجمالی تاریخ پر ایک ایسا مجموعہ مرتب ہو گیا جس کے مطالعہ سے جامعہ یک وقت سامنے آسکتا ہے اور جامعہ کے سلسلہ میں ابھرنے والے سوالات باسانی حل ہو سکتے ہیں۔ میں حضرت مولانا موصوف کا ممنون ہوں کہ انھوں نے اپنی تمام اہم تدوینی ذمہ داریوں کے ساتھ بڑی محنت و جانفشانی سے یہ ذمہ داری انجام دی ذیہذا ہم اللہ فی الدارین احسن الجوار۔

اس راہ میں قدم رکھنے والے حضرات بخوانے ہیں کہ تاریخ نگاری کا فن بڑا محنت طلب اور جاں گزاف ہے۔ بعض مرتبہ ایک چھوٹی سی تاریخی کوئی کے حصول کے لئے بیسیوں قسم کی تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں خصوصاً جب کہ ایک ایسے ادارہ کی تاریخ مرتب کرنی ہو جس کے سلسلہ میں اس سے پہلے کبھی اس قسم کی کوئی سعی نہیں کی گئی اور مولانا موصوف بھی اس راہ کے کہنہ شوق نہیں ہیں اس لئے یقین ممکن ہے کہ بعض تاریخین کو اس میں کچھ تنگی محسوس۔

اور بعض حضرات ایسے بھی موجود ہوں جن کے پاس جامعہ کے سلسلہ میں مستند معلومات ہوں ،
 لیکن مؤلف کے سامنے سے وہ بائیں نہ گزر سکیں اس لئے وہ ان کو اس میں شامل نہ کر سکے اس
 قسم کے تمام حضرات سے گزارش ہے کہ وہ سنجیدہ اور مستند طریقہ سے اس کی نشاندہی فرمائیں
 تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تلافی کی جاسکے ، اس کی دوسری جلد میں جامعہ کے ان فضلاء و
 کاتبوں کا جنہوں نے علمی و ثقافتی تصنیفی ، تدریسی ، اصلاحی ، تبلیغی میدانوں میں کئے گئے میلان
 یں خاص خدمات انجام دیں اس سلسلہ میں قارئین حضرات خصوصاً فضلاء جامعہ سے گزارش ہے
 کہ وہ اپنی معلومات فراہم فرما کر خصوصی تعاون فرمائیں ۔

اس موقع پر میں اراکین شوریٰ کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کر رہا ہوں کہ انہوں نے جامعہ کی طرف
 سے اس کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرما کر اس مرحلہ کو آسان فرمایا ۔

محمد سعید بزرگ
 مہتمم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

عرضِ مُرتب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِی الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ
وَالْمُرْسَلِیْنَ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ !

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل صلیک چندوستان کے طول و عرض میں پھیلا ہوا ہے
وہیں مدارس کی فہرست میں اپنا ایک بلند مقام رکھتا ہے، اس کی اپنا ایک روشنی اور
تابناک تاریخ ہے جو اسے ایک خصوصی امتیاز و تفصیلت عطا کرتی ہے۔ اس کو ایک ایسی
عالی نسبت حاصل ہے جو ہندو پاک کے بہت سے مدارس کو حاصل نہیں، اسی لئے اس کا
شہر ملک کے عظیم اور مشہور تر مدارس میں ہوتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے ساتھ تو
جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کا تذکرہ ناگزیر ہو جاتا ہے۔ بقول حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب
رحمۃ اللہ علیہ جامعہ ڈابھیل دارالعلوم ثانی ہے۔

اور خاص اس سہ زمین گجرات پر تو اپنے نورا کی سب سے عظیم اور بے غیر شالی
درگاہ ہے اس لئے اس کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اس ادارہ کا ایک
تاریخ بربان اردو و ہندو مرتب ہوئی جائے۔ اب جب کہ اس کا وہ عہد زری جس نے اس
کو شہرت کے بام عروج پر پہنچا دیا تھا ماضی بن گیا ہے۔ پرانے حضرات جنہوں نے وہ
دور مسودہ کچشم خود دیکھا تھا دنیا سے رخصت ہوتے چلے جا رہے ہیں یہ ضرورت شدید
سے شدید تر ہو گئی۔

اجاب میں اس کا تذکرہ ہوتا رہا۔ مہتمم جامعہ حضرت مولانا محمد سعید احمد صاحب بزرگ
مذلل کے سامنے ذکر آیا تو مصروف نے نہ صرف اس کی تائید کی بلکہ زور دیا کہ یہ کام ہونا چاہیے
اتفاق سے بعض اجاب کا اشارہ مجھ حقیر کی طرف ہوا کہ میں ہی یہ کام انجام دوں۔ میرے لئے

اس کام کا انجام دینا کچھ آسان نہیں تھا لیکن یہ سوچ کر کہ نہ ہونے سے کچھ ہو جانا بہتر ہے
(ملا لید رک کھلے ملا لید رک کھلے) اللہ تعالیٰ کا نام لیکر شروع کر دیا۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکتہ تھی

سیر صبح تیسری مہرانی

ابتداء سے اب تک تقریباً ہر سال کی درمہ کی رپورٹ بڑبان گجراتی شائع ہوتی
ہوتی ہے۔ ۱۳۱۰ھ میں مولانا احمد بزرگ رحمۃ اللہ علیہ بہتم جامعہ نے اردو میں بھی اردو
شائع فرمائی جس میں ۱۳۱۰ھ سے لیکر ۱۳۱۵ھ تک کے حالات تحریر فرمائے مگر تیس سال
سے لیکر ۱۳۱۵ھ تک کے مختصر حالات بھی بیان فرمائے۔ اس کے بعد ۱۳۱۵ھ تک ہر سال
اردو اردو شائع فرماتے رہے۔

اس تاریخ کی ترتیب میں ان اردو اردو اول سے کافی مدد ملی ہے۔ اس کے بعد کے
حالات گجراتی رپورٹ سے ماخوذ ہیں۔ ہر سال کے حالات سندھ دار لکھے گئے ہیں۔ تمام
واقعات رپورٹ سے اس طرز سے منقول ہیں کہ پڑھنے والا ایسا محسوس کرے گا گویا اس
سال کے حالات اسی سال میں پڑھ رہا ہے۔ بعض مقامات پر واقعات کی ترتیب کیلئے
خارج سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ اس کا حوالہ بھی وہیں درج کر دیا گیا ہے۔ جس تغیر
کا ذکر آیا ہے اس کا غور بھی رہیں دیدیا گیا ہے مجلس علمی کی خدمات بھی جامعہ سے متعلق
تھیں اس لئے مجلس علمی اور اس کی خدمات کا تعارف بھی پیش کر دیا گیا ہے۔ سالانہ حالات
کے بعد جامعہ کے منتہین اور مشہور اساتذہ حدیث کا تذکرہ بھی لکھا گیا ہے جس میں ان خدمات
کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو یہاں رہ کر ان حضرات نے انجام دی ہیں۔

اردو روئید اول میں بہت سے اردو فارسی اور عربی قصائد بھی شائع ہوئے تھے
ان کو بھی جمع کر دیا گیا ہے جو اساتذہ جامعہ کی قابلیت کی سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ عربی قصائد
کا ترجمہ بھی شامل اشاعت کیا گیا ہے۔

آخر میں اصحاب، شیوخ حدیث، اساتذہ جامعہ اور خاص ملازمین نیز
فارغین اور طلبہ جامعہ کا ایک چارٹ بھی تیار کر دیا گیا ہے جس سے جامعہ کی تاریخ ایک نظر میں

سامنے آجاتی ہے۔ جامعہ کے فضلاء کے نام بھی مسند فراغت کے ساتھ لکھوئے گئے ہیں جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جامعہ نے کن کن علاقوں کے تلمیذگان علوم کو سیراب کیا ہے اور اس کی خدمات کہاں کہاں تک پہنچی ہیں۔

اس تاریخ کو جامعہ کی تاریخ کا حصہ اول سمجھنا چاہئے، ابھی حصہ دوم باقی ہے جس میں فضلاء جامعہ کی تدریسی، تعلیمی اور دیگر دینی خدمات کا تذکرہ ہونا چاہئے۔ اگرچہ یہ کام بہت مشکل اور محنت طلب ہے لیکن اگر توفیق ایزدی نے ساتھ دیا اور حالات مساعد رہے تو انشاء اللہ حصہ دوم بھی مندرجہ شہود پر جلوہ گر ہوگا۔ رعاذ اللہ علی اللہ بحوزہ۔

میرتب نے اپنی وسعت بھر تحقیق و تحقیق کا اہتمام کیا ہے پھر بھی غلطی اور خطائے پاک ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا و یا اللہ الا ان یمضی کتابة۔

یہ کام محض ایک دینی ادارہ کی دینی خدمت کو امت کے سامنے پیش کرنے اور ایک جامعہ کی تاریخ کو محفوظ کرنے کی نیت سے کیا گیا ہے۔ کسی کی بجا تعریف اور تنقیص مقصود نہیں۔ یہ مجموعہ میں نے مولانا احمد سعید صاحب بزرگ مدظلہ اہتمام جامعہ کو سننا بھی دیا ہے، اور ان کے حکم کے مطابق حذف و اضافہ بھی کر دیا ہے۔ امید ہے کہ اس تحریر کو اعتبار و اعتماد کا مقام حاصل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ایک دینی ادارہ کی اس مفید خدمت کو قبول فرما کر میرے لئے ذریعہ نجات و فلاح بنائے۔ آمین

فضل الرحمن غفلی

مدرسہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

ربیع الآخر ۱۴۱۸ھ

جامعہ گجرات

ذاتی بخیر فکر: جناب مولانا حبیب اللہ صاحب اساتذہ اعلیٰ مدرسہ اسلامیہ کراچی

رشتہ بجا موعظا اہل کمال و فن نگر
بحر علوم موج موج طالب علم فوج فوج
مالم علم غامبری عارف نور باطنی
اہل علم مجمع مجمع در بدر دیا ر فوج فوج
بکلیں مست معرفت بر غلوں و حکومت
ماہ صیں جبین جمعیہ چشمہ لطف چشم چشم
یاد عالم قلب قلب ذکر خوا زبان زبان
دور جدید رنگ رنگ ہر رنگ خدائیں نگر
تشنہ لبان طم درین در طلب اند مست مست
بارغ دیہا گوزرات خطہ نقطہ فیض باب

فیض رواں رواں بہین چشمہ ذوق نگر
کہ مژناں بہ اوج اوج بر ہمہ علم و فن نگر
ماہر شرع و دین ہیں شاعر پر سخن نگر
مردم ملک ملک نہیں طرز وطن وطن نگر
خالی ز شور و شر ہیں ماری زہر نغم نگر
دل ہمہ صاف صاف ہیں سینہ ہیں ہم نگر
قال و مقال صطفی ہم انجمن انجمن نگر
یککہ عشق بین جاہ سے کسب نگر
دل ہمہ ذوق ذوق میں شوق بیان دن نگر
نور جہاں جہاں ہیں فیض چین چین نگر

بانی فضل بے پر خستہ دل و شکستہ سر
چشم حینے کشا بازہ بخویش تن نگر

(منقول از روداد ششم ص ۷۷)

الجامعة الاسلامیہ بالکجرات

از جناب: مولانا محمد یوسف صاحب بنوری
مدرس جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

- ۱- رَأَيْتُ رِياضًا ذُو تَرْجَمٍ مَرِيئَهَا ذَنَابُوتٌ بِشَحِيحٍ حِينَ يَبْدُو ظُلُومَهَا
میں نے ایسے باغات دیکھے جن کی سرسبزی دعوتِ نظارہ سے رہی تھی اور صورت
کی شعاع بوقتِ ظلموں ان پر ضیا پاشی کر رہی تھی۔
- ۲- مَعَانِي فِيهَا الْعَبْرُ فَقَدْ نَبَّاهُ بِنُورِي دُخُولُتِ مَسَلُّ طَابِ فِيهَا ذُلُومَهَا
وہ مقامات غرضِ منظر کو جن میں چڑیاں پر شوقِ فغم گار ہی تھیں اور شکِ بیز
مطر ہوا میں ان میں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں۔
- ۳- وَاشْجَارٌ طَيِّبَةٌ قَلْبًا اَلْوَدُّ مَعَهَا دَمِنَ سُدُسِ خُفَرِ تَزِيَّتِ فُرُوعُهَا
اور خوشبودار درخت دیکھے جن کی ہلکے دل و دماغ کو معطر کر رہی تھی اور ان کی
کی شاخوں سے سبز رہی لباسِ زیب تن کیا تھا۔
- ۴- رَأَيْتُ بِهَا عِلْمِي وَشُعْرِي وَهَنِي سَلْتَنِي دَلِيلِي قَدْ حَوَانِي دُلُوعُهَا
وہاں میرے علمی، شعری، جہد، سلسلی اور لی کو دیکھا جنکی محبت میرے قلب پر چھا گئی تھی۔
- ۵- فَدَعُ عَنِّي عِلْمِي ثُمَّ مَدَحِي هَذِهِ لِبِجَامَةِ الْاِسْلَامِ فِيهَا جَبِيحُهَا
مگر سے دل! اب لی، شعری اور جہد کے ذکر سے بچ کر کیا فائدہ؟ جب کہ جامعہ
اسلامیہ میں یہ تمام موجود ہیں۔

۲- دُخِ ذِکْرِ سَلَمَتِیْ وَ عَدِیْتُ سَعَادَتِیْ
خُذْ عِیْ مَعَانِیَ الْعُلُوْرَاتِ رُبُّعِیْ
پس بلی اور سعادت کے ذکر و تضرع سے درگزر کر کہیں کہ یہاں غم و فاصل کے خوش منظر پر بالمشاق
دل کشن کلمات سرخورد ہیں۔

۳- رَمَانِیْهِ الْاِنْسَانِیُّ بِهَذَا فِعْلِهِ
حَدَاتُ نِهَا لِلْمَلُوبِ نَجْوُهَا
میں یہاں سے گذرنا تو عواطف شوق نے مجھ کو ٹھہرایا کر یہی وہ باغات ہیں جہاں دلوں
کی پیاس بجھتی ہے۔

۴- اَلَا تَرَ کَلْبَرَاتٍ تَعْدُوْهُ فِیْهَا
مَا ذَلَّتْ بِوَرْدِ اَنَا وَ صَدِیْعُهَا
سر زمین کجرات کیسی خوش قسمت ہے جس کی علمی نکبتیں ٹھک رہی ہیں اور ظلمت جلیں
کے بعد پھر غم کی روشنی چلی ہے۔

۵- تَلَا نُوْرَ سَعَادَتِیْ وَ مَسَطَتْ سَاعِیْ
فَلَمَّا تَاحَ نِیْمَتِیْ اَشْفِیْتُ بِهَا وَ رَضِیْتُهَا
وسط کجرات میں حق و سعادت کے انوار اس طرے چمکے کہ سب چھوڑ دیں اور غروں میں
سیرت کے آثار نظر نہ ہونے لگے۔

۶- وَ کَانَ بَقَا عَا أَجَدَتْ مِنْ طَوَارِقِ
فَعَادَتْ بِیَاضٍ وَ رَحِبٍ اَوْ رَسِیْعِهَا
یہ غلط کچھ عمر سے ہمیشہ شریعتِ زمانہ سے تھک چکا تھا، اب پھر اس کے
کھلے میدانِ مشا و اب باغات بن گئے۔

۷- وَ هَذِیْ دِرَازُ مَنِّ مَطْنَةِ الرَّجَا
وَ اَصْحَتْ وَ تَوَهَّوْ بِعَمَّا وَ تَقِیْعِهَا
یہ وہ دیار ہیں جسے اطراف و جوانب پرانہ اچھا گیا تھا اب دوبارہ اس کے بیابان اور مورتوں رشتہ ہو گئے

۸- عَنِیْ وَ حَبِیْبُ تَبْدِیْهِ الشَّیْخِ مَلَاہِیْ
جَوَاهِرُ هَذِیْ اَلْاَرْضِ مَعْلٰی صَحِیْحِهَا
خواجہ علی شریعتی شیخ محمد علی ہریشی اور شیخ وحید الدین یہ سب اسی سرزمین کے جوہر
ہیں اسود و خواب ہیں۔

۹- وَ کَانَ عِشَاءً تَرَهَّوْهَا وَ مَبِیْثُهَا
فَوَقَّتْ لَهَا هَظْلًا لِّمَاضِیْهِ وَ مَوْعِیْهَا
اور اس کے غم و مصرت کے باغیچے اور سبز و زار خشک ہو کر بے رونق ہو گئے تھے اب
اب رجعت نے بہر بانی آدر برکھنے لگے۔

۱۲- تَقَوُّعَتِ الْأَنْفَالُ مِنْ جَيْبِ ثَنَوِهَا وَبَعَثَتْهُمُوجًا نَفَرًا وَبَضِعُهَا
تمام اطراف و جوانب ایک ہی پاکیزہ خوشبوؤں سے معطر ہو گئے اور اس کے چھوٹے بڑے
دریا نطر خوشبو سے لہڑنے لگے۔

۱۵- الْبَارِكُ الْبَارِكُ اسْتَعَادَ جَدَّهَا نَسَارَى بَهَاءَ بَدَنُ ثُلُهَا وَجَوَّعُهَا
خدا نے رحمن ایک خوشنغمہ کو مبارک کرے اسی کے فضل سے اس سرزمین کا ابتدائی
اور آخری دور حسن میں برابر ہو گیا

۱۶- جَرَتْ فِي نِظَامِ الْحَقِّ مَسْقُودَاتَا تَدْوِيْنًا دَوِيْدَ دَهْرٍ بِطَبِيعِهَا
ہاں! نظام عالم میں سنت اللہ کی وہی جا رکھ کر ایش کا چرخ کے مطابق کھوڑا رہا ہے۔

۱۷- قَرِبَ بِقَاعِ الْخَرِيقَاتِ عَوَاصِفُ صَفْتَا عِلَادَا عَالَمِ الْخَرِيقِ بَزْهُوْنِهَا
پس بہت کاسیاتیان میں جگہ بگڑ گئے جس میں دیکھا اب ابراہیم رحمت سے ان پر رحم کیا گیا ہے

۱۸- وَدَبَّ بِلَادَ نَبَدٍ حَرَاها مَلَامُهَا اَضَاوَتْ لِبَشْمِ قَلْبِ تَلَوَّاهُ فَبِجْهَا
اور بہت سے ملک لڑ پڑ جنہیں اللہ نے جو اس کی برائیوں پر عتاب کی رو سے جگہ لکھے۔

۱۹- وَدَبَّ قَلْبُهَا مَتَّ سَقَامُ تَقَدُّ قَاسِي طَبِيبِ الْقَلْبِ مَعْتَصِدُهَا
اور بہت سے قلوب بڑھاپے پر سے مر رہ رہ رہ رہ گئے تھے وہ طیب تھکے کھنچے، سورج حال ہو گئے۔

۲۰- تَجَامَعَةُ الْاِسْلَامِ تَهْمَلُ مَوْتَهَا وَبِحَقَرَتِهَا سَهْلُهَا وَرُكُوعُهَا
جامعہ اسلامیہ کے ابراہیم علم و شرف و سطران پرست گئے کہ اس سے بہت و ہوا رب سر بہرہ و شاداب ہو گئے۔

۲۱- تَقَوَّتْ قُلُوبُ سَافِرَاتِ جَنَاتِ جَنَّتِهَا وَتَوَرَّتْ عِیُونُ حِیْنِ تَهْمِي دَمَوْعُهَا
بے قرار دل طعنے ہو گئے اور آنسو بہانے والی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔

۲۲- فَبَاحَى دَارُ الْعِلْمِ وَفَصِيحَةُ وَبَرَعَاتِهَا خِصْبُ لَا يُعَدُّ قَطِيعُهَا
بہاوی ایک رفیعہ دانش دارانہ علم ہے اور سر بہرہ و شاداب ہے جس کے خوشنغمہ ہیں، بشاداب ہیں۔

۲۳- هِيَ الْخَمْسُ أَبَدِي دَائِقِ الْعَزَلِ لَوَّهَا فَاشْرَقَتْ فِي سَمَاءِ قُلُوبِ طُلُوعِهَا
میں وہ اعلیٰ ترین علم کی روانی کو روا کر دیا اور جس کی روشنی کی گزریوں کو بھیج گئی۔

۲۴- وَرَبَّهَا تَبِيعَ الرِّضَا دَسَّادُهَا فَضَلًا عَالَمًا وَرَحْمَةً شَوْعُهَا
اور میں نے علم و ہدایت کے لیے جو کچھ دیا ہے وہ اسی جامعہ کے سر پر ختم ہے جو کچھ دیا ہے۔

۳۷۔ فَمَنْ لَمْ يَدَّبْدِلْ مِنْ حَسَنَاتِهِ ۖ قَاضِيُ الْيَمِينِ يَأْمُرُهُمْ بِالْعَمَلِ
پس اسے وہ بھی ملے گی ایسی علیٰ الارضین فتوحیں ہیں جنکی منز و شعاعوں سے عالم روشن ہو گیا۔

۳۸۔ بَلِّغِ الْأَمْرَ فَدَعَا بِالنَّصْرِ ۖ فَشَرَّ لَنَا بِالْعِلْمِ فَهُوَ مَشِيْعُهُ
پس علیؑ کی ایسی سلسلہ ایک کر دی ہے جس سے علم کے ارتقاء کوئی منہ نہ ہو رہا ہے۔

۳۹۔ اَشَاعَ تَصَانِيفَ الْمَجْدِ وَاجْتَمَعَتْ غِيْنَتُهُ دُخْرًا وَدَهْرًا فُضِعَهَا
جس نے تعجریں علامتوں میں ہمارے خیروں کو نشان کیا جو قریب تھا کہ حواشی نازک نذر ہوجائے۔

۴۰۔ فَجَعَلَ رَفَاقَتِي فِي الْكِتَابِ جَوَاهِرَ نَهْضَةِ اسرارِ العلوم و فُضِعَهَا
اس مجلس نے اپنی سعی و کوشش سے علیؑ جو ہر وقت حاصل کئے، اسے نشانِ عالم ایسی ہر بار اسرارِ علوم میں

۴۱۔ فَشَكَوْا لِبَاسِيهِ الْبَيْسِلَ دَعَا ظَمْرًا لِيُزِيلَ حَلْمَهُ بِاجْتِهَادٍ بَلِيْعٍ
ہم اس مجلس کے محرمِ باطن اور عالم کے شکر گزار ہیں دنیا و آخرت میں علیؑ کو پراگندگی سے نشان کر رہے ہیں۔

۴۲۔ فَأَكْرَمَ أَيْمَانَهُ ابْنُ بَيْسِلٍ مِنْ فَضْلِ بَارِي دَفْعَاتِ دَبِّ الْقَارِيَةِ شَلُوْدًا
پس ہمارے تھے اعلیٰ عالم کو جو میں اپنی باری کے ہر طرح کے کرشمات سے قدرتِ ظاہر پر رہے ہیں۔

۴۳۔ وَيَا فَحْشَةَ الْكَبِيْرَاتِ زِدْتِ مَا تَأْتِي غِيْرَتِ مَا تَحْسَبُوْا بِأَصْنَعُهَا
اے عجبت کی سر زمین! اے عالمِ باری کی برکتوں کو اور گناہوں کے گڑھے کو یہ سے نشان ہے جسکی خدائیں ظاہر ہیں۔

۴۴۔ فَجَاسَمَةُ الْإِسْلَامِ تَنْهَضُ مِنْهَا عَلَى مَسَرَّاتِ الْوَصَاةِ فَهِيَ بَدِيْعِيَا
یا مولا اسلام اپنے علیؑ کی گستاخوں کو یہ سے دوسرے علیؑ کی گستاخوں پر شکر گزار ہے کہ کوئی نہ سبک نما نہ ہے۔

۴۵۔ وَكَلَّ دِيَارَ مَوْقِفَاتِ بَعْلَمِهَا كَأَنَّ تِلْكَ أَجْسَادَ دَهْأِهَا رَوْعِيَا
مارے علیؑ کے ہر گناہ کو بجز اہلِ جہد کے ہیں اور یہ جامعہ اسلامیہ گویا ان کا دل ہے۔

۴۶۔ فَوَيْ الْقُرْبَىٰ أَتَزْهَوُ الْقَصْرِ بِبَيْعَتِهِ تَجَلَّى بَهَاءُ فَالْبَاسِ بِرَيْعَتِهِ
جب روئے زمین پر علیؑ کی عمارتیں ظاہر ہوں تو یہ جامعہ ایسا نماں معلوم ہو گا جیسے ہزار زمین پر شعلہ۔

۴۷۔ وَجِيتْ لَهَا مِنْ حُسْنِهَا وَبَهَائِهَا وَرَفَعِ قَصْرَ دَقْلِهَا جِيدَ صَنِيعِهَا
میں نے اپنے خاہریں بانیؑ کی خوبوں کو اور نعمت و بلند مقاموں کو دیکھ کر عجیب کرتا ہوں۔

۴۸۔ وَاقْلَاعِ بَرَقِ فِي دَهْجَةِ الْبَلْبِلِ بَرَقَتْ إِذَا اسودَّ مِنْ ظُلْمِهَا وَبَلْبِلٌ هَزِيْعِيَا
اور عجیب کرتا ہوں اسکی بھی کئی نعمتوں سے جب وہ رات کی اندھیری میں جگمگاتے ہیں۔

۴۹۔ تَسَامَتْ نُورُهَا كَمَا نَهَسَا نَجْوَرُ سَاعَةٍ فِي الْيَا جِي مَبْعُهَا
وہ لکھائی کے قہقہے رات کو اندھیر میں آسمان کے ستاروں کی طرح نور معلوم ہوتے ہیں۔

۵۰۔ إِلَهَا يَشُدُّ الرُّحُلَ مِنْ مَعْنِ بِلْدَا شَمَالُهَا جَنُوبُهَا كَيْفَ كَانَ شُسُوعُهَا
میں وہ درگاہ ہے جس کی طرف شمال اور جنوب ہر ملک کے لوگ (در در دورے) آ رہے ہیں۔

۵۱۔ تَوَدُّمَ بَيْتِهَا دَرَسًا لِعِلْمِ عَصَابَةٍ نَطْلُ آبٍ عَذْوَرُ طَهْمَانِ خُسْرُ عِهَا
یہاں پر ایسی جماعت درس علم سے رہ رہے ہیں کہ دوسرے علم کے ولی مطمئن ہوتے ہیں۔

۵۲۔ نِيَشْفِي الْمَصْدُوقَ وَالْبَحْرَ مَلْطَحِيهَا طَوَائِفُ عَشَائِي إِلَهَا فَرْوَعُهَا
نشان علم کی مانت میں کرشمی دریا موزن ہے اپنی پیاسا بجھانے کیلئے جوق در جوق آ رہے ہیں۔

۵۳۔ قِيَا أَيْهَا الطَّلَبِ تَوَدُّوا دَشَقُورَا وَشَدَّ وَارِجَا زِلَافَتِكُمْ نَجِيحُهَا
پسند ہے شرفا کی علم، اٹھ کر تیار ہو جاؤ اور سامان سفر باندھ کر یہ لکھی جتنے تم سے فوت نہ ہو۔

۵۴۔ وَبِهَا قَامَتِ كَجَوَارِثِ أَسَدٍ أَمَارُهَا نَانُورُهَا فَرْصَتُ عَلِيٍّ كَرْدِهَا
اور اسے گھڑی کے ہاشمو! اسکی شان کو بلند کرو کیونکہ اس کی ہر قسم کی خدمت تمہارا فرض ہے۔

۵۵۔ وَإِيْقَمْتُ إِيَّاهُ اللَّهُ يَجُودِي بِنُفْلِهِ دَفَانُ مَسَاعِيكَو دَكَيْفُ بَضْعُهَا
اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمہاری کوششوں کا پورا بدلہ دے گا اور کیونکر غائب کرے گا۔

۵۶۔ أَيْهَا جَامِعَةُ الْإِسْلَامِ لَزُورَاتِ مِلَّتِي لُحْشَاتِي عَلِمُو تَحْتَمُزْنَ جَبُوعُهَا
اے جامعہ اسلامیہ خدائے تعالیٰ مجھ کو ہمیشہ شرفا کیان غم کے اہتمام سے غور رکھے۔

۵۷۔ وَحَلَّى اللَّهُ عَلَى خَاتَمِ الْبَيْعِينَ كَرْتَا صَلَاتُهَا تَكُونُ لِلْمَعَاصِي شَفِيحُهَا
اللہ تعالیٰ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی رحمت کا لہر نازل فرمائے جو ہماری گناہوں کی شقیق بن جائے۔ آمین

(مشکوٰۃ از زوراد ص ۵۳ تا ۳۲۲)

مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک

ڈابھیل سملک | سورت ہندوستان کا ایک مشہور شہر ہے۔ سورت سے بمبئی کو جانے والی ایک سڑک کے کنارے پر دونوں گاؤں آباد ہیں۔ ڈابھیل اور سملک دونوں گاؤں اسی طرح ایک دوسرے سے متصل ہیں کہ دونوں کو ایک ہی بستی اور ایک ہی گاؤں سمجھنا چاہئے۔

سورت سے جنوب مشرق میں تقریباً ۲۶ کلومیٹر بیگاؤں آباد ہے۔ یہاں سے جنوب مغرب کی سمت ایک قدیم شہر "نوساری" تقریباً ۱۳ کلومیٹر پر واقع ہے۔ جانب مغرب میں سورت سے کبھئی جانے والی ریلوے لائن پر "مڑولی" اسٹیشن ۶ کلومیٹر پر واقع ہے۔ جانب مشرق میں احمد آباد سے کبھئی جانے والی جری سڑک (بائیوے روڈ) پر "ولیم" کے نام سے ایک جو رابھم ۳ کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے جو بسوں اور ٹرکوں کی بہت شہور گزر گاہ ہے۔

ڈابھیل و سملک پہلے ضلع سورت میں داخل تھے۔ اب ضلع "بلستار" کا ایک حصہ ہیں۔

ابتدائی حالات | جامعہ اسلامیہ ڈابھیل پہلے مدرسہ تعلیم الدین کے نام سے سملک کی مسجد میں مکتب کی شکل میں شروع ہوا اس کے بانی اسی گاؤں کے ایک بزرگ مولانا احمد حسن حاتم سملکی رحمۃ اللہ

علیہ علیہ۔ جامعہ کے سابق اہتم مولانا احمد بزرگ رحمہ اللہ نے بنائے مدرسہ، ابتدائی حالات اور اس کی اندر بھی ترقی کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کو ان ہی کے الفاظ میں پیش کرنا زیادہ مناسب ہے فرماتے ہیں ”یہ ایک حقیقت ہے کہ کئی زمانہ میں یہ گجرات علوم و فنون کا سرچشمہ و مخزن اور علماء و فضلاء کا مادی و مسکن تھا۔ جن کے فیوض علمیہ سے ہزاروں تشنگان علوم سیراب ہوا کرتے تھے اور جن کی مفید تصنیفات آج بھی طالبان ہدایت کے لئے مشعل ہدایت ہیں۔“

از منہ رافضی میں چونکہ سورت کو باب کہ ہونے کا شرف حاصل تھا اس لئے ہندوستان کے ہر گوشہ سے ارباب فضل و کمال، اولیاء و صلحاء کے قدوم میمنت لزدہ سے اس سرزمین کو شرف حاصل ہوتا رہتا تھا۔ اور اس طرح پریہاں کے لوگوں کو ان برگزیدہ حضرات سے استفادہ فیوض کے بہترین مواقع نصیب ہوتے تھے۔

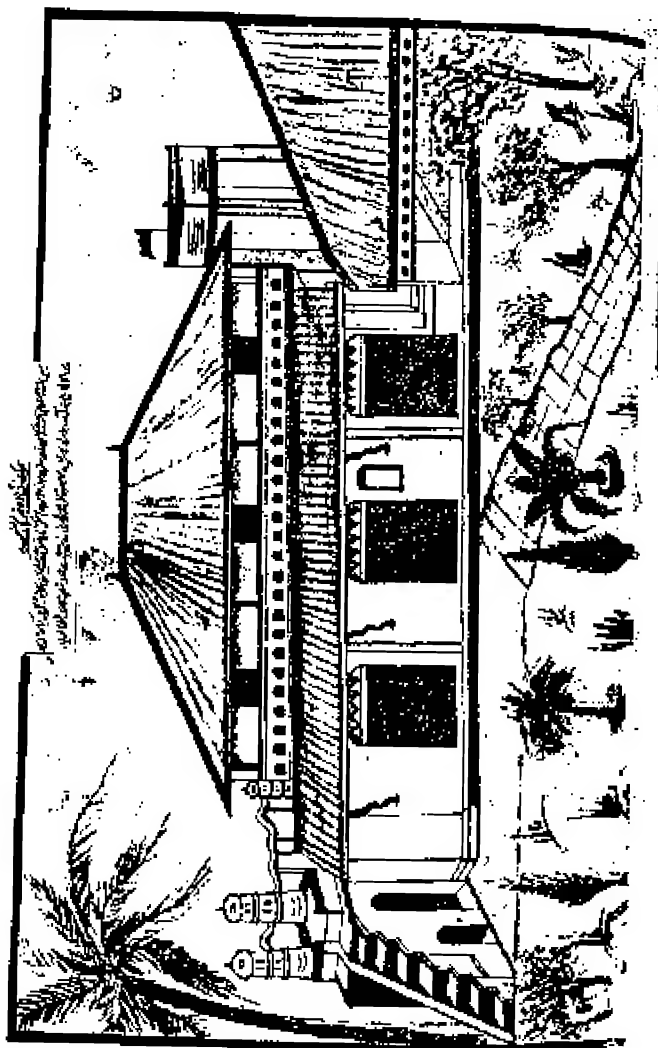
مگر انقلاب زمانہ جہاں مسلمانوں کی سلطنت، مال و دولت، صنعت و حرفت کو تباہی کے ہولناک سیلاب میں بہا لے گیا وہیں اس نے اس سرزمین کی خصوصیت کو بھی خاک میں ملا دیا۔ شاہان گجرات کی سلطنت کے زوال کے ساتھ ساتھ علماء ربانی اور اولیاء و صلحاء حجازی کہ جن کا وجود سلطنت سے بھی زیادہ باعث خیر و برکت تھا بخصت ہو گئے۔ ان نفوس قدسیہ کے دلیک ختم ہوتے ہی ہر طرف جہالت کی بھیانک اور خوفناک تاریکی چھا گئی۔ احمد آباد جو اسلامی تہذیب و تمدن کا سرچشمہ تھا ایسا تباہ ہوا کہ پھر اسے بنیاد نصیب ہی

لے مولانا کے حالات ص ۲۶۸ پر ملاحظہ ہوں۔

نہ ہوا۔ اس کا وہ جاہ و جلال اور شان و شوکت جو یادگار زمانہ تھا تاریخ کے صفحات پر افسانہ بن کر رہ گیا۔ یہی شہر جو کبھی دارالعلم تھا دارالچلبی بن گیا۔ لوگوں کے عقائد ایسے بگڑے کہ خدا کی پناہ! امور شرکیہ و بدعیہ دین کے ہر شعبہ میں رچ بس گئے۔ بہت سی باتیں جن کو دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا دین میں داخل سمجھی جانے لگیں۔ غرض جہالت کیا تھی ایک رہا تھی جو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی جس میں اسلامی عقائد و اعمال دھونڈے بھی نہ ملتے تھے۔

اس ہلک مرض کے اثرات سے بچانے کے لئے حکیم مطلق نے چند ایسے حاذق اطباء خود اس سر زمین گجرات میں پیدا فرمائے جن کا وجود مبارک جہالت کے زہریلے جراثیم کے لئے تریاق سے بھی زیادہ نفع بخش ثابت ہوا۔ ان بزرگوں نے مختلف طریقوں سے عوام کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی طرف توجہ فرمائی کچھ حفظ و نصیحت اور تلقین و ارشاد میں لگ گئے تو کچھ تصنیف و تالیف میں۔ چند بزرگوں نے مختلف مقامات پر اسلامی مدارس قائم کر کے دین متین کی خدمت شروع کی۔

محمد اشرہ تعالیٰ اس طرح اصلاح کا ایک ایسا مبارک سلسلہ شروع ہو گیا جس سے بہت جلد مفید نتائج ظاہر ہونے لگے۔ لیکن ابھی اس کو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر قائم کرنے اور وسیع پیمانہ پر پھیلانے کی ضرورت تھی۔ اور یہ اسی وقت ہو سکتا تھا کہ اس کے لئے ایک دارالعلوم اور جامعہ کی بنیاد ڈالی جائے۔ ظاہر ہے کہ کسی جامعہ کا قیام کوئی معمولی کام نہیں۔ اس کے لئے اگر بڑے سرمایہ کی ضرورت تھی تو دوسری طرف ایک ایسی شخصیت بھی درکار تھی جو متدین، سنجیدہ، خوش اخلاق، مستقل مزاج، اولوالعزم، بلند ہمت، وسیع القلب اور صاحب علم و فضل ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ پیمانہ پر انتظامی



قوت بھی رکھتی ہو۔

اگرچہ بظاہر جیل آباد گجرات میں ایسی جامع ہستی کا وجود عقدا تھا مگر حکمتِ ایزدی کا فیصلہ بہت جلد ظہور میں آیا۔ اہل گجرات کی قسمت چمکی اور ان کی ٹوٹی ہوئی کشتی کا ناخدا خدائے تعالیٰ نے جناب مولانا احمد حسن بھام سنگھی مرحوم بانی مدرسہ و سابق جہتم مدرسہ کو منتخب کیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ و جمل الخیر مشواہ۔

قیام مدرسہ | مولانا مرحوم نے تو کلاً علی اللہ چندہ معین و مخلصین کی اعانت سے ملک کی مسجد میں ماہ شعبان المعظم ۱۳۲۶ھ کو جامعہ اسلامیہ کا افتتاح مدرسہ تعلیم الدین کے نام سے (ایک بڑے مجمع میں اپنے استاد مولانا صوفی احمد میاں لاہپوری رحمۃ اللہ کے دست مبارک سے) کرایا افتتاح کے وقت اگرچہ کچھ سرمایہ آپ کے پاس نہیں تھا، مگر حسن نیت، اخلاص و اللہیت اور سب سے بڑھ کر جوشِ عمل کا بے پناہ جذبہ موجود تھا جس کے سامنے لاکھوں کی پونجی جمع ہوتی ہے اور درحقیقت سب سے بڑی اور کام کی چیز نیت صالحہ اور اخلاص کامل ہی ہے جس کی برکت سے مشکل سے مشکل اور سخت سے سخت کام بھی باوجود سیکڑوں دشواریوں کے سہل ہو جاتے ہیں۔ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کے محیر العقول کا ناموں اور کامیابیوں کا راز یہی چیزیں تھیں۔

بہر حال افتتاح کے وقت مدرسہ کی جو حالت تھی اس کو خود مولانا مرحوم کے الفاظ میں سنئے۔ مولانا قوم کو خطاب فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

”اپنے مدرسہ کی بنیاد ۱۳۲۶ھ میں اس حالت میں ہوئی کہ اس وقت کچھ خاتم

لے مابین القومین عبارت مولانا مرغوب احمد صاحب لاہپوری کے ایک مضمون سے ماخوذ ہے، جو ماہنامہ دارالعلوم تحریک ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوا۔

احمد حسن اور ایک قرآن شریف کے مدرس کے سوا کوئی دوسرا یہیں تھا نیز مالی امداد کے لئے اس غریب بستی کی چاول آٹے کی برکتی مٹھی کے سوا کوئی دوسری صورت نہ تھی۔

ان بالکل سادہ مگر پراثر لفظوں سے جہاں مولانا مرحوم کے حد درجہ ایثار و خلوص کا پتہ چلتا ہے وہیں اسلامی سادگی کی وہ عظیم النظیر شان بھی ظاہر ہوتی ہے جو کبھی مسلمانوں کا طرہ امتیاز تھی۔ خدائے تعالیٰ اس مٹھی مٹھی چاول آٹے کو دابھیل و مملک کے باشندوں کے لئے آخرت کا ذخیرہ بنائے۔ آمین

مدرسہ کی ترقی | تاسیس مدرسہ کے بعد فضلہ تعالیٰ بہت جلد مدرسہ کی ترقی ہونے لگی، طلبہ کی کثرت کے ساتھ مدرسین و ملازمین میں بھی اضافہ ہوتا رہا اور باقاعدہ عربی، فارسی، اردو، قرآن شریف اور کجرات کی تعلیم ہونے لگی۔

تجوید کا انتظام | مولانا مرحوم کی خواہش تھی کہ قرآن مجید کی تعلیم باقاعدہ تجوید کے ساتھ ہونی چاہئے کیونکہ یہ کلام بلاغت نظام جس درجہ رفیع المرتبت ہے اسی قدر اس کو صحیح حاصل کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ آپ نے اس ضرورت کے لئے درجہ تجوید قائم کیا اور ایک ماہر قاری کا تعین کیا۔ یہ اسی کی برکت ہے کہ آج قرآن شریف کو صحیح پڑھنے والوں کی اچھی خاصی تعداد ان اطراف میں موجود ہے (اس وقت سے اب تک یہ شعبہ برابر قائم ہے۔ اور تعلیم کے دوسرے شعبوں کے ساتھ ساتھ یہ شعبہ بھی ترقی پذیر ہے۔) (مرب)

نفع یہ مولانا احمد درویش ممکنی تھے۔ ملاحظہ ہو رواد اور دہشتہ ۱۲۷۱ھ

خوشنویسی | تعلیم کے ساتھ صنعت کتابت کی ضرورت محتاج بیان نہیں، مولانا مرحوم کو اس کا بھی بہت خیال تھا۔ آپ کی نظر سے ایسے طلبہ کا حال غصی نہیں تھا کہ دستارِ نصیحت حاصل کر لینے کے باوجود ان کا اظہار صحیح نہیں ہوتا تھا۔ حسنِ خط تو درکنار رہا اس لئے آپ نے ابتدا ہی سے طلبہ پر اظہارِ نویسی اور خوشنویسی کی مشق لازم کر دی تھی اور اس کو فن کی حیثیت سے باقاعدہ سکھانے کے لئے ایک تجربہ کار خوشنویس شمس کا پورے بلا یا۔

طریقہٴ تعلیم | مولانا مرحوم نے ابتدائی تعلیم کی اہمیت کو محسوس فرمایا کہ اس کی پختگی اور مضبوطی کے بغیر نائدہ کامیابی اور ترقی نہیں ہو سکتی اس لئے ابتدائی تعلیم کی گجراتی کی طرف توجہ کی۔ سالانہ، سہ ماہی، امتحانات کے علاوہ ماہانہ امتحان بھی تجویز فرمایا اور اکثر خود بنفس نفیس یہ امتحان لیتے تھے۔ (یہ سلسلہ مجھ و تعالیٰ اب تک جاری ہے۔ تین امتحانات کے علاوہ ابتدائی درجات کا اہلانہ امتحان بھی ہر ماہ ہوتا ہے ۱۲ مرتب

زبانِ اردو | یہاں کی مادری زبان عموماً گجراتی ہے۔ مگر دینی مدارس میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ ہمیشہ اردو زبان کے ذریعہ قائم رہا ہے۔ بچے اس طرزِ تعلیم سے اسی دلت پرور نائدہ اٹھاسکتے ہیں کہ اردو زبان بولنے اور سمجھنے پر قادر ہوں۔ اس لئے مولانا مرحوم نے ہر ایک طالب علم پر اردو میں بات کرنا لازم کر دیا تھا۔ اگر کسی کو گجراتی میں بات کرتے سن لیتے تھے تو سخت ناراضا ہوتے تھے۔ بعض اوقات سزا تک دیتے تھے۔ اس طرح چھوٹے بچوں میں بھی اردو بولنے کا شوق پیدا ہو چلا تھا۔

(رودادِ جامد اردو شائع شدہ ۱۳۵۵ھ تا ۱۳۵۷ھ)

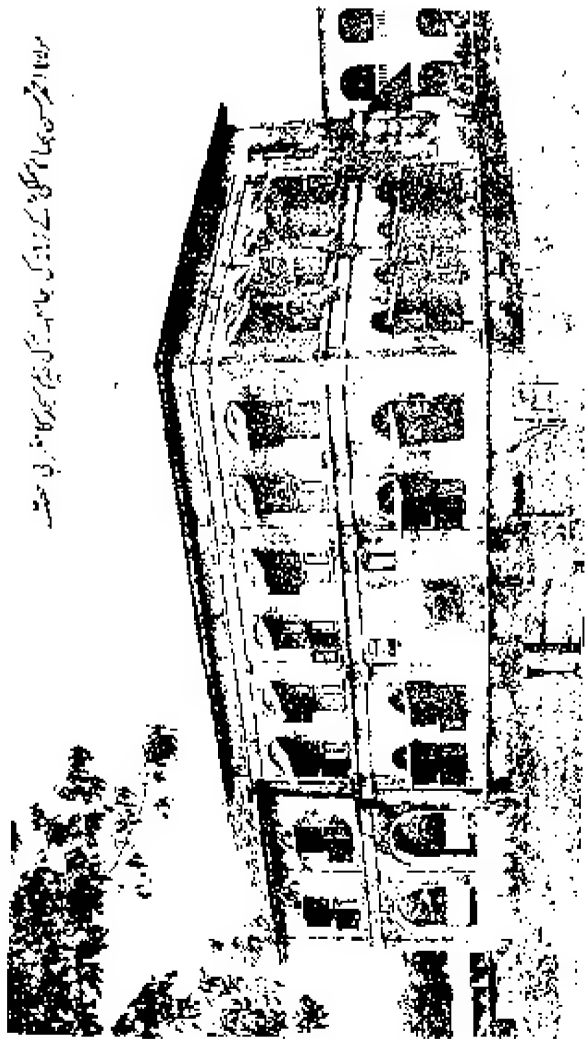
تمام مسلمانوں میں عملی شوق پیدا کرنے اور
رسالہ ”الدین“ کا اجرا | ذہبی معلومات بہم پہنچانے کے لئے آپ نے
 ایک ماہوار رسالہ ”الدین“ کے نام سے جاری فرمایا، جس میں علمی، مذہبی، تاریخی
 اور اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے تھے۔ اس رسالہ نے مسلمانوں کی بیش بہا خدمات
 انجام دیں۔ (ایضاً ص ۷)۔

مولانا نے مرحوم نے جو شاہراہ اختیار فرمائی تھی اس کے
پریس کا قیام | لئے قدم قدم پر پریس کی ضرورت پڑتی تھی۔ لہذا ضروری
 تھا کہ پریس کی طرف توجہ کی جائے۔ اگرچہ چند در چند مشکلات اس میں سد راہ تھیں
 اور ایسا شخص جو ظاہری اسباب سے بالکل خالی ہو پریس کے قیام کا خیال بھی
 نہیں کر سکتا تھا، مگر مولانا مرحوم جن کی نظر ہمیشہ تائید غیبی پر لگی رہتی تھی اس موقع
 پر بھی آپ نے ظاہری موانع کی طرف التفات نہ کیا۔ اور ”معین الدین“ کے
 نام سے ایک پریس قائم کر لیا۔ غالباً صلیع سورت میں یہ پہلا اسلامی پریس تھا جس
 نے ایک طرف ”الدین“ کی اشاعت کی مشکلات حل ہو گئیں تو دوسری طرف
 تبلیغی مقاصد کی توسیع کا بہترین ذریعہ حاصل ہو گیا۔ افسوس کہ مولانا مرحوم کی
 وفات کے بعد یہ دونوں مفید سلسلے قائم نہ رہ سکے۔
 (ایضاً ص ۷)

مدرسہ کا دور ثانی

درس و تدریس کا سلسلہ اگرچہ سہولت
مدرسہ کے لئے زمین کی خریداری | کی مسجد میں جاری تھا لیکن وہ جگہ

مولانا محمد حسن علی انصاری کے زیر نگران جامعہ اسلامیہ کالج سکسٹر کا ممبر رہی تھیں۔



غیر متعل اور نکالی تھی۔ اس لئے ضرورت تھی کہ مدرسہ کے لئے ایک مستقل اور وسیع جگہ حاصل کی جائے۔ اگر معمولی کتب کے لئے زمین کی ضرورت ہوتی تو اس کا حل جانا چنداں مشکل نہ تھا مگر مولانا کے پیش نظر ایک دارالعلوم کی بناء تھی اور آپ ایسی جگہ کی تحصیل کی کوشش کر رہے تھے جو ایک دارالعلوم کے شایان شان ہو۔ آخر بڑی جدوجہد کے بعد ڈابھیل کی غربی جانب عید گاہ کے مقابل زمین کا ایک قطعہ خرید لیا گیا۔ بعض لوگوں نے جن کی نگاہ مستقبل پر نہیں تھی اس پر نکتہ چینی بھی کی کہ ضرورت سے زیادہ زمین کیوں خریدی گئی۔ لیکن ان نکتہ چینیوں کے جواب میں مولانا نہایت خندہ پیشانی سے یہی فرماتے رہے کہ ابھی یہ کم ہے اس سے بھی زیادہ زمین کی ضرورت ہوگی۔ مولانا کا وہ جواب آج حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہا ہے۔

(ایضاً ص ۷۷)

مولانا مرغوب احمد لاجپور کی اپنے ایک مضمون میں زمین کی خریداری کے سلسلہ میں لکھتے ہیں ”دراصل آپ کے ذہن میں ایک جامعہ کا تصور تھا اکی کے شایان شان آپ کو زمین کی ضرورت تھی اس زمانہ کے نو سازی کے نائب صوبدار مولانا محمد علی (جوہر) مرحوم کا بھی یہی مشورہ تھا کہ گاڑی سے باہر کوئی وسیع زمین حاصل کرنی چاہئے چنانچہ دونوں نے ڈابھیل و سہاک کے ہر جہاں طرف گھوم پھر کر دیکھا اور بڑی جدوجہد کے بعد ڈابھیل کی غربی جانب عید گاہ کے مقابل ایک وسیع قطعہ زمین خریدا جہاں پر آج جامعہ قائم ہے۔

(دارالعلوم محرم ص ۱۳۴)

زمین مل جانے کے بعد آپ نے سب سے پہلے مسجد تیار کرائی
بنائے مسجد درسا ہوں، دارالطلبہ وغیرہ دوسری ضروریات کی اگرچہ

سخت ضرورت تھی مگر سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو موخر کرنا پڑا۔
(ردداد اردو شہر صفحہ ۷)

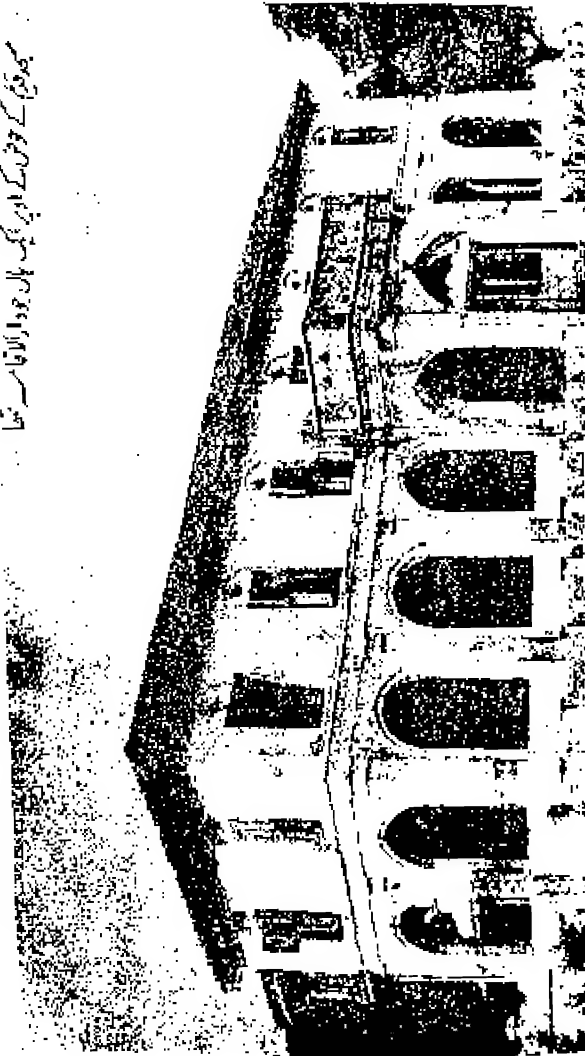
وہ قدیم مسجد اب باقی نہیں رہی۔ خستہ اور پرانی ہو جانے نیز جامعہ کو ضرورت کے لئے ناکافی ہو جانے کے سبب شہید کر کے اسی جگہ شاندار عمارت عظیم مسجد جامعہ کے حسب ضرورت موجودہ مہتمم حضرت مولانا محمد سعید بزرگ مدظلہ نے تعمیر کرائی اس کا ذکر آئندہ آنے والا ہے۔

مولانا مرحوم نے مسجد کے حوض کے اوپر ایک ہال طلبہ کے قیام کے لئے بنوایا تھا۔ مسجد کے ساتھ وہ بھی مہندم کر دیا گیا۔ چند کمرے جو اشیا و خوردنی کی ذخیرہ اندوزی اور مطبخ کی ضروریات کے لئے تعمیر کرائے تھے وہ بھی تک موجود تھے۔ اس سال ۱۳۳۷ھ میں وہ بھی مہندم کر دئے گئے۔
جنوبی افریقہ کا سفر | در سگاہ وغیرہ کی تعمیر کے لئے آپ نے مقامی اور جنوبی افریقہ میں مقیم تیار حضرات کے مشورے سے

جنوبی افریقہ کا سفر کیا، وہاں پہنچ کر آپ نے ابتداءً انھما المؤمنون اخوة فاصداً حواہین اخویہ کم کا نہایت اہم فریضہ ادا کیا۔ آپ کی حسن تدبیر سے مسلمانوں میں آپس کی کشیدگی دور ہو گئی اور اتحاد و اتفاق کا خوشگوار ماحول پیدا ہو گیا۔ یہ اتفاق مدرسہ کے حق میں بہت مفید ثابت ہوا سب نے متحد ہو کر مدرسہ کی طرف دستِ اعانت بڑھایا اور تعمیر کے لئے ایک مگر انقدر رقم جمع ہو گئی جس کو آپ نے یہاں بھیج دیا (ایضاً صحتاً)۔

واپسی کا مقصد اور وفات | آپ ہندوستان مراجعت کا قصد فرما رہے تھے کہ وہاں انفلوئنزا کی وبا پھیل گئی جس میں آپ کے بہت سے مخلصین رحلت کر گئے۔ بالآخر آپ پر بھی اس مرض کا

مجموعہ قلم کے حوض کے اوپر ایک ہاں جو دارالافتاء سے تھا



زبردست حملہ ہوا اور چند روز کی علالت کے بعد ۱۰ مئی ۱۹۲۲ء بمبئی میں مدفون ہوئے۔ اناشر
وانا الیہ راجعون۔ (ایضاً ص ۱۰۰)

مولانا کے بعد مدرسہ کا انتظام اور شاندار درسگاہ کی تعمیر

انتظام و اہتمام مولانا مرحوم کے ہاتھ میں رہا جب آپ نے جنوبی افریقہ کا سفر
اختیار فرمایا تو وہیں تک کے لئے مدرسہ کا انتظام جناب حاجی احمد ٹیل صاحب
اور جناب حاجی ابراہیم میاں صاحب کے سپرد فرمایا ان بہرہ و حضرات نے
اپنے مقدور کے موافق حسبہ شہ مدرسہ کی خدمت نہایت محنت و جانفشانی سے
مولانا کی وفات کے بعد تک کی۔ جب جناب حاجی یوسف میاں صاحب افریقہ
سے تشریف لائے تو مدرسہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور تقریباً دو سال
تک انھوں نے مدرسہ کے ہر شعبہ کی دیکھ بھال اور نگرانی کی، مولانا مرحوم نے
ایک بڑی رقم فراہم کر کے افریقہ سے یہاں بھیج دی تھی جس میں دوسری رقم
کا اضافہ کر کے تقریباً پینسٹھ ہزار روپے کا لاگت سے ایک عظیم الشان وسیع
دو منزلی عمارت جناب سیٹھ حاجی یوسف میاں صاحب نے اپنی نگرانی میں تعمیر
کرائی یہ عمارت گیارہ درسگاہوں پر مشتمل ہے جن میں ایک صدر درسگاہ ہے
(نیچے چھ درسگاہیں ہیں اور چار اور دو درسگاہ کے بقدر دارالحدیث جناب
حاجی صاحب نے اس کی تکمیل میں بیش از بیش محنت و سعی کی اور جب تک
مدرسہ کی عمارت پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ گئی آپ نے اطمینان کا سانس نہیں لیا۔
(ایضاً ص ۱۰۰)

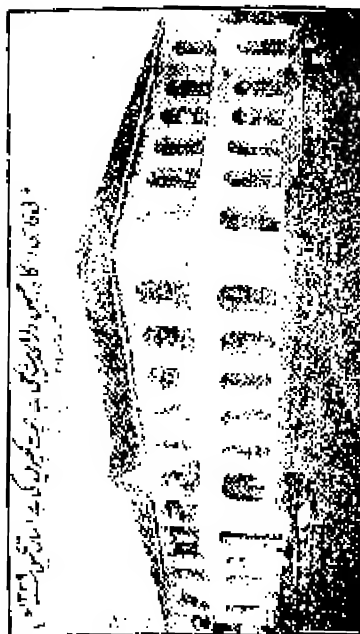
اس عظیم درسگاہ کی جھٹ کھیریل کی تھی۔ مولانا احمد بزرگ نے ۱۹۲۵ء

میں اس کے بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے کھیریل کو نکال کر عمدہ قسم کا مضبوط
تین ڈال دیا۔ اس کے بعد آپ کے خلف الصداق موجودہ ہتھم مولانا محمد سعید بزرگ
مدظلہ نے ۱۳۱۹ھ میں مین کے پرانے ہو جانے اور چھت کے چکنے کے سبب سمٹ
کی پختہ چھت بنوائی نیز دیواروں کی مرمت کرائی۔ اس میں پچیس ہزار سے زیادہ
رقم خرچ ہوئی۔

مولانا احمد حسن بھام کے انتقال کے تقریباً دو سال بعد شعبان ۱۳۳۹ھ
مولانا احمد بزرگ سملکی کو رنگون سے بلا کر ہتھم بنایا گیا جیسا کہ آئندہ اس کا ذکر
آئے گا۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ عظیم قدیم درس گاہ جس میں
فارسی اور عربی کی تعلیم ہوتی ہے۔ اس کی بنیاد مولانا احمد حسن بھام کے انتقال
کے بعد جلد ہی ۱۳۳۹ھ ہی میں رکھ دی گئی تھی اور یہ بات یہاں بہت مشہور
ہے کہ اس کی بنیاد حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے رکھی تھی۔ معلوم ہوتا
ہے کہ دو سال میں یہ عمارت مکمل ہو گئی تھی۔

مولانا احمد اشرف صاحب راندیری مدظلہ سے اس انداز سے کی تاہم بھی
حاصل ہو گئی۔ مولانا موصوف نے بتایا کہ حاجی یوسف میاں سملکی نے تعمیر کی تکمیل
کے بعد اس کے افتتاح کے لئے ایک جلسہ کیا تھا جس میں مولانا قاضی وقت اشرف
مولانا ندیر صاحب پالنہوری، مولانا یوسف صاحب لاجپوری وغیرہ شریک
تھے میں اس وقت پڑھتا تھا۔ میں نے علم کی فضیلت پر اس جلسہ میں
یاد کی ہوئی ایک تقریر بھی کی تھی۔ راندیر سے مجھے قاضی صاحب موصوف ساتھ
لائے تھے۔ اسی جلسہ میں اہتمام کے لئے قاضی صاحب نے مولانا احمد بزرگ کا
نام پیش کیا تھا جس کی تائید حاجی یوسف میاں وغیرہ تمام حاضرین نے کی تھی۔

(از قادیان مولانا احمد اشرف راندیری مدظلہ بذریعہ مکتوب)



مدرسہ کا دورِ ثالث

مولانا احمد بزرگ سملکیؒ کا اہتمام | مولانا احمد حسنؒ بھام کے انتقال کے بعد اگرچہ جناب حاجی یوسف

میاں صاحب نے افریقہ سے آکر مدرسہ کا اہتمام سنبھال لیا تھا۔ لیکن اس اثنا میں حاجی صاحب عوصوف اور دوسرے متعلقین مدرسہ اس امر کی سخت ضرورت محسوس کر رہے تھے کہ مدرسہ کا اہتمام کسی صاحبِ علم کو سپرد کرنا چاہئے۔

مولانا احمد بزرگؒ لکھتے ہیں: ”بالآخر ہی خواہاں مدرسہ نے راقم الحروف کو اہتمام سپرد کرنا چاہا۔ ان دنوں دارالافتاء سورتنی جامع مسجد رنگون کی خدمت راقم کے سپرد تھی۔ اگرچہ حضرات رنگون وہاں کے قیام پر مجبور کر رہے تھے، لیکن ایک اسلامی مدرسہ کی خدمت ایسی چیز نہیں تھی جس کو نظر انداز کر دیا جاتا خصوصاً جب کہ اس سے اہل وطن کی خدمت اور مولانا مرحوم کی دیرینہ رفاقت کا بہترین حق ادا ہوتا تھا، اس لئے راقم کو قیام رنگون ترک کر کے اپنے وطن ڈابھیل سملک آنا پڑا اور خدا پر بھروسہ کر کے ۲۳ شعبان ۱۳۳۱ھ کو اہتمام کی گولاں بارڈر داریوں کو قبول کر لیا۔“ (روداد اردو شائع شدہ ۱۳۵۵ھ ص ۷۷)۔

مولانا احمد بزرگؒ کا دوسرا اہتمام جامعہ کا وہ تابناک دور ہے جو جامعہ کی فوری تاریخ میں ہمیشہ ادایتِ اسقام حاصل کرے گا۔ اس دورِ مسعود میں جامعہ کو ظاہری اور باطنی ایسی ترقی ہوئی جس سے جامعہ کو عالمی شہرت حاصل ہوئی

دیکھتے دیکھتے ایک معمولی مدرسہ جامعہ بن کر ملک کے عظیم مدارس میں شمار ہونے لگا۔

جیسا کہ پہلے معلوم ہوا، ماجھی یوسف میاں کے دور میں درسگاہ کی تعمیر مکمل ہو گئی تھی۔ اس تعمیر سی سلسلہ کی دہرے سرمایہ کی دقت پیش آرہی تھی۔ مولانا احمد بزرگ لکھتے ہیں:-

”جس وقت مدرسہ کا نظام میرے ہاتھ میں آیا اس وقت تعمیر کے خراج مدرسہ کا خزانہ خالی کر چکے تھے خزانہ میں ایک پائی بھی نہیں تھی۔ ضرورت تھی کہ اس کے سرمایہ کے لئے نئے انتظام و تعلیم کی نگرانی کے لئے پورا بندوبست کیا جائے چنانچہ اس کی سہی کی گئی۔ احمد شہزادہ سی بار اور مولیٰ اور مدرسہ حسب سابق خاطر خواہ طریقہ پر چلنے لگا۔“ (روداد شائع شدہ ۱۳۳۱ھ ص ۱۷۱)۔

۱۳۳۹ھ میں مولانا احمد بزرگ نے اہتمام سنبھالا، دو سال کے بعد ۱۳۴۲ھ میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس علاقہ کو اپنی تشریف آوری سے مشرف فرمایا۔ مدرسہ دیکھنے کے بعد اپنے قلم حقیقت رقم سے معائنہ تحریر فرمایا۔

نقل معائنہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بعد الحمد والصلوة۔

یہ احقر حسن اتفاق سے بعض اجاب کے بلائے پر اس فروع میں وارد ہوا اور برسوں ۲۲ جمادی الاخریٰ کو مقام ڈابھیل شیعہ سورت مدرسہ تعلیم الدین میں

داخل ہوا اور ۲۲ کو قیام کیا اور آج ۲۳ کو رخصت ہو رہا ہوں۔ مدرسہ موصوفہ کے ہتم صاحب اور مدرس تجوید کی فرمائشیں پر یوم قیام میں تجوید کے طلبہ کا تجوید میں امتحان لیا۔ جن میں مختلف طبقات کے طلبہ تھے بعض عربی کے رسلے پڑھے ہوئے بعض اردو کے، بعض کو صرف زبانی قواعد بتلائے گئے تھے پھر ان میں بعض حفظ کرنے والے تھے بعض ناظرہ پڑھنے والے پھر ان سب میں بعض نے زیادہ قدر ان پڑھا تھا، بعض نے کم، یہ سب ملا کر غالباً اٹھارہ تھے۔ ہر طالب علم سے اس کے درجہ کے موافق مختلف سوالات کئے جو سب کے سب کامیاب ہوئے اور پھر کامیابی بھی باستثناء دو چار کے ۸ متوسط درجہ میں کامیاب ہوئے باقی سب کو اول درجہ میں ہوئی اور یہ صریح شمرہ ہے طلبہ اور مدرس صاحب کی مشقت و توجہ اور ہتم صاحب کی نگرانی کا کہ طلبہ کے ساتھ ہے اور اگر مشقت و توجہ کی یہی رفتار رہی تو مدبر کو بہت کچھ ترقی کی امید ہے باقی دوسرے شعب تعلیمی و انتظامیہ کی تنقید و تنقیح کا مجھ کو موقع نہیں ملا لیکن مجموعی قرائن و اشارے امید غالب ہے کہ سب کی اصلاح و تکمیل کی طرف توجہ اور اس توجہ کی بار آور کا میں ترقی روز افزوں رہے گا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ ان امیدوں کو پوری فرمائے اور ظاہری و باطنی برکت بخشے۔ والسلام۔

کتبہ اشرف علی تھانوی حنفی عفی عنہ

۲۵۲۳ھ ۲۳ مارچ ۱۹۰۴ء

(بقیہ مضمون) آنکہ یہ احقر اس مدرسہ کے متعلق یہ رائے ہمیشہ کے لئے دیتا ہے کہ اس کے ہتم ہمیشہ عالم باعمل اور بقدر ضرورت انتظام سے مناسبت رکھنے والے ہوا کریں جیسا کہ اس وقت واقعہ ہے کہ تجسس سے اس کی سخت

ضرورت ہے۔ - اشرف علی تارخ مذکورہ بالا
(از جہش معاینہ ص ۸۲)

اکابر علماء دیوبند کی تشریف آوری اور مدرسہ کی حیرت انگیز ترقی

مدرسہ اب جامعہ اسلامیہ ہو گیا | مولانا بزرگت لکھتے ہیں۔ مشہور ہے کہ تاریخ ہمیشہ اوراق ماضیہ کو دہرائی ہے

اور ہر مستقبل ایک مرتبہ ضرور ماضی کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے، اگر یہ صحیح ہے تو بلاشبہ کہا جاسکتا ہے کہ گجرات کی سرزمین نے بھی اپنی تاریخ ماضی کے اوراق کو دہرانا شروع کر دیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ گجرات کی پاک سرزمین پر اب سے چند صدی قبل علوم نبوی کے وہ آفتاب و ماہتاب گزرے ہیں جن کی ضیا پاشی سے ایک زمانہ تک دنیا کے اسلام مستفید رہ چکی ہے۔ مثلاً:

۱۔ شیخ علی ستی متوفی ۷۵۹ھ (مؤلف کنز العمال) جو گجرات کے تاریخی مقام برہانپور میں ملوہ افزوہ شیعہ نبوت تھے۔

۲۔ علامہ الدین محمد بن طاہر شہید پٹی متوفی ۷۵۹ھ (مصاحب مجمع بحار الانوار وغیرہ) جن کے وجود سے مقلدوں میں پیران پٹن میں علوم غریبہ کے چشمے اُبھرتے رہے۔

۳۔ گجرات کے مایہ ناز محدث اور اسرار شریعت کے زیر دست امین شیخ علاء الدین علی بن احمد الجہانمی قدس سرہ متوفی ۸۲۵ھ (مصنف تبصیر الرحمن و تبصیر اللہ)

اور انعام الملک العلّام) پہلی کتاب تفسیر میں اور دوسری حقائق شریعت میں جو غالباً اسرار شریعت میں سب سے پہلی تصنیف ہے (اس لئے کہ آپ شاء ولی اللہ محدث دہلوی سے مقدم ہیں)۔

۴۔ علامہ وحید الدین بن نصر اللہ علوی متوفی ۹۹۹ھ غلام موصوف شریعتہ مال تک احمد آباد میں معقول و منقول کا درس دیتے رہے زاد رمتقد کتابوں پر حاشیے اور شرحیں لکھیں)۔

۵۔ قاضی غلام الدین گجراتی۔

۶۔ قاضی برہان الدین۔

۷۔ مولانا صبغة اللہ حسینی بھروچی۔

۸۔ شیخ عبد القادر۔

۹۔ محمد بن عمر آصفی۔

۱۰۔ مولانا نور الدین احمد آبادی۔

۱۱۔ شیخ جمال الدین وغیرہم۔

یہ وہ حضرات ہیں جن کے انہماک تدریس و تصنیف سے خطۂ گجرات بارہویں صدی کے اوائل تک معمورہ علم بنا رہا مگر نیرنگی زمانہ نے اس بابرکت دور کے بعد حرمہ تک اس سرزمین کو اپنے موردِ نہ علم سے بیگانہ رکھا اور گجرات کی سرزمین کا چہرہ چہرہ ان قرون مبارکہ کو تڑپتا رہا جن میں اس نے ہند اور ایران ہند کے طالبانِ علوم حکومت کو اپنی پشت پر جگہ دی اور ہر وقت ان کی زبان سے قال اللہ اور قال الرسول سنعتی رہتی تھی۔

(اردو روزنامہ شمس ص ۱۲-۱۳)

المولانا نے بیٹا لکھا یا اور قدرت باری تعالیٰ نے پھر ایک بار فیض کیا

کہ سرزمینِ گجرات پر علومِ نبوت کا ایسا چشمہ جاری کرے جس کا آپ
زلال دلوں کی گندگیوں اور دماغوں کی آلائشوں کو ایک مدت مدید تک صاف
کر رہا ہے، اور جس کی سوتیں اتنی طویل اور عمیق ہوں کہ ایک عالم اس سے
فیضیاب ہو سکے۔ یہ سلسلہِ علم و حکمت کئی سلطنت اور حکومت کا مزہون منت
نہ ہو کہ اس کے رخصت ہونے کے ساتھ یہ بھی دم توڑ دے بلکہ اخلاصِ لہبیت
کی طاقت سے بھرپور ایسا انقلاب ہو جو زمانہ کے رخ کو بدلی دے۔

سنتِ انشر کچھ یوں ہی جاری ہے کہ انشر کی زمین جب پیاسی ہوتی ہے
اور کرہ ارض کی ہر شاخ تشنگی کی شدت سے پانی کے لئے جیتاب ہو جاتی ہے
تو سمندر میں تلاطم اور توج کا ایک طوفان برپا ہوتا ہے جس سے بخارات
اٹھتے ہیں اور پر جاتے ہیں پھر بادل کی شکل اختیار کرتے ہیں اور ابر رحمت
بن کر بارانِ رحمت برمانے لگتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ
لہ کے فطرت میں دارالعلوم دیوبند سے علمی سمندر میں ایک طوفانِ جوش و تلاطم
اٹھا اور اس کی موجیں ایک دوسرے سے ٹکرائیں اس توج اور تلاطم سے کچھ
نقصانات بھی ہوئے۔ پھر یہاں سے بخارات کے بوبادل اٹھے وہ ابر رحمت
بن کر گجرات کی اس دور افتادہ سرزمین پر جا کر برے جو علم اور رسولِ انشر
صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے محروم اور بے بہرہ تھی، علماء دیوبند کے وہاں
پہنچ جانے سے ڈابھیل میں وہ عظیم الشان مدرسہ وجود میں آیا جس کے علمی
فیضان سے آج گجرات کا چہرہ سیراب ہو رہا ہے۔ اور گجرات کا بدعت کردہ
محمد انشر آج تسکونِ سنت کی روشنی سے منور ہے۔

(تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۱۲)

اس ہنگامہ کا جس کی طرف اوپر اشارہ ہوا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۳۲۷ھ کے

اور خرمین دارالعلوم دیوبند کے طلبہ کو ناظم مطبع مولوی گل محمد مرحوم سے کچھ شکایت پیدا ہوئی طلبہ نے انھیں کچھ زور و کوب بھی کیا جس کے نتیجہ میں پانچ طلبہ کا اخراج عمل میں آیا۔ اس اخراج سے طلبہ کی ایک بڑی جماعت میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ مگر سالانہ امتحان کے بعد نام تعطیل ہو جانے سے یہ ہنگامہ فرو ہو گیا۔^{۳۳} پھر اس طرح کی کچھ شکایتیں پیدا ہوئیں اور اب کی دفعہ طلبہ کو اکابر اساتذہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمنؒ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ حضرت مولانا سراج احمد رشیدیؒ کی تائیدات بھی حاصل ہو گئیں اور شاہ صاحبؒ نے دارالعلوم کی مسجد میں اوائل شعبان ۱۳۲۵ھ میں دوبارہ طلبہ کی تائید میں تقریر بھی فرمائی یہ اختلاف جو تقریباً دو سال سے جاری تھا دب کر ختم ہوا تھا۔ ذی قعدہ ۱۳۲۵ھ میں حضرت شاہ صاحبؒ اپنے وطن کشمیر تشریف لے گئے۔ ماہ صفر ۱۳۲۶ھ کے وسط میں وہیں سے استعفاء بھیج دیا۔ ۲۰ ربیع الاول کو دیوبند واپس تشریف لائے، مستعفی ہو چکے تھے اس لئے درس شروع نہیں فرمایا، طلبہ نے تعلیمی اسٹراٹجی کر دی جو دس دن تک جاری رہی۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اور حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ کی سعی و کوشش سے اس اسٹراٹجی ختم ہو گئی اور مخالفت ہو گئی۔

اوائل رجب ۱۳۲۶ھ میں مجلس شوریٰ ہوئی۔ اس نے مولانا مفتی عزیز الرحمنؒ اور مولانا سراج احمد رشیدیؒ سے ہر بنا سے اختلاف استعفاء طلب کر لیا۔ ان حضرات کے استعفاء پر دوسرے اساتذہ نے بھی احتجاجاً اپنے اپنے استعفاء پیش کر دیے (ماخوذ از تاریخ دارالعلوم مرتبہ سید محبوب غنی ص ۲۷۲ تا ۲۷۵ فضا)۔

مگر ہم نے حالات کا کچھ اندازہ کرنے کے لئے تاریخ دارالعلوم سے (بقیہ ناشیہ دیکھیں)

بہر حال یہ معلوم ہو گیا کہ علامہ کشمیری اور ان کے رفقاء جو بعد میں ڈابھیل تشریف لائے۔ رجب ۱۳۲۸ھ میں دارالعلوم سے غلطی ہو گئے۔ ادھر ڈابھیل میں علامہ کشمیری کے بہت خاص خادم و تلمیذ مولانا محمد بن موسیٰ میڈا، افریقی کی (جو ۱۳۲۷ھ میں دارالعلوم سے فراغت حاصل کر چکے تھے اور دارالعلوم کے حالات سے واقف تھے) شادی کی تقریب تھی۔ یہ اکابر شادی میں شرکت کیلئے ڈابھیل تشریف لائے مفتی عزیز الرحمن عثمانی بھی دعوت میں شرکت کیلئے تشریف لائے تھے۔ شعبان ۱۳۲۸ھ کی ۱۰ تاریخ سے لیکر ۱۳ تاریخ تک ڈابھیل میں یہ حضرات تشریف فرما تھے درمہ کا سالانہ امتحان بھی لیا تھا۔ عربی درجات کا امتحان علامہ انور شاہ کشمیری، مفتی عزیز الرحمن عثمانی نے ۱۰ شعبان کو لیا۔ فارسی کا امتحان مولانا سراج احمد رشیدی نے لیا، اردو کا مولانا بشیر احمد صاحب ناظم انجمن اتحاد المسلمین اور مولانا بدر عالم صاحب نے لیا۔ قرأت کا مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی نے ۱۲ شعبان کو اور قرآن شریف کا مولانا سید محمد ادیس صاحب سکھر وڈی اور محمد حسن صاحب گیادی نے لیا۔ اور ان تمام حضرات نے سفار تعلیم کو سراہا۔ ان بزرگوں کے

(بقیہ حاشیہ ۲۵ کا) یہ خلاصہ بغیر نقد و تبصرہ کے اخذ کر لیا ہے ورنہ دارالعلوم میں کچھ اور واقعات بھی اس سے پہلے پیش آئے تھے مثلاً ۱۳۲۹ھ میں مولانا قاری محمد طیب صاحب کا نام نائب ہتھم دوم کیلئے تجویز میں آتا۔ اور ۱۳۳۱ھ میں اسما تجویز کا منظور ہو جانا۔ تعجب ہے کہ مرتب تاریخ دارالعلوم نے تمام واقعات سنہ کی ترتیب سے لکھے ہیں مگر اس تجویز اور اس کی منظوری کو ۱۳۲۹ھ کے واقعات کے بعد درج کیا ہے۔ ملاحظہ ہو تاریخ دارالعلوم ص ۲۹ بمقام مقدمہ و تاخیر کی مصلحت نہیں سمجھ سکے۔ ۱۲

۱۳ شعبان ۱۰۹۶ھ کو۔ رسم کا سالانہ جلسہ ہوا جس میں علامہ انور شاہ کشمیری مولانا بدر عالم میرٹھی نے تقریریں بھی فرمائیں۔ (روداد بزرگان گجراتی مشہور ہو گیا)۔
۱۵ دسمبر ۱۰۹۶ھ (رجسٹر معاینہ)۔

ان اکابر کی دارالعلوم سے علیحدگی کے بعد بہت سے مدارس نے یہ چاہا کہ ان کی خدمات حاصل کریں لیکن یہ شرف ڈابھیل و مملک اور گجرات کے نصیب میں آیا ہے

ایں سعادت، بزورِ بازو نیست

تازہ بخشد خدائے بخشندہ

جب یہ حضرات ڈابھیل شادی میں شرکت کے لئے تشریف لائے اسی وقت آئندہ یہاں آنے کیلئے ان حضرات کو آمادہ کر لیا گیا تھا۔ مفتی یحییٰ الرحمن شمالی نے اپنے مکتوب میں جو اسی قسم کے تاریخی استفسارات کے جواب میں میرے نام ارسال فرمایا ہے تحریر فرماتے ہیں ”شعبان میں ہم لوگ شادی میں شرکت کیلئے ڈابھیل گئے تھے ہمارے والدہ میں سبھی بزرگ اور ساتھی تھے۔ حضرت والد صاحب حضرت شاہ صاحب مولانا شبیر احمد صاحب مولانا حفظ الرحمن صاحب مولانا شبیر احمد صاحب وغیرہ ہم سب راندیر بھی گئے تھے۔ اس وقت کل باتیں طے ہو گئی تھیں۔“

یہ شعبان کا قسط ہے۔ رمضان ۱۰۹۷ھ کے اخیر عشرہ میں ۷۴ھ کی شب کو مدرسہ کے ہتم مولانا احمد بزرگ صاحب نے ایک خواب دیکھا (روداد اردو شعبہ ص ۱) وہ خواب ”نعمۃ العین فی حیاۃ امام العصر شیخ انورؒ میں جو مولانا احمد بزرگ کی حیات میں شائع ہو چکی تھی یوں مذکور ہے۔“

”آپ دیکھتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دہلی میں وصال ہو گیا ہے
 ہر طرف انتقال کی خبر پھیل چکی ہے لوگوں پر حیرانی و پریشانی طاری ہے آپ
 کے جسہ اظہر کو جنازہ پر رکھا گیا ہے پھر پانک دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 حیات میں ایک چارپائی پر رُکھیل دھمک کے درمیان ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے
 ہیں (اس جگہ سے مراد دھمک کا وہ مسدہا ہے جہاں بس رکتی ہے) لیکن بیمار
 ہیں مولانا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گود میں اٹھا کر جسم
 اظہر سے اپنے جسم کو ملا کر برکت حاصل کریں لیکن جب اٹھانا چاہتے ہیں جسم
 مبارک بھاری اور وزنی ہو جاتا ہے اور اٹھانے سے عاجز ہو جاتے ہیں بڑی
 مشکل اور مشقت سے تھوڑا اٹھا سکے لیے (نغمۃ الغیبر ص ۱۸)۔

پہلے سے یہ بات چل ہی رہی تھی بلکہ بقول منتہی عتقی المرحن صاحب کل
 باتیں ملے ہو گئی تھیں اس خواب کے بعد اس کا وائبر شدہ ہو گیا اور اس بات
 کیلئے کمر ہمت باز ہوئی گئی کہ ان حضرات کو لانا ہے لیکن جیسا کہ ظاہر ہے یہ
 کام آسان نہیں تھا۔ ان اکابر کے رہنے بٹھنے کا انتظام ان کے ساتھ یروافوں
 کا ایک ہجوم مسند ہوئے گا ان کیلئے خورد و نوش کا بندوبست، اساتذہ کی نگراہ
 اور کتابوں کیلئے رقم کی فراہمی یہ تمام مسائل نظر کے سامنے تھے۔ مدرسہ ابھی اپنی
 ابتدائی منزل میں تھا چھوٹی سی مسجد ایک ہال جو شرطہ علیہ کیلئے بھی کافی نہیں
 ہو سکتا تھا۔ مطبع کا معمولی نظم بھی مدرسہ کی کل کائنات تھی دوسری طرف جیسا کہ
 مولانا احمد بزرگؒ لکھتے ہیں ”واقعات و حالات کی رفتار سے بخاطر یہ
 اندیشہ ہونے لگا تھا کہ کچھ دنوں اگر یہی صورت اور قائم رہی تو سدا دنیائے

لے اس موقع پر نقشِ دوام میں تاریخ و ترجمانی میں سقم ہے۔ تنبیہ: مرتب

اسلام کہیں اسلام کی ان بانی نازہستیوں کے فیض سے محروم نہ ہو جائے۔
(روداد اردو ششم ص ۱۳)

اس مشکل کا حل یوں نکلا کہ خدا کے دو مخلص بندوں جناب حاجی موسیٰ
زماں اور حاجی یوسف گار موسیٰ کے دلی میں ان حضرات کو دعوت کی تحریک
خدا ہوئی اور ان دونوں حضرات نے ایک ایک ہزار روپے ماہانہ مدرسہ
کو دینے کا وعدہ فرمایا چنانچہ مولانا احمد بزرگ ایک وفد کے ساتھ دیوبند
گئے اور ان حضرات اساتذہ کی خدمت میں ڈابھیل سلک آنے کی دعوت
میلن کی خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ ان اکابر نے استدعا کو قبول
فرمایا اور ۵ رزی الحجہ ۱۳۲۶ھ (۱۹۰۸ء) کو مندرجہ ذیل حضرات رونق افروز
جائے ہوئے۔

- ۱۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ
- ۲۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ
- ۳۔ حضرت مولانا سید سراج احمد رشیدیؒ (بلند شہری)
- ۴۔ جناب مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانیؒ
- ۵۔ جناب مولانا بدر عالم صاحب میرٹھیؒ
- ۶۔ جناب مولانا سید محمد ادریس صاحب سکرو ڈیٹیؒ
- ۷۔ جناب مولانا ابوالقاسم حفظہ الرحمن سیولہ روٹیؒ
- ۸۔ جناب مولانا محمد یحییٰ صاحب تھانویؒ
- ۹۔ جناب مولانا سید احمد صاحب آگروی (اکبر آبادی)۔

حضرت مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمن اچے ضعیف اور پیرانہ سالی کی وجہ
سے اس وقت ہمراہ تشریف نہ لاسکے۔ چند ماہ کے بعد تشریف لائے جس کا

ذکرِ مشہور آتا ہے ۔ (روداد اردو مشکوٰۃ ص ۱۲) ۔

یہ تمام حضرات دیوبند سے ڈابھیل کے اس سفر میں راستہ میں مولانا سید
اکبر آبادی کی شادی میں شرکت کیلئے آگرہ بھی اترے تھے ۔

(مکتوب مفتی یحییٰ الرحمن عثمانی)

ان بزرگوں کی تشریف آوری کے وقت بدر کی حالت | ان حضرات کا
تشریف آوری

کے وقت جیسا کہ معلوم ہو چکا مدرسہ کی تعمیرات بہت تھیل تھیں ۔ تعلیم بھی صرف
مشکوٰۃ ، جلالین تک تھی ۔ اس درجہ میں صرف ڈابھیل کے ایک طالب علم
اسماعیل یوسف گارڈی فقط مشکوٰۃ جلالین پڑھتے تھے کسی اور کتاب کا ذکر نہیں
مدرسہ اول مولانا عبدالجبار صاحب پشاور تھے ۔ تمام طلبہ کی تعداد ۲۹۳ تھی ۔
اس وقت مدرسہ میں گجراتی اور ناٹھ کی پڑھائی بھی ہوتی تھی اس تعداد میں بیشتر
وہی ہیں ۔ عربی درجات میں اول سے لے کر مشکوٰۃ تک صرف ۱۲ طلبہ تھے ۔
درجہ فارسی میں اس سے کچھ زیادہ ۔ مدرسین و ملازمین کی کل تعداد ۲۳ تھی
(روداد بزبان گجراتی ص ۲۶ مستفہناً) ۔

جامعہ کا دورِ اوّل

(از سلسلہ تاسعہ)

۴۱۴ سال

ان حضرات اکابر کے آنے ہی مدرسہ تعلیم الدین ترقی کر کے جامعہ اسلامیہ بن گیا۔ اطرافِ عالم سے تشنگانِ علوم آجے ہوئے۔ اس دورانِ تادہ اور غیر معروف بستی میں بیکایک علومِ نبوت کے پر دانے ٹوٹ پڑے۔ پشاور، کابل، ترکی، دھاکہ، بہار، بخارا، رنگون، ایران، مدراس، کشمیر، سمرقند، سندھ، ملگور، ہزارہ، چانگام، کمرالی، اعظم گڑھ، فیض آباد، سنبھل، بلیا، بستی، دینندکان، ہرنجب آباد، سیالکوٹ، ہشیار پور، انجمنہ وغیرہ کے طلبہ اس کثرت سے پہنچ گئے کہ سلسلہ کے اراکین ہی میں طلبہ کی تعداد چار سو سے زیادہ ہو گئی جس میں صرف دورہ حدیث کے طلبہ کی تعداد سترہ تھی، مدرسین و ملازمین تیسس سے بڑھ کر پینتالیس ہو گئے۔ (روداد سلسلہ)۔

اساتذہ کے قیام کے لئے جامعہ میں کوئی بجگہ نہیں تھی حاجی یوسف سماعیل میان رئیس سملک نے اپنی وسیع اور مالی شان کو ٹھکی (جس میں اس وقت مجلس خدام الدین سملک کا آفس ہے) خالی کر دی۔ حاجی یوسف گارڈی اور حاجی مونس اسماعیل میان سملکی نے حسب وعدہ ایک ایک ہزار روپے ماہانہ

عنایت فرمائے اور ہزار ہا سال تک (دیئے رہے) نیز حاجی یوسف گاروی صاحب نے دس ہزار کی مالیت کی کتابیں جن کی تعداد ایک ہزار نو سو چودہ تھی بطور عاریت عنایت فرمائیں۔ جامعہ کے کتب خانہ میں پہلے سے تین ہزار ایک سو چھیالیس کتابیں موجود تھیں اس وقت اس کے کام چلتا رہا۔

(روداد شائع شدہ سن ۱۳۵۷ھ - ۱۳۶۰ھ)

حضرت مفتی صاحب کا دور دور مسعود | شیخ الجامعہ حضرت علامہ کشمیری محرم سن ۱۳۶۴ھ کی آخری تاریخوں

میں یکایک علیل ہو کر تبدیلی آب و ہوا اور علاج و معالجہ کیلئے دیوبند تشریف لے گئے حدیث کی تعلیم میں بہت نقصان ہونے لگا۔ اس لئے حضرت مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمن عثمانی رحمے خواجہ بیبرائہ سالی اور ضعف کی وجہ سے اب تک تشریف نہ لاسکے تھے درخواست کی گئی کہ ڈاکٹر علیل تشریف لا کر بخاری شریف ختم کرا دیں جامعہ اور طلبہ کی خوش نصیبی کہ حضرت مفتی صاحب نے ہماری درخواست کو قبول فرما کر ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ کو تشریف آوری کا شرف بخشا اور بخاری شریف کی تدریس میں مشغول ہو گئے (ایضاً ص ۷۸)۔

علامہ کشمیری کے دیوبند چلے جانے کے بعد طلبہ اور اہل مدرسہ بے حد پریشان تھے اس وقت مولانا شبیر احمد عثمانی نے مسلم اور ترمذی کا درس غیر معمولی انتہاک اور پابندی کے ساتھ دیا اور دونوں کتبوں کو اختتام تک پہنچا دیا، ایسی پابندی غالباً اس سے پہلے کبھی نہیں فرمائی تھی۔ (ایضاً ص ۷۸)۔

حضرت مفتی صاحب کا درس | حضرت مفتی صاحب کے ضعف کا یہ حال تھا کہ ہاتھ پاؤں کا پتہ نہ تھا۔ لاشی کے ہمارے بھی تصویر ہی دور چلنا مشکل تھا بلکہ اٹھ کر بیٹھنا اور بیٹھ کر اٹھنا بھی تھک

تھا۔ ایسی حالت میں آپ نے مدرسہ کی سرپرستی فرمائی اور درس بخاری شریف کیلئے سہلک سے مدرسہ تقریباً ایک میل چلنے کی صورت برداشت کرتے اور ہر روز تقریباً تین گھنٹے طلبہ کو پابندی کے ساتھ درس دیتے۔

(ایضاً ص ۱۷)

دیوبند واپسی اور وفات | جامعہ کی تعلیم نہایت پرسکون طریقہ پر جاری تھی اور ابھی آپ کو تشریف لائے ہوئے

دو ماہ بھی نہیں گزرے تھے کہ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۷ھ کے اوائل میں ایک اہم اور ضروری کام کی وجہ سے آپ کو دیوبند تشریف لے جانا پڑا۔ موسم نہایت سرد۔ ضعف کا یہ عالم اس پر یہ طویل سفر دیوبند پہنچتے ہی فالج کا عارضہ لاحق ہوا اور چند دن علیل رہ کر بارہ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۷ھ یوم جمعہ کو رہ گزار عالم جوادانی ہوئے۔ اور عالم اسلام آپ کے ظاہری اور باطنی فیوض سے ہمیشہ کیلئے محروم ہو گیا۔ اناشر وانا الیہ راجعون (ایضاً ص ۱۸)

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سہلک بہت ہی خوش نصیب ہے کہ ایسے ولی کامل اور مفتی اعظم کی آخری عمر کا مبارک حصہ اسے نصیب ہو گیا۔ حضرت مفتی صاحب کو جامعہ سے جو غیر معمولی تعلق تھا اس کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ جامعہ کی موجودہ تشکیل اور اس کے قیام کی یہ جدید نوعیت آپ کی خصوصی توجہ کی رہیں ہے اس درگاہ سے حضرت مرحوم کی وابستگی کی یہ اہتما تھی کہ مرض وفات میں بھی آپ کی زبان پر ڈابھیل ہی کا ذکر تھا۔ عالم کرب میں جب آپ کو جوش آتا دہی ڈابھیل پر اصرار فرماتے۔ حضرت اقدس کو جامعہ کی ترقی اور استحکام سے جس درجہ شغف تھا فی الحقیقت اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ خدا کرے آپ کے فیوض روحانیہ دائماً جامعہ کی سرپرستی اور

حضرت مفتی صاحب کے بعد منصب افتاء | حضرت مفتی صاحب کی وفات کے بعد

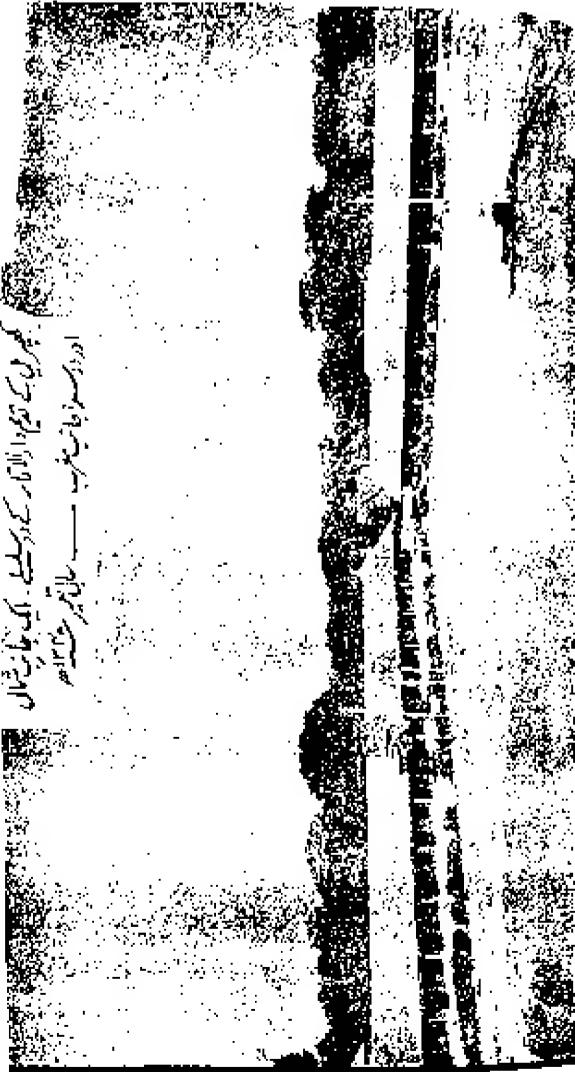
شعبہ افتاء کے اہم فرائض آپ کے خلیفہ الصدق مولانا حافظ قادری مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی مدظلہ سے کھینچے متعلق رہا۔ آپ نے اپنے والد مرحوم کی نگرانی میں فتویٰ نویسی میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ حضرت مرحوم کو آپ کے فتاویٰ پر پورا اعتماد و اطمینان تھا (ایضاً ص ۱۷۱) مفتی عتیق الرحمن صاحب ۵/رمزی الحجہ ۱۳۵۸ھ تک جامعہ سے متعلق رہے تدریس کے ساتھ فتاویٰ کا کام بھی انجام دیتے رہے (روداد گجراتی ص ۱۷۱)۔

تعمیرات | یہ جامعہ کا پہلا سال ہے۔ طلبہ کی رہائش کیلئے حوض کے اوپر بنے ہوئے ایک ہال کے سوا کوئی اور عمارت نہیں اس لئے ضرورت تھی کہ فوراً کچھ کمرے تیار کئے جائیں۔ بعض مخیر حضرات کی نیک قیادت سے مولدہ کمرے تیار ہو گئے (ایضاً ص ۱۷۱) یہ کمرے مشرقی جانب تیار ہوئے تھے جہاں اب دارالقرآن ہے۔

جلسہ دستار بندی | ۱۰ شعبان ۱۳۵۸ھ کو دستور کے مطابق سالانہ جلسہ جامعہ کے وسیع میدان میں منعقد ہوا۔

اب تک سالانہ امتحان کے بعد چلے صرف انعام اور تقریر کے لئے منعقد ہوا کرتے تھے یہ جامعہ کا پہلا جلسہ تھا جو دستار بندی کیلئے منعقد ہوا۔ اس میں انسٹٹوٹ فارغ ہونے والے طلبہ کو دستار فضیلت دی گئی۔ اس جلسہ میں بعضی سے لے کر احمد آباد تک کے تقریباً چار ہزار افراد نے شرکت کی جن میں علماء و فضلاء بھی تھے۔ صبح کے اجلاس میں ہتھم جامعہ مولانا احمد بزرگ اور مولانا علی محمد

کھیرلی کے تیمار دار لاکھار کے درہ سلسلے ایک جانب مال
اور دوسری جانب غرب — مائی آبرو مشائخہ



قدیم دارالافتاء حیاتین پبلیش
اسٹیشن مول روڈ کلاں محمد علی پور مدائن پورہ



نزدیکی کے علاوہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے علم دین کی ضرورت اور مدارس کی اہمیت پر تقریریں فرمائیں۔ تمام کے اجلاس میں مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی نے تقریر فرمائی اس کے بعد علامہ کشمیری اور علامہ عثمانی کے ہاتھوں طلبہ کی دستار بندی ہوئی۔ سندیں اور انعامات تقسیم ہوئے، تمام کامیاب ہونے والے طلبہ کو حسب درجات کتابیں، نقد روپے اور برتن حاصل ہوئے۔

الحمد للہ اس جلسہ سے تمام گجرات میں ایک خاص کیفیت پیدا ہوئی اور ہر طرف سے جامعہ کے خیر خواہوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ علم دین اور مدارس کی اہمیت لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہوئی (ایضاً ص ۷۸)

حضرت مفتی صاحب کے انتقال کے بعد علامہ کشمیری دیوبند سے کب تشریف لائے اس کا ذکر نہیں ملتا۔

ظاہر یہ ہے کہ جمادی الاخریٰ تک جب کہ مفتی صاحب دیوبند تشریف لے گئے تھے، بخاری شریف ختم نہیں ہوئی ہوگی علامہ کشمیری مفتی صاحب کے انتقال کے بعد تشریف لائے ہوں گے اور بخاری شریف رجب یا شعبان کے کسی حصہ میں ختم کرائی ہوگی۔ شعبان کے جلسہ دستار بندی میں شرکت سے یہی سمجھ میں آتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۳۴۸ھ | جامعہ کا تعلیمی ایک سال پورا ہوا۔ اس سال بھی تمام اکابرین تشریف فرما ہوئے اور سال گذشتہ کے طرز پر تعلیم جاری رہی۔

۱۳۴۸ھ | اس سال مزید دارالافتاء کی تعمیر کیلئے جناب حاجی یوسف صاحب گارڈی اور جناب حاجی موسیٰ میاں صاحب نے چار چار ہزار روپے نقد عنایت فرمائے۔ ماہ شعبان ۱۳۴۸ھ میں مقیم جامعہ مولانا احمد بزرگ

نے سرمایہ کی فراہمی کیلئے رنگون کا سفر اختیار کیا وہاں کے اہل خیر حضرات نے جامعہ کے ساتھ پوری ہمدردی اور خلوص کا ثبوت دیا اس سلسلہ میں وہاں مقیم علماء و گجرات اور سربراہ آورده حضرات نے غیر معمولی جدوجہد سے چندہ کی فراہمی کا کام انجام دیا۔ خصوصاً مولانا احمد اشرف راندیری، مفتی اسماعیل بسم اللہ سیٹھی، مولانا مرغوب احمد چودری وغیرہم کی مساعی سے تقریباً اٹھارہ ہزار کی رقم فراہم ہو گئی۔ اسی طرح جنوبی افریقہ سے بھی مختلف رقبہ وصول ہوئے ان تمام رقموں سے دارالافتاء کے مزید چوبیس کمرے تیار ہوئے اب کل پچاس کمرے ہو گئے جن سے طلبہ کے قیام کی مشکل حل ہو گئی (ایضاً ص ۳) ان تمام کمروں کی تعمیر میں چالیس ہزار روپے خرچ ہوئے (ایضاً ص ۳)۔

دارالاساتذہ | اساتذہ کرام کا اب تک سنگ میں جناب حاجی یوسف یحیٰی رئیس سنگ کی کوشش میں قیام تھا اس سال بھلائی کے قیام کا بھی مدرسہ میں انتظام ہو گیا۔ جناب سیٹھ اسماعیل حاجی ابراہیم منشی صاحب اور جناب محمود حاجی ابراہیم منشی صاحب ہر دو برادران نے اپنے والد مرحوم حاجی ابراہیم منشی کے ایصالِ ثواب کیلئے جامعہ کے وسیع احاطہ کے جنوب مغربی گوشہ میں لبِ مٹک نو ہزار کی لاگت سے ایک عمارت بنانے کا ارادہ کیا۔ تعمیر کرانے کے بعد اساتذہ کا قیام اسی میں رہا علامہ کشمیری مولانا شبیر احمد عثمانی اور دیگر اساتذہ اکٹھے رہیں رہتے تھے۔

اسی سال مسجد جامعہ کی خوشنما سنگ کیلئے جناب سیٹھ حاجی یوسف اسماعیل چوٹیا ساکن نور ساری نے آٹھ سو روپے فنایت کیے۔ صفوں کے لئے جناب اعظم محمد بھاجی نے اپنی بہنوں کے ایصالِ ثواب کے واسطے ساڑھے تین سو روپے دیے۔ (ایضاً ص ۳)۔

قدیم مبلغ میں بھی اس سال توسیع کی گئی۔ اسی کے متصل تین کمرے مزید بنائے گئے اور غلہ کی ذخیرہ اندوزی کے لئے ایک وسیع گودام بھی بنایا گیا۔ جس میں سال بھر کیلئے غلہ جمع کر لیا جاتا تھا۔

(ایضاً صفحہ ۲۲ و رداد گجراتی صفحہ ۷۷)

سالانہ جلسہ ۱۰ اس سال بھی ۱۰ ارشدیان کو حسب دستور سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں علامہ کشمیری اور علامہ عثمانی نے تقریریں فرمائیں اور فارغ التحصیل تفتائیس طلبہ کو دستار نصیبت اور اسناد تقسیم ہوئیں۔ جن میں گجرات، بنگال، یوپی، کاٹھیاوار، دکن، سندھ، کابل، قندھار، بخارا، برہما، موریشس، چین کے طلبہ شامل تھے دیگر تمام طلبہ کو بھی انعامات تقسیم کئے گئے۔ ایک نابینا طالب علم مولوی عبد المجید لائل پوری کو جنھوں نے اپنی معذوری کے باوجود نمایاں کامیابی حاصل کی تھی علامہ کشمیری نے اپنی طرف سے پانچ روپے بطور انعام خصوصی عنایت فرمائے۔

(ایضاً صفحہ ۲۲)

صرف در سال کی قلیل مدت میں بحمد اللہ تعالیٰ تعمیری ضروریات حیرت انگیز طریقہ سے پوری ہو گئیں طلبہ اور اساتذہ کیلئے جامعہ کے احاطہ میں قیام کا پورا انتظام ہو گیا۔ ملائمت و سکون کی ایک فضا قائم تھی، قال اللہ و قال الرسول کی ہما بھی تھی علمی تحقیقات اور قرآن و حدیث کے خالق و معارف درسگاہوں میں بکھرے جا رہے تھے۔ طلبہ تھے جو اپنے دامن کو ان بیش بہا علوم سے بھرے جا رہے تھے۔ صبح ہوتے ہی آہ سحر گاہی اور اللہ اللہ کی صدائے جامعہ کی فضا مملو ہو جاتی تھی کتنا حسین تھا وہ منظر اور کتنی سعید تھیں وہ گھڑیاں؟

مولانا سید احمد اکبر آبادی مدظلہ جواس وقت ایک استاذ کی حیثیت سے یہاں مقیم تھے کتنے والہانہ انداز میں اس ذریعہ ماضی کا ذکر کرتے ہیں ۔
 لکھتے ہیں :-

دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے یعنی فنون کی بھی تکمیل کر لینے کے فوراً بعد کم و بیش جو تین برس میں نے شیخ العرب والعمہ حضرت مولانا مولانا محمد انور شاہ کشمیری اور ان کی جماعت کے ساتھ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت میں گزارے ہیں ان کو میں تعلیم و تربیت کے لحاظ سے اپنی زندگی کے بہترین سال شمار کرتا ہوں ۔ کیوں کہ اگرچہ دیوبند کے شش ماہہ قیام میں بھی درس و تدریس کے علاوہ اکابر اساتذہ کی معیت و صحبت کے فیض و شرف سے باریاب رہا لیکن ڈابھیل کی بات ہی اور تھی یہاں ایک عالی شان کوٹھی تھی جس کے مختلف کمروں میں حضرت شاہ صاحب مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مفتی عزیز الرحمن عثمانی، مولانا سراج احمد رشیدی، مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا حفیظ الرحمن سیوہاروی، مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانی، اور یہ خاکسار ہم سب ایک جگہ رہتے تھے ۔ جو برس گئے سناٹہ ساتھ کھانا پینا نشست و برخاست سب کچھ اس لئے ان بزرگوں کو خلوت و جلوت میں بھی ہر رنگ اور ہر شکل میں دیکھا اور ان سے مستفید ہوا ۔ اللہ اکبر ! علم و عمل، صلاح و تقویٰ اور امانت و دیانت کے کیسے پیکر تھے یہ لوگ ۔ بعض اوقات یہ خیال ہوتا تھا کہ صدیاں حائل ہو گئیں ہیں ورنہ یہی حضرات اگر عہد نبوت میں جمتے تو ان میں کوئی عبد اللہ بن عمر ہوتا تو کوئی عبد اللہ بن عباس اور کوئی عبد اللہ بن مسعود ۔

(نظرات برائے جولائی ۱۹۸۰ء)

اس سال بھی تعلیم حسب سابق جاری رہی۔ خاص بات یہ پیش
آئی کہ اراکین جمعیتہ العلماء و برماہ رنگون کی خواہش و دعوت پر
علامہ کشمیریؒ، علامہ عثمانیؒ، مولانا احمد بزرگؒ، مہتمم جامعہ، مولانا محمد ادریس
سکندر ڈوی، مولانا محمد عیسیٰ کاندھلوی اور مولوی محمد اسماعیل گارڈی صاحبان
نے رنگون کا سفر اختیار فرمایا۔ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۹ھ کو روانہ ہو کر
۲۱ جمادی الاولیٰ کو رنگون وارد ہوئے وہاں بڑے بڑے جلسوں میں علامہ
کشمیری اور مولانا عثمانی کی تقریریں ہوئیں اہل رنگون ان اکابر کے مواعظ
سے بہرہ اندوز ہوئے اکیس یوم کے قیام کے بعد ۵ جمادی الاخریٰ کو
روانہ ہو کر ۱۰ کو ڈا بھیل سہلک بخیر و عافیت واپس ہوئے اس تہلینی
سفر میں اہل بھٹی اہل کلکتہ اور خصوصاً اہل رنگون بڑے گہرے اخلاص
و عقیدت سے پیش آئے۔

رنگون میں اراکین جمعیتہ العلماء و برماہ اور مدرسہ محمودیہ راندریہ
رنگون کے ناظم مولانا ظفر احمد عثمانی تھانویؒ کی طرف سے ان اکابر کو
سپاس نامے بھی پیش کئے گئے۔ ان طویل سپاسناموں کو نقل کرنا
طوالت کا باعث ہوگا۔ ہم ان میں سے چند جملے نقل کرنے پر اکتفا کرتے
ہیں۔ ان سپاسناموں میں علامہ کشمیری، علامہ عثمانی اور مولانا احمد
بزرگ کو خطاب کیا گیا ہے۔ جمعیتہ العلماء کے سپاسنامہ میں ہے۔

”حضرات والا! آپ تینوں بزرگوں میں سے شیخ العلماء و الفضلاء حضرت
مولانا انور شاہ صاحب کا مرتبہ علم و فضل میں محتاج بیان نہیں خاص رنگون
ہم میں آپ کے شاگردوں اور شاگردوں کے شاگردوں کی ایک جماعت
آپ کے فضل و کمال پر شاہد عدل ہے۔ آپ شیخ العالم حضرت مولانا محمود حسن

حضرت رحمہ اللہ کے بعد مدرسہ عالیہ دارالعلوم دیوبند کے مدرس اعلیٰ قرار
 پائے جہاں سے آپ کے ہاتھوں صد ہا طلباء فارغ التحصیل ہو کر ہدایت ختم الشریعہ
 اور سلسلہ درس و تدریس میں مشغول ہیں پھر خدائے پاک کو منظور ہوا کہ
 ان تجربات کو خاص طور پر آپ کی ذات ستودہ صفات سے فیض یاب
 کرنے کا موقع ملے اس لئے بمقتضائے ”رحمت حق بہانہ می جوید“ ایسے
 حساب پر وہ غیب سے ظہور میں آئے کہ آپ نے اپنے قدیم محبت لزوم
 سے مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل کو مشرف فرمایا اور بیک چشم دون ایک
 جھولی ڈھسی در سگاہ کو دارالعلوم کے درجہ تک پہنچا دیا اور اس طرح
 ہندوستان میں بجائے ایک کے دو دارالعلوم تشنگان علوم کے لئے
 جلوہ افروز ہوئے..... رئیس المتکلمین حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی
 کے اوصاف حمیدہ اظہر من الشمس اجین من الایمان ہیں۔ خدمت علوم دینیہ
 کے ساتھ تحریر میں آپ کے زور قلم اور تقریر میں آپ کی فصیح الکلامی اور
 شیریں بیانی سے آپ کی شہرت میں چار چاند لگا گئے ہیں۔ آپ کی تصانیف
 غرام و خواص و روزی میں مفید ثابت ہوئیں..... حضرت مولانا احمد
 بزرگ ایک مدت تک ہمارے اسی شہر رنگون میں قیام فرما کر بحیثیت
 مفتی اعظم مسلمانان برما کو اپنے فیوض و برکات سے بہرہ یاب فرما چکے ہیں
 ”یہاں راجہ بیاں“ اب ڈابھیل میں دارالعلوم کی روح رواں آپ ہی
 کی ذات گرامی ہے۔ اور آپ ہی کے زیر اہتمام یہ دارالعلوم نمایاں خدمات
 انجام دے رہا ہے (ایضاً ص ۵۳-۵۴ مختصراً)۔

مولانا ظفر احمد عثمانی لکھتے ہیں ”حضرات کرام! اس موقع پر یہ کہنا بجا
 نہ ہو گا کہ میں آپ کے مبارک قدموں میں قدم جب پیل کی سی حیات بخشی کا

مشاہدہ کر رہا ہوں کیوں کہ آپ ایک عرصہ دراز تک دارالعلوم دیوبند میں مقیم رہے۔
 کہ جب خطہ صورت میں رونق افروز ہوئے تو وہاں کا چھوٹا سا مدرسہ دفتہ دارالعلوم کے مرتبہ کو پہنچ گیا۔۔۔۔۔ مقدس حضرات! میں اپنی خوش قسمتی پر
 نازاں ہوں کہ مجھے ہندوستان کی بحالیس غیمہ کا لطف سمندر پار بھی نصیب ہو گیا
 (ایضاً ص ۵۶-۵۷)

اس موقع پر اہل حق حضرات کی طبعیت بھی کھلیں چنانچہ فارکی اور عربی
 میں درجہ اشعار اور تصانیف پیش کئے گئے بن کو ہم انشاؤں کا آخر میں ذکر
 کریں گے۔

پانی کے نلوں کا انتظام | حضرت شاہ صاحب نے سال گذشتہ کے جلسہ
 دستار بندی میں اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی
 کہ جامعہ میں طلبہ اور مدرسین کی راحت کے لئے پانی کا انتظام ہو جائے تو بہتر
 ہے۔ اس کے چند ہی مادی کے بعد جناب سیٹھ حاجی یوسف گارڈی صاحب نے
 اس کام کی تکمیل کا ارادہ کر لیا تھا۔ مولوی محمد موسیٰ میاں نے بھی اس کام کے لئے
 ازرقہ میں چند اور مخیر حضرات کو تیار کر لیا تھا لیکن یہ سعادت باقیہ سیٹھ اسحاق
 اسماعیل داؤدچی مرحوم کی اہلیہ اور درشہ کی قسمت میں مقدر تھی۔ مرحوم کے درشہ
 نے بہت جلد انجن اور پمپ وغیرہ بھیج دیے اور سجدہ دارالطلبہ دارالاساتذہ
 اور مطبخ وغیرہ کے لئے مختلف مقامات پر پانی لگا دیے گئے اور پانی کی تکلیف
 کلیہ رفع ہو گئی۔

بجلی کی روشنی کا انتظام | اس کے ساتھ ہی سیٹھ صاحب مرحوم کے درشہ
 نے جامعہ کیلئے بجلی کی روشنی کا بھی انتظام فرمایا
 اور پھر اللہ تعالیٰ جامعہ کی مسجد، درسگاہیں، طلبہ کے کمرے، مطبخ اور گذرگاہیں

اور احاطہ جامعہ تقریباً دو سو متفقوں کی روشنی سے بعد تو رہ گیا۔

انجن، جنریٹر اور پمپ وغیرہ کیلئے ایک مستقل مکان کی ضرورت تھی وہ مجھہ تعالیٰ تیار ہو گیا اسی طرح جامعہ کی احاطہ بندی بھی ہوئی

انجن کی برائی تنگی کو جو جامعہ کے باغ میں پہلے سے موجود تھی مزید چار فٹ اونچا کیا گیا۔ اب حضرات اساتذہ اور عزیز طلبہ کو پانی اور روشنی کی پوری سہولت حاصل ہو گئی۔ (ایضاً ص ۵۹-۶۰)۔

۱۰۔ ۱۳۴۹ھ کو حسب دستور سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں اطراف و اکناف کے ہزار با عقیدت مندوں نے والہانہ

حقوق و ذوق کے ساتھ شرکت کی۔ ہستم صاحب نے رپورٹ پیش کی اس کے بعد حضرت شاہ صاحب نے حقائق علیہ سے لہریز نہایت مؤثر وعظ فرمایا۔ پھر علامہ عثمانی نے اپنی سخنرانی سے لوگوں کے قلوب کو گرایا اس جلسہ میں کچھ سربراہ اور وہ برادرانِ وطن نے بھی شرکت کی۔ و دیا بیٹھ احمد آباد کے نسیل مسٹر کاکیلکر نے ایک تقریر بھی کی جس میں اسلامی خوبیوں کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد دستار بندی ہوئی۔ سندیں اور انعامات تقسیم کئے گئے۔ باون طلبہ کو دستار باندھی گئی۔ (ایضاً ص ۵۹)۔

شکر نعمت بلئے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو

عذر تقصیرات با چند آنکہ تقصیرات ما

سالہائے گزشتہ کے تذکرہ میں جامعہ کے مختلف تعمیراتی ضرورتوں کی تکمیل کا بیان ہو چکا ہے تاہم اس سلسلہ کی بعض نہایت ہی اہم ضروریات کی تکمیل کا کوئی انتظام نہ ہو سکا تھا۔ سب سے بڑی ضرورت درگاہوں کی تعمیر تھی جاسو کہ عظیم عمارت اگرچہ گیارہ درگاہوں پر مشتمل ہے لیکن عرصہ کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے لئے یہ عظیم الشان عمارت بھی

بالکل ناکافی ثابت ہوئی، قدیم درسگاہ زیادہ سے زیادہ درجات عربیہ کیلئے اس وقت کافی ہو سکتی تھی جب کہ وہاں سے گجراتی اردو اور تجوید کے درجات بالکل جدا کر دیے جاتے جن کیلئے ظاہر ہے مستقل درسگاہوں کا انتظام ضروری تھا۔ دوسری شدید ضرورت کتب خانہ کی تھی سابق کتب خانہ (جو عربی درسگاہ کے شمال مغربی گوشہ میں واقع کرے میں تھا) کتابوں کے علی الترتیب رکھنے کیلئے بھی ناکافی تھا۔ اساتذہ اور طلبہ کے مطالعہ کیلئے اس میں کہاں سے گنجائش ہوتی، اسی طرح دفتر ہتمام اور اس کی ضروریات کیلئے بھی ایک مستقل اور علیحدہ مکان کی ضرورت تھی پھر جامعہ کی عمارات میں ایک بڑی کئی مستقل جہان خانہ کی بھی تھی جس کے نہ ہونے سے جہانوں کو بسا اوقات تکلیف اٹھانی پڑتی تھی۔ ان تمام ضرورتوں کے پیش نظر ایک ایسی وسیع و عریض عمارت کا ہونا لازمی تھا جو ان تمام ضرورتوں کے لئے کافی ہو چنانچہ اسی سال احاطہ جامعہ کی شرعی جانب اس عمارت کی بنیاد اساتذہ کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی (ایضاً ص ۶۲-۶۴)

ان اساتذہ میں علامہ انور شاہ کشمیری بھی تھے اور ظاہر ہے کہ پہلی اینٹ آپ ہی کے ہاتھ سے رکھی گئی ہوگی چنانچہ یہی شہور بھی ہے۔ اسی لئے اس عمارت کا نام ”انور بندنگ“ ہے۔ اس میں دس درسگاہیں، ایک جہان خانہ، ایک دفتر، دو کمرے ہالائی اور دو کمرے کتب خانہ کے لئے، کل ستر کمرے تھے۔ یہ عمارت سٹائیس ہزار میں تیار ہوئی تھی۔ اکیلو ایا خاندان کے عزیز ازاد نے کتب خانہ کے ایک حصہ کیلئے تقریباً تین ہزار کی رقم ضایت فرمائی تھی (ایضاً ص ۶۴)

موجودہ منہم مولانا محمد سعید بزرگ مدظلہ نے ۱۳۸۵ھ میں اس کی مرمت کرائی اور چار کمروں کی جگہ خالی خالی وہاں چار کمرے بنوائے، ٹین پرانے ہو گئے

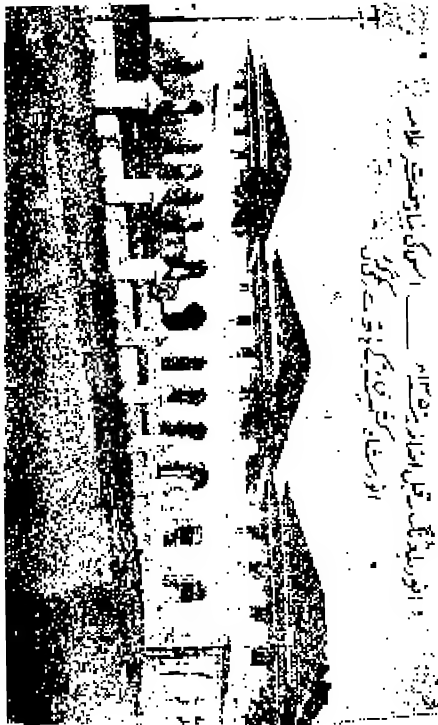
تھے ان کو ہٹا کر نئے ٹین کی چھت ڈال۔ سائبان کی چھت پختہ سڑک کی بنوائی
اس میں تقریباً چالیس ہزار روپے خرچ ہوئے۔

(روراد ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵)

اب اس میں کل ۲۰ کمرے ہو گئے، گیارہ نیچے نو اوپر اسی بلڈنگ میں
کشیانہ، آفس محاسبی، دارالافتہام اور مختلف درسگاہیں ہیں۔ اسی میں گھڑی
سناری، وائٹنگ، جلد سازی اور سلائی کے درسگاہ بھی ہیں جو مدرسہ کے
خزینوں میقاتوں کے درمیان کھلتے ہیں۔ اسی بلڈنگ کے ایک کمرے میں
اس وقت جنرل پڑ بھی ہے۔

اسی سال ۱۳۵۷ء میں بجلی کے لئے پنا انجن جناب حاجی یوسف گارڈی
صاحب نے سترہ ہارس پاور کا عنایت فرمایا جو بجلی، پانی اور بجلی تمام کیلئے
بہت کافی ثابت ہوا۔ اس سے قبل جو انجن لگا تھا وہ صرف سات ہارس
پاور کا تھا جو تمام ضروریات کیلئے کافی نہیں تھا۔ اسی سال نظام حیدر آباد
نے اپنے ادارہ ”دارالافتہام“ کی تمام قدیم مطبوعات صرف نصف
قیمت پر جامعہ کو عنایت فرمائیں۔ اب کتب خانہ کی کتابوں کی تعداد چھ ہزار
کے قریب ہو گئی۔

سالانہ جلسہ | اس سال بھی حسب دستور ۱۰ شعبان کو جلسہ و شمار بندی
منعقد ہوا جس میں علامہ کشمیریؒ نے ”سفر آخرت“ کے
موضوع پر تقریباً دو گھنٹے تقریر فرمائی جس میں بہت سے اہم مسائل علمیہ پر
بے نظیر اور متعقبات تبصرہ فرمایا۔ اس کے بعد مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے
”تحصیل علم“ پر اپنے خاص انداز بیان میں بصیرت افروز تقریر فرمائی
جس میں آپ نے ضرورت تحصیل علم پر خصوصیت سے روشنی ڈالی۔ آخر



انور علی شاہ کی قبر — اس کی بنیاد حضرت علامہ
انور شاہ کاشمیری کی ہوتی ہے

میں ان اکابر نے اپنے مبارک ہاتھوں سے بیسیں فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کی اور اسناد تقسیم ہوئیں (ردود ادارہ دوششمہ ص ۷۸)۔

اس سال بھی حسب سابق تعلیم جاری رہی۔ تعلیمی سال کے اختتام پر ۱۳۵۱ھ

اجلاس میں مولانا احمد علی لاہوری (شیخ التفسیر) نے ایک لمبا وعظ فرمایا۔ صبح کا اجلاس سات بجے شروع ہوا، ہزاروں کا مجمع تھا، وسیع و عریض پٹال لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ پہلے ۱۴۴۴ھ صاحب نے تعلیم و تعمیر اور مالیات سے متعلق مفصل تبصرہ کیا۔ نیز طلبہ کے لئے جو آرام و آسائش کا انتظام ہے اس کا تذکرہ کیا کہ یہاں نادر طلبہ کے لئے جوتوں اور کپڑوں کا مستقل اور معقول انتظام ہے۔ حاجت مند طلبہ کو ان کی متفرق ضروریات کیلئے ایک روپیہ ماہوار وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ پھر علامہ کشمیریؒ نے ”زندگی اور موت“ کے عنوان سے طویل وعظ فرما کر لوگوں پر ایک عجیب کیفیت اور اثر طاری کر دیا۔ اس کے بعد علامہ عثمانیؒ نے ”مراres اسلامیہ اور علماء اسلام کی ضرورت“ پر مدلل وعظ فرمایا۔ اس کے بعد جیالینس فضلاء کی دستار بندی ہوئی اور سندس تقسیم ہوئیں جلسہ ختم ہونے پر حسب دستور کھانا تناول فرما کر آنے والے رخصت ہوئے (ردود ادارہ دوششمہ ص ۷۹)۔

حضرت شاہ صاحب نے سال گذشتہ بھی سفر آخرت کے موضوع پر بر تقریر فرمائی تھی اس سال بھی تقریباً ہی موضوع رہا۔ شاید یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جلد ہی آپ یہ سفر اختیار کرنے والے ہیں کسے معلوم تھا یہ آپ کا یہاں آخری وعظ ہے آئندہ سال نگاہیں آپ کو تلاش کرتی ہوں گی اور نہ پا کر غم کے آنسو بہائیں گی۔

ڈاکٹر بھیل جیسی دور دراز جگہ کا سفر علامہ کو اس نہیں آیا۔ آپ دہوا بھی موافق نہ آئی۔ براہ سیر کے دورے پڑنے لگے۔ آہستہ آہستہ مرض شدت اختیار کرتا گیا۔ سال گزشتہ بڑی مشکل سے تمام ہوا تھا ضعف کے مسلسل بڑھتے رہنے کی وجہ سے غطرہ ہو رہا تھا کہ کہیں درمیان سال ہی میں ہمت جواب نہ دے جائے اور کتاب ختم ہونے سے رہ جائے۔ خیر کسی طرح سال پورا ہو گیا۔ سالانہ جلسہ کے بعد دیوبند تشریف لے گئے وہاں بھی بیماری برپا تھی مگر شوال میں لگے اور پڑ جانے کی بالکل ہمت نہ ہوئی ورنہ شاہ صاحب کو جامعہ سے اتار دیا تھا کہ اگر کبھی طبیعت کی ناسازگی کی وجہ سے ڈاکٹر بھیل چھوڑنے کی بات کہی جاتی تو فرماتے "میں نے جامعہ سے بناہ کرنے کا قول و قرار کر لیا ہے۔ زنگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے میں اپنے قول و قرار سے پھر نہیں سکتا۔"

(درد اور ششہ ص ۲۲)

۳۔ شوال ۱۳۵۱ھ کو آپ نے اپنے ہاتھ سے دیوبند سے ایک خط ہتم جامعہ کے نام لکھا جس میں بیماری میں تخفیف نہ ہونے کا ذکر ہے اور لکھا ہے "قرینہ نہیں کہ میں ایک مہینہ بھی نبھا سکوں۔ پار سال بھی ایسا ہی غطرہ عاجز کو پیدا ہو گیا تھا لیکن باشکال کتاب پوری ہوئی۔ ان حالات کو دیکھ کر ارادہ ہو گیا ہے کہ محترم مدرسہ تعلیم الدین سے سال بھر کی رخصت لے لے۔"

(مکتوب گرامی بلفظ)

اس خط کو پاکر ہتم جامعہ اور دیگر خیر خواہان جامعہ نے حضرت شاہ صاحب کے پاس غطرہ لکھے جس میں اپنی حسن عقیدت و ارادت کا اظہار کیا اور ڈاکٹر بھیل تشریف لےنے کی درخواست کی۔ شاہ صاحب نے اس کے جواب میں دیوبند سے ۱۲ شوال کو مندرجہ ذیل خط مولانا ادریس صاحب (سکھردوڑی) کے ذریعہ

۸۳۰
 کیا گیا۔ اصل خط فارسی میں ہے اس کا حاصل یہ ہے۔

جناب مولانا احمد اور مولانا اسماعیل کارڈی صاحبان !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ تمام حضرات کے خطوط موصول ہوئے انگشت نیاز سے کھول کر نظر
 احاطہ سے پڑھا، آپ کی سبقت ہربانیاں ہمارے ساتھ ہیں۔ میں ان کا شکر گزار
 ہوں، من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ آپ لوگوں نے جتنی ہربانیاں چلیے
 ساتھ کی ہیں، ان کا حق ادا کرنا مشکل ہے۔ آپ اس کی فکر نہ کریں فقط اتنی
 بات ہے کہ صحت اچھی نہیں ہست بالکل جواب دے چکی ہے۔ گزشتہ سال
 ہی خطرہ تھا کہ کتاب ختم نہ ہوگی تو مدرسہ کا نقصان ہوگا مگر اللہ تعالیٰ کی
 مہربانی سے پوری ہو گئی۔ آئندہ پورا خطرہ ہے کہ درمیان سال میں لاچار
 ہوجاؤں۔ اس لئے پہلے ہی عرض کر دیا اس کے علاوہ کوئی دوسری وجہ نہیں
 ہے۔ لاہور رہنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے نہ اس سال جاسنے کا خیال ہی ہے
 البتہ تھوڑی مدت دیوبند پھر کشمیر میں گزارنے کا ارادہ ہے اس درمیان میں
 آپ لوگوں سے ملاقات کا بھی خیال ہے۔

آپ لوگ پوری توجہ اور لگن سے مدرسہ کو چلائیے کوئی ضروری نہیں
 کہ میری ذات پر بھر دسم ہو اللہ تعالیٰ آپ کو ہمت مزید عطا فرمائے اور
 جہاد کرے یہ دینی کام نہ رکے۔

والسلام
 محمد انور شاہ عفا اللہ عنہ بقلم محمد درس ۱۲ سوال روز بند
 (روداد اردو سلسلہ ص ۲۲)
 (دیوبند ص ۳۲-۳۵)

اس کے بعد ہتھم جامدہ مولانا احمد بزرگ دیوبند تشریف لے گئے اور شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست پیش فرمائی کہ جب تک طبیعت درست نہیں ہو جاتی اس وقت تک پڑھانا چھوڑ دینے کا جناب کا ارادہ بالکل بجا ہے ہم بھی یہی رائے دیں گے لیکن ہم یہ چاہتے ہیں اور یہ درخواست کرتے ہیں کہ جناب والا اتنے زمانہ تک جامدہ ہی میں قیام فرماویں تاکہ ہم خدام آپ کے فیض صحبت سے بالکل محروم نہ رہیں۔ بخاری مشرف پڑھانے کی خدمت کسی اور کے سپرد کی جائے گی۔

شاہ صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس طرح قیام کی صورت میں جامدہ سے تنخواہ نہیں لے سکتا ہتھم صاحب نے فرمایا کہ جناب حاجی موسیٰ میاں اور جناب حاجی یوسف گارڈی صاحبان تنخواہ کے بقدر رقم اپنی طرف سے آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔ اس پر شاہ صاحب نے یہ درخواست قبول فرمائی۔

طبیعت کے ذرا درست ہونے کے بعد ڈاکٹر اے بھیل تشریف لائے کا پختہ ارادہ تھا لیکن بجور، امرتسر اور لاہور وغیرہ کے ضروری سفر سے واپس ہوئے تو طبیعت بہت سخت خراب ہو گئی۔ تھوڑے دنوں بعد کچھ افاقہ ہوا تو گرمی شروع ہو چکی تھی اور والد محترم سے ملاقات ہوئے دو برس ہو گئے تھے۔ ان کا، بھائیوں کا اور دوسرے رشتہ داروں کا تقاضا بھی تھا کہ امسال گرمی کا موسم کشمیر میں گزاریں۔ شاہ صاحب نے سوچا تھا کہ گرمی کا موسم کشمیر میں گزار کر ڈاکٹر اے بھیل چلا جاؤں۔

(ردود اسلمہ ص ۲۲۰ و گجراتی ص ۲۲۰-۲۲۱)

ادھر سوال اسلمہ میں دورہ حویث کے اسباق کی تقسیم اس طرح ہوئی

امامی شریف علامہ کشمیری کے پاس۔ ترمذی شریف مولانا شبیر احمد عثمانی کے پاس، ابو داؤد اور مسلم مولانا سراج احمد رشیدی کے پاس۔ مولانا عبدالوہید مدنی فقہ پوری جانتے تقریر بخاری علامہ عثمانی مقدمہ تقریر بخاری میں مندرجہ بالا قسم اسباق کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

پہلے مولانا سراج احمد صاحب رشیدی کے پاس اسباق شروع ہوئے۔ پہلے ہی دن جب کہ ابو داؤد شروع کرائی فرمایا کہ کتاب مجھ سے ملنی کر تو تقریر حضرت شاہ صاحب اور مولوی شبیر احمد عثمانی سے سنا۔ حقیقت یہ ہے کہ کتاب کا ہی ادا فرماتے اور اس غولی سے مسلک حنفی کے ساتھ احادیث کی انہیں فرماتے کہ ذرا بھی اشکال باقی نہ رہتا تقریر طویل نہ ہوتی لیکن مسئلہ پوری طرح منقطع ہو جاتا، چند ہی دن گزرے تھے کہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی دیر بند سے شریف لائے اور ساتھ ہی یہ بھی خبر لائے کہ حضرت شاہ صاحب کی طبیعت نامناسب ہے ابھی ذرا سکیں گے۔ آنے کے بعد ہی ترمذی شریف کا سبق شروع ہو گیا۔ پہلے ہی دن سبق کا قلم پر یہ اثر پڑا کہ اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا کہ ابن مبارک درگاہ اور ان بلند پایہ اساتذہ تک پہنچا دیا، اس پر جس قدر بھی اس کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ ادھر یہ اسباق ترمذی ابو داؤد مسلم کے جاری تھے ادھر تمام طلبہ کو شاہ صاحب کا بے جینی سے انتظار تھا لیکن اطلاعات مایوس کن آنے لگیں تو دل ٹوٹنے لگا۔ دورہ حدیث کی اس جماعت میں متعدد طلبہ وہ تھے جو بعض مدارس کے اچھے اساتذہ تھے اور صرف شاہ صاحب

یہ اس تقریر کی جلد اول محدث جلیل مولانا حبیب الرحمن عظیمی مدظلہ کی تصحیح و نظر ثانی کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے شائع ہو چکا ہے۔

سے استفادہ کی خاطر آئے تھے۔ (مقدمہ تقریر بخاری علامہ عثمانی)

امید تھی کہ کچھ دنوں بعد علامہ کشمیری صحت یاب ہو کر تشریف لائیں گے اور یہ دور دور سے آئے ہوئے طلبہ مستفید ہو سکیں گے اسی انتظار میں دن گزرتے گئے۔ ذیقعدہ اور ذی الحجہ بھی گزر گئے۔ ۱۵؍ ختم ہو کر ۱۲؍ شروع ہو گیا۔

۱۳۵۲ھ | ماہ محرم بھی گزرنے لگا شاہ صاحب کا ارادہ یہ تھا کہ ایک دو روز میں کشمیر کے لئے روانہ ہو جائیں گے اور کچھ دن گزار کر ڈابھیل جائیں گے کہ اچانک دو صفر بروز اتوار پھر خون بڑی مقدار میں خارج ہوا اور ضعف بڑھتا گیا تا آنکہ ۲ صفر کا دن گزار کر رات میں نصف شب کے بعد بے نزول رحمت کا فانی وقت ہے علم و ہدایت کا یہ چراغ ہمیشہ کیلئے گل ہو گیا۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔ ع

اسے بسا آرزو کہ خاکِ شدہ

جو طلبہ شاہ صاحب کے انتظار میں تھے وہ آپ کے فیض سے ہمیشہ کیلئے محروم ہو گئے بلکہ پوری علمی دنیا، مدارس اور علماء و شہیم ہو گئے۔ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے لئے یہ حادثہ بڑا ہی جانکاہ اور صبر آزمائے تھا۔ مولانا احمد بزرگ بہتم جامعہ لکھتے ہیں۔

”بیشک جامعہ کی تاریخ میں ۳ صفر ۱۳۵۲ھ کا حادثہ جانکاہ بڑا ہی دردناک اور صبر آزمائے حادثہ تھا جس کی تلفی کو ارکانِ جامعہ خصوصاً اور متوسلین جامعہ عموماً کبھی فراموش نہیں کر سکیں گے ہم اس جاس گسل سانحہ پر جس قدر بھی ماتم کریں اور ایسی بلند شخصیت کے غلِ عاطفت سے محروم ہو جانے پر جس قدر بھی غم اندوہ تاسف و تحنیر کا اظہار کریں وہ کم ہے۔ (روداد اور روشنی ص ۷۲)

۳۰ صفر ۱۰۵۲ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۹۳۲ء کو تقریباً ایک بجے دوپہر کو مولانا
سید محفوظ علی کاتار دیوبند سے خرمن ہوش و حواس پر برق خافق بن کر گرا
اور جامعہ تین دن کے لئے بند کر دیا گیا۔ صبح و شام طلبہ و مدرسین دارالحدیث
مجدد اور درسگاہوں میں ایصالِ ثواب کے لئے قرآن کا ختم کرتے، کلمہ رضیہ
کا ورد کرتے رہے، ایک ٹکڑے زیادہ ختم قرآن صرف جامعہ اسلامیہ میں کیا گیا
۳۱ صفر مطابق ۳۰ مئی کو عصر کے بعد دماغی مغفرت کا اہتمام کیا گیا جس میں
مجمع و سہلک کے حضرات بھی شریک ہوئے۔ دعا کے بعد مولانا شبیر احمد عثمانی
نے شاہ صاحب کے مختصر احوال بیان کئے جس پر تمام مجمع ہلکیوں کے ساتھ رو
ڈ آٹھا اور بعض طلبہ بے اختیار عاشرین ذکر رو رہے تھے یہ اجتماع صرف دعا کے
لئے تھا۔ عظیم الشان جلسہ تعزیت کے لئے ۲ جون بعد الجمعہ کا وقت مقرر کیا
گیا تاکہ اس پاس کے گاؤں کے حضرات بھی شریک ہو سکیں اس دن بہت سے
مدرسین اور ذابھیل و سہلک کی انجمنوں کی طرف سے تعزیتی خطوط اور تار مولانا حکیم
سید محفوظ علی کے نام دیوبند اور شاہ صاحب کے والد محترم معظم شاہ کے نام
شبیر روانہ کئے گئے۔

درود ادا در دو شہر شہ و گجراتی شہ ص ۲۲

۲ جون مطابق ۳۰ صفر بعد الجمعہ تعزیتی جلسہ جامعہ کے دارالحدیث میں
منعقد ہوا۔ مولانا عثمانی کو جلسہ کا صدر منتخب کیا گیا۔ اطراف سے لوگ آکر جمع
ہو گئے تھے۔ پہلے طلبہ نے عربی فارسی اور اردو میں مرثی پڑھے جن میں شاہ صاحب
کے کمالات اور آپ سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا اس کے بعد علامہ عثمانی تقریر
کے لئے کھڑے ہوئے لیکن ادا کی اس قدر چھائی ہوئی تھی اور دل اس درجہ فزہ
تھا کہ دُش پندہ ۱۵ منٹ تک تقریر نہ کر سکے، آواز بھرا گئی، ایک سٹانا چھایا ہوا

تھا۔ ہر ایک کے دل سے آہ انور شاہ آہ انور شاہ کی آواز نکلتی رہی تھی ایسا منظر کبھی دیکھنے میں نہ آیا ہوگا۔ مولانا عثمانی نے دل پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کی اور جہت کر کے تعزیر شروع فرمائی۔ فرمایا:

”مرحوم کی وفات کی خبر جب سے سنی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پوری علمی دنیا کا آفتاب غروب ہو گیا آپ کی وفات سے درحقیقت طلبہ یتیم نہیں ہوئے کہ ان کو پڑھانے والے اور میر ہو جائیں گے بلکہ پڑھانے والے اساتذہ اور علماء یتیم ہو گئے۔ اس لئے کہ اب قرآن وحدیث کی ہماری مشکلات کو حل کرنے والا کوئی باقی نہ رہا۔ کتنی دفعہ ایسا ہوا کہ قرآن وحدیث کے کسی اشکال کو حل کرنے کے لئے پندرہ بیس دنوں تک میں نے کتابوں کا غور سے مطالعہ کیا تھا متعلقہ مقامات کا چھان بین کی لیکن دل کو اطمینان نہ ہوا۔ مرحوم شاہ صاحب کی طرف رجوع کیا تو آپ کے مختصر ہی جواب سے تسکین ہو گئی۔ مرحوم کا حافظہ اتنا قوی تھا کہ جس کتاب کو ایک دفعہ دیکھ لیتے جب ضرورت ہوتی تو فوراً صفحہ اور سطر کے ساتھ حوالہ دیدیتے تھے، مگر آپ کا کمال صرف حافظہ کی قوت، مطالعہ کی کثرت اور نظر کی وسعت نہیں بلکہ آپ کا کمال میر سے نزدیک یہ تھا کہ ہر علم کی روح پر آپ مطلع تھے اور حقیقتاً ہی علم کی معراج ہے۔ مجھ سے اگر مصرع یا شام کا کوئی اشغف پوچھے کہ تم نے حافظ ابن حجر عسقلانی، شیخ نقی الدین بن دین العیوادر سلطان العلماء و شیخ عزالدین بن عبدالسلام کو دیکھا ہے؟ تو میں استعاذ کر کے کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ کیوں کہ صرف صدیوں کے آگے پیچھے ہونے کا فرق ہے۔ اگر شاہ صاحب چھٹیں یا ساتویں صدی میں ہوتے تو آپ کا رتبہ ان ہی علماء کے برابر ہوتا۔ اور آپ کے ان ہی کی طرح تدفون تذکرے لکھے جاتے اس کے علاوہ یہ کہ بہت سے اہل علم غیر متورع ہوتے ہیں اور بہت سے

وزیرِ ریش غیر عالم ہوتے ہیں بعض عالم اور بزرگ بھی لیکن اخلاقِ محمدی پر
 برسے نہیں اترتے آپ ان سب کے جامع تھے چہرہ کہ فرمائی کرو کوئی علم
 و روح اخلاق سب ہی جمع کر لے لیکن اس پر نورانی صورت کہاں سے لائے
 وہ توفیقہ کی چیز ہی نہیں۔ یہ بھی خدا کا بڑا انعام ہے۔ انبیاء علیہم السلام
 سب حسین و وجہ تھے ان کے چہرے کو دیکھتے ہی ان کے صدق و صفاء اور
 اخلاص کا یقین ہو جاتا تھا۔ حضرت شاہ صاحب میں یہ چیزیں بدرجہ اتم
 موجود تھیں۔ جلسوں، مناظروں میں اور ریلوں میں سفر کرتے وقت جہاں
 آپ کے علم و فضل کا غیر معمولی اثر و رعب پڑتا تھا وہاں آپ کے نورِ چہرہ کا
 بھی ہر کافر و مشرک کے دل پر نمایاں اثر ہوتا تھا۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

لیس علی اللہ بمستنکر

ان یجمع العالم فی واحد

شروع عمر میں آپ کی توجہ تصوف کی طرف کم تھی لیکن آخر عمر میں اس
 کی طرف بھی بہت زیادہ اپناک ہو گیا تھا مشکلات و جہوم میں جس صبر و
 استقامت کا مظاہرہ فرماتے وہ آپ ہی کا حصہ تھا چنانچہ دیوبند کے مناقشہ
 میں ہم ان کے پہلے سے زیادہ معتمد ہو گئے۔ یکے سے

الصدر من بلقی الخطوب بصدور

و یصبر و یجمد و یشکر

اسی طرح ممدوح کے اور بھی مناقب بیان فرمائے۔

اس کے بعد راندر سے تشریف لائے ہوئے مفتی محمدی حسن رحمۃ اللہ علیہ
 علمی زندگی پر روشنی ڈالی بعد ازاں جہتم جامعہ نے مرحوم کی علمی و عملی زندگی کا
 تذکرہ کیا اور خاص طور سے ۲۷ رمضان ۱۳۸۷ کے اس خواب کا ذکر کیا

جس میں علم حدیث کی خدمت کے لئے آپ کو اشارہ فرمایا گیا تھا جس کی تعبیر ان ہی حضرات کو جامعہ میں لانے سے کی گئی تھی۔ نیز بتایا کہ یہ جامعہ مرحوم کی یادگار ہے آپ لوگوں کو اس کے بقا اور تحفظ و ترقی کے لئے ہر ممکن امانت کرنی چاہیے۔

پھر علامہ عثمانی سے یہ درخواست کی کہ جامعہ کی ہر طرح کی خصوصاً تعلیمی انتظام کی سرپرستی آپ ہمارے ذمہ ہے اس کو قبول فرما کر ہمیں شکریہ کا موقع عنایت کیجئے۔ نیز تمام حضرات سے درخواست کی کہ مرحوم کے پسماندگان کے لئے صبر جمیل کا دوا کریں۔

(رؤاد اردو ۱۵۷۷ء ضلک ۱۱ رگراتی ۱۵۷۷ء ضلک ۲۲-۲۳)

علامہ عثمانی نے فتح الملہم شرح صحیح مسلم کی مشغولیت کی وجہ سے پہلے تو عہدہ صدارت سنبھالنے سے معذرت ظاہر کی لیکن کارکنانِ مدد سرا اور طلبہ کی طرف سے باہر در خواست کا گنگا کہ اس وقت حضرت شاہ صاحب کی اگر کوئی ہستی جانشینی کر سکتی ہے تو وہ آپ ہی کی ذات ہے اور اب ہمارے بھروسہ دلوں کا اگر کوئی مرہم بن سکتا ہے تو وہ آپ ہی کی ذات خود صفات ہے۔ بار بار کے اصرار اور درخواست سے مولانا نے ازراہ عنایت استدعا قبول فرمائی اور عہدہ صدارت کو ذمیت بخشی۔

(رؤاد اردو ۱۵۷۷ء ضلک ۴۱)

ہمیں جامعہ لکھتے ہیں اس سلسلہ میں یہ جان لینا بھی مناسب ہے کہ حضرت مرحوم کی وفات کے بعد ہم کو بہت فکر تھی کہ مرحوم کے بال بچوں کا خرچہ کیسے چلے گا آپ نے اپنی پوری زندگی خدا کے بھروسہ گذاری کوئی ملکیت اور دولت نہیں چھوڑی لیکن بفضلِ خداوندی یہ کب گوارہ کرتا کہ یہ ضائع ہوتے

سیٹھ حاجی موسیٰ میاں متیم جرنلبرگ (جنوبی افریقہ) نے اس کے لئے ایک رقم
مقرر کر دی جس سے ہماری نگرہ دور ہوئی۔

(ایضاً ص ۲۲)

اس سانحہ کے بعد بخاری شریف کا سبق حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی
کے سپرد ہوا اور ترمذی شریف جو اس وقت تک بابِ اجاوا فی الترمذی فی کذا
کے قلم تک پہنچے تھے حضرت مولانا بدر عالم صاحب کے پاس آگئی جس کا پہلا
سبق ۱۳ صفر ۱۳۵۷ھ یوم چار شنبہ کو باب فی ازاد الاقارم سے شروع ہوا
اور حضرت علامہ عثمانی کے یہاں اسی دن بوقت سائیس آٹھ بجے بخاری شریف
کا سبق شروع ہوا۔

(مقدمہ تقریر بخاری از مولانا عبدالوہید صدیقی)

چونکہ بخاری شریف دیر سے شروع ہوئی تھی اس لئے حضرت نے اس
سال بڑی محنت فرمائی تھی کہ وہ غلط اور اسانڈہ جو حضرت شاء صاحب
ہی سے استفادہ کے لئے آئے تھے اور برسوں پہلے آئے تھے وہ بھی بہت
تھی خوش اور مطمئن تھے۔ کچھ ہی دنوں بعد عصر کے بعد بھی سبق ہونے لگا،
اس محنت شاقہ کا اچھا نتیجہ ہوا کہ ۲۳ رجب ۱۳۵۷ھ کو بخاری شریف ختم
ہو گئی۔ (ایضاً)۔

اسی سال ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ کو مولانا سید سلیمان ندوی جامعہ تشریف
لئے معاملہ کے رجسٹر میں تحریر فرماتے ہیں ”مجھے کل اتفاق سے جامعہ اسلامیہ
ڈابھیل میں حاضری کی عزت حاصل ہوئی اور چونکہ مجھے بھلا شہر ان تمام حضرات
کرام کی خدمت میں نیاز قدیم حاصل ہے جو اس جامعہ کے روح رواں اور
کارکن ہیں اس لئے یہاں کی ہر چیز دیکھے گا موقع ملا۔ جامعہ کی جلسے و قوع،

۹۶
 عمارت اور دوسرے انتظامات ہر شئی قابل اطمینان اور مسرور اور شکر الہی ہے
 یہ محض فضل الہی ہے کہ جن فیوض و برکات کے نساتے ہو جانے کا افسوس تھا ان
 کے لئے خداوند کریم نے یہ امن و امان کی سر زمین عطا فرمائی اور ان کو اس
 خطہ میں جاری ہونے کا موقع عنایت فرمایا گیا جہاں ان کی سخت ضرورت
 تھی۔

یہاں کے حضرات مدرسین اور رجالِ علمی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو
 چراغ دکھانا ہے اکثر تعالیٰ ان صاحبوں کو مزید برکت عطا فرما دے جو اس جامعہ
 کے مصارف کی کفالت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ مجھے بفضلِ خدا پوری
 امید ہے کہ یہ خطہ انجرات اس جامعہ کے فضل و کمال کی روشنی سے منور ہوگا۔
 جامعہ میں اس وقت ۲۳ مدرسین ہیں اور طلبہ کی تعداد چار سو کے قریب ہے۔
 عربی و سنسکرت کے علاوہ اردو و گجراتی کے مکتب اور قرأت و تجوید کے
 درجے ہیں ہند و بیرون ہند کے اکثر طلبہ اسماء سے فیض یار ہے ہیں کتب خانہ
 گواہی ابتدائی حالت میں ہے مگر اس کی تکمیل کی بھی کوشش جاری ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب اور مولانا سرانج احمد صاحب کی ذات سے
 یہ توقع بیجا نہیں کہ حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دھال سے
 جو صدہ اس جامعہ کو پہنچا ہے اس کی تلافی بہر تواع انشاء اللہ ہوگی۔ خوش
 قسمتی سے اس جامعہ کو مولانا احمد بزرگ صاحب جیسے بزرگ کے اہتمام کی
 سعادت حاصل ہے ان صاحبوں کی مخلصانہ کوششیں بارگاہِ کریم میں انشاء اللہ قبول
 ہوں گی اور مسلمانوں کو عموماً اور خطہ انجرات کو خصوصاً اس جامعہ سے فائدہ عظیم پہنچے گا۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز۔
 فادامہ علم و علما سلیمان ندوی
 ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۱۲ جولائی ۱۹۳۳ء
 (منقول از جہتِ معائنہ ص ۱۱)۔

جلسہ دستار بندی | بیساکہ معلوم ہوا ۲۳ رجب کو بخاری شریف ختم ہوئی۔ سالانہ امتحان کے بعد دستار بندی کا جلسہ

ہوا اس سال نسبتاً مجمع زیادہ تھا اپنی جامعہ کی اسٹوڈنٹس پر ۱۹ شعبان کو دفینا سے حضرت علامہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیتہ العلماء ہند دار حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ العلماء ہند سالانہ جلسہ میں شرکت کیلئے تشریف لائے۔ ہر دو حضرات کا سورت اسٹیشن پر جامعہ کی طرف سے شاندار استقبال کیا گیا۔ مولانا احمد سعید صاحب ان الہند نے حاضرین کے اصرار پر دسویں شعبان کی شب میں بھی ایک مسودہ وعظ فرمایا جس سے ماسمعین بہت زیادہ محفوظ و متاثر ہوئے۔

اگلے روز ۱۰ شعبان کو صبح ۷ بجے جلسہ شروع ہوا مولانا علی محمد قزلباشی کی تحریک پر مفتی کفایت اللہ صاحب کو صدر منتخب کیا گیا قراوت سے جلسہ کا افتتاح ہوا۔ اس جلسہ میں بہترم صاحب کے خلف اصغر (مولانا قاری) حافظ محمد طیب سلمہ نے بھی قراوت کی اس کے بعد بہترم صاحب نے رپورٹ پیش کی جس میں حاضرین کا شکریہ ادا کیا نیز حضرت شاہ صاحب کی وفات پر حسرت و افسوس ظاہر کرتے ہوئے دیگر امور کا تذکرہ کیا۔

اس کے بعد مفتی کفایت اللہ صاحب نے ایک جامع علمی و مذہبی تقریر فرمائی۔ پھر علامہ عثمانی نے ایک مسودہ اور بصیرت افزوز وعظ فرمایا بعد ازاں حضرت مولانا احمد سعید دہلوی نے اپنی شب کی تقریر سے غفلت کرتے ہوئے ایک نہایت ہی مفصل تقریر کی ایک بجے تقریر ختم ہوئی اس کے بعد مفتی صاحب کے مترک باغیوں سے تہنیت فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی عمل میں آئی اور مخصوص انعامات بھی تقسیم کئے گئے جلسہ دستار بندی کے ساتھ جامعہ کے ایک

ناصل مدرس مولانا قاری محمد یاقین صاحب بہارِ نبوی می مدرس بخود نے ایک
 مفید و بلیغ عربی نظم اور ایک سنس اردو نظم لکھی تھی وہ بھی جیسے میں پڑھی تھی ۔
 حضرت مفتی صاحب ذور مولانا احمد سعید صاحب یہاں سے راندر قشربٹ
 لے گئے اور کئی روز تک راندر اور اس کے اطراف میں آپ حضرات کے
 مواظبت سے رہے جن سے اہل گجرات نے علمی و مذہبی فیوض حاصل کئے ۔
 (اردو دار دوست ص ۱۳۵)

ان دو حضرات نے مدرسہ کا معائنہ کرنے کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ میں
 اپنے تاثرات تحریر فرمائے ۔

نقل معائنہ

نخدم العلماء حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب
 صدر جمعیت علماء ہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاضر و صلوات وسلامہ شکسہ کو تقریباً پانچ سال کے بعد ڈاکٹر حاضری ہونے کا
 موقع ملا۔ پہلے بحیثیت مدرس تعلیم الدین ڈاکٹر حاضری کے ہیں اس کے ایک سالانہ جلسہ

لے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں تشریف لائے تھے جس طرح معائنہ میں اچھے تاثرات تحریر فرمائے
 ہیں اس کے بعد شکر میں بھی سالانہ جلسہ کیلئے تشریف لائے تھے اردو دانشور، اکی کی طرف
 اشارہ ملازم ہوتا ہے، مرتب

شریک ہوا تھا لیکن آج بامعہ اسلامیہ عربیہ ڈابھیل کی حیثیت سے میں نے
 اس کے سالانہ جلسہ میں شرکت کی مسرت حاصل کی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور
 اس کے کرشمائے قدرت میں سے ایک غیبی کرشمے نے گزشتہ پانچ سال کے عرصہ
 میں اس درسگاہ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ اس کی تفصیل اس وقت بیان کرنا دشوار
 ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ہندوستان کے منتخب اور چیدہ با کمال علماء و فضلاء کا
 مرکز ہو گیا اور دنیا نے اسلام کی بے نظیر مہمتی حضرت مولانا اذرشاہ کی سرپرستی
 میں اس نے علمی حیثیت سے معراج کمال کو پہنچ کر تمام ہندوستان اور بیرون ہند
 کے مشہور اہل علم کی گودیں علمی جواہرات سے بھر دیں اگرچہ ان سطور کے لکھنے
 کے وقت حضرت مولانا اذرشاہ صاحب قدس سرہ کی مفارقت اور وصال کا حدیہ
 جگر کوشت کر رہا ہے لیکن پھر بھی حضرت مرحوم کے اثرِ علمیہ نے یہاں جڑ پکڑ لی ہے
 اور امید ہے کہ یہ پُر داتا تمام اقطار ہند پر سایہ فگن ہو کر رہے گا حضرت اقصیٰ افسر
 مولانا مولوی شبیر احمد صاحب کا ظلِ عاطفت اس کے لئے تمام ترقیات کا کفیل و
 ضامن ہو گا انشاء اللہ۔ مدرسہ کے انتظامات عمدہ، عمارات فراخ و دلکش اور
 مائتہ وقوع مفید صحت اور مسرت بخش ہے۔ حق تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ
 اس وریائے فیض کو دن دوئی رات جو گئی ترقی عطا فرمائے اور اس کے فیض کو
 پایہ تمام قیامت جاری رکھے۔

محمد کفایت السکران الشملہ

۱۱ شعبان ۱۳۵۲ھ

حضرت مفتی صاحب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کے لفظ لفظ سے میں متفق ہوں۔

احقر الزمّن السید مہدی حسن خفرلہ
 مفتی راندر ضلع سورت ۱۱ شعبان ۱۳۵۲ھ

نقلِ معائنہ

حضرت مولانا احمد سعید صاحب

ناظم جمعیت علماء ہند

نعمتہ واصلی علیٰ ریحانہ الکریمہ

حسن اتفاق سے فقیر کو جامعہ ڈابھیل کے سالانہ جلسہ کی اس سال شرکت کا موقع پیش ہوا ایک غلیل عرصہ ہوا جب میں ڈابھیل آیا تھا اس وقت ڈابھیل میں صرف ایک مدرسہ تعلیم الدین کے نام سے باری تھا جس میں قرآن شریف کے علاوہ کچھ کو بعض ابتدائی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں اس مدرسہ کے بانی مولانا احمد حسن صاحب سملکی کے غلوں اور جذباتیاء کا یہ اثر کہ وہ کہتے ہیں کہ فقیر اس چھوٹے مدرسہ کو آج شاندار دارالعلوم کی شکل میں دیکھ رہا ہے۔ خطبہ ہجرات جو کئی زمانہ میں علوم مذہب کا مرکز تھا اور حوادث زمانہ کے باعث ایک مدت سے برکات علمی کا یہاں وجود نظر نہیں آتا تھا پھر اپنی قدیم شہرت اور گزشتہ تاریخی عزت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ جو ہجرات کے مسلمانوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں ایک ایسی جامعہ قائم کر لی جہاں نہ صرف ہجرات بلکہ ہندوستان اور بیرون ہندوستان کے تقریباً پانچ سو طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان طلبہ کی تعلیم کیلئے مختلف علوم و فنون کے ۲۳ مدرسین مقرر ہیں ہوا ہے اپنے اوقات میں ان طلبہ کو تعلیم دیتے ہیں اور ان کی اخلاقی تربیت کی نگرانی کرتے ہیں جامعہ کی

عمارت ایک نہایت دلکش اور وسیع میدان کے احاطہ میں واقع ہے آب و ہوا کے لحاظ سے یہ مقام بہترین ہے طلبہ کیلئے ہر قسم کی سہولت اور آسائش و آرام کا سامان ہیسا ہے طلبہ کیلئے اس وقت تک پچھن کرے تعمیر ہو چکے ہیں۔ ان کمروں میں دو سو طالب علم آسانی رہ سکتے ہیں۔ طلبہ کے علاوہ مدرسین کے کمرے اور کتابیں ہیں۔ جہانوں کی قیام گاہ مطبخ اور بعض ضروری عمارتیں بھی موجود ہیں۔ جامعہ میں ایک کتب خانہ بھی ہے جس میں علاوہ درسی کتابوں کے بعض نادر اور مطبوعہ غیر مطبوعہ کتابیں بھی موجود ہیں کتب خانہ کو ایک بڑی لائبریری بنانے کی کوششیں براہِ جاری ہیں۔ جامعہ کے میدان میں ایک مسجد ہے جس میں مدرسین و طلبہ کے علاوہ بستی کے دوسرے مسلمان بھی نماز ادا کرتے ہیں بعض اہل خیر کے مصارف سے ایک بجلی کی مشین بھی لگائی گئی ہے جس کے ذریعہ جامعہ میں روشنی اور پانی کا انتظام کیا جاتا ہے اس مشین سے آنا بھی پست ہے۔ اس جامعہ کا اہتمام و ذمہ داری مولانا احمد بزرگ صاحب کے سپرد ہے جو صوبہ گجرات کے ایک مشہور عالم ہیں موصوف اپنے فرائض کو پوری کوشش اور محنت کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا سید النور شاہ کی وفات کے بعد صدر مدرس کا عہدہ حضرت رئیس المتکلمین مولانا شبیر احمد عثمانی کو تفویض کیا گیا کتب درسیہ کے علاوہ قرآن شریف کی تجوید اور حفظ قرآن کا بھی خاص اہتمام ہے حضرت شاہ صاحب کی سرپرستی میں ایک مجلس علمی یہاں قائم کی گئی ہے جو اس وقت تک مختلف مباحث پر مستند دراصلے اور کتابیں ملک میں شائع کر چکی ہے اور اس کا کام اب تک جاری ہے اس وقت جامعہ کی تعلیمی اور انتظامی حیثیت ہر اعتبار سے قابلِ اطمینان ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا احمد بزرگ صاحب کی مساعی کو مشکور فرمائیں اور ان اہل دُور اور اصحابِ خیر کو

اپنی خدمت کی مزید توفیق عطا فرمائے جن کی مالی امداد سے یہ جامعہ قائم ہے اور
علوم مذہبیہ کا ایک شیریں چشمہ جاری ہے۔

فقیر احمد سعید کان السرا

۳ نومبر ۱۹۳۳ء مطابق ۱۱ شعبان ۱۳۵۲ھ

(منقول از جیسٹر سائنس ۶-۱۰۵)

اسی سال جناب مولانا الحاج مرغوب احمد لاجپوری نے جامعہ کے لئے تین
بغیچہ دار آمد درسی کتابیں وقف فرمائیں اس طرح ایک بہترین سنت کی بنیاد
ڈال کر ہمیشہ کیلئے مستحق ثواب ہوئے۔

(روداد اردو سہ ماہی ۵۶)

علامہ کشمیری کی جگہ مولانا عثمانی کے تقرر کے بعد ضرورت
سمجھی گئی کہ کسی ایک اور محدث اور مفسر کا تقرر عمل میں
لایا جائے تاکہ تعلیمی حصار بلند کا بلند رہے چنانچہ خوش قسمتی سے ہندوستان کے
مشہور و معروف محدث و مفسر حضرت مولانا الحاج عبدالرحمن صاحب امر دی
نے جامعہ کی خدمت قبول فرمائی۔ آپ کی ذات تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ
حضرت مولانا الحاج احمد حسن امر وہی کے تلمیذ خاص (اور حضرت نانوتویؒ کے
تلمیذ) ہونے کے علاوہ ساہیا سال تک مدرسہ عالیہ امر وہی میں بعدہ ہدایت
فائز رہ چکے ہیں۔

(روداد اردو سہ ماہی ۵۷)

اسی سال بھی جامعہ کی تعلیم ۲۵ سوال سے شروع ہو گئی۔ تمام
کتابوں میں طلبہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ دورہ حدیث میں بیالکس طلبہ
نے داخلہ لیا۔ اس سال تقسیم کا نقشہ یوں تھا۔

بخاری شریف، معفرۃ ۵۲ سے حضرت
ممدوح نے عہدہ صدارت کو زینت
بخشی (پہلے آپ کی کوئی تخواہ تقریب نہیں
تھی حسب ضرورت لیا کرتے تھے۔ لیکن
عہدہ صدارت برائے کے بعد شاہ
صاحب کی تخواہ آپ کے نام کے ماننے
روداد میں ذکر کی جانے لگی)۔

ترمذی شریف، مسلم شریف، بیضاوی
شریف بعدہ نسائی شریف، توضیح
ملوک بعدہ مسلم الثبوت (شوال ۵۲
سے تشریف لائے)۔

ابوداؤد شریف، ہایہ اولین، ابن
ماجر بعدہ موطائین، نور الانوار بعدہ
حسامی، دیوان متنبی بعدہ حماسہ۔
مشکوٰۃ شریف، طحطاوی، مختصر المعانی،
کنز الدقائق۔

جلالین شریف، مقامات حریری
شرح جامی بحث فعل بعدہ بحث اسم،
نصرت بعدہ شرح عقائد، نور الایضاح
بعدہ قدوری۔

۱۔ حضرت علامہ مولانا
شبیر احمد عثمانی دیوبندی

۱۷۵/-

۱۵۶/-

۲۔ حضرت مولانا جلال الرحمن امرہوی

۳۔ مولانا سراج احمد صاحب
بلند شہری

۱۵۶/-

۴۔ مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی

۶۰/-

۵۔ مولانا محمد ادریس صاحب
سکھر و ڈوبی

۶۰/-

۳۰/-

۶۔ جناب مولانا محمد عیسیٰ صاحب

۴۵/-

۷۔ جناب مولانا عبدالحکیم صاحب
پشاور

۴۰/-

۸۔ جناب مولانا عبد القدیر صاحب
کیمل پوری

۴۰/-

۹۔ جناب مولانا عبدالعزیز صاحب
کیمل پوری

۵۰/-

۱۰۔ جناب مولانا سید احمد رضا
بجنوری نولہ

برایہ آخرین، میر تقی بعدہ سلم
(صرف دو سبق پڑھاتے تھے)

شرح و تالیف، قطبی بعدہ میر تقی،
شرح تہذیب بعدہ قطبی، اصول شائکی
بعدہ نور الانوار، کامیڈ بعدہ شرح
جامی بحث فعل (آپ جامعہ کے دور
قدیم سے مدرس ہیں)۔

صدر بعدہ شمس باز غم، محمد انشر
بعدہ تاضی، سلم بعدہ ملا حسن۔
(۱۵ ارڈی المجہ سے تقرر ہوا آپ جامعہ
کے ہی فاضل ہیں)۔

میرزا بہ ملا جلال بعدہ میرزا بہر مالہ،
حمائی بعدہ مسلم البشوت، بکری بعدہ
مرقات و شرح تہذیب، مراجع الارواح
بعدہ شافیہ، مطول بعدہ شرح عقائد
(پہلی مرتبہ آپ کا نام شائع میں ہے
آپ بھی جامعہ کے فاضل ہیں)۔

سیدی بعدہ شرح عقائد، قدوری
(لوجہ اسٹر پڑھاتے تھے) مجلس علمی کے
ناظم تھے۔

سراجی۔

۱۳۔ جناب مولانا محمد نازم صاحب | ابتدائی جماعت عربی موافق نصاب جدید
نزدی | ۴۷۔ (ماہ شوال ۱۳۵۲ھ سے تقریر ہوا)
(روداد وارد ستمبر ۱۳۵۲ھ - ۱۳۵۳ھ)

شوال ۱۳۵۲ھ میں مولانا معین الدین صاحب اجمیری اور مولانا سید محمد حسین صاحب دیوبندی استاد حدیث دارالعلوم دیوبند ذابھیل تشریف لائے تھے۔ ان حضرات نے اپنے تاثرات مندرجہ ذیل الفاظ میں ظاہر فرمائے۔

نقل معائنہ

مولانا معین الدین صاحب اجمیری

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله ونصلي على رسولنا الكريم

آج فقیر کو جامعہ اسلامیہ عربیہ ذابھیل کی زیارت کا موقع ملا۔ اس کو مدارس اسلامیہ میں ایک مرکزیت حاصل ہے اس کی عمارت شاندار اور وسیع ہیں اور اس کے مدرسین ارباب فضل و کمال ہیں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ طلبہ کی تمام ضروریات پوری کر دی گئی ہیں اور اس خولہ اور حسن انتظام کے ساتھ کہ دوسرے مدارس اسلامیہ میں اس کی نظیر نایاب ہے۔ ایک مشین کے ذریعہ روشنی اور پانی کا انتظام کیا گیا ہے اس کا محل وقوع مدرسین و تہذیب کے لئے نہایت مناسب ہے یہ سب کچھ مقامی ارباب خیر کی اعانت اور جناب مولانا احمد بزرگ صاحب مہتمم کی سماجی جلیلہ با کمال علماء کے متذہب متعاظمی

عظیم کا نتیجہ ہے۔ حق تعالیٰ اس کو ترقی کے اعلیٰ منازل تک پہنچائے۔ آمین

نفیر معین الدین اجیری کا ان الشریعہ

۶ شوال ۱۳۵۲ھ

نقل معائنہ

مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

حاضرًا وخصیًا! الحمد للہ کہ یہ احقر اپنی جماعت کی ایک ایسی درسگاہ کو دیکھ کر مسرور ہوا جو بفضلہ تعالیٰ فیض یافتگان دارالعلوم کے فیوض علمیہ سے شاہزادہ ترقی پر گامزن ہے اور مخیر و دیندار رؤسا و گجرات کی مالی ہمتی سے اس کی بارونی و پُرشان عمارت و درسگاہیں تشریف آتا ظہیرین کامصلاتی میں اور اپنے ضروری اور شائستہ ساز و سامان سے علماء و طلبہ کو درس و تدریس و قیام میں بہولت و راحت پہنچا رہی ہیں دعا ہے کہ حق تعالیٰ درسگاہ کو مزید ترقی اور حضرات معاذین کو جزائے حسن عطا فرمائے۔

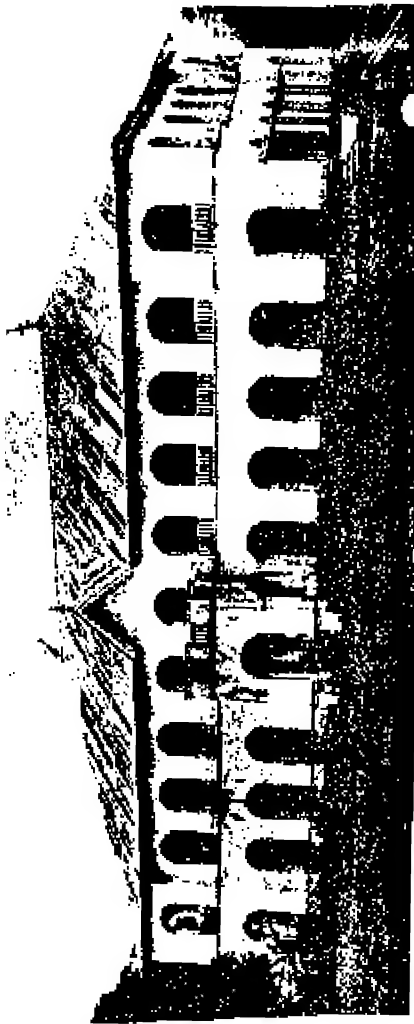
بند و نفیر سید اصغر حسین حسنی مدنی دارالعلوم دیوبند

محرمہ یازدہم ماہ شوال ۱۳۵۲ھ

(اذریسٹر معائنہ حشمت)

جیکہ اس کی چھت ٹپن کی ہے دھال پڑو تخت سلاخ ۱۳۵۳ھ

عربی، فارسی درستی کا



۵۲ھ ختم ہو کر ۵۳ھ شروع ہو گیا۔ مذکورہ بالا تقسیم کے مطابق تعلیم جاری رہی۔ اس سال مولانا بدر عالم صاحب نے نصف وقت پڑھایا اور نصف تنخواہ لی بقیہ وقت میں شاہ صاحب کی درس بخاری کی تقریر (فیض الیاری) کی ترتیب میں مشغول رہے۔ (ردود ۵۲ھ ص ۲۷)۔ اسی سال شوال ۵۳ھ میں مولانا یوسف بنوری جو ۵۲ھ میں فارغ ہو کر وطن کی طرف چلے گئے تھے مدرس بن کر جامعہ میں تشریف فرما ہوئے اسی سال مسجد قیام کی چھت نئی تعمیر کرائی گئی ہے۔ عربی درس گاہ کی چھت جو کعبہ لیل کی تھی مضبوط بن کی بنائی گئی۔ مصر وغیرہ سے کتب خانہ کے لئے مدرسہ کی طرف سے ایک ہزار اچاس کتابیں دو ہزار نو سو پچاس روپے کی لاگت سے منگائی گئیں کچھ کتب بھی مدرسین مضرات کے رہنے کیلئے بنوائے گئے غلہ کے گودام کو بھی جوین کا تھا بختہ بنوایا گیا۔ (ایضاً ص ۲۷)

۱۴ صفر ۵۳ھ کو مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب و مدرس جامع مسجد گوجرانوالہ جامعہ تشریف لائے اور رجسٹر مائنتہ میں بلند الفاظ میں اس کے انتظامات کی تعریف لکھی اور ترقی کی دعا دی۔ یہ مولانا عبدالعزیزؒ نے نبراس الساری علی اطراف البخاری کے مصنف اور نصاب الراہ کے کتاب الحج تک محض اور محشی ہیں۔ دارالعلوم دیوبند سے ۱۳۱ھ میں فارغ ہوئے۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۲۶)

۱۰ شعبان کو جلسہ دستار بندی ہوا جس میں ہاشم صاحب نے بتایا کہ دوران سال میں حسب دستور تختائی درجات کے فہوار امتحانات اور فوقانی درجات کے سہ ماہی امتحانات ہوئے اور غریب و مستحق طلبہ کیلئے کھانے، کپڑے اور

جلسہ دستار بندی

جو توں کا انتظام بھی کیا گیا۔ نیز زیادہ نادار اور غریب الدیوار طلبہ کو ایک روپیہ ماہوار وظیفہ بھی حسب سابق دیا جاتا رہا جس معہ کے تمام معاونین کا کاشکرہ ادا کیا۔

اس جلسہ میں شیخ الحدیث والتفسیر علامہ عثمانی نے انا عوضنا الامانة علی السموات والارض کی تفسیر و تشریح میں دو دہائی گفتگو تک تقریر کی۔ حاضرین جلسہ آپ کی عمدتاً نئے معلومات اور قدسی علوم و معارف سے بالمالاں ہوئے تقریر کے بعد ۴۹ طلبہ کی دستار بندی فرمائی اور مخصوص انعامات تقسیم کئے گئے۔

(روادار دو سہ صد ۵۳ وغیرہ)

اس سال روادار میں صنوت و حرمت کا شعبہ کھولنے کی تجویز پیش کی گئی اسکا طرح انگریزی تسلیم یافتہ حضرات کیلئے علوم دینیہ کی تحصیل کیلئے سہ سالہ نصاب کی تجویز بھی رکھی گئی تاکہ انگریزی تعلیم یافتہ حضرات دین اسلام کی خدمت کا کام انگریز زبان میں انجام دے سکیں۔ یہ آخری تجویز عملی صورت نہیں اختیار کر سکی۔

۱۳۵۴ھ | اس سال کے اہم واقعات میں یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ نے حضرت مولانا شعیب احمد عثمانی کو دارالعلوم دیوبند کی صدارت اہتمام کیلئے منتخب فرما کر آپ کے تقرر کے لئے سلسلہ جنابانی شروع کی۔ سوال ۵۳۵ میں جب جناب مولانا الحاج محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند حج بیت اللہ کے لئے عازم حجاز ہوئے تو ان کی جگہ حضرت مولانا عثمانی صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اہتمام پر فائز رہے تھے اپنے فرائض منصبی کو کچھ دن دیوبند رہ کر اور زیادہ عرصہ جامعہ ڈیوبھیل ہی میں قیام فرماتے ہوئے

انجام دیا تھا۔ پھر مجلس شوریٰ نے ۱۹۵۳ء میں مستقل طور پر عہدہ صدر مہتمم کے لئے باتفاق رہ گئے مولانا کا تقرر منظور کیا مگر جب مولانا سے عہدہ صدارت قبول کرنے کے بارے میں استفسار کیا گیا تو مولانا نے دوسرے اعزاز کثرتِ مشاغل وغیرہ کے علاوہ سب سے بڑا عذر یہ بیان فرمایا کہ میں جامعہ ڈابھیل سے قطعاً تعلق نہیں کر سکتا اور اس صورت میں میرے لئے اس قدر دور رہ کر دارالعلوم کے فرائض متعلقہ کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے میں غیر معمولی دشواریاں اور مشکلات پیش آنا لازمی ہے۔

اکابر دارالعلوم نے آپ کے اعذار کی صحت و اہمیت کو تسلیم کیا لیکن دارالعلوم کیلئے موجودہ حالات میں آپ کی خدمات کا حصول بھی سخت ضروری و اہم ہونا ظاہر کیا اور بہت عذر و فکر کے بعد یہ صورتِ تجویز کی گئی کہ مولانا موصوف جامعہ ڈابھیل سے بدستور متعلق رہ کر درس و تالیف میں مشغول رہیں اور صدارت اہتمام دارالعلوم کے فرائض زمانہ تعطیل میں دیوبند قیام لیا کریں اور بقیہ سال بھر جامعہ کے قیام میں بذریعہ مراسلت انجام دیا کریں، بالآخر تجویز صدارت اسی شکل میں مجلس شوریٰ میں منظور ہو گئی۔

(ردود جامعہ ۵۳ ص ۳۰۳ و تاریخ دارالعلوم دیوبند)

اس سال بھی حسب سابق سارا نظام چلتا رہا۔ مدرسین پورے اہتمام اور حقوق سے درس و تعلیم میں مشغول رہے طلبہ بھی مطالعہ اور درس میں غیر معمولی دلچسپی اور طوع و رغبت سے مشغول رہے طلبہ درجاتِ فوقانی نے اس سال بھی تحریک و تقریر کی مشق اور مطالعہ کتب مذاہب غیر میں بہت توجہ رکھی۔ درس سے خارج اوقات میں اکثر طلبہ کتب خانہ جامعہ میں بالانشراح حاضر ہو کر مطالعہ میں مشغول رہے اور اپنی عام معلومات (جنرل ناچ) بڑھاتے رہے۔

مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی اس سال بھی نصف وقت پڑھاتے اور بقیہ وقت میں فیض الباری کی تالیف و ترتیب میں مشغول رہے (۱۰ رواد ۵۴۲ حصہ ۲) اسی سال مولانا یوسف خوری نے نہ نغمۃ العنبر فی حیاء الامام العصر الشیخ الفزری چند مہینوں میں تصنیف فرمائی۔

(ملاحظہ ہو خاتمہ نغمۃ العنبر طبع کراچی ۱۲۶۱ - ۱۲۶۸)

جلسہ دستار بندی | ۹ شعبان ۱۳۵۲ بروز پنجشنبہ ۷ بجے جلہ قراوت سے شروع ہوا۔ ہستم صاحب عالیات جامعہ بیان کئے اس کے بعد شیخ الجامعہ علامہ عثمانی نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما علیہما السلام پر نہایت مفصل سیر حاصل بحث کرتے ہوئے ڈیڑھ گھنٹہ تقریر فرمائی جو بے شمار حقائق و معارف شریفہ سے لبریز تھی۔ آخر میں مدارس عربیہ کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا: آج کل دنیا کی تمام مہذب و متمذّن حکومتوں میں دوسرے ضروری اداروں اور محکموں کے ساتھ ایک محکمہ آثار قدیمہ کا بھی ہوتا ہے۔ جس کے ذریعہ قدیم آثار کی حفاظت ہوتی ہے اور ان کے متعلق قسم قسم کے انکشافات بروئے کار آتے ہیں اس محکمہ پر لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں روپیہ صرف ہوتا ہے اسی طرح ہمارے پاس بھی کچھ آثار قدیمہ ہیں دیکھئے قرآن مجید کو پہلی کتابوں کا حسین اور محفوظ کہا گیا ہے گویا تمام انبیاء سابقین کے آثار و عقیقہ اس میں محفوظ کر دیئے گئے ہیں نیز سرور کونین

لے اس لئے جنات مولانا وری نمبر کے صفحہ پر یہ لکھا ہے کہ ۱۳۵۲ء میں پہلی بار دہلی سے طبع ہوئی اس میں مائل ہے۔ فیض ۱۲ مرتب

افضل الانبیاء خاتم المرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں تمام انبیاء سابقین کے علمی و علمی کمالات مجتمع تھے اور آپ کے تمام اقوال و اعمال نیر و حانی ہدایات کا مجموعہ احادیث کی صورت میں امت کے سپرد کیا گیا پھر علم تفسیر اصول حدیث فقہ اور اصولی فقہ وغیرہ نے مختلف طرق سے علوم قرآن و حدیث کی خدمت کی ہے۔ پس قرآن و حدیث ہماری روحانی ہدایت کا سرچشمہ ہیں وہ تمام انبیاء خصوصاً پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار عتیقہ ہیں لہذا ان کی اور ان کے خدام کی حفاظت و نگہداشت تمام مسلمانوں کا اولین فرض ہے۔ مدارس عربیہ میں طبقات طلبہ و علماء اس کی حفاظت بطور فرض کفایہ کر رہے ہیں اور ہر زمانہ میں یہ فریضہ ان کے دوش پر رہا ہے اس لئے ان مدارس کی بقا و اور ترقی کیلئے و کوشش کرنا ہر مسلمان کا اولین فرض ہے انکو تقریباً اہل بیت کے عظیم الشان جلسہ ختم ہوا اس جلسہ میں ۳۶ فضلاء کو دستار باندھی گئی اور سندیں تقسیم ہوئیں۔

(روداد ۱۳۵۲ھ ص ۲۲-۲۳)

حادثہ وفات | اس سال کے حادثات میں قابل ذکر جناب احمد درویش سملکی مقیم جنوبی افریقہ کا سانحہ ارتحال ہے جنہوں نے ۱۳ شعبان ۱۳۵۲ھ کو اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے کتب کی تعلیم اپنے ہی گاؤں سملک میں مولانا احمد حسن بھام (بانی مدرسہ) اور مولانا احمد بزرگ (مہتمم جامعہ) کے ساتھ حاصل کی۔ اتفاق سے ان تینوں کا نام احمد ہی تھا۔ لاچور کے مدرسہ میں بھی ان تینوں حضرات کا ساتھ تھا مولانا احمد درویش نے بعد کو دہلی، امر وہہ، گلاٹھی پھر نظام الدین آخر میں دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی اور یہیں سے فارغ بھی ہوئے۔ جب

مولانا احمد حسن بھام نے ۱۳۲۹ھ میں مدرسہ تعلیم الدین کی بنیاد ڈالی تو مولانا احمد درویش شروع ہی سے اس میں مدرس رہے اور ۱۳۳۹ھ کے بعد تک وہاں رہے پھر تدریس کیلئے افریقہ چلے گئے اور اہل و عیال کو بھی وہیں بلایا۔

آپ عالم ہونے کے ساتھ فصیح معنی میں درویش بھی تھے اور آپ کے ملک میں جذب کارنگ جھلکتا تھا آپ کے زہد اور دنیا سے بے رغبتی کے انعامات بہت ہیں۔ آپ مدرسہ کیلئے ہمیشہ چندہ کی سہی کرتے اور ایک مقول رقم جمع فرما کر افریقہ سے بھیجتے تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

(روداد اردو شمارہ ۲۷، ص ۲۷)

اس سال اسباق کی تقسیم مندرجہ ذیل طریقہ پر تھی

بخاری شریف

۱۔ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی

۲۔ مولانا عبد الرحمن صاحب اردو ہی

مسلم شریف، بیضاوی شریف، جلالین

شریف، توضیح تلویح، مسلم الثبوت،

نسائی شریف، موطا امام محمد

ابوداؤد شریف، مشکوٰۃ شریف،

متنبی، دیوان حماسہ، ابن ماجہ،

موطا امام مالک

ترمذی شریف، کنز الدقائق، شمائل نواز

(نصف وقت پڑھاتے تھے)۔

ہدایہ اولین، شہرح

شہرح تہذیب، میر قطبی، تشریح

شہرح چغتائی

۳۔ مولانا سراج احمد رشیدی

۴۔ مولانا بیدر عالم میرٹھی

۵۔ مولانا محمد ادریس صاحب کھر وڈوی

ہدایہ اخیرین ، سلم العلوم ، میمنہ ، احسن
شرح عقائد ۔

شرع و فایز الدین ، مختصر المعانی ، مقامات حریری
تاریخ الفہم الاسلامی ، تیسیر المنطق ، مرآة
اصلاح تحریر عربی ثانی ۔

قدوری ، نور الایضاح ، خیالی ، حسامی ،
اصول الشاسی ، مطلوب قاضی ، طابعلانی ،
امور عامہ ، رسالہ قطبیہ ۔

حماد شہر ، صدر ، نور الانوار ، قطبی ،
شرح جامی ، معلم الصرف ، علم الصیغہ ،
شرح مانہ عامل ، شمس بازغہ ، اقلیدس ۔
عربی کا معلم اول و ثانی ، بحر الاداب ۲ ،
۵ ، ۳ ۔ النہج الواضح ، دروس الشارح
الاسلامی ، اصلاح تحریر درجہ ابتدائی
عربی در درجہ عربی ثانی ۔

(روداد ۵۵۳ ص ۲۱)

مولانا محمد سیدی صاحب (آٹھویں)

مولانا محمد یوسف صاحب (ہنوی)

مولانا عبد القدیر صاحب
(دیکھیں پوری)

مولانا عبد العزیز (دیکھیں پوری)

مولانا محمد ناظم صاحب (ہندوی)

نقل معائنہ

الحاج ڈاکٹر خواجہ معین الدین صاحب

سابق ناظم طبابت و حفظان صحت

علاقہ سرکار نظام حیدر آباد و معتمد اعزازی مجلس شوریٰ

صنعت کٹی پار چربانی حرمین شریفین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس ناپسند کو ایک زمانہ دراز سے مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل کے دیکھے کا امتیاز تھا جس میں اکابر علما جیسے مولانا انور شاہ کشمیری مرحوم اور موجودہ مولانا مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی اور دیگر علماء کرام اپنی عمر کا ایک حصہ یہاں کی دینی خدمات کے انجام دینے میں صرف کئے اور کر رہے ہیں۔ خوش قسمتی سے مجھے ۱۵ رجب ۱۳۵۴ بروز دوشنبہ مولانا مولوی احمد بزرگ صاحب مہتمم مدرسہ ہلاہ مدرسہ کے مختلف جماعتوں کے دیکھے کا موقع ملا۔ علاوہ ازیں مولانا مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی کے بخاری شریف کے درس میں شریک ہونے کی عزت حاصل ہوئی۔ مولانا موصوف کا طرز تعلیم مختلف فہم مسائل کے کھانے میں اپنی نظر آپ ہے۔

مدرسہ کے مبلغ کو بھی دیکھا، عام صفائی بہت اچھی پایا۔ اشیاء خورد و

بھی دیکھا بہت اچھے تھے۔ طلباء کے رہنے کے کمرے بھی دیکھا اچھے ہوا دار ہیں۔ نام مغالیہ یہاں بھی اچھی ہے۔ ان مقامات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم صاحب بڑی دل چسپی لیا کرتے ہیں۔ کسی طالب علم کو کسی قسم کی شکایت کھانے اور رہنے کی نسبت نہیں ہے اس مدرسہ کے متعلق بڑی چیز قابل تعریف یہ ہے کہ یہ مدرسہ آبادی سے ملا ہوا بھی ہے اور غلغلو بھی۔ یہاں کے طلبہ کو کوئی مشغلہ سوائے درسی مشاغل کے نہیں ہے۔ جیسا کہ دوسرے بڑے شہروں میں ہوا کرتا ہے سب طلبہ چھوٹے بڑے ہجگانہ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں اور تلاوت کلام مجید میں مصروف رہتے ہیں جس کے دیکھنے سے ہر مسلمان کو مسرت ہوتی ہے، خداوند عالم بانیان اور معاونین و منتظمین و علماء کرام جن کا تعلق اس مدرسہ سے ہے ان کی عمر و اقبال میں برکت عطا فرمائے۔ اخیر میں اس قدر عرض ہے اگر مناسب خیال فرمایا جائے تو طلباء کی علمی ترقی کے ساتھ ساتھ جسمانی ترقی کیلئے کوئی دست نقص کر کے ان سے ورزش کرائی جائے تو مناسب ہوگا۔ فقط

خواجہ معین الدین ڈاکٹر سابق ناظم طبابت و حفظان صحت

علامہ سرکار نظام حیدر آباد

جناب الحاج ڈاکٹر خواجہ معین الدین صاحب سابق ناظم طبابت و حفظان صحت
 علامہ سرکار نظام حیدر آباد و معتمد اعزازی مجلس شوریٰ صنعت دستی پارچہ بانی
 رہن شریفین سے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس سے مجھے پوری طرح اتفاق ہے۔

محمد عبدالرزاق ۱۶ رجب المرجب ۱۳۵۷ھ

بانی و مدیر مجلس مدرسہ فوائد عثمانیہ انوار العلوم نام پبلیکیشن آباد دکن
 و منتظم دفتر مجلس شوریٰ دستی پارچہ بانی حرمین شریفین
 (رجسٹر معائنہ ص ۱۲)

اس سال بھی تعلیمی کیفیت سال گذشتہ کے طرز پر رہی۔ علامہ فضائی بخاری شریف کے درس کے علاوہ فتح الملہم کی تالیف میں

مشغول رہے۔ مولانا عبدالرحمن امرہوی اور مولانا سراج احمد رشیدی اور مولانا جبر عالم میرٹھی وغیرہ درس حدیث و تفسیر و فقہ وغیرہ فنون میں مہتمک رہے۔
(روداد ۱۳۵۵ھ ص ۲)

پانی کی فراوانی

مولانا احمد بزرگؒ لکھتے ہیں۔ حاجی سیٹھ یوسف صاحب میاں سنگی جامعہ کے قدیم محب خالص اور بھی خواہ ہیں جنہوں نے جامعہ کی قدیم عربی درسگاہ اپنی نگرانی میں تعمیر کرائی تھی جو اپنی شان و شوکت میں جامعہ کی دوسری عمارتوں سے بالکل ممتاز ہے۔ موصوف نے جامعہ کیلئے پانی کی فراوانی کا انتظام کر دیا۔ موصوف نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے صرنہ سے ڈابھیل و سنگ دو نواں گاؤں میں واٹر ورکس کا انتظام کیا۔ دو ٹنکیاں بنوائیں۔ پورے گاؤں میں پانی لائن پھائی، جگہ جگہ ٹیل لگوائے۔ پانی بنوائے جس سے تمام لوگوں کو غیر معمولی راحت پہنچی اس کام کیلئے اپنی بھاری تجارت چھوڑ کر افریقہ سے یہاں چلے آئے۔ تقریباً ایک سال تک سنگی میں قیام کیا۔ جامعہ میں اگرچہ انجن کے ذریعہ پانی اور بجلی کا انتظام تھا لیکن پہلے گزر چکا ہے، لیکن حاجی صاحب نے قدیم بھی خواہی کی وجہ سے انجن اور واٹر ورکس سے جامعہ میں بھی پانی پہنچانے کا انتظام کر دیا۔ جس کی وجہ سے اب نسبتاً پانی کی فراوانی ہو گئی۔

(روداد ۱۳۵۵ھ ص ۵۱۲)

چند سال پیشتر تک جامعہ کی تمام تر امداد اہل کجرات کرتے تھے دوسرے صوبہ کے اصحاب خیر حضرات اس طرف متوجہ نہ ہو سکے تھے لیکن جب

مجموعہ ارقی روئیداد کے ساتھ اردو روئیداد بھی شائع ہونے لگی جس میں جامعہ کے مختصر حالات درج کئے جاتے ہیں تو اس سے باہر کے لوگوں کو بھی جامعہ سے واقفیت حاصل ہوئی اور انہوں نے بھی جامعہ کی مذہبی و تعلیمی سرگزیت اور اس سے محسوس دینی کارناموں سے متاثر ہو کر امدادی و قوم ارسالی کرنی شروع کر دی۔
(ایضاً ص ۹)

نقل معائنہ

سید عطاء اللہ شاہ بخاری و
حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی
بسم اللہ الرحمن الرحیم

درسہ کی عمارت اور اس کے مدرسین و تدریسین کو دیکھ کر بے اختیار منہ سے نکلتا ہے کہ اشر پاک اس کو نظر بد سے بچائے اور دن و رات چوگنی ترقی نصیب کرے۔
سید عطاء اللہ بخاری
حبیب الرحمن لدھیانوی

۸ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ

(رجسٹر معائنہ ص ۱۱۵)

۹ شعبان ۱۳۵۵ھ کی شب مسجد جامعہ میں حضرت
مولانا عبدالعلیم صدیقی سابق پروفیسر ندوۃ العلماء

جلسہ دستار بندی

گھنٹوں سے بعد نماز عشاء تقریباً ڈھائی گھنٹہ تک نہایت بصیرت افروز اور پروردگار
تعالیٰ فرمائی۔ ۹ رخصیان کی صبح ہماؤں کے چائے ہائستہ کے بعد جس کا انتظار
درسہ کی طرف سے تھا۔ بجے جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن اور عربی تفسیر
بعد ہتھم جامعہ نے حالات جامعہ پر ایک مسودہ تقریر کی بعد شیخ التفسیر
الحديث حضرت علامہ عثمانی نے تقریباً ڈھائی گھنٹہ جامع اور بصیرت افروز
تقریر فرمائی جس میں دینی علوم کی ضرورت و اہمیت پر زور دیا اور اس کے
بقا و ترقی کی طرف نوگوں کو توجہ دلائی اس کے بعد ہم فارغ التحصیل طلبہ
کی دستار بندی کی۔ تقریباً ایک بجے جلسہ ختم ہوا اور باہر کے حضرات باہر
کی طرف سے دعوت طعام میں شریک ہو کر رخصت ہوئے۔

اسباق کی تقسیم اس سال بھی تقریباً سالی گذشتہ کے طریقہ پر رہی
صرف اتنی تبدیلی ہوئی کہ مولانا عبدالقدیر کیمیل پوری چلے گئے اور مولانا
عزیز احمد صاحب کا تقرر ہوا۔ کچھ معقولات کی کتابیں کم کر کے سفینۃ البیان
اور الجلا غز الواضو داخل نقاب کی گئیں۔

(روداد ۱۳۵۵ھ ص ۱۳)

۱۳۵۶ھ | اس سال کے اہم واقعات میں ہتھم جامعہ مولانا احمد بزرگ کاسمی
افریقہ ہے ضمیمہ روداد ۱۳۵۵ھ میں ہے (یہ ضمیمہ ادارہ جامعہ
کے ارکان کی طرف سے اردو میں شائع ہوا تھا) "ہتھم صاحب موصوف
ایک عرصہ سے اس کی فکر تھی کہ جامعہ کیلئے مستقل روداد کی سربراہی کی صورت
جائے جس سے علوم نبوی کی یہ تعلیم گاہ زوال و تنزل کے خطرات سے محفوظ
ہو جائے، اور اس کا دینی و علمی فیض عرصہ مدید تک جاری و ساری رہے
اس لئے آپ نے کئی بار سفر افریقہ کا بھی خیال کیا تاکہ وہاں پہنچ کر وہاں جامعہ

کو اس اہم ضرورت کی طرف توجہ دلائیں لیکن جامعہ کا اہتمام اور دوسرے مشاغل و ذرائع اس سفر سے روکتے رہے۔

اس سال جناب الحاج ابو سعف گارڈی اور جناب حاجی ابراہیم میاں صاحب کو اس ضرورت کی طرف خصوصی توجہ ہوئی اور ان حضرات نے مہتمم صاحب کو ذریعہ مدعو کیا۔ مہتمم صاحب بھی محض جامعہ کی ترقی اور پیروی کی خاطر اس دور دراز سفر اور ایسے تلخ و بے مزہ کام کیلئے آمادہ ہو گئے اور رفتہ رفتہ جامعہ کے انتظام کا امور کی تکمیل فرما کر اواخر صفر ۱۳۵۶ھ میں عزم سفر فرمایا۔

۲۶ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۹۳۷ء کو آپ کے لئے دارالحدیث جامعہ کے وسیع ہال میں اساتذہ اور طلبہ نے اودھائی جلسہ منعقد کیا جس میں ڈاکٹر اعلیٰ و سبک کے نامہ بھی جمع ہوئے۔ صدارت کیلئے مولانا عبدالرحمن امروہی منتخب ہوئے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا حکیم قاری بامین صاحب نے اپنا وادی قصیدہ پڑھا بعدہ مولانا حبیب اللہ استاذ فارسی کی نظم پڑھی تھی پھر علامہ شبیر احمد عثمانی نے ایک مبسوط علمی تقریر فرمائی جس کے ذیل میں آپ نے مہتمم صاحب کے مناقب و اوصاف خواصہ کا تذکرہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا "مہتمم صاحب کے تین وصف ہیں جن سے میں بہت متاثر ہوں ایک کثرت تکلف و تواضع کہ یہ اس زمانہ میں بہت کم ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک وصف خاص یہ بھی تھا کہ ان میں تکلف اور تواضع نہیں تھا چنانچہ ایک صحابی کے کسی نے صحابہ کے اوصاف پر چیمے تو یہی جواب دیا ۱۰۰ انوار علیہم علما و اولادہم تکلفاً

لے یہ اودھائی قصیدے تاریخ کے اخیر میں درج ہیں ۱۲۔

وَابْرَزَهُمْ فَلَوْ لَا الْخُورُ فِي حَقِيقَتِ اس اقامہ تکلف کے الفاظ میں بھی قدس سرہ
تکلف کا جزو موجود ہے ورنہ قلت کو بھی کیوں بیان کرتے قلت تکلف کے بارے
میں سرور کائنات فرمودات رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بے شمار واقعات احادیث و سیر کی کتابوں
میں موجود ہیں (اس موقع پر چند واقعات بھی مولانا نے بیان فرمائے)۔

دوسرا وصف ہے اخلاص جو تمام اعمال حسنة کی روح ہے یہ وصف بھی
اس زمانہ میں تقریباً نالا ب ہے دینی خدمات کو خصوصاً وہ جن میں کوئی نمایاں
حیثیت رکھی ہو بہت کم اخلاص کے ساتھ کیا جاتا ہے ہم نے مہتمم صاحب کے
تمام کاموں کو دیکھا کہ ان میں اخلاص کا جزو بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے اور یہی وجہ
ہے کہ ان کو کاربالی ہوتی ہے۔

تیسرا وصف یہ ہے کہ مہتمم صاحب کو دینی علوم کے احیاء اور ابقاء کا جو
قلب شغف و شوق ہے وہ بھی اس زمانہ کے نوادرات ہے آج کل عربی و اسلامی
کو لوگ بہت حقیر اور بے ضرورت جانتے ہیں حالانکہ صحیح معنی میں یہی علم ہے
کیونکہ اسی سے دین کا بقا ہے اور اخلاقی حسنہ کے تحفظ کا ذریعہ ہے۔ تو
صرف یہی عام رجحان انگریزی تعلیم کی طرف ہے اور اسی کی برتری و افادیت
کا پرہیزگندہ کیا جاتا ہے، دینی علوم کی تحفیر میں کوئی دقیقہ نزوگداشت نہیں
کیا جاتا لیکن اس بے دینی اور انحاد کے دور میں ایک چھوٹی سی جماعت وہ
ہے جو دین و علوم دین کی حفاظت و بقا کیلئے کوشاں ہے اور اسی جماعت
ہر زمانہ میں دعوہ خداوندی کے مطابق پیام مسامت تک موجود رہے گی عرض
وہ لوگ اپنے کام میں سرگرمی سے مشغول ہیں اور ہم لوگ اپنی خدمات سے
الگو بشرطہ غافل نہیں ہیں۔ بقول اکبر مرہوم:

مسلمانوں میں اب تعلیم انگلش رک نہیں سکتی
 کسی سے مغرب و مشرق کی سازش رک نہیں سکتی
 وہ نزلہ رک نہیں سکتا یہ پیش رک نہیں سکتی
 بڑے بوڑھوں کی لیکن یہ بھی خواہش رک نہیں سکتی
 مذاق قوم ہے گاتہ نہ ہو " الشراکبہ سے

یہ نقش جانفزاٹھنے نہ پائے دل کے دستہ سے

آخر میں آپ نے فرمایا ہمیں تو قلعے ہے ہتھم صاحب کا یہ سفر بہت کامیاب ہو گا اور
 انگریزوں کے ہمدردان جامعہ اس موقع پر پوری فراخ دلی سے جامعہ کی داسے درمے درمے بھنے
 اہل اہم فرما کر ہم عقین جامعہ کو رہن منت فرمائیں گے۔

اس کے بعد ہتھم صاحب نے تقریر فرمائی۔ قاری محمد امین صاحب اور مولوی حبیب
 صاحب کے قصائد کا شکر یہ ادا کیا پھر جامعہ کے حالات اور سفر کے مقاصد پر روشنی ڈالی
 اور فرمایا کہ میرے بعد مفتی اسماعیل بیہم الشہ صاحب مفتی جاسمہ اور مولوی سید احمد رضا
 صاحب ناظم مجلس علمی باہم مشورہ اور مشاورت سے جامعہ کے انتظامی معاملات انجام دیں گے
 اور جماعت امور میں بشورہ و سرپرستی مولانا شبیر احمد عثمانی کام کرتے رہیں گے۔ آخر
 میں آپ نے اپنی کامیابی اور بخیر واپسی کے لئے دعا کی درخواست کی۔

(ضمیمہ رداد ۵۵ ص ۳۲ تا ۳۳)

اس موقع پر جامعہ کے طلبہ، باشندگان ڈراہیل اور اراکین انجمن اصلاح المسلمین ملک
 کی طرف سے سہا سہاے بھی پیش کئے گئے جن میں مشارقت اور جدائی پر رنج و قلق کا
 اظہار کیا گیا۔ انہار عقیدت کے ساتھ خدات کا اعتراف اور شفقتوں کا دل کی گہرائی
 سے اظہار کیا گیا۔ سفر کی کامیابی اور خیریت کے ساتھ واپسی کی دعائیں دی گئیں۔

(ملاحظہ ہو ضمیمہ مذکورہ ص ۳۲ تا ۳۳)

اس سفر کا ذمہ دار درود اور سفر بیان کرتے ہوئے مولانا احمد زکریاؒ خود مختصر پر فرماتے ہیں۔

”جاسم کے دور جد میر کے اخراجات کا زیادہ تر بار جناب حاجی یوسف گاڑوی اور جناب حاجی موسیٰ میاں نے لے رکھا ہے۔ لیکن اب جبکہ ان حضرات نے اپنے وعدے سے کہیں زیادہ مدرسہ کی امداد میں حصہ لیا ہے۔ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کا ذمہ دارانہ رویہ کب تک قائم رہے گا اس لئے بحیثیت بہتم بر خیال میرے قلب و دماغ گورہ روہ کر پریشان کر رہا تھا کہ خدا کر دہ اگر کوئی دوسری صورت جس کی بظاہر توقع نہیں تیرش انگنی قریباً سہ ماہ کا موجودہ شکل میں بقا کیونکر ہو سکے گا۔ یہ روح فرما تصور آکر اس قدر کی تکلیف کا باعث بن رہا تھا کہ خدائے قدوس نے غیب سے ایک صورت ظاہر فرمائی یعنی جناب حاجی یوسف صاحب گاڑوی کے دل میں مدرسہ کی مستقل امداد کا ذمہ پیکر بنا دیا چنانچہ آپ نے اس قدر کو یاد کیا حالات۔ اگرچہ میرے لئے کچھ زیادہ مساعد نہ تھے مگر حضرت نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس مبارک دعوت پر لبیک کہہ کر ۲۲ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ کو جہان پر مور ہو گیا۔ اس دن کے سفر کے بعد جہان ڈانچے پہنچ گیا گو دی پر جناب و رفا کے پر اظہار پہرے دیکھ کر وطن اور عزیزوں کی مفارقت کی گرفت بھول گیا جیسے اعلان ٹھہرا۔ جناب و رفا اور دیگر رفقاء ان غمنوں نے جس گرم جوشی سے اپنی محبت کے مظاہرے بڑی بڑی پارٹیوں اور مجالس و سپاسناموں کے ذریعہ کئے ان کا گہرا اثر تمام مریک رہے گا۔

چند یوم گزرنے پر اصل مقصد کی سلسلہ جناتی شروع کی گو ابتدائی حالات سازگار نہ تھے مگر حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلد ہی جو اہ رخ بدلا اور کشتی امید میں رہ جانے لگی اس بندھو گئی آخر کار ساڑھے سات ماہ کے قیام کے بعد اس دینی درس گاہ کیلئے ایک معمول رقم جمع ہو گئی خیال ہے کہ اس رقم سے مدرسہ کے لئے بھیسی میں کوئی جائیداد

افریقہ سے واپسی کے وقت ہر سپہ سالارے پیش کئے گئے ان میں سے ایک سپہ سالار
یہی چند جملے ملاحظہ ہوں۔

سپہ سالار

از جانب

نکارکنان اسلام ڈاک بھیل و مملکت
اجوہا بھگت جنوبی فریقہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

بگرامی خدمت فیضہ رحمت۔۔۔ راقف اسرار شریعت ماہر موزن طریقت ذر
المجد والکرم حضرت مولانا احمد بزرگ صاحب مہتمم مدرسہ جامعہ اسلامیہ ڈاک بھیل و مملکت
دام فیضکم۔

ہم آج ایک ایسے مقدس بزرگ کی خدمت میں یہ سپہ سالار پیش کر رہے ہیں جو
باعتبار تقابلی و شرافت کے تمام قوم و جماعت میں نہایت ممتاز ہیں اور اپنے اخلاق و
زہد و تقویٰ اور امانت و دیانت میں فطرت و گجرات اور طبقہ اعلیٰ میں نہایت ہی معزز
و محترم۔

حضرت والا! آپ نے علوم و فہم کی اشاعت اور جامعہ کی ترقی و ترقی کے سلسلہ
میں اس سیرانہ سالی میں یہاں کے اصحاب خیر کے مشورہ سے یہ سفر اختیار کیا اور اپنے قدم
سینت ازوم سے سرزمین افریقہ کو درنی بخشی اور جامعہ اسلامیہ کے دانشی بقا و حفاظت
کے واسطے سرمایہ کی سہی کرتے ہوئے اپنی جنوبی افریقہ کو اپنے مراعات شد و ہدایت سے
فیضی یاب کیا جس کے لئے ہم نہایت خلوص قلب سے ممنون و مشکور ہیں۔

حضور والا! آپ نے قومی خدمات اور مذہبی تعلیم کی اشاعت کی خاطر مفتی اعظم رنگین کے منصبِ طویل کو خیر باد کہہ کر مدرسہ کے انتظام کی گرانبار ذمہ داری قبول فرمائی اور اس کی زلّی میں یکمل جانشینی کو شاں رہے یہاں تک کہ خدائے بزرگ و برتر نے ایسے اکابرینِ عظام آپ کے اس وجہ فتن میں مرحمت فرمائے جن کی تشریف آوری سے گجرات کی سرزمینِ علوم بنویسے منور ہو گئی اور دور دور سے تشنگانِ علوم آ آ کر میرا بپ ہوئے لگے۔

آخر میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے دعا کے دائمی بقا کے عظیم مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

ہم ہیں آپ کے نیاز مند اراکین انجمن اسلام
احمد اسماعیل مفتی، احمد موسیٰ اسماعیل جی، ایم ای ایکٹوایا، اسی ایم سورتی،
۵ دہری قندہ ۳۵۹ مطابقت ۸ جنوری ۱۹۳۹ء (درداد ۵۵۹) قندہ ۳۵۹

بھٹی داپسی | آپ کی تشریف آوری کی اطلاع باضابطہ مدرسہ میں آپ کی تھی اس لئے ہمارے سینئر پر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی حضرت مولانا سراج احمد رشیدی و دیگر اساتذہ اور بستی کے لوگ بھٹی تشریف لے گئے داپسی میں گاڑی جب مرنوالی اسٹیشن پر پہنچی تو طلبہ کا ایک ہجوم موجود تھا اور ایک غیر معمولی اجتماع دوسروں کے آتار نمایاں تھے ہر طرف سے مبارکبادی کے غلبہ بوس نعرے لگ رہے تھے جوڑے جامعہ پر پٹیا اور جس جامعہ کے مفاد میں آپ نے اپنا وطن چھوڑا تھا پہلی نماز اسی جامعہ میں پڑھی پھر اپنے مکان تشریف لے گئے اہل مدرسہ کی خواہش تھی کہ آپ کی تشریف پر فوراً ایک جلسہ نہایت منعقد کیا جائے مگر مولانا سراج احمد رشیدی کی حالت کی وجہ سے کسی قدر تاخیر کرنی پڑی۔

۸ دہری ۵۶۲ کو طلبہ کی انجمنوں نے اپنے جذبات مسرت کے اظہار کیلئے ایک جلسہ منعقد کیا اور ان میں انجمن اصلاحِ کلام، اصلاحِ ابیان، اصلاحِ اللسان

ہرم اتحاد، حجۃ الاسلام، ذیست الاسلام، حراران اسلام، اور خدام اسلام اپنے اپنے انداز میں سچا سامنے پیش کر کے ظہورِ محبت اور جوش و خروش کا اظہار کیا، اس کے بعد مہتمم صاحب نے تقریر فرمائی اور غلبہ کو اہمیت اور غربیت کی طرف خصوصی توجہ پر رغبت دلائی آپ نے فرمایا اگر تمہاری نظموں غزلوں میں ہوتیں تو میں زیادہ مسرور ہوتا مگر جو آپ نے کہا وہ علمائے سلف کی یادگار بنوا اور دنیا کے سامنے ایک نمونہ بن کر نکلو۔
 دوسرے دن ۱۷ مئی ۱۳۵۷ھ کو اساتذہ کرام کا جلسہ منعقد ہوا، قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اساتذہ جامعہ نے عربی اور فارسی میں بلند پایہ نصیح و تبلیغ تمناؤں کے ساتھ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب نے پر کیف و پرجوش تقریر فرمائی جس میں سب سے زیادہ دور میں علم عربی کی اہمیت کو نہایت خوبی سے ظاہر فرمایا، مہتمم صاحب کی بحیرہ شریف اور ان کی پر اظہارِ مسرت کیا، اور ان حضرات کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس سلسلہ میں مدرسہ کی امداد فرمائی۔ مہتمم صاحب نے ایرانی تقریر میں اساتذہ کا شکریہ ادا کیا۔ طلبہ کو تعلیم کی طرف رغبت دلائی اور اپنی خدمت کو بغیر تمناؤں کے قبولیت کی دعا کی آخر میں جلسہ خاتم ہوا۔ (ضمیمہ مذکورہ صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۶)

مولانا سراج احمد رشیدی رحمۃ اللہ علیہ کا راجہ راجا

مولانا احمد بزرگ کہتے ہیں۔ دنیا میں خالق کو نہیں نے مسرت و غم کو تو اُم پیدا پیدا کیا ہے ایک طرف جب کہ میں اپنے دل میں اپنے مدرسہ کے اساتذہ و طلبہ سے ملاقات کے ہزاروں ارمان لئے ہوئے آ رہا تھا اس کے دوسری طرف مجھے کیا خبر تھی کہ گودی پر اتر کر فوراً ہی مجھے بہت سے حسرت و ارمان کو اپنے ہاتھوں سے زیرِ خاک دفن کرنا پڑے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ افریقہ سے میری روانگی کا وقت قریب ہوا تو

میں سے جامعہ میں حسب ضابطہ اپنے پہونچنے کی اطلاع کی اور ساتھ ہی یہ بھی تحریر کر دیا کہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی اور دیگر اساتذہ اس سلسلہ میں کوئی تکلیف نہ فرمائیں ورنہ میری تکلیف اور ندامت کا باعث ہوگا مگر اس پر بھی جب میں گودی پر اترا تو اپنا کٹ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب کی ذات گرامی کو سچ چند اساتذہ کرام کے موجود پایا ایک طرف ان حضرات سے ملاقات کی مسرت تو دوسری طرف مولانا موصوف کی تشریف آوری سے ندامت نہ جالے رفتن نہ پائے ماندن۔

قیام گاہ پر اتر کر حضرت مولانا سراج احمد صاحب مرحوم کو شدید علیل پایا موصوف دیکھ کر اسی وقت کچھ مایوسی ہو گئی، ڈابھیل آکر ہم سب بچھڑے ہوئے آپس میں کوئی گفتاری بیش و راحت کی گزرتی نہ پلے تھے کہ مولانا موصوف نے چند ہی دن علیل رہ کر دم طبل کی عمر میں ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۵۵ کو دائی اجل کو لبیک کہہ دیا، اور ہمیشہ کیلئے ہم سے رخصت ہو کر آخرت کا سفر اختیار کر گئے۔ اناسے دانا الیہ راجعون۔

کچھ عجیب اتفاق ہے کہ اس جامعہ کے ابتدائی سال میں امام الطریقہ و الشریعہ حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا حادثہ پیش آیا اس کے تقریباً پانچ سال بعد امام العصر حضرت مولانا سید انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اور تقریباً اسی مدت کے بعد حضرت مولانا سراج احمد رشیدی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہاتھوں سے دفن کرنا پڑا۔ خداوند تعالیٰ ان سہ بزرگوں کو اپنی رحمت خاص سے نوازے، اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

مولانا مرحوم کی خبر وفات مشہور ہوتے ہی فوراً اطراف و جوار سے لوگوں کا ہجوم شروع ہو گیا اور تھوڑی سی دیر میں اس قدر لوگ شریک جنازہ ہو گئے کہ ڈابھیل کی تارنگ میں شاید پہلا اجتماع ہوگا خلق اللہ کے ہجوم اور کاندھارینے والوں کی کثرت کا یہ حال تھا تھوڑے فاصلہ تک جنازہ ملے جانے میں تقریباً ایک گھنٹہ صرف ہو گیا، بحث

درجیت کے بعد اجمیل میں تالاب کے کنارے جنوبی جانب میں نہایت خوشگوار مقام پر
زیر عمری سپرد خاک کیا گیا یہ وہ جگہ ہے جہاں مولانا اپنی حیات میں کبھی آکر اپنے مرن
کے اپنے پسنے فرمایا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ وہ کے مرن پر ہزاروں رحمتیں نازل کرے۔

قطعة تاریخ از مولانا حبیب اللہ مدرس فاضل مجاہد

ہے سراجِ احمد کی تاریخ وفات لکھی ہاتھ نے بنور ان کے لئے

عیش منزلِ جنت الفردوس ہے باغِ لثانی ہے اور ان کے لئے

۶۱۹۳۸

۱۳۵۶ھ

جلسہ تعزیت | اجماعِ ثواب کے بعد جامعہ میں تعزیت کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس
میں جملہ متوسلین نے شرکت کی تلاوت قرآن کے بعد غزلی و فارسی
مراثی پڑھے گئے، پھر علامہ عثمانی نے تعزیت کے جلسوں کی غرض و غایت اور شرعی نقطہ نظر
سے اس کی حیثیت بیان فرمائی۔ انشاء اللہ فی الارض والی حدیث پر معتقدانہ
تبصرہ فرمایا مولانا مرحوم کے محاسن بیان فرمائے نیز اپنے طویل و عمیق تعلقات کے منقطع
ہونے پر جو صدمہ و ملال تھا اس کا اظہار فرمایا۔ اخیر میں بہتم صاحب نے اپنے مرن و
لال کا اظہار کیا اور طلبہ کو اطمینان دلایا کہ اس ناقابلِ تلافی نقصان کی حتی الوسع دوسرے
کوشش کرے گا۔ (ایضاً ص ۱۷۱-۱۷۲)

دیگر حالات | بہتم جامعہ مولانا احمد بزرگ "تشکرار باب ہم" کے ذیل میں لکھتے
ہیں: "مدرسہ کے ہر گوشہ اور ہر حاجت میں جب آپ تلاش کریں گے
نوسب کے پہلے آپ کو اس میں حاجی یوسف صاحب گاڑوی کا نام ملے گا چنانچہ پانچ سال
کے وعدہ کو گنت بار جوں سال ہو رہا ہے آپ برابر پابندی کے ساتھ پورا فرما رہے ہیں اور
ایک ہزار کی گراں بہا رقم مدرسہ کو بھیجے رہتے ہیں (ردود مشتمل ص ۷۷)۔
افریقہ کے سفر سے واپس آکر "حضرات معاونین" کے ذیل میں لکھتے ہیں: "اس سلسلہ

میں جن کا نام سب سے پہلے زبان و قلم پر آتا ہے وہ جناب حاجی یوسف صاحب گارڈو
کی ذات گرامی ہے جنھوں نے اپنی نوٹ ڈرائیو کو میرے لئے وقف کر دیا جس سے میں
نے چند روز ہزار میل کا سفر کیا آئے جانے کا سارا خرچہ بھی خود ادا کیا۔ چندہ شروع ہوا تو
سب سے پہلے آپ نے خود دو ہزار پونڈ کی رقم لکھوائی۔ اپنی تجارت اور دکانداری چھوڑ کر
میرے ساتھ شہر والوں جنگلوں پہاڑوں میں در در گھومتے رہے (رد واد گرجا کی سیمینٹ صلت)
دوسرے کے دوسرے بڑے بھی خواہ حاجی موسیٰ میاں صاحب ہیں جن کی امدادوں کا
حال سالہائے گزشتہ کی رودادوں میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ
دوسرے آپ کا بھی جیشہ کے درمیں منت رہا ہے اور اب بھی ہے (رد واد اردو صلت)۔
شیشہ کی روداد میں ہے "جناب حاجی سیٹھ یوسف گارڈو اور جناب حاجی
موسیٰ میاں صاحب ٹھکی دو نوں بڑا ایک ایک ہزار روپیہ مرحمت فرماتے ہیں اور اس
کے علاوہ بھی جامعہ کی دوسری ضروریات میں عظیمہ رقم عنایت فرماتے ہیں.....
در حقیقت جامعہ کے دور صیر کی تمام ترقیات اور موجودہ تعلیمی مرکزیت کا بڑی حد تک
انھیں انہی دونوں حضرات کے بڑے چندوں پر ہے (ص ۱۷) دیگر اہل غیر حضرات کا شکریہ
بھی رد واد میں مذکور ہے۔

سالانہ جلسہ

شعبان ۱۳۵۶ کے سالانہ جلسہ میں شب کے اجلاس میں ناظم جمعیت مولانا
ہند مولانا احمد سعید دہلوی نے پرفیکٹ تقریر فرمائی۔ شیعہ کے اجلاس میں
ملاوت قرآن پاک اور عربی فارسی قصائد کے بعد جناب مولانا عثمانی امین الملک بسم اللہ صاحب نے
بحیثیت قائم مقام مہتمم مدرسہ کے حالات شناسانہ پھر مولانا عثمانی نے علم کی ضرورت پر تقریر فرمائی
اس کے بعد کاؤن فارغ التحصیل طلبہ کی دستار باندگی حسب دستور مدرسہ کی طرف سے تمام

یہ یہ قصیدے تار تار کے اخیر میں درج کر دئے گئے ہیں۔

شرکاء جلسہ کیلئے کھانے کا انتظام تھا۔ لوگ کھانے سے فارغ ہو کر واپس گئے۔
(روداد صفحہ ۵۶)

تقسیم اسباق کا نقشہ

مولانا سراج احمد رشیدی حمزہ الشہ علیہ کے بعد اسباق کی تقسیم
مندرجہ ذیل طریقہ پر تھی

- ۱۔ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی بخاری شریف
- ۲۔ مولانا عبد الرحمن امر دہی ہروداؤد شریف، مسلم شریف، بیہناؤی شریف، جلالین شریف، نسائی شریف، مؤطا امام محمد، مؤطا امام مالک۔
- ۳۔ مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، غنایں، شعاہل ترمذی تحفۃ الفکر۔
- ۴۔ مولانا محمد اویس عثمانی (مکتبہ ندوی) ہایہ اربعین، تفسیر کا، بحر الادب، سفینۃ البغداد، میر تقی سلم العلوم۔
- ۵۔ مولانا محمد یحییٰ صاحب ہر ایر اخیرین، حسامی، مطول، سلم العلوم
- ۶۔ مولانا عبد العزیز صاحب کنز الدقائق، توضیح تلویح، شرح عقائد، مشہح جامی، مختصر المعانی، مسلم الثبوت، خیائی۔
- ۷۔ مولانا محمد نور صاحب شرح وقایہ، میبذی، مقامات، اصول الشاشی، قطبی، میر تقی قطبی، شرح عقائد، نور الانوار (محرم ۱۳۵۷ھ سے مولانا کا تقرر ہوا)۔

- ۸۔ مولانا عزیز احمد صاحب نور الایضاح، قدوری، بحر الاداب ۲-۳، انوار الواسع
تیسیر النطق، مرتقا، شرح تہذیب، دروس الکریم، الاملا
۹۔ مولانا محمد نانا صاحب عربی کا معلم، اول و ثانی، معلم العرف، علم العین، بحر الاداب
تحریر جماعت اول۔
۱۰۔ مولانا محمد یوسف صاحب حسد کامل پوری
تحریر جماعت مقامات۔
۱۱۔ مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب دیوان منشی، دیوان مہاسہ، تحریر جماعت سوم۔
۱۲۔ مولانا مفتی اسماعیل بسم اسٹر
(مفتی جامعہ) نور الانوار۔
۱۳۔ مولانا عمر بزرگ (مجتہد جامعہ) سراجی۔

میں یہ مولانا یوسف بنوری نہیں ہیں۔ کیوں کہ وہ شوال ۱۳۵۸ھ میں یعنی مولانا احمد بزرگ کے
الزلیقہ سے آنے اور مولانا اسرار احمد صاحب کی وفات سے قبل ہی مولانا احمد رضا بنوری کی
میت میں حج کو پہنچے تھے جیسا کہ گجراتی روزنامہ ۱۳۵۸ھ ص ۱۳ پر ہے حج سے فارغ ہو کر ماہ رمضان
۱۳۵۹ھ میں یہ لوگ تباہرہ پہنچ گئے ملاحظہ ہو نغمۃ المنبر ص ۱۔ یہ مولانا یوسف کامل پوری رکعت
مجلس میں ہیں جو مولانا اسرار احمد صاحب کے انتقال کے وقت یہاں موجود تھے۔ عربی میں مرثیہ
بھی لکھا تھا، زبردست ادیب تھے نغمۃ المنبر میں ان کا ایک مقالہ اور مرثیہ بھی درج ہے ملاحظہ
ہو ص ۱۶-۲۱۵ طبع کراچی۔ آپ ہی نے نصب الراية کی کتاب الحج سے اخیر تک تحریر کیا ہے
جسے مولانا عبدالعزیز ہمالوی پنجابی ذکر کئے تھے۔ ملاحظہ ہو نصب الراية کا مقدمہ۔ مولانا یوسف
بنوری کے تحریر کیا نہیں کی ہے صرف طباعت کے وقت تصحیح کی ہے۔ دارالمصنفین کے بعض
کو اس سلسلہ میں اشتباہ ہو گیا ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۳۵۷ھ

ادھر جو تقسیم اسباق کا نقشہ درج ہوا ہے درحقیقت ششہ ہی کا ہے ، کیونکہ مولانا سراج احمد کے انتقال کے بعد جلد ہی محرم شروع ہو گیا۔ اس میں مولانا محمود نورا کا ہم بھی ہے ان کا تقرر ہی محرم ششہ میں ہوا ہے۔ اسی تقسیم کے مطابق تعلیم جاری رہی۔ سالانہ امتحان کے بعد جلسہ ہوا۔ رات کے اجلاس میں مولانا عزیز احمد صاحب مدرس جامعہ نے پرچوش تقریر کی۔ صبح کے اجلاس میں مہتمم صاحب نے سال بھر کے حالات سنائے اس کے بعد مولانا عثمانی نے تقریر فرمائی اور اخیر میں فارغ ہونے والے چوراسی طلبہ کو استاد اور علمائے تقسیم کے (رووداد ششہ ص ۱۱۷)۔

یہ تعداد جامعہ کی پوری تاریخ میں سب سے زیادہ ہے۔ مولانا یوسف بنوری اس سال مجلس علمی کے کام سے معر میں متعین رہے۔

۱۳۵۸ھ

اس سال بھی حسب دستور مولانا احمد زرگ کے فنکوں میں ”ہندوستان کے تمام صوبوں کے طلبہ اور بیرون ہند کے طلبہ بھی بڑی تعداد میں یہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان کے تمام اطراف سے جامعہ کے دارالافتاء میں استفتاء بکثرت آئے ہیں۔ حضرت الامامہ مولانا بشیر احمد عثمانی صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند، نگاری شریف کا درس دیتے ہیں نیز ذرا بھیل دسک و مضامین میں آپ کے سوا مظلہ مستند بھی مثل سالانہ گزشتہ ہونے رہے جن سے گجرات کے مسلمانوں میں غیر معمولی مذہبی بیداری پیدا ہوئی۔

حضرت مولانا عبدالرحمن اسروہی تلیذہ خاص حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اساتذہ جامعہ بھی بجز و خوش اسلوبی درس و تدریس میں مشغول رہے (رووداد ششہ ص ۱۱۸)

اس سال مولانا یوسف بنوری نے معر سے واپس آکر قریب سال مجلس علمی کے شعبہ تالیف میں کام کیا اور غرض وقت میں طلبہ کو فرائض شریف پر حوالہ دے (یضا ص ۱۱۹)

سالانہ جلسہ

شب کے اجلاس میں مولانا بدر عالم صاحب نے پر جوش اسلامی تقریر فرمائی صبح کے اجلاس میں تلاوت قرآن کے بعد مولانا عبید اللہ صاحب کی فارسی نظم "جامہ بگرات" پڑھی گئی جو بہت پسند کی گئی۔ ہفتم صاحب کے بعد مولانا عثمانی کی تقریر ہوئی پھر الاولیٰ طلبہ کی دستار بند کیا ہوئی۔ (روداد صفحہ ۱۳۵۹)

اس سال کا حال بھی سال گذشتہ کی طرح ہے انجاس طلبہ کو سند اور دستار دی گئی (ان ہی میں مولانا محمد سعید بزرگ و ظلمہ مودود و قاسم مودود بھی تھے) اس سال مولانا شبیر احمد عثمانی تشریف نہیں لائے۔ بخاری شریف مولانا عبد الرحمن امروہی نے پڑھائی۔ مولانا عثمانی اخیر سال میں صرف ایک ماہ کیلئے تشریف لائے بنگالہ کا کچھ مہر پڑھایا اور جلسہ میں تقریر کی (گجراتی روداد صفحہ ۱۳۵۹)۔

اس سال کی روداد مولانا احمد بزرگ کی آخری شائع کردہ روداد ہے اس سال سے اردو روداد بھی بند ہو گئی اس لئے اب جو بھی حوالہ ہو گا وہ گجراتی ہی روداد کا ہو گا۔ اگرچہ مولانا احمد بزرگ ربیع الاول ۱۳۵۹ تک ہفتم رہے مگر چونکہ روداد سال گذشتہ کے کئی ماہ بعد شائع ہوتی ہے اس لئے سنہ ۱۳۵۹ کی روداد مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب نے شائع کی جو مولانا احمد بزرگ کے بعد ہفتم مقرر ہوئے۔

۱۳۶۰ سنہ

اس سال مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی تشریف نہیں لائے۔ مولانا عبدالرحمن امروہی صدر مدرس رہے تعلیمی سال کے اختتام پر سالانہ جلسہ میں شرکت کیلئے خاص طور سے مولانا منظور احمد عثمانی صاحب و ظلمہ تشریف لائے تھے۔ اتفاق سے مولانا عبید اللہ سندھو بھی پہلے سے تشریف فرما تھے آپ نے کئی روز قیام کیا مہتمم اللہ اہلئے کا درس بھی طلبہ کو دیا۔ آپ کا معایزہ آئندہ درج کیا جا رہا ہے۔

سالانہ جلسہ

۹ رجبیہ کی شب میں مولانا عبید اللہ سندھو کی کا وعظ ہوا۔ صبح کے اجلاس میں تلاوت قرآن وغیرہ کے بعد ہفتم جامعہ مولانا احمد بزرگ

نے مدرسہ کے حالات بیان فرمائے اس کے بعد مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ نے علم کی ضرورت و حفاظت پر تقریر فرمائی جس کا سامعین پر اچھا اثر ہوا، تقریر کے بعد چالیس طلبہ کو دستارِ سند تقسیم کی گئی۔

نقل معائنہ مولانا عبید اللہ سندھی

میں ۲۲ جون (۱۹۸۸ء مطابق شعبان ۱۴۰۹ھ) سے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں تھم ہوں دارالعلوم دیوبند سے ہمارے رفقاء، اساتذہ و طلبہ نے اسے اپنا دارالہجرت بنایا تھا۔ اس لئے ہم اسے دیکھنے کا مدت سے شوق رکھتے تھے ہم نے تعلیم گاہ کے مختلف درجات کا سائیکل کاہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمارے بھائیوں کو محرومیت کے علاقہ میں ایک دینی درس گاہ کو کامیابی سے چلانے کی توفیق دی، اساتذہ اپنا فرض پوری لیاقت اور محنت سے ادا کرتے ہیں طلبہ میں علم کا حقیقی ذوق محسوس ہوتا ہے وہ ترقی کی آخری سڑکوں پر گھرنا چاہتے ہیں ڈابھیل و ملک کے تجارتی مشیر حضرات جامعہ کو عام چندوں سے مستغنی کرتے رہتے ہیں خدا ان کے اموال میں برکت دے جناب محترم صاحب انتظام میں مہربان نظر آتے ہیں اس طرح چند اہل دل کے توفیق سے مشکل میں ایک بے نظیر دینی مدرسہ چل رہا ہے۔

جامعہ کے اساتذہ نے ایک علمی مجلس قائم کر رکھی ہے جس کی خدمات کا میں خاصہ پر محزون ہوں انھوں نے ہمارے لئے حکمت الامام ولی اللہ دہلوی کی متعدد کتابیں چھاپ دی ہیں ان کے اس وقت کے پیر و گرام کو دیکھ کر یہ کہنا مبطل نہیں کہ ہمارے ہندو جو فوجانہ عالموں کی ایسی مجلس دوسری جگہ مشکل سے ملے گی بلکہ ہمارا خیال ہے کہ ہندو باہر بھی عام مسلمان اس کی بڑی قدر کریں گے۔

ہم اس جامعہ میں ترقی کی استعداد بہ نسبت دوسرے عربی مدارس کے زیادہ دیکھ رہے ہیں اگر جامعہ کے حدود میں انگریزی تعلیم کا ایسا انتظام کر دیا جائے کہ جو طالب علم اپنے شوق سے پیشہ کی تعلیم حاصل کرنا چاہے اس کیلئے اساتذہ موجود ہوں طلبہ کی نشست و اُٹھاس پر کوئی قید نہ لگائی جائے۔ عربی دینی تعلیم پر اس کا کوئی مخالف اثر نہ آئے انگریزی کے مصلحتین بہتم صاحب کے متنازع مطالبات مقرر ہوں تو یہاں کے عالم ایک اچھا نمونہ پیش کر سکیں گے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ مقلین میں کسی قدر اختلاف پیدا ہو رہا ہے خدا کیسے کہ وہ اختلاف ترقی کا زینہ بنے اور دینی اعلیٰ تعلیم جو ہند کے عام طلبہ کیلئے جاری ہے اس میں کوئی نقصان نہ آنے لائے میں افسوس سے امید کرتا ہوں کہ آئندہ کسی موقع پر جامعہ کو اس سے اچھی حالت میں دیکھ سکوں۔ وائٹسٹر الحوق۔

عبید اللہ اسفندیاری دیوبندی مؤسس بیت الحکمۃ جامعہ نگر دہلی

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

۲۲ جون ۱۹۳۱ء

(ازدہر سہ ماہیہ ص ۱۲۱)

جامعہ کی خدمات کا جائزہ

ہم نے درجہ تعلیم الدین کو تین دور میں تقسیم کیا تھا۔ اسی طرح جامعہ ہونے کے بعد اسے ایک سیکشن کے زمانہ کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ علامہ دیوبند کے آفسس لیکچر مولانا احمد بزرگ کے دور اہتمام کے ختم تک دور اول مولانا محمد سعید بزرگ کا دورہ دور ثانی دور درجہ ایمان کا دورہ دور ثانی

جامعہ کے دورِ اوّل کا جائزہ | اب دورِ اوّل ختم ہوا چاہتا ہے۔ ان چھ روزہ تعلیم

زیادہ دو ہمارے شاہ کے مطابق ۶۵۵ طلبہ نے فراغت حاصل کی اور ملک کے مختلف علاقوں میں تعلیم و تدریس اور تبلیغ میں لگ گئے۔ تصنیف و تالیف کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کی علاوہ برین اساتذہ جامعہ کے مواعظ سے علم کی روشنی اس علاقہ کے ہر چار طرف پھیلی۔ لوگ دین سے قریب اور علم سے مانوس ہوئے، جہالت اور بدعت کا زور گھٹا۔ عرس اور قبر پرستی میں کمی ہوئی بلکہ بہت سی جگہوں میں اس کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔

۱۳۵۵ء اور ۱۳۵۶ء کی رودادوں میں مولانا احمد بزرگ لکھتے ہیں: "واقف حضرت جانتے ہیں کہ اب سے بارہ سال پہلے سال قبل تک ہجرات کے عام ملتان کس قدر بدستوری میں تھے صحیح مذہبی تعلیم سے ان کو کس قدر نفرت تھی رسوم جاہلیت میں وہ بکھرے ہوئے تھے۔ بدعت کے شیعہ رائے اور طریق سنت سے کوسوں دور تھے ان کی مذہبی اصلاح کیلئے اگر کوئی عالم راہ اس طرف آنکھ نہ اتارے تو اس سے برا ان کی نظر میں کوئی نہ ہوتا لیکن یکایک جامعہ کے قیام کے ان لوگوں میں انقلاب شروع ہوا۔ حق و باطل میں تمیز کرنا شروع کیا شریعت حقہ کے بارے میں اعتدال کی طرف قدم بڑھائے اور رشتہ رشتہ بدعات سمجھنے سے نفرت اور سنت حسنہ سے محبت پیدا ہوئی۔ انھوں نے آنکھیں کھولیں اور گہری غند سے بیدار ہو کر علم صحیح کی روشنی حق و صداقت کی راہ دیکھی حق تعالیٰ نے بھی ان کی اس امانت صادقہ کو مشرف قبول سے نوازا متعجب وہیٹ دھڑکی کا نور ہوئی اور وہ ہر حق آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار نظر آئے تھے۔"

تمام قریب و بعید کے قصبات و دیہات سے قریبات شادی و بیرو کے موقع پر ان جامعہ کو مدعو کیا جانے لگا اور ان حضرات نے بھی ہر اصلاح کے سرفیض سے فائدہ اٹھا کر ان حق و صداقت کی آواز پہنچائی جس کا نتیجہ خاطر خواہ نکلا حتیٰ کہ متعدد جگہ کے سالانہ عرس تک

بند ہو گئے جو برسوں سے ایک رسم جاہلیت کے طور پر ہوتے چلے آتے تھے حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی کامیابی اس زمانہ میں علماء کو دوسرے ہندوستان کے کسی خطہ میں نہیں ہو سکتی کیونکہ اکثر جاہل مسلمان مذہب سے زیادہ رسوم جاہلیت کو عزیز و محبوب رکھتے ہیں دوسری طرف اس میں مسلمانانِ گجرات کی پختہ ایمانی اور حق پسند فطرت کو بھی بڑا دخل ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کی نیک فطرت اور خلوص کو دیکھ کر ان کو قبولِ حق کی توفیق بخشی۔

(ضات ۱۱)

علامہ شبیر احمد عثمانی نے ۱۳۵۵ھ میں صدر مہتمم کا عہدہ قبول کرتے ہوئے فرمایا تھا۔
 علماء و دیوبند کے دہاں پہنچ جانے سے ڈابھیل میں وہ عظیم الشان مدرسہ عالم وجود میں آیا جس کے علمی فیضان سے آج گجرات کا چہرہ سیراب ہو رہا ہے اور گجرات کا بدعت کردہ مجھرا ائمہ آج قرآن و سنت کی روشنی سے منور ہے۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۱۸)

روداد ۱۳۵۵ھ کے ضمیر میں ارکانِ ادارہ جامعہ نے اس حقیقت کو اپنے ان نظموں میں ظاہر کیا تھا۔
 قارئینِ روداد جامعہ واقف ہیں کہ جناب مہتمم صاحب کو جامعہ کی تعلیمی ترقیات اور اس کے بقا و تحفظ کا کس قدر خیال ہے انہوں نے محض جامعہ کی صلاح کی خاطر رنگون کے عہدہ افتاء کو چھوڑا اور اس وقت سے ڈابھیل آکر برابر جامعہ کی ترقی کئے ہم تن سوجہ رہے وہ جس وقت نشرِ نفاذ لائے تھے یہ جامعہ مدرسہ تعلیم الدین کے نام سے بہت ہی چھوٹے پیمانہ پر قائم تھا۔ چند مدرسے شعور سے طلبہ اور عمارت محدود مدرسہ کے خزانہ میں روپے کے نام سے صرف ایسی حالت میں صرف آپ کی گرانقدر مساعی اور بے مثل ایشاد و اخلاص کی بدولت یہ بھولی گلاوی کا مکتب بہت ہی تھوڑی مدت میں ایک عظیم الشان مرکزی دارالعلوم میں منتقل ہو گیا اور دنیا نے اسلام کے بے مثل محدث، مایہ ناز مفسر علی مرتضیٰ خاں و ادیب اور اسی طرح ہر علم و فن کے حاذق و ماہر یہاں نشرِ نفاذ لائے جو اپنے ظاہری اور روحانی فیوض سے ہند و سرحدِ ہند کے مستفیدین کو فیضِ یاب کرنے لگے۔
 عرض جامعہ کی تمام ترقیات محض آپ کے اخلاص و ایشاد اور سرپرستانِ جامعہ کی علمی

قدر دہائی کی زمین منت ہے۔ حق تعالیٰ کی مشیت متعین ہوئی کہ اس خطہ گجرات کو جو کبھی علم و فضل کا گہوارہ رہ چکا ہے پھر علم و فنون کی ترقیات سے بے غور بنائے اور قرآن و حدیث کے اکتساب و امتساب سے اسے چمکائے اس لئے حضرت حق نے اس کیلئے بہتم کا انتخاب کیا تو ایسے عالم باطنی اخلاص و ایثار مجسم بزرگ کا، مالی سرپرستی کیلئے چنانچہ توفیق کے ان باجست عالی و مصلحت منہج عظم نبوت کو حق کے اولیٰ درجہ کے اخلاص کا قدر و قیمت بھی یقیناً ان کی گرا قدر رسوم سے کہیں زیادہ ہے۔ درس و تعلیم کیلئے منتخب فرمایا تو ان قدسی نفوس کو جن کے شہر و آفاق علم و فضل سے ان کی روحانی برکات مسابقت کر رہی تھیں اور جو تہذیبی اظہار امت و دیانت کے جیتے جاگتے نمونہ تھے۔

مختصر یہ کہ جامعہ کے، اہلہ و اولاد ترقی اور اس کی موجودہ ترقی یافتہ صورت کو ہم حق تعالیٰ کے ان کرشمہائے قدرت میں سے سمجھتے ہیں جو بطور خوارقِ عادات اپنے بندوں کو بعض اپنے دلف سبک پالوں سے نوازنے کیلئے ظاہر ہوا کرتے ہیں (۲۵-۲۶)

بہتم جامعہ کی اپنی کوشش یہ تھی لکھتے ہیں "جامعہ اسلامیہ کا شعبہ تعلیم برابر ترقی کے مدارج طے کر رہا ہے اور ادارہ جامعہ کی سب سے بڑی کوشش یہ بھی ہے کہ اس کی تعلیمی حالت زیادہ سے زیادہ اچھی ہوئی جاوے۔ تعلیمی اسٹان میں ہندوستان کے مایہ ناز علما و کلام کو رہت ہیں۔ ادارہ جامعہ اس کی بھی اسکالری کوشش کر رہا ہے کہ جامعہ میں قابل ادارہ استعداد طلبہ کا اجتماع رہتے کیوں کو قابل اساتذہ سے لائق طلبہ ہی مستفید ہو سکتے ہیں۔

درود (شعر مدح)

لیکن اتنی ساری ظاہری اور باطنی ترقی کے باوجود ابھی تشنگی بالی تھی۔ کچھ اور بڑھانے تھیں لیکن وہ دہائی کی ہی میں رہ گئیں۔ اے بساؤ زو کو خاک شدو۔

کئی سالوں سے "مذہب و بات جامعہ" کے تحت چند جزیروں کی ضرورت کا تقاضا ہوا اور ان میں شائع ہو رہا تھا مسجد کی توسیع، جدید دارالافتاء کی تعمیر، ایک مستطیل (ہسپتال) کی بنیاد

کی وسیع، صنائع کے درجات کا قیام۔ بعد اشرقتالی یہ تمام ضرورتیں پوری ہوئیں تھیں۔ اور حسن اتفاق کہ ان میں بیشتر مہرِ حرم کے خلفاء اصداتِ جناب مولانا محمد سعید بزرگ مظلہ کے زمانہ میں پورے ہوئے۔ پھر مولانا پسر تمام کند

جس کی تفصیل جامعہ کے دورِ ثانی میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

جامعہ کا دورِ ثانی

(۱۳۶۱ھ تا ۱۳۷۸ھ) ۱۸ سال

اس سال مولانا احمد بزرگ، ماہِ ربیع الاول سے مستعفی ہو گئے اور مولانا مفتی اسما جیل بزمِ اشرقتہم مقرر ہوئے۔ استفادہ کا باعث بعض لوگوں کا اختلاف بنا اور پر اختلاف خامسا طویل ہوا۔ معتد بہک نسبت پہونچی اس اختلاف کی کوئی تفصیل روداد میں درج نہیں۔ اس طرح کے اختلافات زیادہ تر غلط فہمیوں اور بے گمانیوں اور کسی قسم کی انسانی و بشری کمزوریوں پر مبنی ہوا کرتے ہیں یہاں بھی یہی چیزیں کارفرما نظر آتی ہیں۔ اس لئے اس کی ترمیم جانا اور اختلاف کے حقیقی عوامل کو متعاش کر کے حل کیا جمارے لئے غیر ضروری بھی ہے اور مشکل بھی ہے۔

چونکہ مولانا احمد بزرگ کی سماعی جیلہ اور ان کے رفقاء کے تعاون سے ان ہی کے دور میں یہ جامعہ بامِ عروج کو پہونچا تھا اور رنجرات میں اس جامعہ کی وجہ سے ایک علمی فضا قائم ہو چکی تھی اور آئندہ کیلئے اس سے بہت سی توقعات وابستہ تھیں اس لئے ایسے وقت میں اختلاف کرئیہ والوں کے اختلاف اور جامعہ سے انقطاع کی وجہ سے ان کے دل کو بہت شدید صدمہ پہونچا۔ زندگی کے آخری ایام اسی رنج و غم میں گذارے بلکہ یہی رنج و ملال عالمِ اسباب میں

ان کو زیادہ افسوس اس بات کا تھا کہ مدرسہ کا اصل اقتدار ایسے لوگوں کے ہاتھ میں چلا گیا جو عالم نہیں ہیں اور تجربہ سے یہ بات مسلم ہے کہ کسی مدرسہ کی ظاہری اور باطنی ترقی کا سرمایہ اور دولت کے بل بوتے پر نہیں ہوتی بلکہ اس میں سرمایہ سے زیادہ کسی اور قوت ضرورت ہوتی ہے حضرت تھانویؒ کا معیار نہ پہلے گذر چکا ہے۔ حضرت مولانا تھانویؒ نے مولانا احمد بزرگؒ کے دور میں لکھا تھا "اعتراف اس مدرسہ کے متعلق یہ رائے میرا کیلئے دیتا ہے کہ اس کے بہتم ہمیشہ عالم باطنی اور انتظام سے بقدر ضرورت مناسبت رکھنے والے ہوں جیسا کہ اس وقت واقعہ ہے۔" (رجسٹر معاینہ صفحہ ۵۴) اس لئے ان کو یہ نظر آتا کہ یہ سرسبز و شاداب چمن نہ صرف یہ کہ ترقی نہیں کر سکے گا بلکہ اپنی ترقی و تازگی سے جلد محروم ہو جائے گا۔ مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحبؒ اگرچہ اس کے اہل تھے لیکن وہ خود بھی سمجھتے تھے کہ اپنی مصواب دید کے مطابق کام نہ کر سکیں گے بلکہ جو لوگ ان کو بہتم پر مجبور کر رہے تھے ان کی کسی رائے سے انکار بہت مشکل ہے۔ اسی لئے ابتداً مولانا صاحب نے اس جہد کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا جیسا کہ مولانا خلیل احمد صلی اللہ علیہ کے اس مضمون میں اس کی تصریح ہے جو ماہنامہ دارالعلوم ذمیری سنہ ۱۳۲۲ھ میں مفتی صاحب کے متعلق شائع ہوا ہے۔ مفتی صاحب مولانا احمد بزرگؒ کے شاگرد تھے جانتے تھے کہ انھوں نے مولانا احمد بزرگؒ سے اتفاق نہیں کیا وہ میرے حکم کے پابند نہ ہو سکتے ہیں۔

ربیع الاول ۱۳۲۳ھ سے مفتی صاحب نے جامعہ کا اہتمام سنبھالا۔ اس سال بھی جامعہ دستور تعلیم جاری رہی۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان صاحبؒ امر و بدعتی شریعت کا درس دیتے رہے۔

۱۰ شعبان کو جلسہ ہوا شب کے اجلاس میں مولانا جو سف صاحب (بنوری) نے تقریر فرمائی صبح کے اجلاس میں بہتم جامعہ مفتی تھانویؒ

سالانہ جلسہ

جسم انشراح صاحب کے رپورٹ پیش کرنے کے بعد مولانا اسماعیل گارڈی صاحب نے علم کی ضرورت اور اس کی حفاظت کے موضوع پر تقریر فرمائی جس کا ماسٹین پراچھا اثر ہوا۔ اس کے بعد پیش نظر لکچر کو دستار باندھی گئی اور دعا پڑھ کر جلسہ ختم ہوا۔

مدرسین | اس سال رمضان کے بعد مولانا مسد صاحب نہیں آئے مولانا محمد ادریس (سکھ وڈو) کو رمضان سے الگ کر دیا گیا۔ مولانا عزیز احمد صاحب مدرس عربی اور مولانا حبیب الرحمن صاحب مدرس فارسی بھی اس سال الگ ہوئے۔ مولانا عبدالبار صاحب (اعظمی) ذیقعدہ میں مقرر ہوئے (روزنامہ شمس ۱۹-۱۵-۱۹۵۵ء)

۱۳۶۲ھ | ربیع الاول ۱۳۶۲ھ میں مولانا شمسیر احمد عثمانی پھر تشریف لائے۔ ربیع الآخر سے مولانا عبدالرحمن امروہی رخصت ہوئے پر رہے۔ اسی ربیع الآخر میں علامہ ابراہیم علیاوی بھی جو مولانا عثمانی کے ساتھ دارالعلوم دیوبند سے علیحدہ ہوئے تھے مدرسین حریث کی حیثیت سے ڈابھیل تشریف لائے اور ذیقعدہ تک رہے۔ ذیقعدہ میں مولانا بدر عالم صاحب جامعہ سے الگ ہو گئے ایک اور مدرس عربی مولانا محمد نور صاحب بھی ربیع الاول سے الگ کر دیے گئے۔ مولانا عبدالمنان، مولانا عبدالرحمن، مولانا محمد یحییٰ، مولانا ظہور احمد، اور مولانا محمد ادریس صاحبان کا تقریر ہوا۔ مولانا محمد ادریس اسی سال علیحدہ بھی ہو گئے جامعہ کے ایک بڑے محسن جناب حاجی موسیٰ اعظمی میاں صاحب کا اسی سال بنوئی اثریقہ میں انتقال ہو گیا۔ انشاء اللہ اعلیٰ راجعون۔

سالانہ جلسہ | ۱۰ شعبان کو جلسہ ہوا۔ شب میں ختم بخاری شریف کی تقریب ہوئی اس کے بعد مولانا بدر عالم صاحب نے تقریر فرمائی۔ صبح کو علامہ شمسیر احمد

نے تاریخ دارالعلوم میں علامہ کو یہاں کا صدر مدرس بتایا گیا جس پر صحیح نہیں صدر مدرس غلام عثمانی تھے۔ علامہ ابراہیم صاحب مدرس حریث تھے ۱۲ مرتب

شمالی جس نے وظا فرمایا پھر مولانا اسماعیل گارڈی علیہ السلام کی ضرورت اور حفاظت نیز مدرسہ کی
وامات کے سلسلہ میں تقریر فرمائی، بہتر نفعلاء کی دستار بندی ہوئی، حسب دستور ہوا۔
آٹھ ہونے پر پھر انہوں نے کھانا تناول فرمایا۔ (ردود) ۲۲ ص ۲۵۱۔

۱۳۶۳ھ

اس سال بھی علامہ عثمانی مد جامعہ میں موجود رہے۔ مولانا عبدالرحمن صاحب
سال گذشتہ درس ہونے سے مسافت پر مشغول ہو گئے، مولانا عبدالجبار
اور مولانا محمود حسن صاحب کا صفر میں اور مولانا احمد نور صاحب کا ربیع الاول میں تقریر
مولانا محمود حسن مولانا عبداللہ خان مولانا ہاشم گویا اور مولانا علی احمد صاحبان شعبان
الکب ہو گئے، مولانا عبدالجبار مولانا اسماعیل گارڈی مولانا محمد احمد پٹیل اور مولانا
کا سوال میں تقریر ہوا۔ مولانا احمد گل اور مولانا عبداللہ بسم اللہ کا بھی ماہ ذی الحجہ
تقریر ہوا۔

سالانہ جلسہ

۱۔ ارشدیان کو سالانہ جلسہ ہوا۔ شب میں مولانا علی علیہ السلام (تراجمی) کا
ہوا۔ صبح کے اجلاس میں مولانا اسماعیل گارڈی کی تقریر ہوئی۔ بعد
علامہ عثمانی نے تقریر فرمائی جس میں علم کی ضرورت اور اس کی حفاظت نیز مدرسہ کے قیام
کی طرف توجہ دلائی پھر ان کا وٹن نفعلاء کی دستار بندی ہوئی۔ (ردود) ۲۳ ص ۲۵۱۔
اس سال کی روداد میں مولانا سید اصغر حسین دیوبند کی کے سانحہ وفات پر رنج و
غماہر کیا گیا ہے جن کا وصال حرکت قلب کے بند ہونے سے ۲۲ محرم ۱۳۶۳ھ کو بروز شنبہ
راہبر میں ہوا۔ روداد اختتام سال کے کئی ماہ بعد شائع ہوتی ہے اس لئے اس واقعہ کا
بھی اس سال میں آگاہی ہے ورنہ انتقال کا واقعہ ۲۳ ص ۲۵۱ میں پیش کیا تھا۔

اسی سال حضرت مولانا ناری محمد طیب صاحب مدظلہ ہتم دارالعلوم دیوبند جامعہ دارالعلوم

۱۳۶۳ھ انیسویں تہذیب کے وقت اللہ کی رحمت کر پور پہنچ گئے۔ ۱۲ مرتب

تشریف لائے تھے زیارت کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے تاثرات قلمبند کئے تھے ساتھ
میں مولانا حامد الانصاری غازی بھی تھے۔

نقل معائنہ

حضرت قاری صاحبؒ

احقر بسلسلہ سفر بمبئی ڈاکھیل حاضر ہوا۔ جامعہ اسلامیہ کی زیارت کا شرف نصیب
ہوا اور استاد محترم حضرت قبلہ مولانا شبیر احمد صاحب دَام فیضہ اور جناب محترم ہاسٹس
رضنی بھگت مولانا اسماعیل بسم اللہ کی میوت میں جامعہ میں گھوم پھر کر تفصیل سے معائنہ
کیا۔ یہ جامعہ جس طرح اپنے محل وقوع کے لحاظ سے نہایت بر فضائیت تمام پر واقع ہونے کے
سبب جاذب نظر ہے اسی طرح اپنی معنویت اور مقاصد کے لحاظ سے قلوب کے لئے ایک خاص
کشش اپنے اندر رکھتا ہے اکابر علماء (جن میں سے اس وقت حضرت استاد محترم مہتمم
الصدر یہاں قیام پذیر ہیں) کے قیام نے اس درس گاہ کی معنویت کو بہت بلند کر دیا ہے اور
اسی لئے جگہ باوجود ایک طرف ہونے کے مرتبہ خاص و عام بنی ہوئی ہے۔ احقر کے قلب
پر اس ادارہ کی زیارت سے ایک خاص اثر ہے جس کے ماتحت میں نے اس خانہ کی میں
خاص مسرت و شادمانی محسوس کی۔ حق تعالیٰ اس علمی ادارہ کو بایں آب و تاب مداوم قائم
و دائم رکھے اور اس کے فیوض و برکات زیادہ سے زیادہ وسیع اور ہم گیر ہوتے رہیں آمین

احقر محمد طیب غنی عمر مہتمم دارالعلوم دیوبند ۲۱/۳/۳۷

حامد الانصاری غازی ناظم دفتر انتظام دارالعلوم دیوبند
(از رجسٹر معائنہ ص ۲۲)

اس سال کی روداد میں علامہ عثمانی کا نام بھی مدرسین کی فہرست میں شامل ہے لیکن سالانہ جلسہ میں شرکت کا ذکر نہیں۔ غالباً دوران سال میں غریب پاشا سے تشریف لے چکے تھے۔ اس کی کوہ پورا کرنے کیلئے چند طویل القدر علماء و محدث اس سال مذکور تشریف لائے۔ ریح الاول ۱۳۶۴ھ میں مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی تشریف لائے روداد میں آپ کو درس حدیث لکھا گیا ہے۔ اس ماہ مولانا شمس الحق انصاری بھی حاضر ہوئے آپ کو بھی درس حدیث لکھا گیا ہے۔ جمادی الاخریٰ میں مولانا ظفر احمد (عثمانی) بھی آگئے آپ کو بھی فقط درس حدیث بتایا گیا ہے۔ ان تینوں حضرات کی تنخواہ برابر ہی ہے سترہ روپے میں مولانا شبیر احمد عثمانی کی تنخواہ دو سو روپے لکھی ہے اور ان تینوں حضرات کا تنخواہ ڈھائی سو روپے تھی اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہی حضرات حدیث کے سب سے اونچے اساتذہ تھے لیکن روداد سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ بخاری شریف کا درس کس نے دیا یا کس نے دیا۔ مفتی محمد شفیع صاحب کے بارے میں ابلاغ مکرچی کے مفتی اعظم نمبر ۷ پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بخاری شریف کا درس دیا۔ (صفحہ ۱۵)

بہر حال مفتی صاحب اور مولانا ظفر احمد عثمانی کا قیام صرف اختتام سال تک رہا۔ مولانا شمس الحق انصاری کا آئندہ بھی قیام رہا۔ منصب صدر مدرس کی آپ ہمارے سپرد ہوا اس سال ۱۳۶۴ھ میں مولانا عبید اللہ صاحب اور مولانا سعید انوار الحق صاحب کا بھی درجات غریب میں تقریر ہوا۔ دونوں رمضان ۱۳۶۴ھ میں غلطی ہو گئے۔

سالانہ جلسہ ۱۰ شبان کو سالانہ جلسہ ہوا۔ رات کے اجلاس میں مولانا ظفر صاحب کا وعظ ہوا صبح کے اجلاس میں مولانا اسماعیل گاروی بعد مولانا شمس الحق انصاری نے تقریر فرمائی انہیں فضلہ کو درستار و سند عطا کی گئی۔

(روداد ۱۳۶۴ھ صفحہ ۷۶)

اس سال کی روداد میں لکھا ہے سترہ سے ۲۳ ستمبر کے آفریقہ اس جامعہ سے

پانچ سو نو اسی غلام اور چار سو چالیس غلام تیار ہو چکے ہیں (مسک)۔

اس سال صدر مدرس مولانا شمس الحق افغانی صاحب تھے۔ گزشتہ تین سال کے اختتام کے ساتھ کئی اساتذہ علیحدہ ہو گئے تھے اس لئے اس سال متعدد اساتذہ کا تقرر عمل میں آیا۔ مولانا شمس الدین صاحب صغیر میں، مولانا فتح الحق صاحب ریاض الاول میں، مولانا عبدالقدیر، مولانا عبدالعزیز اور مولانا محمد مالک صاحبان ذی الحجہ ۱۲۹۵ھ میں شریف لائے۔ مولانا محمد ایکھلویا صاحب ڈابھیلی کو بنو نادری کے مدرس تھے عربی درجات کا مدرس بنایا گیا۔ قاری انوار الحق صاحب سال گزشتہ چلے گئے تھے ان کی جگہ قاری بندے الہی صاحب کا درمہ تجویز میں تقرر ہوا۔

سالانہ جلسہ رات کے اجلاس میں مولانا فتح الحق صاحب کا وعظ ہوا پھر ۱۰ شعبان کی صبح میں مولانا اسماعیل گارڈی صاحب کے بیان کے بعد مولانا شمس الحق صاحب افغانی نے وعظ فرمایا۔ بیالیس علیحدہ کو سند اور دستار دی گئی (روداد ۶۵ ص ۲۸) اس سال کے ۴۲ فضلاء کو شمار کرنے کے ساتھ جامعہ کے مالی اول ششہ سے لے کر ۶۵ تک کل فضلاء کی تعداد آٹھ سو شصت تیس ہو جاتی ہے۔

(ایضاً ص ۳)

اس سال بھی مولانا شمس الحق صاحب افغانی صدر مدرس رہے تیس سال کے اختتام پر امتحان سالانہ کے بعد ۱۰ شعبان کو سالانہ جلسہ ہوا۔ رات کے اجلاس میں مولانا محمد مالک صاحب (ابن مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی) کا وعظ ہوا۔ اور صبح کے اجلاس میں حسب دستور مہتمم صاحب نے رپورٹ پیش کی اس کے بعد مولانا شمس الحق صاحب کا علم کے موضوع پر موعظہ بیان ہوا۔ پچیس علیحدہ کو سند و دستار دی گئی۔ (روداد ۶۵ ص ۲۸)

لے چارے شمار کے مطابق کل تعداد آٹھ سو شانوسہ ہو جاتی ہے ۱۲ مرتب۔

تعطیل کال میں اساتذہ اپنے اپنے وطن چلے گئے، مہوں گے رمضان ۱۳۶۲ھ میں اساتذہ کو ہندوستان کی تقسیم عمل میں آئی۔ متعدد اساتذہ جو پاکستان کے علاقوں کے رہنے والے تھے وہ رمضان کے بعد جاسمہ نہیں آ سکے۔ صدر مدرس مولانا شمس الرحمٰنی درجہ اولیٰ اور حدیث کے اساتذہ مولانا عبدالقادر صاحب مولانا اہل علم و دین مولانا انوار الحق صاحب میں سے کوئی بھی سوال میں جامعہ نہیں آ سکا، چنانچہ ذی قعدہ اور ذی الحجہ بھی گزر گئے کسی نے مدرس کا تقرر عمل میں نہیں آیا، ششہ شرع ہو جانے کے بھی دو ماہ بعد نئے اساتذہ تشریف لائے اس طرح جامعہ کو بھی دیگر اسلامی اداروں کی طرح تقسیم ہند سے نقصان پہنچا۔

ربیع الاول ۱۳۶۲ھ میں مولانا محمد یوسف صاحب بنوری صدر مدرس بن کر جامعہ میں تشریف لائے آپ ۵۲ برسے شعبان ۱۳۶۲ھ تک مجلس علمی کے کارکن ہونے کے ساتھ جامعہ کے مدرس بھی تھے۔ دربان میں جامعہ سے علیحدہ ہو گئے تھے اب جب کہ صدر مدرس کیسے کسی لائق فائق مدرس کی ضرورت تھی تو منتظین کی نظر اٹھائی آپ پر پڑی مجلس علمی کے کاموں فیض الباری اور نصب النور کی طباعت نیز نفعیہ الایمان اور نفعیہ العبر کی تصنیف کی وجہ سے آپ کی علمی لیاقت مشہور و مسلم ہو چکی تھی۔ دارالعلوم دیوبند نے بھی آپ کو دعوت دی تھی لیکن آپ نے اس کو قبول نہیں کیا تھا جامعہ سے سابقہ تعلق کی بنا پر آپ کو یہاں بلاسنے میں منتظین کو کامیابی ہو گئی۔ روداد میں آپ کی آمد کا ذکر اہتمام سے کیا گیا۔ یہ بات جامعہ کے لئے قابلِ فخر ہے کہ آپ جامعہ کے ایک فرزند بھی ہیں (روداد ۱۳۶۲ھ ص ۱۷) ربیع الاول میں مولانا افضل الرحمن (پشاور) اور مولانا محمد حسن بھی تشریف لائے، ماہِ شوال میں مولانا قاضی اطہر ساکرا اور مولانا اسلام الحق کا تقرر ہوا۔ مولانا عبدالحی بسم اللہ کو درجہ فارسی سے درجہ اولیٰ میں مشغول کر دیا گیا۔

دورۂ حدیث شریف کی تعلیم چرکہ بہت دیر سے شروع ہوئی تھی اس لئے وقت پر بخاری شریف ختم نہ ہو سکی اور سالانہ جلسہ ابھی نہ ہو سکا۔ بخاری شریف کے ختم کی تقریب میں ہی لا رہا ہونے والے چودہ طلبہ کو دستار دینے کی گئی (ایضاً صفحہ ۹)۔

اس سال بھی مولانا محمد یوسف صاحب بنوری صدر مدرس رہے۔ حسب سالانہ جلسہ جاری رہی۔ سالانہ جلسہ اس طرح نہیں ہو سکا کہ باہر سے آنے والے ہانڈوں کو کھانا کھلایا جاسکے۔ بہتر جامعہ مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب رپورٹ میں لکھتے ہیں: ”انتہائی دکھ اور اندوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ کنٹرول کے ناز میں ہم سالانہ جلسہ نہیں کر سکتے اس لئے کہ ہمارے گاؤں میں اتنے بٹول نہیں ہیں کہ آنے والے ہانڈوں کے لئے کھانے کا انتظام کیا جاسکے اس لئے مختصراً دوستی شعبان کی شب میں بعد اٹشاد مولانا اسماعیل سنبھلی صاحب کی صدارت میں جلسہ کر لیا گیا جس میں تمام جامعہ سٹوڈنٹس سنا دی اس کے بعد مولانا یوسف بنوری نے ایک زوردار تقریر فرمائی پھر مولانا اسماعیل سنبھلی نے اپنے مخصوص انداز میں وعظ فرمایا جس سے حاضرین باغ بارغ ہو گئے پھر جس فضلاء کو دستار کے ساتھ اسناد دی گئیں ۱۲ بچے جلسہ ختم ہوا۔ اس سال ربیع الاول میں مولانا عبدالجبار (عظمیٰ) کا اور شوال میں مولانا عبدالرؤف (پشاور) کا انتقال ہوا (روداد صفحہ ۲۷۵ مشتمل) مولانا فضل الرحمن صاحب مولانا اسلام الحق صاحب اور مولانا قاضی اطہر مبارک پوری جامعہ سے الگ ہو گئے۔ ۱۳۶۹ھ کی روداد میں ان کا نام نہیں ملتا کیونکہ ان کا ذکر بھی نہیں۔

جامعہ میں عام طلبہ کے علاوہ پچاسویں سیم بھی رکھے گئے جن کا پانی پانی کا خرچہ جناب سیدہ حاجی یوسف گارڈی پورا کرتے رہے۔ (ایضاً صفحہ ۹)

اس سال بھی شعبان تک مولانا محمد یوسف صاحب بنوری جامعہ میں رہے اور صدر مدرس رہے۔ گزشتہ سال چند اساتذہ کے چلے جانے سے

جو غلام پیدا ہوا تھا اس کو نئے تقرر سے برکرا گیا۔ مولانا عبدالقدوس صاحب
کار سید الاول میں اور مولانا فضل الرحمن صاحب دیشاوری کا دوبارہ شوال میں
ہوا مولانا محمد بانڈو کا بھی اسی سال کسی ہجرت میں تقرر ہوا۔ مولانا یوسف صاحب
شوال میں حج کو گئے تو وہاں سے پاکستان چلے گئے پھر جامعہ نجیب آئے۔ مولانا محمد
صاحب بھی رمضان سے الگ ہو گئے۔

سالانہ جلسہ اس سال بھی قدیم طرز پر منعقد ہوا۔ اس سال بھی وہی معذرت
کی گئی ہے۔ رات کو بعد العشاء جلسہ ہوا جس میں مہتمم صاحب کی رپورٹ کے بعد
محمد یوسف صاحب بنوری نے تقریر فرمائی پھر حضرت مولانا قادری محمد طیب صاحب
دارالعلوم دیوبند نے وعظ فرمایا جلسہ قادری صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا
انیس طلبہ کو دستار دینے سے نوازا گیا۔ (درود اور مسئلہ)

۱۳۷۰ھ | مولانا محمد یوسف صاحب بنوری جیسا کہ معلوم ہوا اس سال تشریف
لائے مشعر کی مزداد میں لکھا ہے کہ ان کی جگہ خالی ہے ان کے
سے پہلے عربی درجہ کے مدرسین میں مولانا عبدالجبار صاحب (اعظمی) کا نام درج ہے
لے غالباً بخاری شریف کا درس انہی سے متعلق رہا ہو گا جامعہ کے اسی سال کے
فارغ مولانا محمد اسحاق جی ڈابھلی سے اس گمان کی تصدیق ہوئی لیکن منصب صدارت
ان کو نہیں سونپا گیا۔ تنخواہ میں کافی تفاوت رہا۔ مولانا محمد یوسف صاحب بنوری
تنخواہ تین سو روپے تھی اور مولانا عبدالجبار صاحب کی ایک سو پچیس روپے۔ رمضان
مولانا محمد بانڈو صاحب مستعفی ہو گئے۔

سالانہ جلسہ رات کو منعقد ہوا جس میں مہتمم جامعہ مفتی اسماعیل بسم اشرف صاحب
کی علالت کی وجہ سے ان کے صاحبزادہ مولانا عبداللہ بسم اشرف صاحب نے رپورٹ
پیش کی اس کے بعد مولانا عبدالجبار صاحب کی تقریر ہوئی اور دستار

دستار بندی ہوئی۔ (روداد مشتمہ ۱۳۴۱)

اس سال بھی مولانا عبدالجبار صاحب (افطی) کو صرف مدرس عربی لکھا گیا لیکن ظاہر ہے کہ بخاری شریف کا درس آپ ہی کے سپرد تھا۔ مولانا ابراہیم چٹمان کو جو ایک زمانہ سے ذری کے مدرس تھے درجات عربیہ کا درس بنا دیا گیا۔ مولانا آدم پالن پوری صاحب کا اس سال تقرر ہوا لیکن تاریخ درج نہیں۔

سالانہ جلسہ اربابین کی مسیح کو منعقد ہوا۔ کھانے کا نظم نہیں ہو سکا۔ ہتھم صاحب کی رپورٹ کے بعد صدر جلسہ مولانا سلطان حسین صاحب نے تقریر فرمائی پھر چودہ طلبہ کو سند فریخت اور دستار دی گئی (روداد مشتمہ ۱۳۴۲)

منفق اسماعیل بسم اشتر صاحب کے دور اہتمام کا یہ آخری سال تھا۔ ۱۳۴۱ء سے ۱۳۴۲ء تک گیارہ سال آپ ہتھم رہے۔ ۱۳۴۱ء سے ۱۳۴۲ء تک برابر ہر سال رپورٹ میں سالانہ جلسہ کے متعلق انیسویں اور دیکھ کا اظہار کرتے رہے۔ منفق صاحب کن اسباب کی بنیاد پر اہتمام سے الگ ہوئے اس کا کچھ ذکر روداد میں نہیں۔ اندازہ ہوتا ہے کہ کچھ لمبی بندشیں اور پابندیاں گھیرے ہوئے تھیں جن کی وجہ سے صوبہ منشاہ نظام نہیں کر سکتے تھے۔

منفق بسم اشتر صاحب اب صرف ہاتھم کے منفق ہیں۔ آپ کی تنخواہ بھی پچاس روپے کم کر دی گئی ۱۳۴۲ء کی روداد جناب عبداللہ خان ہتھم مولانا ابراہیم اسٹینٹ سکرٹری آف سینجینٹ بورڈ کے شائع کی۔ اس سال بھی مولانا ابوالجبار صاحب کو مدرس حدیث لکھنا گیا۔ مدرس نہیں۔ تنخواہ بھی وہی رہی جو

۱۳۴۱ء کی رپورٹ میں ٹائٹل پر آپ کو سکرٹری سے پہلے ہتھم بھی لکھا گیا ہے لیکن ۱۳۴۲ء کی روداد میں صبر پر اس کو بحولی قرار دیا گیا ہے ۱۲

بخاری شریف پڑھانے سے قبل تھی رمضان ۱۲۸۰ء سے الگ ہو گئے اس طرح تین سال
تیس دن درس بخاری شریف کی خدمت انجام دی۔ صفر ۱۲۸۱ء سے مولانا آدم پانچویں کی محضر
بھی الگ ہو گئے ربیع الآخر میں عربی و رباعی کیلئے مولانا خلیل حسین صاحب دیوبند کی
محضر و ہفتہ مدرسہ انصاریہ دیوبند مدرسہ مقرر ہوئے جو رمضان میں الگ بھی ہو گئے
رمضان ہی میں قاری بندہ انہی صاحب مدرسہ تجویہ بھی الگ ہو گئے۔ شوال میں مولانا
احمد بیہ مات صاحب عرفا کے مدرسہ مقرر ہوئے۔

سالانہ جلسہ ۱۰ ارشبان کو بعد نماز ظہر قاری محمد طیب صاحب کی ہدایت میں منعقد
ہوا۔ قاری صاحب کے بیان کے بعد بارہ فضلاء کی دستار بندی ہوئی۔
(رواد ۱۲۸۲ شمسہ ۱۲۸۲)

اس سال کی رواد بھی جناب عبداللہ باشم مرٹا سکر ٹیکس مینیجنگ بورڈ
نے شائع کی جو بہت ہی مختصر چند صفحات پر مشتمل ہے جس میں چند
دہندگان کا سرے سے کوئی ذکر نہیں معمول یہ ہے کہ شروع میں جامعہ کی مالی تعلیم
حالت درج ہوتی ہے۔ علم کی اشاعت اور ادارہ کی امانت کیلئے اسل کی جاتی ہے احباب
کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے اس رواد میں یہ چیزیں بالکل ذکر نہیں۔ شروع میں ایک
بیان ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو سال سے مدرسہ کا کوئی ہتھم نہیں ہے اور لوگوں کا
مدرسہ کے بارے میں غریب چرچا ہے کوئی کچھ کہہ رہا ہے اور کوئی کچھ۔ عام طور سے
سب کہ ہتھم کو کچھ انتیارات حاصل نہیں ہیں۔ اس لئے کوئی عالم ہتھم بننے کیلئے تیار نہیں
لکھتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جامعہ کیلئے ایسے ایکٹ اور قاعدے بنادے گئے
ہیں جن کی وجہ سے ہتھم جامعہ اپنا ذاتی فائدہ نہیں اٹھا سکتا لیکن اس ایکٹ میں ہتھم
کے فرائض اور ذمہ داریوں کی تفصیل نہیں ہے اس لئے متعلقہ اور ہتھم میں بظاہر
ہوتا رہتا ہے بہت سے لوگ اس ایکٹ کے مخالف ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اس کو

کر رہا جائے لیکن منتظر اسی ایکٹ میں جامعہ کا فائدہ سمجھتی ہے اس لئے اس کو ختم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مہتمم جامعہ (مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب) نے انہی اختلافات کی وجہ سے ایک نائب مہتمم کی مانگ کی بورڈ نے مشہدی صاحب کو جو کینوڑ میں کھاتہ کے ریٹائرڈ ڈپٹی سپیکٹر تھے منتخب کیا لیکن جب وہ جامعہ آئے تو مخالفین کی طرف سے ناراضگی کا اظہار ہوتا گیا۔ مشہدی صاحب یہاں سے چلے گئے کہ مبادا کوئی انتشار ہو اور مدرسہ بدنام ہو جائے۔

مزید لکھتے ہیں ”میں جامعہ کی اٹھارہ سال سے خدمت کرتا ہوں جس کا کوئی معاوضہ نہیں دیا جو لوگ یہ کہتے نہیں تھکتے کہ میں نے مدرسہ برباد کر دیا انہوں نے مدرسہ کی کیا خدمت کی اس کے لئے کیا قربانی دی؟ میں جیسے کیلئے انہوں نے جب مدرسہ کا انتظام اٹھ میں لیا تو وہ بھی مفت نہیں کر سکے اچھی خاصی تنخواہ لی اور ”کامیاب سالانہ جلسہ“ کے پیچھے گیارہ سو روپے خرچ کر کے چلے گئے میں مانتا ہوں کہ مدرسہ میں طلبہ کم ہو گئے ہیں لیکن اس کی وجہ ایکٹ نہیں بلکہ تقسیم ہند کی وجہ سے یہ کمی ہوئی ہے چنانچہ یہ کمی ہندوستان کے دوسرے مدارس میں بھی ہوئی ہے۔

(ردود اشکبار علیہ السلام)

ان اقتباسات سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ وہ کون سی وجہ تھی جس کی بناء پر مفتی صاحب مدرسہ میں رہتے ہوئے اہتمام سے الگ رہے۔ ان الفاظ سے یہ صاف ظاہر ہے کہ بورڈ اور مہتمم میں ایک کشمکش تھی۔ یہی وہ اندیشہ ہے جس کے پیش نظر مفتی صاحب نے اجتہاد اہتمام قبول کرنے سے انکار کیا تھا وہ اندیشہ پچائیت ہوا اور بالآخر کٹارہ کشی کا موجب بنا۔ نیز یہ کشمکش اس قدر غہر ت پڑی ہوئی کہ دو سال کی مدت گزر گئی اور کوئی ایسا عالم نہیں ملا جو جامعہ کی زمام اہتمام سنبھال کر اسے تنزیل سے بچالے۔

۱۵۲ مولانا محمد تقی صاحب ہمت کی حیثیت سے ماہ محرم میں مقرر ہوئے
 مدرسین و ملازمین اور شعبان میں علیحدہ ہو گئے۔ مولانا عبدالرؤف صاحب کو

صرف مدرس حدیث لکھا گیا ہے لیکن اس زمانہ کے بعض نفعیہ و جامعہ سے معلوم ہوا کہ
 مولانا عبدالجبار صاحب اعظمی کے بعد جو رمضان میں علیحدہ ہو گئے تھے چند ماہ کیلئے مولانا
 عبدالرؤف صاحب شیخ الحدیث رہے چنانچہ اس سال ان کی تنخواہ میں بیس روپیہ
 کا اضافہ بھی ہوا۔ سال گذشتہ تنخواہ ایک سو ساٹھ تھی، اس سال ایک سو اسی ہو گئی جبکہ
 مولانا عبدالجبار صاحب کی تنخواہ ایک سو پچھتر تھی۔ مولانا عبدالرؤف صاحب ۲۶ صفر
 شمسہ کو جامعہ سے الگ ہو گئے۔ ربیع الاول شمسہ میں مولانا شریف حسن صاحب
 دیوبند کی کا ایک سو نو سو روپیہ پر تقرر ہوا۔ طرہ درجات کیلئے مولانا مسعود حسن
 صاحب کا ربیع الاول میں تقرر ہوا۔ شوال میں الگ ہو گئے۔ شوال شمسہ میں مولانا
 عبدالغفور صاحب کا طرہ درجات کیلئے تقرر ہوا۔ قاری عبداللیل صاحب ربیع الاول
 میں مقرر ہوئے جادوی الاوفیٰ میں الگ ہو گئے پھر شوال میں تخرید کیلئے قاری، حمد
 نورگت کا تقرر ہوا اسی شوال میں مولانا عبداللہ بسم الشتر صاحب جامعہ سے الگ ہو گئے
 مولانا عبدالشتر صاحب ربیع الآخر میں مدرس اردو مقرر ہوئے۔

(ایضاً صفحہ ۶۷)

سالانہ جلسہ کے احوال اس سال کی رپورٹ میں درج نہیں ہوئے اس طرز
 جملہ کے جو اذکر ہوا۔ اس سال پانچ طلبہ فارغ ہوئے جن کے نام روداؤں درج
 ہیں۔ بقیہ درجات کی مجموعی تعداد لکھنے پر استغناء کیا گیا ہے حالانکہ گذشتہ سالوں
 میں ہمیشہ تمام طلبہ کے نام درج ہوا کرتے تھے طلبہ کی مجموعی تعداد ایک سو اسی ہے
 جب کہ سال گذشتہ دو سو پانچ تھیں اس سے قبل ساٹھ ہیں دو سو چھ تھیں۔ یاد
 رہے کہ تقسیم ہند کا واقعہ شمسہ میں پیش آیا تھا اس لئے طلبہ کی کمی کی وجہ تقسیم ہند

کو قرار دینے میں تامل ہو سکتا ہے۔

ایکٹ کا خاتمہ

ایکٹ کی وجہ سے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کوئی عالم اہتمام کیلئے تیار نہیں ہو رہا تھا اور جامعہ دو بیڑ والی تھا اس لئے ہمدردان جامعہ نے اس ایکٹ کو توڑنے کی کوشش شروع کی۔ ڈابھیل و سملک کے اعیان جیسے مولانا عبدالحق میاں صاحب سملکی، مولانا محمد اکملوایا صاحب ڈابھیلی، ابراہیم محمد فراب صاحب ڈابھیلی، حافظ یوسف محمد نانا صاحب سملکی، جناب رشید احمد موٹا (پٹیل) صاحب ڈابھیلی، مولانا عبدالحق بسم اللہ صاحب ڈابھیلی، مولانا محمد سعید بزرگ سملکی اور مجلس شرعی کے ارکان نے اس کے لئے بڑی جہد و جد کی ڈابھیل و سملک کی تینوں انجمنوں نے اپنا بھرپور تعاون دیا۔ اس کے لئے حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی کو دعوت دی گئی۔ ان کو بلا کر لایا گیا اور جامعہ میں حضرت مدنیؒ کی صدارت میں ایک بڑا جلسہ منعقد ہوا۔ گاؤں کی تمام ذمہ دار جماعتوں نے حضرت مدنیؒ اور مولانا حفظ الرحمن صاحب کو حکم مان لیا ایکٹ کو توڑنے اور نیا ضابطہ تیار کرنے کا پورا اختیار ان دونوں حضرات کو دیدیا گیا۔ اس جلسہ میں ایکٹ کے موافق اور مخالف دونوں فریق کے اتفاق سے اس ایکٹ کو توڑ دیا گیا۔ اس ایکٹ میں بعض ایسی باتیں بھی تھیں جن کو ختم کرنے کیلئے صدر جمہوریہ کے دستخط کی ضرورت تھی اس اہم کام کو مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ نے انجام دیا۔ مولانا جامعہ کے سابق مدرس تھے اس جامعہ سے ان کو تلبی تعلیق تھا۔ حیثیت العلماء کا ناظم عمومی ہونے کی وجہ سے بھی اس اسلامی احارہ سے ان کو خاص دلی پسند تھی جو ان کے آنکھوں کے

لئے ان واقعات کا ذکر رپورٹ میں درج نہیں۔ یہ تفصیلات موجودہ ہتھم مولانا محمد سعید بزرگ سے معلوم ہوئیں ۱۲ مرتب۔

ساتھ انتہائی عروج سے غلطیوں کی آخری منزل کے قریب جا پہنچا تھا۔

جس وقت جلسہ عام میں پرانا دستور منسوخ کیا گیا اور نئے دستور کی منظوری حاصل کرنے کی تجویز پاس کی گئی اسی وقت مولانا مدنی جیسے اہتمام کیلئے مولانا محمد سید بزرگ کا نام پیش کیا لیکن مولانا بزرگ نے صاف غفلتوں میں یہ کہہ دیا کہ حضرت آپ کا حکم سرانگھوں پر لیکن مدد رس کے اہتمام کے متعلق آپ مجھے حکم نہ دیں میں اس کو قبول کرنے سے معذور ہوں۔

حضرت مدنی نے اس وقت مولانا محمد ایگھلویا صاحب کو جو افریقہ سے آئے ہوئے تھے اہتمام سپرد کر دیا۔ ایکٹ ختم ہو جانے کی وجہ سے دوسرے دستخورد کی منظوری تک جامعہ کا کنٹرول ضلع کلکٹر کے ہاتھ میں تھا۔ تنخواہ اور دوسرے تمام امور کلکٹر کی اجازت کے بغیر انجام نہیں دئے جاسکتے تھے اس لئے اہتمام بالکل پابند اور محض ایک واسطہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ مولانا محمد ایگھلویا صاحب کو افریقہ جانا تھا لیکن کلکٹر نے یہ کہہ دیا تھا کہ جب تک آپ دوسرا اہتمام مقرر نہ کر دیں اور وہ میرے پاس ہو، ورنہ دوسرے کو قبول نہ کرے اس وقت تک آپ افریقہ نہیں جاسکتے۔

اس مرحلہ پر پھر مولانا محمد سید بزرگ صاحب کو اہتمام کیلئے آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان ہی دنوں کبھی میں جمعیت کی تعلیمی کانفرنس ہوتی تھی اور مصیبت و اعلان کے اکابر مولانا حفیظ الرحمن صاحب سیوہاری وغیرہ کبھی آئے تھے اس موقع سے یہاں بھی تشریف لائے۔ ان حضرات نے مولانا محمد ایگھلویا صاحب سے یہ بات طے کر دی کہ آپ آج مولانا محمد سید بزرگ صاحب کو دیکر چلے جائیے۔ یہ بات مولانا محمد سید بزرگ صاحب کی عدم موجودگی میں طے پائی تھی جب اس کا علم ہوا تو مولانا حفیظ الرحمن صاحب کے ساتھ نو ایئر کے ایک پروڈر میں مولانا کے لئے ساتھ گئے۔ مولانا حفیظ الرحمن صاحب نے ہت دلائی اور فرمایا کہ تم تمنا نہیں ہوتے ہمارے پیچھے ایک بڑی کھانا ہے اگر تم نے اس کو قبول نہیں کیا تو ہم میرے لئے اس کا وارڈ سے مانگوں ہو جائیں اور وہ بھی بھرتی ہو جائے گا۔

لیکن مولانا محمد سعید بزرگ نے ان سے بھی معذرت کر دی کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں
جس سے یہ کام نہیں ہو سکتا۔

مولانا محمد اکھلایا صاحب کو افریقہ جانا تھا اس لئے انھوں نے مولانا عبدالغنی بزمی
صاحب کو کسی طرح آمادہ کر دیا اور کلکٹر کے سامنے پیش کر دیا۔ انھوں نے یہ وعدہ قبول کر لیا
اور وہ افریقہ چلے گئے۔

اس سال ہجرت مولانا محمد بن ابراہیم اکھلایا صاحب تھے۔ آپ ہی نے اس
سال کی روداد شائع کی صدر ہجرت کی حیثیت سے مولانا مرغوب احمد صاحب
لاجپوری نے ماہ جمادی الاولیٰ سے شعبان تک کام کیا۔

مولانا ابراہیم پستان صاحب صغریٰ جامعہ سے الگ ہو گئے مولانا عبدالمجید
کاپوروی مدرس عربی جمادی الاخریٰ سے علیحدہ ہوئے (سال گذشتہ
مدرسہ دار و غالباً یہی مولانا عبدالمجید صاحب مقرر ہوئے تھے وہاں کوئی نسبت نہیں لکھی
گئی) رمضان میں مولانا فضل الرحمن صاحب (پشاور) مدرس حدیث جامعہ سے الگ
ہوئے۔ مدرس عربی مولانا خبیب الرحمن صاحب کا صغریٰ اور مولانا عبدالغنی بزمی صاحب
صاحب مدرس عربی کا جمادی الاخریٰ سے مقرر ہوا۔ صدر مدرس مولانا شریف حسن صاحب
ہی تھے۔

۹ شعبان کو سالانہ جلسہ مولانا مفتی ہمدی حسن صاحب کی صدارت
میں منعقد ہوا۔ دستور قدیم کے مطابق بہت سے لوگوں کو دعوت نامہ
بھیجا گیا۔ ہجرت جامعہ کی رپورٹ کے بعد مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری نے علیہ کو
نصیحت کی پھر مولانا سلطان حسن اور مولانا نذیر احمد پانپوریؒ کے بیانات ہوئے۔ اخیر
میں صدر مدرس مفتی ہمدی حسن صاحب کی تقریر ہوئی بعد ازاں فضلاء کو دستاویز نصیحت
اور سند دیکر جلسہ ختم ہوا۔ (روداد سالانہ ۱۳۸۷ھ ص ۱۵۷)۔

۱۳۴۵ھ | عریضہ الاخر ۱۳۳۵ھ سے مولانا عبدالحی بسم اللہ صاحب ہتھم ہوئے اور
رجب ۱۳۳۵ھ تک رہے ان سالوں کا روداد ان کو شائع کرنی چاہئے تھی
لیکن حالات کی نامزدگاری کے باعث وہ مختصر بھی کسی سال کی روداد شائع نہ کر سکے
۱۳۳۵ھ تا ۱۳۳۸ھ ان چار سالوں کی مشترکہ رپورٹ مولانا محمد سعید بزرگ مدظلہ نے ہتھم
ہونے کے بعد اکٹھا شائع کی انہی سے یہ حالات لئے جا رہے ہیں۔

اس سال بھی صدر مدرس مولانا شریف حسن صاحب ہی رہے۔ امتحان مالانہ اور
جلسہ کا حال روداد میں مذکور نہیں، پانچ طلبہ فارغ ہوئے۔ ذی قعدہ ۱۳۳۵ھ میں مولانا
عبدالحلیم صدیقی صاحب کا شیخ الحدیث کے منصب پر تقرر ہوا اسی ماہ قاری سید الحق صاحب
کا بھی درجہ تجوید میں تقرر ہوا (روداد ۱۳۳۵ھ ص ۷)۔

۱۳۴۶ھ | صدر مدرس اس سال مولانا عبدالحلیم صدیقی صاحب رہے مولانا یوسف
کے نام کے نیچے مولانا شریف حسن صاحب کو بھی ایضاً کو نشان بنا کر صدر
درس بنایا گیا ہے مگر دونوں کی خواہ میں بہت تفاوت ہے اول کی بین سوا اور ثانی کی
ایک ستر نوے۔ مولانا محمد اکمل آبادی اسکے بعد عریضہ الاخر ۱۳۳۵ھ سے مولانا عبدالحی بسم اللہ
صاحب ہتھم ہوئے۔ درس بھی رہے۔ اس سال فقط تین طالب علم فارغ ہوئے (ایضاً
ص ۷) امتحان سالانہ اور جلسہ کا روداد میں کوئی تذکرہ نہیں۔

اس سال متعدد حضرات نے رجسٹر معاینہ میں اپنے تاثرات تحریر فرمائے۔

نقل معائنہ

جناب مولانا محمد ابراہیم خلیل منظم و موزع اوقاف بھوپال

سابق پرفیسر نابل کالج بھوپال

بھداشر تعالیٰ ایک آرزو درمید آج پوری ہوئی۔ محسن دوست..... حکیم لطیف محمد خان صاحب بھوپال کے ساتھ اپنے شفیع مخلص..... استاذ جناب الحاج المظفر عبدالحلیم صاحب صدیقی مدظلہ شیخ الجامعہ ڈابھیل کی خدمت میں اتفاقہ پہنچا۔ جامعہ ڈابھیل کی نضاً میں جو روح سفید اور بلند و مستحکم عمارت دیکھیں وہ باتیان جامعہ کی دینی نیاضی اور علمی تربانیوں کا ثبوت ہیں۔

درسہ کے نضاب میں مقید کرتا ہوں اور اس کے مقصد عالی میں تکمیل علوم دینی بزبان عربی ہے موجودہ تعلیمی نضاد یقیناً اطمینان بخش ہے۔ لیکن بلحاظ ضرورت وقت اس مرکز میں اضافہ طلباء اور ترقی نضاب کی بہت گنجائش ہے خداوند وہ دنی لائے کہ یہاں طلبہ کم سے کم پانچ سو ہوں اور علوم حدیث و فقہ و تفسیر کی تکمیل کے ساتھ یہاں کے تاریخ التحصیل اپنے علم و عمل کے ہندوستان میں افتاء و نضاد و نشر و اشاعت اسلام کیلئے بھیل جائیں۔

موجودہ اسٹاف اور شیخ الجامعہ نیز بہتر صاحب جامعہ قابل مبارک باد ہیں اور اس منزل میں سختی ادا ہے کہ موجودہ نضاد میں کیا نوڈ کی صفائی اور ترقی مدرسہ کے سامان فی الحال آپ کو حاصل نہیں ہیں۔ اشر تعالیٰ ڈابھیل اور سملک کے مسلم مجبران کو توفیق دے کہ اس تعلیم گاہ اور تربیت اسلامی کے اعلیٰ مرکز کو جو سفر فی ہندوستان

کام صرف ایک ہی جامہ ہے متفقہ کوششوں سے جلد تر اس بلندی پر لے آئیں جس کا مستحق ہے۔

ابرارِ ہم خلیلِ غفرلہ ۲۰ دسمبر ۱۹۵۲ء
(مولوی فاضل پنجاب)

۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۲ھ (۱۷ دسمبر ۱۹۵۲ء)

نقل معائنہ حکیم حاذق طبیب کامل جناب لطیف محمد خان صاحب طبیب بھوپال پیری گھاٹ بھوپال

الحمد لله والمنه ! اس مرتبہ میری سیاحت کی منزل اس مقدس اور مقبول جامہ میں مقدر تھی جہاں شیخ الجامعہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب جیسے عالم اور مجاہد موجود ہیں۔ جہاں کی ابتدائی اور بنیادی علمی اور عملی خدمتیں حضرت مولانا انور شاہ صاحب اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی سے خاص تعلق رکھتی تھیں۔ بہر صورت یہ جامہ اپنی چھوٹی سی عمر ہی بڑے بڑے کام کر چکا ہے اور اس کے فارغ التحصیل ہندوستان کے علمی و اقتصادی فرائض انجام دے رہے ہیں۔

یہ دورہ اس انقلابی دور میں علمی و ادبی علوم دیوبند کے بعد میری نگاہوں میں ایک ایسی ممتاز شخصیت اور ایسی تعمیری اور افادی امتیازات رکھتا ہے جس کی مثال ہجرت کے سوا اب نہیں کہیں نظر نہیں آتی۔

۱۔ یہاں طلباء کی جوق درجوق پینچوٹہ نماز میں حاضری ایک ایمان انروزہ فطاری ہے۔

۲۔ یہاں بعد مغرب تمام طلباء کا اجتماع مطالعہ اور محرار اسباق کیلئے ۱۰ بجے شب تک ان کا مصروف ہونا ایک بڑی تنظیم ہے۔

۳۔ یہاں تقریباً دو سو بیویوں کیلئے عصر سے پہلے کھانا تیار ہو جانا اور مغرب سے پہلے ان سب کا کھانے سے فارغ ہو جانا ایک اچھا انتظام ہے۔

۴۔ یہاں سب اساتذہ شفیق ہیں۔ ہر قسم صاحب جامہ بحیثیت ایک سرپرست کے خطاب علم کیلئے ہمدرد ہیں۔

۵۔ یہاں کا کتب خانہ قابلِ اطمینان حد تک ایک اعلیٰ علمی کتب خانہ ہے اس میں اب بھی وہ کتابیں موجود ہیں جو غالباً ہر جگہ نہیں مل سکتیں۔

۶۔ یہاں کے جناب مفتی صاحب انتہائی مختص بزرگ اور درمہر نیز اہل وطن کے لئے ایک اخلاقی علمی اور روحانی طیب ہیں۔

میری دعا ہے کہ یہ جامہ زیادہ سے زیادہ ترقی کرے۔

حکیم لطیف محمد خاں

۲۰ دسمبر ۱۹۵۱ء، احمدی الادب لاہور

(از جبر طرمانہ ۱۳۵)

نقل معائنہ

جناب زبیر صاحب

الحمد لله تعالى وسلم الله تعالى على نبيه وآله واصحابه :

مرتب کے بعد دفتر جامہ اسلامیہ میں عاتری کا موقع نصیب ہوا اور عزیز محترم مولانا عبداللہ صاحب ماسنے نے جن کو آئے جانوالوں سے ملنے اور استقبال سے کھینچ

نصیب نہ تھی تو فخر مولانا محترم سے کوئی خاص بات چیت نہ ہو سکی مگر انقرضے حسابوں کی کثرت سے جو خوشی محسوس کی تھی وہ جو اس کی عمارت کی زبوں حالی دیکھ کر دہ گئی و دفتر میں پانی ٹپک رہا ہے۔ کئی جھرنے جگہ جگہ سے شکستہ ہو رہے ہیں۔

بادرچی خانہ دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ خواہ مخواہ مطلع بنادیا گیا ہے بہت ہی مستحالت میں ہے ڈر ہے کہ اگر عمارت کی طرف سے اتنی ہی ہے تو وہیں رہی تو یہ شاندار عمارت خدا خواستہ کھنڈر کی صورت ہو جائے ویسے اصحاب خیر اور غم و دوست حضرات کی مسلم قوم میں کمی نہیں خداوند عالم حضرات اہل مال کو اس کام کی طرف جلد از جلد دھیان دے۔

المولانا جامعہ کی مقبولیت بدستور ہے جو طلباء کے انڈو حرام سے معلوم ہو رہا ہے مگر عمارت کی تجدید ضرور قابل توجہ ہے سالانہ تعلیم شروع ہے اس وجہ سے قدیم طلباء اور اس حاضر نہیں ہیں مگر قدیم کی جگہ نئے لے رہے ہیں اسٹاف و کارکنان قابل اعتماد میں فی الحال توجہ دینا ضرورت ہے۔

انقرضہ زیر غفلت ۲۵/۵/۶۵

(مطالبین شوال ۱۳۶۶ھ)

(از رجسٹر معاینہ ۱۳۶۶ھ)

۱۳۶۶ھ | اس سال مولانا شریف حسن صاحب پھر صدر مدرس رہے مولانا عبدالمعین صاحب صدیقی کا کوئی تذکرہ نہیں۔ کب گئے یہ بھی معلوم نہیں بلکہ چار طلبہ فارغ ہوئے (ایضاً ص ۹) روداد میں سالانہ جلسہ اور امتحان کا ذکر تو نہیں لیکن رجسٹر معاینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۸/ شعبان ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۸/ فروری ۱۳۶۶ھ کو مولانا حفظ الرحمن صاحب سید ہاروی سالانہ جلسہ میں شرکت کیلئے تشریف لائے تھے اور مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے خیالات ظاہر فرمائے۔

نقل معائنہ مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب دیوبند

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زمانہ گزرا کہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں خادمہ طلبہ کی حیثیت میں خدمتِ علم دیوبند
انصرون تھا۔ آج عرصہ کے بعد پھر حاضری کا موقع ملا۔ سالانہ اجلاس کے موقع پر طلبہ کی مسئلہ
اور ذوقِ علم و فن کا جائزہ لیا۔ طبیعت بہت مسرور ہوئی اگرچہ اس دور میں اور اس
دور میں زمین و آسمان کا فرق ہے تاہم ہتھم صاحب (مولانا عبدالحی بسم اللہ) کی توجہ
اور علیہ انتظام اور اساتذہ کرام کے ایثار اور حسن تعلیم کی بدولت مدرسہ کا نظم و
نسق اور تعلیمی ارتقاء قابل ستائش ہے خدا نے برتر سے دعا ہے کہ اس کا نظم و نسق جلد
از جلد اس اسلوب اور شیخ پر قائم ہو جائے جسکی بنیاد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید
حصین احمد صاحب (مدنی) نور اللہ مرقدہ نے ڈالی اور اس خاکسار نے مرتبہ دستور پیش
کیسے مدرسہ کو صحیح معنی میں جامعہ اسلامیہ کی حیثیت پیدا کرنے کی سعی کی۔

حق تعالیٰ ہتھم صاحب اور اساتذہ کرام اور اہل خیر کو بیش از بیش خدمت کا موقع
محنت فرمائے اور ان کی موجودہ سعی کو سعی مشکور بنائے۔

خادم ملک و ملت

محمد حفظ الرحمن کان اللہ لہ

۸ شعبان المکرم ۱۳۵۸ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۴۰ء

(از رجسٹر معاینہ ص ۱۳)

۱۳۷۸ھ | یہ سال بھی حسب سابق رہا۔ چھ طلبہ فارغ ہوئے (ایضاً ۱۳۷۸)۔

اس سال ۱۳۷۸ھ، رجباً، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب سالانہ جلسہ کیلئے تشریف لائے۔ جسٹرمعاینہ میں لکھتے ہیں آج بتا رہے ہیں رجباً، ۱۳۷۸ھ، محترم جامعہ جامعہ ہوا۔ جامعہ کی تعلیمی کارگزاری کا نچوڑ پورٹ اور تقسیم انعامات کی صورت میں سامنے آیا۔ دل مسرور ہوا۔ حق تعالیٰ کا فضل ہے کہ باوجود ناسازگار حالات کے جامعہ اپنی جگہ قائم اور مصروف تعلیم ہے یہ کارکنوں کی محنت اور جفاکشی اور شفقتِ تعالیٰ ہے کہ نہ نامانوس معیار کا مقابلہ کرتے ہوئے اس جتنی افضل کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ ان کی نیوٹوں میں برکت اور توفیق میں زیادتی عطا فرمائے اور حالات کو سازگار بنائے۔

محمد طیب میرداد العلوم دیوبند ۱۳۷۸ھ

(ازر جسٹرمعاینہ ۱۳۷۸ھ)

یہ تین سال سے کچھ زائد از بیس الاخر ۱۳۷۸ھ تاجرب ۱۳۷۸ھ مولانا عبدالحی بسم اللہ صاحب کا دور اہتمام تھا اس پر جامعہ کا دور ثانی ہم ختم کرتے ہیں۔

جامعہ کا دور ثانی ایک نظر میں

جامعہ کا یہ دور ثانی ۱۳۷۸ھ سے شروع ہوا کہ ۱۳۷۸ھ پر ختم ہوا۔ جس میں جامعہ کا اہتمام شروع میں کیا زہ سان حضرت مفتی اسماعیل بسم اللہ کے سپرد رہا پھر چند سال ایسے ہی گزرے جن میں کوئی اہتم نہیں تھا اس کے بعد دو سال مولانا محمد اکیلوایا صاحب اہتم رہے بعد ازاں تین سال مولانا عبدالحی ابن مفتی اسماعیل بسم اللہ نے اہتمام کیا اس اٹھارہ سالہ دور میں فضلاء کی کل تعداد

تین سو پچاسی سے جبکہ چودہ سالہ دور اول میں فضلاء کی تعداد چھ سو پچپن تھی۔ اس دور سے
دور میں تعمیرِ عکسِ مروت کے کسی نام کا بھی ذکر نہیں ملتا۔ اس دور میں بھی جامعہ کو اپنے اپنے
ملک کے نامور اساتذہ میسر ہوئے اگرچہ قیامِ طویل نہیں رہ سکا۔

جامعہ کا دورِ ثالث

(از ۱۲۰۴ھ تا حال ۱۲۰۴ھ)

مولانا محمد سعید احمد بزرگ کا دورِ اہتمام

اہتمام مولانا محمد سعید بزرگ ملک کس طرح پہنچا اس کی تفصیل ان سے اس طرح
معلوم ہوئی واقعات میں ربط کیلئے لکھا ہوں۔ مولانا عبدالحی بسم اللہ صاحب نے تین
سال اہتمام کیا۔ اس زمانہ میں مدرسہ کی حالت ناگفتنی تھی کاکشش کی اجازت کے بغیر یکے
بھی خرچ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس لئے مدرسہ کی حالت بدتر ہوئی علیٰ وجہی تھی انتظام پر کٹر دل
نہیں تھا سخاوت بھی کبھی ماہ و ماہ بدلتی اہتمام میں نام ہونے کی وجہ سے بدنامی ان
کی ہو رہی تھی۔ انھوں نے مذکورہ سکر جانے کا پروگرام بنایا کوشش کی اور کامیاب بھی
ہو گئے لیکن ان کے لئے بھی یہی دشواری تھی کہ جب تک کسی کو یہ عہدہ سپرد نہ کر لیں جا
نہیں سکتے تھے اس لئے انھوں نے ڈا بھیل و ملک کے معزز لوگوں کو ایک مات جمع
کیا۔ پچاسوں آدمیوں کا یہ مجمع پہلے تو حاجی ابراہیم میاں صاحب (مولانا بزرگ کے
خسر اور مولانا عبدالحی میاں اور مولانا شفیع میاں کے والد بزرگوار) کے پاس پہنچا۔
ان کو ساتھ لیکر مولانا بزرگ کے گھر پہنچے۔ رات کے گیارہ بجے کا وقت تھا۔ ان کو

نے ار کر کے ہر طرح کا دباؤ ڈالا کہ یہ مجدد آپ کو قبول کرنا ہو گا۔

مولانا محمد سعید بزرگ نے بہت اصرار اور دباؤ کے بعد یہ جواب دیا کہ مجھے کچھ ہمت ملنی چاہئے۔ اپنے خیر خواہوں سے مشورہ کے بعد جواب دوں گا۔ ابھی جو لوگ ان کے والد مرحوم کے زمانہ میں ان کے ہمدرد اور خیر خواہ تھے زندہ تھے ان سے مشورہ کرنا تھا۔ مولانا خط الرحمن صاحب اور اکابر جمعیت سے بھی رائے لی تھی۔ سب سے رائے مشورہ کے بعد اہتمام کیلئے تیار ہو گئے۔ لیکن مہتمم کی تنخواہ اس کی پوسٹ کے لحاظ سے بہت کم تھی اس سے زیادہ تنخواہ مسلک اسکولی سے مل رہی تھی جس کے وہ درس تھے مگر مولانا عبدالحق میاں، مولانا شفیع میاں اور جناب یوسف ناناسرجمنے اپنے یہاں بلا کر بہت بھلا یا کہ تنخواہ کا مسئلہ پھر حل ہو سکتا ہے۔ سر درست اہتمام کو قبول کر لینا چاہئے ہم ہر طرح مدد کیلئے تیار ہیں۔

ان سب کے بعد تیار ہو کر کلکٹر کے ہاں گئے وہاں بھی تنخواہ کی بات کہی کہ اس پوسٹ اور مجدد کے شایان شان نہیں اس کو زیادہ کیجئے ورنہ میں بغیر تنخواہ کے کام کروں گا۔ کلکٹر نے جواب میں کہا میں اس تنخواہ کو خرچہ نہیں سکتا اس لئے کہ مجھ کو اس کا اختیار نہیں پہلے سے یہی تنخواہ ملی آرہی ہے۔ اور آپ کو تنخواہ فیضی ضروری بھی ہے چاہے وہ چند بیسے ہی کیوں نہ ہوں ہاں میں آپ کی ہولت کیلئے پانچ ہزار کی رقم پیشگی دیدوں گا آپ اطمینان سے مدرسہ کا انتظام چلائیے خرچ کیجئے اور تمام حساب اپنے پاس رکھئے۔

اس گفتگو کے بعد رابعہ آکر مولانا عبدالحق بسم اللہ صاحب سے چارج لیا یہ ۱۳ رجب ۱۳۶۹ مطابق ۱۳ جنوری ۱۹۵۰ء کا واقعہ ہے۔ مولانا احمد بزرگ نے چارج کے وقت جو چیزیں چوڑی تھیں اس میں سے بیشتر چیزیں لائبریری تھیں نقد ایک سو ستر چٹائی ڈالہ تھیں یہاں موجود تھی از سر نو در سہ ہسٹا نا تھیں تین سال تک مزید نئے دستور کی منظر کشی تک جامعہ کا نظام کلکٹر کے زیر نگرانی چلتا رہا۔

۱۶۶
اہتمام سنبھالتے ہی چار سال کی بقیہ رپورٹ شائع کرنے کی فکر ہوئی کلکٹر نے
اس کی منظوری ایک مشکل کام تھا اپنے طور پر روپے ۱۵۰ کا نظام کر کے تین مہینے میں
چار سال کی رپورٹ شائع کر دی اور مہینہ کی پہلی تاریخ کو تنخواہ دینے کا بھی بندوبست
کر لیا۔ کلکٹر کے یہاں سے چک پاس کرانے میں جو وقت صرف ہوتا تھا امداد میں کو
اتنی تاخیر سے تنخواہ ملتی تھی اب یہ پریشانی خیر خواہوں کے تعاون سے
دور ہو گئی۔

نئے دستور کو منظور کرانے کی کوشش جاری تھی کہ جناب عبداللہ بنیال صاحب
سنے عدالت میں یہ رٹ داخل کر دی کہ تعلیم الدین کا نام مدرسہ سے نکال دیا جائے
اس پر بحث ہوئی۔ اس سلسلہ میں جہنم صاحب، ظلہ جناب ابراہیم نواب اور جناب
یوسف ناناکے ساتھ احمد آباد گئے وہاں سے ایک معزز شخص جناب غلام حسین مسعودی
صاحب کو لیکر عدالت میں حاضر ہوئے۔ حج کارخانہ دوسرا تھا لیکن قریشی صاحب نے
پورے اعتماد اور قوت کے ساتھ یہ کہہ دیا کہ آپ کو جو فیصلہ کرنا ہو کر دیجیے ہم آگے
کا دروائی کر لیں گے اس جملہ کا بڑا اثر ہوا اس کی رائے بدل گئی اس نے تعلیم الدین
کے بقی رکھنے کے حق میں فیصلہ صادر کر دیا۔ اور دستور بھی منظور کر لیا۔ یہ دستور حضرت
مولانا حفیظ الرحمن صاحب سید علم بروی کامرتب کیا ہوا تھا۔ یہ دستور منظور نہ ہوتا
اور تعلیم الدین کا نام نکل جاتا تو اس ادارہ کو جو نسبت اس کے اپنی مولانا احمد حسن
بھام بھلی سے حاصل تھی وہ منقطع ہو جاتی اور شاید یہ کوئی دنیاوی تعلیم گاہ
بن جاتا۔

دستور کی منظوری کے بعد مدرسہ آزاد ہو گا، کلکٹر کی پابندی ختم ہو گئی۔ اس
واقعہ پر ایک جلسہ کیا گیا تھا جس میں کلکٹر، جج، حاضر ہوا تھا مولانا محمد سعید بزرگ
صاحب کو اہتمام لئے بہت تین سال ہوئے تھے۔ اس سے دستخط رکھیے کہ تعریف کی

اور لوگوں کے سامنے نئے دستور کے مطابق جامعہ کو چلانے کیلئے اختیار کی اس پورے کے حوالہ
 کیا جو ایک سال کیلئے قائم کیا گیا تھا۔ سال گزرنے پر مستقل طور پر مجلس شوریٰ کا انتخاب
 ہوا اور اب تک اس ضابطہ کے مطابق ہر پانچ سال پر انتخاب ہوتا رہتا ہے۔

مولانا محمد سعید بزرگ صاحب نے لوگوں کے بہت اصرار کے بعد اہتمام قبول
 کیا تھا اس لئے پورے اختیار اور استقلال کے ساتھ انتظام کیا اصحاب خیر اور
 ہمدردوں نے بھی پورا تعاون کیا حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب کی یہ بات پورے
 طور پر صادق ہوئی کہ تمہارے پیچھے ایک بڑی طاقت ہے بزرگوں کی قوت ہمت ان کی
 دعاؤں اور ہمت افزائیوں نے بہت کام کیا ورنہ اتنی جتنی سے اٹھا کر کسی ادارہ کو
 ترقی دینا آسان کام نہیں تھا۔

مولانا احمد بزرگ صاحب نے کبھی میں ایک موقع سے یہ بات جناب گارڈی
 سیٹھ صاحب سے کہی تھی کہ ابھی آپ لوگ جو جاہیں کر رہے لیکن آئندہ ایک وقت ایسا
 آئے والا ہے کہ لوگ ہمارے ہی گھر کے آدمی کو رات میں اٹھا کر جہنم بنائیں گے اور
 انتظام اس کے ہاتھ میں دیں گے۔ اس پیش گوئی کی بھی پوری پوری تصدیق ہوئی۔

پورا اختیار مل جانے کے بعد تعمیرات اور عمارات کی مرمت کی طرف توجہ کی،
 تقریباً بیس سال کی مدت ایسی گزری کہ کسی عمارت کو جو نہ دینے اور رنگ روغن کرنے
 کی بھی نوبت نہیں آئی تھی کوئی نئی تعمیر کیا جوتی جو کچھ تھا وہ مولانا احمد بزرگ کے
 زمانہ کا بنا ہوا تھا یا اس سے پہلے مولانا احمد حسن بھام کے دور کا۔ ان تعمیرات کی تفصیل
 سال بہ سال پیش کی جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

طلبہ پر کنٹرول کرنے، ان کی نگرانی اور اخلاقی اصلاح و تربیت کیلئے بہت محنت
 اور جانفشانی کرنی پڑی اس کے لئے رات کو دوسرے آنا پڑا تو اس سے بھی دریغ نہیں
 کیا گیا۔ رات دن کی محنت اور پوری جدوجہد کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر جامعہ کو ترقی

کی راہ پر گامزن کر دیا اور آج وہ دن آیا کہ جامعہ اپنی تعمیرات و ترقیات کی وجہ سے
ہر درار و مصادرو کو دعوتِ نظارہ پیش کرتا ہے۔

اس موقع پر مولانا بدر عالم صاحب بہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب گرامی نقل
کرنا بہت مناسب ہوگا۔ وہ جیسندہ ہے۔

المدينة المنورة

۲۵ شعبان المعظم ۱۴۳۸
۲۶ رجب المرجب ۱۴۳۸

عزیز کرم مولوی محمد سعید صاحب بزرگ سلمہ
اسلام علیکم در رحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس سے قبل ایک خط اپنی علالت کا ارسال کر چکا ہوں۔ اس کے بعد مولانا محمد علی
صاحب زاد فقہیہم کے مکتوب گرامی سے اچانک یہ خوشخبری موصول ہو کر دل اور آنکھیں
ٹھنڈی ہو گئیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد مرحوم کی جگہ اب آپ کو جامعہ اسلامیہ
کے اہتمام کیلئے منتخب فرمایا۔ نبشہری کلمہ میرے لئے اس سے زیادہ مسرت کی بات
اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس منصب پر آپ فائز ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انشاء اللہ جو خیر
آپ کو بلا طلب عطا کی ہے وہی اس میں خود آپ کی مدد فرمائے گا اگر میں زندہ رہ
گیا تو آنحضرت کو جو تعلیمی مشورے یا نظامی سلسلہ میں ضروری امور ہوں گے ان سے
منزور آگاہ کرنا رہوں گا۔ گھبرا کر کام نہ چھوڑیں اور اس کو تنظیم دینی خدمت تصور
کریں بالخصوص اس خط الرجال کے زمانہ میں دینی امور میں تاخیر بہت ناخاسب ہے
واللہ تعالیٰ ناصرکم اور اپنے والد مرحوم کی روح کو اس خدمت سے خوش کر دیں۔ بے
اجاب سے سلام۔ فقط والسلام

بندہ محمد بدر عالم عفی عنہ

سہ یہ تفصیلات مولانا محمد سعید بزرگ مہتمم جامعہ سے معلوم ہوئیں۔

۱۲۷۹ھ مولانا محمد سعید بزرگ مدظلہ نے ۱۳ رجب ۱۲۷۹ھ مطابق جنوری ۱۲۷۹ھ کو چارخا لیا ابھی پرنکہ گزشتہ چار سالوں کی رپورٹ باقی تھی اس لئے اسی کو اس سال شائع کیا گیا۔ ۱۲۷۹ھ اور ۱۲۸۰ھ کی دو سالہ یکجا روداد ششم کے ختم کے بعد شائع ہوئی اسی سے یہ حالات ماخوذ ہیں۔

شعبان ۱۲۷۹ھ میں قاری سعید الحق صاحب مستغنی ہو گئے ان کی جگہ قاری رمضان صاحب ذیقعدہ میں مقرر ہوئے۔ سوال میں مولانا شوکت علی صاحب (کوکنی) عربی کے مدرس رکھے گئے۔ سالانہ جلسہ کا ذکر روداد میں نہیں۔ مولانا محمد سعید بزرگ صاحب کے معلوم ہوا کہ ۲۲ شعبان کو جلسہ ہوا تھا جس میں مولانا حفظ الرحمن صاحب سیدہ بڑی تشریف لائے تھے۔ اس سال آٹھ طلبہ فارغ ہوئے۔

(روداد ششم صفحہ ۱۱-۳۴)

۱۲۸۰ھ اس سال سالانہ جلسہ ۲۳ جنوری ۱۲۸۰ھ کو مولانا محمد سعید ہتم جامعہ حسنیہ راندر کی صدارت میں ہوا صبح کو آٹھ بجے جلسہ شروع ہوا۔ رات ہی سے باہر کے یہاں آپکے تھے۔ منڈپ بھرا ہوا تھا۔ قراءت و نظم کے بعد ہتم صاحب نے نکلی ہوئی رپورٹ سنائی۔ دس فضلاء کی دستار بندی ہوئی اعانات اور سندیں دی گئیں پھر وہاں خصوصی مولانا ابوالوفاء شاہچاں پوری نے میرٹ کے موضوع پر سحر آفریں وعظ فرمایا و باہر جلسہ ختم ہوا۔ (ایضاً ص ۱)

اس رپورٹ میں ہتم جامعہ نے قوم کے سامنے وہ سارا پروگرام پیش کر دیا جو ان کے پیش نظر تھا نیز جو اصلاحات اب تک کر چکے ہیں اس کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ سب سے پہلے تو یہ لکھا ہے کہ میں اس عظیم ادارہ کی ذمہ داری قبول کرنے کا بالکل اہل نہیں سمجھتا یہ بات معلوم ہے لیکن بزرگوں کے مشورہ اور دوستوں کے حسن ظن کی بناء پر مجبوراً قبول کر لیا ہے۔ اور اللہ کا نام ہے کہ کام شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے

دعا کریں کہ اس بارگاہِ اقدس کے اٹھانے کی طاقت اور بہت مجھے عطا فرمائے۔

اصلاحی اقدامات | پھر لکھتے ہیں:

۱۔ تعلیمی سال کے شروع ہونے پر جمے دارالافتاء کے چھوٹے میں ایک درجہ کے طلبہ کو ایک ماٹھ رکھا ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے ملکر سبق کی تکرار کر سکیں اور ایک دوسرے کیلئے افادہ و استفادہ آسان ہو۔ ہم جماعت طلبہ میں ساتھ رہنے سے محبت اور خلپ پیدا ہو۔

۲۔ اب تک یہ دستور تھا کہ تمام طلبہ اپنے اپنے برتن میں مطبخ سے کھانا لاتے تھے اور کھا کر خود ہی برتن دھلتے تھے۔ اس میں ان کا بہت سادقت مناسک ہو جاتا تھا۔ اب نیا انتظام یہ ہوا ہے کہ تمام طلبہ کو ایک ہی جگہ بٹھا کر کھلا دیا جاتا ہے۔ اس سے طلبہ کو بہت سہولت ہو گئی ہے۔ کھانے کے معیار کو بھی بلند سے بلند کر دیا گیا ہے۔ ہر وقت کھانے سے پہلے کھانے کی جانچ کر لی جاتی ہے۔ اگر کوئی شکایت ہوتی ہے تو فوراً تنبیہ کی جاتی ہے۔ برتن بھی اچھے سے اچھے فریڈ گئے ہیں۔

۳۔ طلبہ کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کیلئے ایک نیا قانون بنایا گیا ہے کہ سہ ماہی اور شش ماہی امتحانات میں اول نمبر سے کامیاب ہونے والے طلبہ کو ہر ماہ ایک روپیہ بطور انعام دیا جاتا ہے تاکہ طلبہ میں مسابقت کا جذبہ پیدا ہو اس روپیہ کا انتظام الگ سے کیا گیا ہے مدرسہ کے فنڈ سے اس کا تعلق نہیں۔

۴۔ روزانہ مغرب و عشاء کے بعد سبق یاد کرنے کیلئے ہر طالب علم کو درس گاہ میں بیٹھنا ضروری قرار دیا گیا ہے اس کے لئے باقاعدہ نگران مقرر کر دیئے گئے ہیں۔

۵۔ تمام طلبہ پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پابندی سے ادا کریں، اس کا بھی انتظام کیا گیا ہے چھوٹے بچوں کو نماز سکھانے کا بھی الگ سے دو عاملوں کی

کرائی میں انتظام ہوا ہے۔ دو عملاً بچوں کو نماز کا طریقہ سکھاتے ہیں۔

اردو کا ذوق اور اس میں بہارت پیدا کرانے کیلئے انجمن جمیۃ الطالبہ قائم کر دی گئی ہے جس میں ہر ہفتہ طلبہ ایک دن اردو میں تقریر کرتے ہیں۔

غرضول خیر سے بچانے کیلئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ والدین کی طرف سے جو رقم آتی ہے اس کو آنس میں جمع کر لیا جاتا ہے پھر ہفتہ میں ایک روز حسب ضرورت اس میں سے دیکر جاتی ہے۔

درمیں اور ملازمین کی بہت کیلئے ”بچت اسکیم“ قائم کی گئی ہے۔ ہر مہینہ تنخواہ سے تین یا پانچ روپے جمع کر لئے جاتے ہیں تاکہ ہنگامی ضرورت کے وقت اسی رقم سے مدرسین اور ملازمین اپنی ضرورت پوری کر لیں۔ سوال کی ضرورت نہ پیش آئے۔

طلبہ کورٹ میں بڑھنے کیلئے باقاعدہ روشنی کا انتظام کیا گیا ہے اور ایک ایسے سپر دائرہ کا قیام کیا گیا ہے جو طلبہ کو اسکا رشب اور والدین کے یہاں سے لائی ہوئی رقم تقسیم کرے۔ طلبہ کی ٹرائی کرے ان کی شکایتوں کو دور کرے۔

ہر جماعت کیلئے درسگاہ متعین کر دی گئی ہے کیونکہ طلبہ کے ادھر سے ادھر آنے جاتے ہیں بڑا انتشار ہوتا ہے اور وقت بھلی ضائع ہو جاتا ہے۔ اساتذہ کھنڈر ہونے پر بدل جاتے ہیں۔ طلبہ اپنی جگہ پر رہتے ہیں۔ ہر درسگاہ میں کنہیں رکھنے کے لئے الماریاں رکھ دی گئی ہیں۔ دارالاقامہ میں بھی کوئی طالب علم نہیں جاسکتا۔ اس نظام سے طلبہ پر کافی کنٹرول ہو گیا۔

ضروریات جامعہ | ضرورتاً جسکے تحت تمام کچلے کنہیں کی ضرورتی دارالاقامہ کی حرمت، مطبخ کی تعمیر، درسگاہ کی حرمت، نئی دائرہ تنگ، طلبہ کے لئے ناشتہ اور امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو انعام دینے کی طرف قوم کو متوجہ کیا ہے

۱۴۲
اسی سال بعض حضرات کی مدافعت مسجد قدیم کی محنت کا کام بھی انجام پا گیا۔
(درود اور مذکورہ صفحہ ۱۵)

اس سال ہندوستان کے مشہور محدث علامہ کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب
اعظمی مدظلہ نے جامعہ کو تشریف آوری سے نوازا حضرت موصوف نے ان الفاظ میں اپنے
تاثرات کا ہر فرمائیے۔

نقل معائنہ
مولانا ونجد منا حبیب الرحمن رضا اعظمی مدظلہ

بعد حمد و صلوة آج بتاریخ ۲۶ شوال ۱۳۸۷ ہجری بمطابق ۱۹۰۷ء میں جامعہ اسلامیہ
تعلیم الدین میں حاضری کا شرف حاصل ہوا موقوف سے اس دور سگاہ کی زیارت کا شوق
تھا اور کئی بار ایسا ہوا کہ قریب اگر بعض عوارض کی وجہ سے حاضری کا ارادہ نہ کرنا پڑا۔
الحمد للہ کہ میں نے اپنے دور و روزہ قیام میں مدرسہ کو بھی طرح دیکھا۔ حضرات
درسین سے تفصیلی بات چیتیں ہوئیں۔ یہ مدرسہ اس وقت بروہی اور تعلیمی خدمات انجام
دے رہا ہے اس کو دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی۔

ہم ہم مدرسہ جناب مولانا محمد سعید بزرگ صاحب کی محنت میں حق تعالیٰ برکت و عطا
فرمائے وہ جس محنت اور جانفشانی سے تعلیمات کی خدمت انجام دے رہے ہیں وہ محنت
زیادہ قابلِ تہنیت ہے اور امید کی جاتی ہے کہ ان شاہدہ اللہ بہت جلد یہاں کا تعلیمی
معیار حسبِ سابق بہت اونچا ہو جائے گا اور سارے انتظامات پورے طور پر ٹھیک
ہو جائیں گے۔ اس طرح توقع ہے کہ چند ہی دنوں میں یہ درسگاہ ہجرات کی ایک شاخ اور
بن جائے گی۔ حق اللہ اکابر۔ والہ الصغیر الی تعالیٰ حبیب الرحمن اعظمی مؤلف مکتوبہ
۱۳ ذی ہجری ۱۳۸۷ (۱۹۰۷ء بمطابق ۱۵)

اس سال جامعہ سے پانچ عالم سات حافظ تیار ہوئے اور گیارہ طلبہ نے قرآن شریف ناظرہ ختم کیا۔ سالانہ امتحان کے بعد تھلاڑ کو دستار و سند دی گئی اور عام کامیاب ہونے والے نیز ہر درجہ میں اول آنے والوں کو انعامات تقسیم کیے گئے (روداد سلسلہ ص ۹)۔

سالانہ جلسہ کا ذکر و داد میں نہیں ملا۔ لیکن تاریخ کے لحاظ سے ٹھیک جلسہ کے ایام میں مولانا سعید احمد اکبر آبادی اور مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی جامعہ میں مہتمم صاحب کی دعوت پر تشریف لائے۔ غالباً یہ تشریف لانا جلسہ ہی کیلئے تھا ریسٹر معاینہ میں ان کے بھارت درج ہیں۔

نقل معائنہ

مولانا سعید احمد اکبر آبادی و مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی

آج کم و بیش بیس برس کے بعد مولانا محمد سعید بزرگ صاحب کی دعوت پر جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل کو دیکھنے اور اس کے کاموں کا جائزہ لینے کا موقع ہوا تو یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ مولانا محمد سعید صاحب اپنے رفقہ کی امداد اعانت سے اس مدرسہ کو نہ صرف بحسن و خوبی قائم رکھے ہوئے ہیں بلکہ شب و روز اس کو ترقی دینے میں سامی و کوشاں ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ مدرسہ مسلمانانِ گجرات کیلئے تعلیم دین و تربیت اسلام کا ایک قابلِ قدر اور مثالی ادارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کے کارکنوں اور معاونین کو مزید ہمت و توفیق اور استقلال

ملے مولانا اکبر آبادی سلسلہ تک یہاں درج تھے۔ سلسلہ کی روداد میں نام نہیں۔

سعید احمد اکبر آبادی ۱۱ جنوری ۱۹۶۲ء

یقین الرحمن عثمانی ۱۱ جنوری ۱۹۶۲ء

(از دفتر مہمانیہ ص ۱۶)

ایک بڑی خوشخبری | جس نے دستور مرتبہ مولانا حفظ الرحمن صاحب سید ہادی کی منظوری کی کو شش جنوری ۱۹۶۲ء کو ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۶۲ء کو پاس ہو کر طے کیا۔ اب جامعہ اسماعیلیہ کی پابندی سے آزاد ہو گیا جو ترکی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ تھی۔ زائد شرفی ذالک۔

ہم صاحب لکھتے ہیں: یہ جنگ بورڈ نے جس طرح اب تک ہمارا ساتھ دیا ہے اگر اسدہ بھی اسی طرح اس کی ہمدردیاں ہمارے ساتھ رہیں تو جامعہ بہت تیزی کے ساتھ منزل مقصود کی طرف قدم بڑھاتا رہے گا۔ اور ڈنے رائے شورو کیلئے ایک کنگ کیٹی بنا دی ہے جس میں اہم کے علاوہ یہ حضرات شامل ہیں۔ مولانا عبدالرحمن صادق رائدیری، مولانا محمد شفیع میاں اسماعیلی، جناب رشید احمد موٹا (پیشوا)، جناب ابوالہجہ محمد نواب یہ حضرات پوری دل چسپی سے جامعہ کے تمام کاموں میں مصروف رہتے ہیں اور ہر طرح مدد کرتے ہیں۔ (دروادہ سلسلہ ص ۱۶)

تنظیم مکاتب | اس سال جامعہ نے تنظیم مکاتب کی اسکیم پیش کی یعنی مکاتب کی تعلیم میں ہم آہنگی اور کامل افادیت پیدا کرنے کیلئے مختلف شعبوں

کے مکاتب کو جامعہ سے ملٹی کر لیا۔ جامعہ ان کی تعلیمی رہنمائی کرے گا۔ جامعہ سے اساتذہ امتحانات کیلئے بھیجے جائیں گے، وہ امتحانات کے بعد جو نمایاں ہوں گی ان کی طرف نشاندہی کریں گے۔ سات مکاتب میں یہ سلسلہ شروع ہو گیا جامعہ نے مکاتب کی تعلیم کا نصاب بھی متعین کر دیا ہے۔ جہاں صرف ایک مدرسہ ہیں وہاں کالنگ اور یہاں چند

تدریس میں وہاں کا الگ، میدے کے دیگر مکاتب بھی اس الحاق کو پسند کریں گے اور اس سے بنیادی تعلیم کا میدان بلند ہوگا۔

نئی وائٹنگ | سال گذشتہ اس کی ضرورت ظاہر کی گئی تھی۔ اس سال اہل شیر معذرات کی توجہ سے علیہ کے محروم، مسجد، درسگاہوں اور سائنس کے محروم میں نئی وائٹنگ ہوگئی۔

چائے ناشتہ کا انتظام | گذشتہ سال اس کی بھی ضرورت ظاہر کی گئی تھی۔ سال رواں میں جامعہ کی طرف سے اس کا انتظام

کر لیا گیا۔ طلبہ عزیز نماز فجر کے بعد مسجد میں تلاوت کرتے ہیں اور چائے ناشتہ تیار ہو جاتا ہے، تلاوت سے فارغ ہو کر چائے ناشتہ کر لیتے ہیں۔ پھر ضروریات سے فارغ ہو کر درسگاہ میں حاضر ہو جاتے ہیں اس صورت ان کا قیمتی وقت ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے اور غریب و نادار طلبہ بھی چائے ناشتہ سے محروم نہیں رہتے۔

ضروریات جامعہ | اس عنوان کے تحت درجات متنازع (دین و حرمت) کے کھوتے کی ضرورت بتائی گئی ہے تاکہ فضلاء جامعہ علم دین کی خدمت و اشاعت کے ساتھ اپنے باپ سے کچھ کام کر کے اپنی معیشت کو سدھار سکیں۔ تنخواہ کی قلت کی وجہ سے سلسلہ تعلیم و تعلم سے کنارہ کش نہ ہو جائیں۔ مالی استحکام کی وجہ سے جم کر تعلیم و تبلیغ کا کام انجام دے سکیں۔

درجہ حفظ کے طلبہ کیلئے ایک خاص انتظام | درجہ حفظ کے طلبہ کیلئے ایک خاص انتظام یہ ہوا کہ وہ علماء

کے بعد جلد سوجھتے ہیں صبح کو فجر سے ایک گھنٹہ قبل ان کو ٹھہرایا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے اسباق صبح کے پہلے وقت میں پختہ کر لیا کریں۔ اس کے لئے اسانڈہ مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ (روداد منشیہ ۱۹۱۰ء)۔

۱۳۸۲ھ | ارشوال کو جامعہ کھل گیا۔ ارشوال سے درجات حفظ اردو فارسی اور ابتدائی عربی کی تعلیم شروع ہو گئی ۱۳ ارشوال سے بعقیدہ درجات عربیہ کی تعلیم بھی شروع ہو گئی۔

سالانہ امتحان | سالانہ امتحان ۱۱ رجب کو شروع ہوا اور ۲۲ رجب کو ختم ہوا درجات عربیہ میں تہتر فارسی میں پچتر اردو میں چونتیس حفظ میں ترستھ ناظرہ میں اکتھ طلبہ نے امتحان میں شرکت کی۔

فارغین | اکتھ طلبہ دورہ حدیث سے فارغ ہوئے۔ سات فارغ ہوئے۔ بیس حافظہ ہوئے۔ سترہ طلبہ نے ناظرہ قرآن شریف ختم کیا۔

سالانہ جلسہ | ۲۱ رجب ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۳۸۲ھ کو بیننگ بورڈ کے میسر اور جمعیۃ علماء و گجرات کے صدر مولانا عبدالرحیم صادق راندرپری کی صدارت میں سالانہ جلسہ دستار بندی منعقد ہوا۔ شام ہی سے دور دراز کے لوگ کافی تعداد میں پہنچ چکے تھے۔ ۹ بجے صبح جلسہ شروع ہوا۔ قراوت و نظم اور ہتھ صاحب کی رپورٹ پیش کرنے کے بعد ۱۰ فضلاء کی دستار بندی ہوئی۔ تجوید سے فارغ ہونے والوں کو سندیں دی گئیں پھر گجرات کے شیریں بیاں داعیہ مولانا محمد اسلم صاحب راندرپری نے سیرت نبوی پر ایک نوثر وعظ فرمایا اس کے بعد جلسہ دعا پر ختم ہوا۔ صبح اور دوپہر میں تمام شرکا جلسہ کیلئے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

اساتذہ و علمائے دین | سوال ۱۳۸۲ھ میں مولانا خیر الرحمن صاحب مدرسے علیحدہ ہوئے۔ مولانا ابراہیم پالنپورس، مولانا ابراہیم لندری کی درجہ عربیہ میں اور مولانا عبدالغفور نقشبندی درجہ فارسی میں مقرر ہوئے۔ جمادی الاخریٰ میں جناب (فتی) محمد حبیب صاحب کا تقرر ہوا۔

(روزنامہ ۸۳ھ ۵-۱۲-۱۳)

اس سال جامعہ اپنے تین مخلصین سے محروم ہوا۔

۱- مولانا مرغوب احمد صاحب لاہور بھی (آپ کی وفات یکم محرم ۱۳۹۲ھ مطابق ۲ جون ۱۹۷۲ء کو ہوئی) مولانا مرحوم گجرات کے قصبہ کار عالم و فاضل تھے۔ جامعہ کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق تھا آپ نے جامعہ کی (صدر ہتھم کی حیثیت سے) خدمت بھی کی نیز ہمیشہ جامعہ کے کاموں میں غلوں دل سے حصہ لیا کرتے تھے۔ انشاء تعالیٰ ہمارے اس غلوں جہرہ کے ساتھ بھی اپنی خصوصی نوازش کا معاملہ کرے اور جنت الفردوس میں اونچا مقام عطا کرے۔

۲- مولانا حفص الرحمن صاحب سیوہاری رحمۃ اللہ علیہ (یکم ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۲ مارچ ۱۹۶۲ء کو آپ کی وفات حسرت آیات ہوئی) مولانا کی وفات سے ہندوستان کے جن مختلف اداروں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے ان ہی میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل بھی ہے۔ جامعہ سے مولانا کا بہت قدیم تعلق تھا۔ علامہ ابوہریرہ صاحب کے ساتھ جو تاملہ علماء کرام کا یہاں آیا تھا اس میں آپ بھی تھے۔ یہاں سے جانے کے بعد بھی جامعہ سے آپ کو بے پناہ محبت تھی۔ جب بھی آپ کو جامعہ کی کسی خدمت کیلئے زحمت دی گئی آپ نے بخوشی اسے قبول فرمایا۔

جامعہ کے پچھلے اختلافات کو دور کرنے اور نئے دستور کو مرتب کرنے میں مولانا مرحوم نے بہت کوشش کی تھی جب جامعہ کا نیا دستور بن گیا تو مولانا نے اپنی بہت سی مشغولیتوں کے باوجود نئی مجلس شوریٰ کی ممبری قبول فرمائی تھی لیکن افسوس صد افسوس کہ اس مجاہد جلیل اور مقرر اعظم کے مشوروں سے ابھی جامعہ فائدہ

لے مولانا کا کسی قدر تفصیلی تذکرہ حصہ ۲ پر ملاحظہ ہو۔

بھی نہیں اٹھا سکا تھا کہ آپ نے دعائی اجل کو لیک کہہ دیا اور جامعہ ہمیشہ کیلئے اسپتال
ایک بڑے عمن اور بہترین مشیر کے خردم ہو گیا۔ انانسٹر وانا لیر راجوئن۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے فوری پر روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چین میں دیدہ ور پیدا

جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ نے قرآن پڑھ پڑھ کر بار بار روح فرخوش کو ایسا سال
نواب کیا۔ بارگاہ الہی میں دست بدعاہوں کو الہی امت مسلمہ کے اس عظیم مجاہد اور
ہمارے ہیرمان سرپرست کو اپنی خاص نعمتوں سے نواز دے اور ان کی خدمات کو
قبول فرما کر درجات عالیہ میں مزید ترقی عطا فرما۔

۳۔ مولانا محمد ابراہیم ایچھلوا یا سہ آپ صوفی صاحب کے نام سے مشہور تھے تقریباً ۴۵
سال تک جامعہ کی خدمت کی۔ ابتدائی درجات کے استاذ تھے۔ جامعہ کے مختلف دور
میں صبر و استقامت کے ساتھ طلبہ کو فیض پہنچاتے رہے۔ انشرف تعالیٰ آپ کی مخلصانہ
خدمات کا بہترین بدلہ عطا فرمائے (آپ مولانا محمد ابراہیم ایچھلوا یا سہ جامعہ کے
سواہیں)۔ (ردود المستشرقین ص ۸۲)۔

امد مولانا مسیح السرخان صاحب مدظلہ
ذی الحجۃ ۱۳۸۵ھ میں حضرت مولانا مسیح السرخان
نزل صاحب مدظلہ اعلیٰ حضرت تعالیٰ

نے جامعہ کو حاضری کا شرف بخشا۔

معاینہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

سہ مولانا مرحوم کا تذکرہ حلیہ پر ملاحظہ ہو۔

نقل، معاشنہ

حضرت مولانا مسیح اللہ خان ضامنہ

الحمد لله وكفى بالسلام والخدم على رسولہ المصطفى، اما بعد !

بندہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ یوم شنبہ کو جنرل آباد مظفر نگر یو پی سے گودھرا کیلئے احباب کی دعوت پر روانہ ہوا وہاں سے ۲۰ ذی الحجہ صبح شنبہ کو روانگی سولک ڈا بھیل کیلئے ہوئی۔ محترم جناب مولانا محمد سعید صاحب زید مجدہم وشفیعہم مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی یاد آخوری پر پہلی مرتبہ حاضری کا موقع ہوا۔ شب کو عزیز طلبہ کو خطاب کا موقع ہوا جس میں عرض کیا گیا کہ تصوف بمعنی حصول تہذیب اخلاق باطنی کا اہتمام معین تحصیل علم ہے جس کو مختلف طرق اولیٰ آیات و احادیث سے ثابت کیا نہ کہ بزبان تحصیل علم بمعنی اللہ کو مانع و حارث۔ صبح بعد ناشتہ مدرسہ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین میں بمعیت محترم مولانا (محمد) سعید صاحب ہتم مدرسہ حاضری کا اتفاق ہوا وہاں کا نظم و نسق اور تعلیمی و انتظامی مختلف شعب کتب خانہ و دفتر و نظام باہرچی خانہ طلباء کیلئے نظام طعام اور صفائی سے خاص مسرت ہوئی۔ طلباء کی شب میں بھی خاص نگرانی کا اہتمام ہے جس کے لئے ایک مخصوص آدمی کا تعین ہے صبح کو بعد صلاۃ فجر تلاوت قرآن پاک کا التزام ہے مدرسہ میں تعلیم نہایت پرکرن طریقہ پر مشاہدہ میں آئی اساتذہ کرام حسب جماعت ماشاء اللہ انہام و تعلیم میں سلامت و حرمانت و وقار کے ساتھ متوجہ تھے۔

عرض جملہ امور میں تعلیمی و انتظامی و غیرہ جو شے بھی متعلق تھے خاص نظام مشاہدہ میں کیا یہ سب محترم مولانا (محمد) سعید احمد زید مجدہم کی ماہرانہ عملی نظام پر مشاہدہ میں ہے اور جناب مدد کی خاص فکر خاص دلی چسپی محض انہماک اہتمام کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو

ہزاروں جریلوں عطا فرمادیں اور شادی و نکاح و کھین نکالت زیادہ کا تقاضا ایسے مدارس کے بغیر ہو
اور زیادہ ہو کہ کر دیتا ہے یہ زمانہ کا بھی تقاضا ہے کہ مدارس میں غریبہ کی خدمات واسطے درسے
سننے فراہم کیا زیادہ سے زیادہ جملہ اہل خیر حضرات لازم زندگی جانیں۔ اس مدرسہ موسسوں کی
اہل خیر حضرات عموماً اور حضرات سخاوتی خصوصاً مالی امداد سے ورینہ نہ فرمائیں۔ زیادہ سے
زیادہ مالی خدمت فرما کر ذخیرہ آخرت کا باعث و عند اللہ ماجور ہوں۔ وغاہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ مدرسہ کو فلاح و شہرت سے محفوظ فرما کر زیادہ سے زیادہ افادہ کا وسیلہ بنائیں۔

انقرضہ سید احمد عثمانی عنہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ

۱۳۸۱ھ (۱۳۸۱ھ)

۱۳۸۱ھ | اس سال حضرت مسترم صاحب مدظلہ نے حرمین شریفین کی زیارت کا شرف
حاصل کیا اس موقع پر تین ماہ کیسے مولانا محمد شفیع میاں صاحب سنہ
مدرسہ کا انتظام سنبھالا۔

۱۳۸۱ھ | مدرسین کی مجموعی تعداد سترہ رہی۔ سات عربی میں دو فارسی میں ایک
اردو دو پنجابی اور پانچ حفظ میں۔ اس سال مولانا عبد الغفور نقشبندی
کو ناظم کتب خانہ مقرر کر دیا گیا۔ اردو فارسی میں مولوی قاسم آفتوی کا پہلی سوال سے فقہ
ہوا۔ مولانا شریف حسن صاحب پہلی سوال سے طلحہ ہوئے۔ آپ ہی شیخ الحدیث تھے
(یہاں سے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے)۔

۱۳۸۱ھ | سالانہ امتحان | درجات عربیہ کے: چھترہ، درجات فارسی کے: اٹھترہ، اردو کے
سیٹائیس، درجات حفظ کے: اٹاس، ناظرہ کے: اٹھترہ اور
درجات تجوید کے: ایک سو پچیس طلبہ نے سالانہ امتحان دیا۔

۱۳۸۱ھ | چوتھا عالم، اٹھارہ حافظ، رٹن تھری جامع سے اس سال فارغ ہوئے۔ بیش
۱۳۸۱ھ | طلبہ نے ناظرہ ختم کیا۔

۱۲ شعبان ۱۳۳۲ھ بروز جمعہ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۴ء کو یکشنبہ سالانہ جلسہ زیر صدارت مولانا احمد صاحب مدنی مدظلہ اناقم عمومی جمعیتہ علماء ہند مدرسہ کے کیاؤنڈ میں منعقدہ ہوا۔ شب میں طلبہ کی انجمن جمعیتہ الطلبة کا سالانہ اجلاس بھی مولانا موصوف کی صدارت میں ہوا۔ طلبہ کے پروگرام کے بعد صدر جلسہ نے طلبہ اور دور دراز سے آئے جوئے پہلوؤں کو خطاب کیا۔

صبح کا اجلاس پنجے شروع ہوا اس میں نظم و قزرات اور رپورٹ کے بعد انعام اور سند و دستار تقسیم ہوئی بعد ازاں مولانا ابوالوفاء شاہ جہاں پوری کا سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر نہایت مؤثر و غلط ہوا۔ اچھے جلسہ ختم ہوا۔ رات اور دن دونوں وقت جامعہ کی طرف سے کھانے کا انتظام کیا گیا۔

سالانہ خرچ سالانہ خرچ کا کٹھی ہزار بنایا گیا ہے۔

خاواذات اس سال کے اہم حادثات میں سب سے بڑا حادثہ مولانا محمد بن موسیٰ میاں کا سانحہ وفات ہے مولانا کا انتقال ۱۶ اپریل ۱۹۱۵ء مطابق ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ کو ہوا۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۵۳)۔

جامعہ کے ساتھ مولانا مرحوم کا تعلق بہت پرانا تھا۔ مولانا کی مخلصانہ مدد اور خاص دیکھ بھال سے جامعہ کی ترقی میں کافی مدد ملی تھی مولانا اپنی مالی اور علمی مدد سے ہمیشہ لڑاتے رہے مولانا ایک دوراندیش اور پرہیزگار عالم تھے ہندوپاک کے تمام دینی حلقوں سے خاص تعلق تھا مولانا کی وفات جامعہ ڈا بھیل اور دوسرے بہت سے علمی اداروں کے لئے باعث رنج و غم ہے۔ مجلس علمی ڈا بھیل وکراچی آپ ہی کی قائم کردہ ہے جس نے علامہ کشمیری نیز دوسرے علماء و محققین کی قابل قدر تصنیفات کو شائع کر کے عام کیا اپنے ہر شاگرد (جنوبی افریقہ) میں رائڈر ٹال انسٹی ٹیوٹ قائم کیا جس کا مقصد اسلامی اور عصری علوم

کی تعلیم ہے۔

مرحوم کی خبر وفات سن کر جامعہ کے مدرسین، ملازمین اور طلبہ نے اپنے اس محسن کے ابعصال کو اب کیلئے قرآن کریم ختم کیا اور دعا کی اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات و فیہ قبول فرما کر اپنے خاص جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

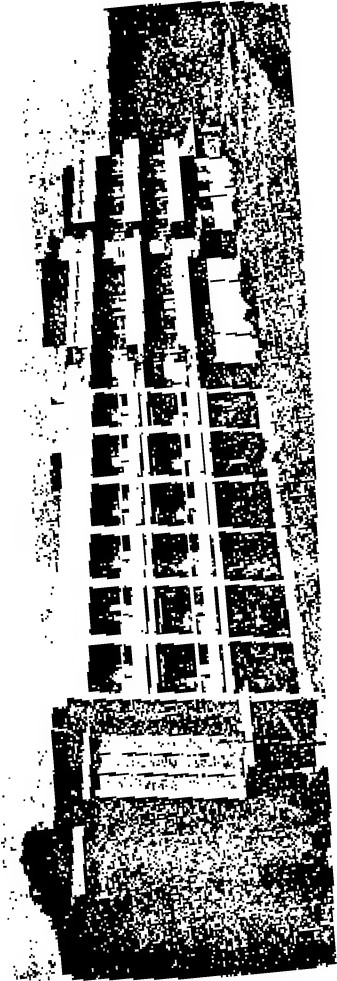
دوسرا حادثہ حافظ عبدالحق بسم اللہ کی وفات ہے۔ مرحوم نے لگ بھگ چالیس سال تک جامعہ کے مختلف شعبوں میں کام کیا۔ زندگی میں سادگی اور امانت داری کا وصف نمایاں تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی خدمات کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

تیسرا حادثہ محسن ملت مولانا محمد حسن بھلم کی اخیر محترمہ کا انتقال ہے۔ مولانا مرحوم کے انتقال کے بعد بھی اخیر تک مرحوم کو اپنے شوہر کے لگائے ہوئے اس دبستانِ علم سے گہرا تعلق تھا۔ بڑی نیک دیندار بیوی تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلا غم عطا کرے۔ (روزنامہ ۲۲ مئی ۱۴۰۲ء)

۱۳۸۴ھ مطبخ کی تعمیر | مشہور مطبخ کی تعمیر کی ضرورت ظاہر کی گئی تھی اس سال جب ۱۳۸۴ھ میں ایک بلڈنگ کی بنیاد امیر تبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کے ہاتھوں رکھی گئی۔ اس میں باورچی خانہ، ہال، گودام اور دارالطعام (ڈائننگ ہال) سب کچھ ہو گا (آگے چل کر اس کے اوپر دو منسٹر لیں اور بنائی جائیں اور اب یہ عمارت دارالافتاء (بورڈنگ) کے نام سے یاد کی جاتی ہے اس کی تکمیل میں تقریباً لاکھ پچھتر ہزار روپے صرف ہوئے۔

درجات خیاطی و گھڑی سازی کا افتتاح | مشہور میں صنائع کے درجات کھولنے کیلئے اپنی شایع ہوئی تھی اس سال بخود تعالیٰ دو درجے خیاطی اور گھڑی سازی کے شروع ہو گئے۔ سلاخی میں پچاس طلبہ نے داخلہ لیا اور گھڑی سازی کے درجہ میں بارہ طلبہ نے۔ مزید اور درجات کھولنے

جس کے ذرا کفار ملے
دارالشفاء کو نام
نہا کہ ایک طرف سے دوسری طرف سے
سلاں کہیں لاکھوں
میں سے



جائیں گے (یہ درجات چھٹی کے بعد دونوں مقاموں کے درمیان قائم ہونے لگے اور بالکل اختیاری ہیں)۔

نظم اسکیم | جامعہ کی بڑھتی ہوئی مندرجات کے پیش نظر نظم اور نائج تک کرنے کا کام بھی شروع کیا گیا اور اصل یہ سلسلہ بانی جانشین مولانا محمد حسن بھٹا نامہ جاری کر رہے ہیں جو چمکا تھا۔ ہم نے پھر اس کو ترمیم کیا مولانا مرحوم نے شروع میں یہ دستور بنایا تھا کہ ہر گھر میں ایک چمکا رکھا دیا تھا۔ گھر کی عورتیں پکاتے، کھاتے اور چمکا پکاتے۔ لیکن جاہل نواک مٹھی آنا اور چاروں اس کے عین ڈال دیتیں۔ پھر مدرسہ کا نظام اس سے آتا، ہم نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ انانج تیار ہونے پر چندہ کر کے جمع کر لیا جائے۔ ڈا ہیمل و مملک اور اس پاس کے بہت سے ہمدووں نے اس کام سے دل چسپی لی۔ اور اسٹر کے فضل سے انانج کی ایک بڑی مقدار جمع ہو گئی (یہ سلسلہ برابر جاری ہے ہر سال نظم کی خاصی مقدار چندہ سے جمع ہو جاتا ہے بعض حضرات انانج کے بجائے روپے بھی دے دیتے ہیں)۔

مدرسین | اس وقت مدرسین اور طلابین کی تعداد سینتیس ہے جن میں انیس مسلمان مدرسین ہیں۔ اس سال ماہ جمادی الاولیٰ میں مولانا محمد ایوب صاحب (عظمیٰ) (تلمیذ علامہ انور شاہ کشمیری) شیخ الحدیث کی حیثیت سے تشریف لائے۔ ماہ شوال میں مولانا آدم طاہر پوری مدرس عربی اور مولانا قاری حفیظ الرحمن صاحب مفتاحی (عظمیٰ) صدر مدرس درجہ تجوید بھی تشریف لائے۔ ماہ شعبان سے قاری رمضان صاحب اور ماہ رمضان سے مولانا عبدالغفور صاحب صواتی جامعہ سے الگ ہوئے۔ مفتی اسماعیل محمد گورار اندری (مفتی رنگون بھی) اسی سال تشریف لائے۔ جامعہ میں افتادہ کام آپ کے سپرد رہا۔ (روادوستہ صفحہ ۸۸ ص ۱۱۱)۔

نقل معائنہ

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب (حضرت جی) امیر تبلیغ نظام الدین دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ حق تعالیٰ شانہ کے فضل و کرم سے آج جامعہ عربیہ اسلامیہ کی زیارت نصیب ہوئی اساتذہ اور طلبہ سے مل کر مسرت ہوئی اور کتب خانہ کی زیارت سے اور مسرت میں اضافہ ہوا۔ حق تعالیٰ شانہ ہر سہ کو ہر طرح کی ترقیات ظاہریہ و باطنیہ سے الامال اور اس کے اندر ہنک اور مشغول ہونے والوں کی بھرپور مدد فرمادیں۔

بندہ محمد یوسف غفرلہ بیچشنبہ ۲۱ رجب ۱۴۲۲ھ

(از رجسٹر معائنہ ص ۱۵۴)

سالانہ امتحان اور جلسہ سالانہ امتحان میں چار سو بہتر طلبہ نے شرکت کی پانچ عالم، دس حافظ، دس قاری ہوئے۔ پچیس طلبہ نے قرآن ناظرہ ختم کیا۔

سالانہ جلسہ زیر صدارت مولانا اسعد صاحب مدنی ناظم عمومی جمعیتہ علماء ہند ۸ شعبان ۱۳ دسمبر ۱۹۴۲ء کو جامعہ کے صحن میں منعقد ہوا۔ مولانا ابوالخیر شاہ جہانپوری کا وعظ ہوا۔ انعام اور دستار و سند تقسیم کئے گئے۔

(روراد ۱۳ ص ۱۵۴)

نقل معاینہ

حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہی مدرس دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و صلوة کے بعد محترم فخر الحسن دارالعلوم دیوبند سے رائد میر کے ہر دو اجلاس میں شرکت کیلئے حاضر ہوا اس کے بعد جامعہ ذابھیل کی مشہور درسگاہ میں طاعنری کا موقع تعین ہوایا یہاں پہونچ کر تحریۃ الطلبہ کے جلسہ میں شرکت کا موقع ملا طلباء کی عزلیا اور اردو تقریریں اور مکالمہ سنا جس سے اعزاز ہوا کہ جامعہ ذابھیل اپنے مقصد میں کامیاب ہے طلبہ نے اچھی اور کامیاب تقریریں کیں امید ہے کہ حضرات ارکان مدرسہ اور ارباب علم و عقد مدرسہ کی ترقی اور فلاح کیلئے اس سے زیادہ کوشش فرمائیں گے حق تعالیٰ اس ادارہ کا مدد کرنے والوں کی مدد کرے۔

فخر الحسن (گنگوہی)

(مدرسہ دارالعلوم دیوبند ۱۳ دسمبر ۱۹۲۲ء (۱۹ شوال ۱۳۸۲ھ))

(از جہت معاینہ ص ۱۵۸)

ضروریات جامعہ | اس عنوان کے تحت از سر نو مسجد کی تعمیر، مطبخ کے ادب طلبہ کی رہائش کیلئے کمروں کی تعمیر مولانا احمد بزرگ مفتی عتیق الرحمن عثمانی اور مفتی گجرات مولانا مفتی اسماعیل بسم اللہ کے تقاضا کو مرتب کر کے کونابلی شکل میں شائع کرنے۔ ماہنامہ پرچہ "الدین" اور پریس مسعین الدین "کو جاری کرنے نیز مستقل دائرہ کس اور بڑی ٹکئی کے تعمیر کا پروگرام پیش کیا گیا ہے۔ طلبہ کیلئے لباس اور بجلی کے خرچ کیلئے بھی ترغیب دی گئی ہے (رداد ص ۱۵۸ ص ۱۵۹)

وفات مولانا محمد یوسف صاحب امیر تبلیغ | تبلیغ کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کیلئے مولانا محمد یوسف صاحب

جامعہ تشریف لائے تھے جامعہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے تھے۔ جامعہ کیلئے دعا بھی کی تھی کہسے معلوم تھا کہ اتنی جلد آپ ہم کو داغ مفارقت دے جائیں گے۔ (مولانا کی وفات ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۵۳ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۳۵ء بروز جمعہ ۱۵ جون ۵۰ء صدف پر لاہور پاکستان میں ہوئی) مولانا یوسف صاحبؒ موجودہ وقت میں تبلیغی تحریک کے روح رواں کی وفات جنت مسلمہ کے حق میں بہت بڑا نقصان ہے اور ہم سب کیلئے انتہائی رنج و غم کا سبب ہے۔ انشاء اللہ رانا الیہ راجپورن۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عبادت کو قبول فرمائے اور جوار رحمت میں مقام خاص عطا کرے۔ (روزہ ۱۳۵۳ ص ۷)۔

۱۳۸۵ھ | اس سال بھی سب دستور جامعہ ترقی کے منازل طے کرتا رہا۔ طلبہ کی تعداد چار سو پچیس رہی۔ سالانہ امتحان میں چار سو گیارہ نے شرکت کی۔

بارہ عالم، بائیس حافظ، دس قاری تیار ہوئے۔ دس طلبہ نے نالغہ قرآن کریم ختم کیا۔

سالانہ جلسہ

۲ شعبان ۱۳۵۳ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۳۵ء کو بعد نماز عشاء نو تعمیر شدہ دارالعلوم (ڈاننگ ہال) میں سالانہ جلسہ دستار بندی منعقد ہوا جس کی صدارت ہندوستان کے نائز محنت حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی مدظلہ نے فرمائی۔ بارش کی وجہ سے جلسہ ہال میں رکھا گیا۔ ہالی کچا کچھ بھرا ہوا تھا، باہر بھی بہت جمع تھا۔ قراءت و نظم کے بعد پورٹ پیش کی گئی پھر مولانا ابوالوفا و شاہجہاں پوری کا خطاب ہوا۔

نقل معائنہ محدث جلیل حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب غلامی

بعد حمد و صلوة۔ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین میں معاشری کا یہ دوسرا موقع ہے جس میں جہاں علمی و تعلیمی فضا سے بہت متاثر ہوا یہ درس گاہ ہمارے اساتذہ کرام کی یاد گار ہے اس لئے ہم کو غیر معمولی محبت ہے اذہن میں کہ اس کے ذریعہ بانیوں کی تمنائیں پوری ہوں اور میر (میں) بڑی خاصی بعد اویس روئی طلبہ کی تعلیم حاصل کر رہی ہے جن کی کفالت مدرسہ کرتا ہے غرض قسمی سے مدرسہ کو ہمارے محترم دوست جناب مولانا محمد ایوب صاحب (اعظمی) کی خدمات حاصل ہو گئی ہیں جن کی وجہ سے مدرسہ کا تعلیمی معیار بلند اور اس کا پایہ تعلیت و وقار بہت ارنچا ہو گیا ہے۔ حق تعالیٰ اس درس گاہ (کو) بقا و قیام اور ترقی نصیب فرمائے۔

حبیب الرحمن الاعظمی سوا غلام گداز

۴ رجبیہ الحظ ۱۳۸۵ھ (مطابق ۱۹ نومبر ۱۹۶۵ء)

معلوم ہوتا ہے اسی وقت مولانا عبدالحق علیاوی کی مدرس دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور مرتب مصباح الفغات بھی تشریف لائے تھے جسے مسمانیہ میں لکھے ہیں۔

(بعد حمد و صلوة) الحمد للہ کہ ایک مدت کی تنہا کے بعد آج پہلی مرتبہ ڈا بھیل میں معاشری کا شرف حاصل ہوا کارکنان مدرسہ اور حضرات مدرسین نے اس ذمہ بیقتدار کی جو پذیرائی کی اس سے دل بہت متاثر ہوا کتب خانہ کی بھی سیر کی جناب ناظم صاحب کتب خانہ کے حسن ذوق کی وجہ سے کتب خانہ کے نظم و ترتیب سے دل بہت محظوظ ہوا بعض کتابوں سے کچھ نائد بھی اٹھایا۔

اپنے اکابر کا قائم کردہ یہ کلشن خدا کرے ہمیشہ شاداب رہے اور شنگانِ علم کی سیرالی
کا زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو

مقرر علیہ الحفظ بلیاوی غفرلہ مدرسہ ناالعلوم ندوۃ العلماء لاھور

۲ شعبان المعظم ۱۳۹۵ھ

(از رجسٹر معاینہ ۱۵۹)

دریں

اس سال جامعہ کے مدرس عربی مولانا عبدالشکر ٹیل (کا پورہ روکی) شعبان سے
اگے ہوئے۔ شوانی میں مولانا ابرہیم شکاروی مدرس عربی مقرر ہوئے۔

تعمیرات

عربی قدیم درسگاہ اور دارالافتاء کے حجروں کی مرمت اس سال اہل خیر
حضرات کی توجہ سے سمجھ و تعالیٰ ہو گئی۔ فصلِ خائفوں کی اصلاح۔ مالِ گودام
کا مرمت نیز عمارتوں کی رنگائی کا کام بھی انجام پایا۔ انور بلڈنگ کی مرمت اور رنگائی کے
ساتھ ادپر کی خالی جگہوں پر چار کمروں کی تعمیر کا کام بھی تکمیل کو پہنچا فائدہ شد علی ذالک
مرمت اور رنگائی کے ان کاموں پر پینتالیس ہزار سے زیادہ رقم خرچ ہوئی۔

(رواد ۱۳۹۵ھ ص ۱)

سالانہ خرچ

تعمیر کے ساتھ سالانہ خرچ دو لاکھ اکتیس ہزار سات سو پانچ (۲۳۳۱۲) روپے
ہوا۔ (ایضاً ص ۱)

عظیم حادثہ

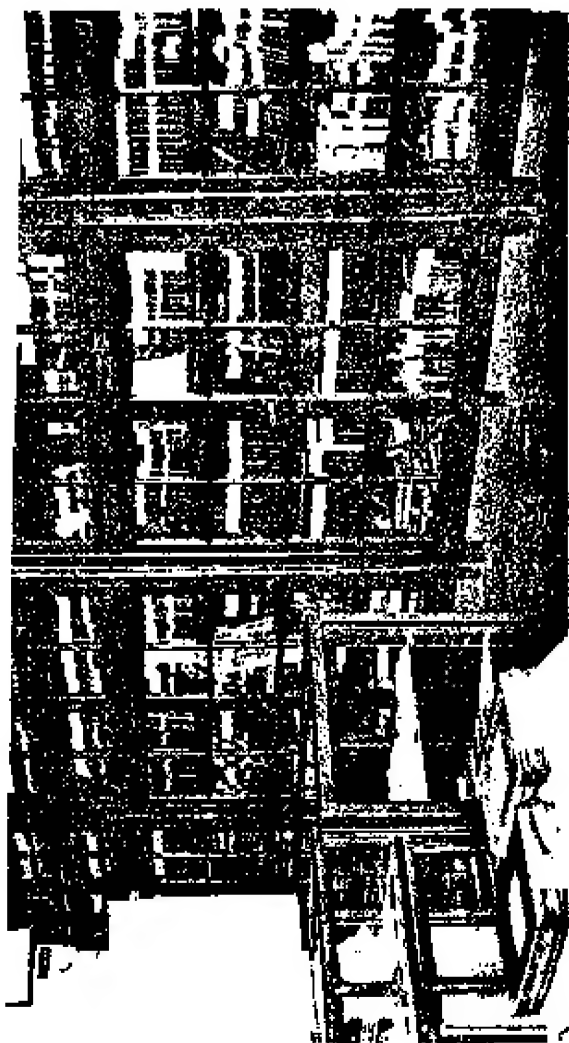
جامعہ کے ایک قدیم استاذ بلکہ استاذ الاساتذہ ہندوستان کے مشہور
عالم صاحب طرز مصنف حضرت مولانا بدر عالم صاحب سیر بھی ہاجرہ دنیا
کا حادثہ ارتحال جامعہ کیلئے ایک عظیم سانحہ ہے۔ (مولانا کا انتقال ۵ رجب ۱۳۹۵ھ کو
مدینہ منورہ میں ہوا۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۲۱)۔

مولانا مرحوم نے جامعہ کی سترہ سال خدمت کی تھی۔ حدیث و فقہ کی تعلیم کے ساتھ اپنے
استاذ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی محترمہ ریختاری فیض الباری کے نام سے ہیں

ہستی بلیڈ ٹانگ — اطاف ذرورت کوہر و مہار
 اب اس ہی میں کہتے ہیں۔ اس ہی کتب خانہ قزاقی
 دارالاشام و قشیر ہمدانی کے لکھنے کے ہیں۔ ہرگز نہیں ہے



جہاں جہاں ہے وہاں ہے



بڑی عرق ریزی اور جانکاہی سے مرتب کی جس کو مجلس علمی ڈراہیل نے چار جلدوں میں
 تابہرہ مصرعے شائع کیا یہ مولانا کا تہذیبی عظیم کارنامہ ہے جو علمی دنیا میں محتاج ستائش
 نہیں۔ مولانا مردم کو جامعہ سے قلبی تعلق تھا برابر جامعہ کے حالات معلوم کرتے رہتے اور
 اس کے حق میں دعا فرماتے رہتے تھے (مولانا کا حفظ مہتمم جامعہ کے نام گذر چکا ہے)۔
 آہ افسوس! ہم ایک مرثیہ اور شوقیہ استاذ اور محدث اعظم سے محروم ہو گئے۔ دعا
 ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح جواریہوشی میں جگر عطا فرمائی اسی طرح اپنے ہاں آغوشِ رحمت
 خاص میں جگر عطا فرمائے۔ (رداد ششم ص ۱۷۷)

اس سال چار سو پچیس طلبہ نے داخلہ لیا۔ بقیہ حالات سال گذشتہ کے
 طریقہ پر رہے۔

مولانا وصی الشہ صاحب فتحپوری کی تشریف آوری | رجب الاول ۱۳۸۹ھ میں
 مصلح الامت مولانا

وصی الشہ صاحب فتحپوریؒ خلیفہ حضرت تھانویؒ نے جامعہ کو اپنے درود و سحر سے مشرف
 فرمایا۔ واپس جا کر اپنے تائثرات قلبیہ کو لکھا رسالہ فرمائی وہ یہ ہیں۔

(نقل مکتوب حضرت شاہ وصی الشہ صاحب فتحپوریؒ رحمۃ اللہ علیہ)

بخدمت جناب مہتمم صاحب عالم صاحب دارالین و مدرسہ اہل انبیا صلا علیہم اجمعین و دست بنایا لکم
 اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں نے آتے وقت یہ عرض کیا تھا کہ بعضی پہونچ کر کچھ لکھ کر بھیجوں گا۔ اس سلسلہ میں
 آپ حضرات سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں وہاں آپ حضرات کی دعوت پر اس وجہ سے
 جلی حاضر ہوا کہ وہ میرے اکابر کی اور اساتذہ کی جگہ بھی چنانچہ میں نے وہاں پہونچ کر طلباء
 اور اساتذہ کی جو حالت دیکھی اس کا میرے قلب پر اچھا اثر ہوا، ان کی وضع تواضع مسکنت

ادب اور احترام ساری ہی چیزیں بچھ پسند ہوئیں۔ چنانچہ ایک عربی اور دینی مدرسہ کو جیسا ہونا چاہئے الحمد للہ میں نے جامعہ اسلامیہ کو ایسا ہی پایا۔ بلاشبہ یہ چیزیں اساتذہ اور اراکین کی ویداری اور اخلاص کا ثمرہ ہیں اس پر میں آپ حضرات کو مبارکباد دیتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ سے جامعہ کی ظاہری اور باطنی ترقی کیلئے دعا کرتا ہوں۔ بعض عوامی کی بنا پر وہاں قیام بہت ہی قلیل رہا جس کا مجھے بھی افسوس ہے۔

والسلام مکمل الحکام

رمی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۷ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ

سیمان بلڈنگ کراچی ۷۰ (ریسٹورنری نمبر ۱۶۱)

بارگاہ عالم اسٹرڈ قاری، اکیس حافظہ اس سال تیار ہوئے آٹھ ناظرہ خوانوں نے قرآن ختم کیا۔

سالانہ جلسہ سالانہ جلسہ کے موقع پر فخر الحدیثین حضرت مولانا فخر الدین احمد صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند و صدر جمعیۃ علماء و چند نیز مولانا ابوالوفاء شاہ جاما پوری اور قدامت ملت مولانا اسعد علی ناظم عمومی جمعیۃ علماء و چند تشریف لائے۔ مولانا فخر الدین صاحب نے اپنے قلم سے مہینہ تحریر فرمایا۔ مولانا ابوالوفاء اور مولانا اسعد علی صاحبان نے دستخط فرمائے۔

نقل معائنہ حضرت مولانا فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(محمد صلوٰۃ) اب بعد! استقر حسب طلب حضرت مہتمم صاحب جامعہ دارالہیصل کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر حاضر ہوا۔ جامعہ کے احوال کے متعلق اس کا ایک عرصہ سے اپنے معلوم کو مشاہد کرنے کا متمنی تھا سو بجا اس سال یہ تمنا پوری ہو گئی میں نے یہاں آکر وہ سب

کچھ دیکھا جس کی توقع ایک مخلص بادیقار جامعے ہو سکتی ہے۔ ماشاء اللہ ہر مال پہاں کا بہتر پایا آئندہ کی ترقیات اور جامعہ کی مقبولیت کا اعزاز اس سے آسانی لگایا جاسکتا ہے مولانا محمد سعید بزرگ (صحیح محمد سعید بزرگ) مہتمم جامعہ کائنات علی اور ان کی خاصانہ جدوجہد کا اثر نمایاں طور پر پہاں کے طلبہ و مدرسین میں مشاہد ہے اور بحیثیت مجموعی بلا سبب الغریہ کہا جاسکتا ہے کہ جامعہ آج کل کی بہت سی دینی درسگاہوں (میں) ایک ممتاز حیثیت اور شرف کا مالک ہے دعا ہے کہ خداوند اس کو نظر حسد سے ہمیشہ مومن رکھے اور اس کو روز افزوں ترقیات نصیب ہوں اور اس کے جملہ متعلقین میں اخلاص مزید کے روح پور و مناظر بار بار نظر آئیں۔ آمین

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (ص) اللہ علی

الفی الکرم سعید نام محمد وآلہ و الصحابہ (جمعہ)

نور الدین ۲ شعبان ۱۴۲۶ھ

ابوالوفا، اسعد غفرلہ

معاینہ حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہی ^{رحمۃ اللہ علیہ} ازی تعدہ شعبہ میں حضرت مفتی محمود صاحب مفتی اعظم

دارالعلوم دیوبند تشریف لائے تھے۔ رجسٹر معاینہ میں آپ کی تحریر بعینہ یہ ہے۔

حاضر و مصلیٰ: احقر آج اس مدرسہ میں حاضر ہوا اساتذہ کرام اور ارباب اہتمام سے نیار حاصل کیا۔ بعد العصر کتب خانہ میں کچھ دیر کھینچ بیٹھنا ہوا۔ طبیعت بہت مسرور ہوئی حق تعالیٰ اساتذہ کرام کے اخلاص و استقامت میں ترقیات عطا فرمائے اور طلباء کو ہمیشہ از ہمیشہ علوم سے منتفع فرمائے اور اس فیض و چشمہ رحمت کو جاری رکھے مکارہ سے محفوظ فرمائے۔

احقر محمود عفی عنہ ۲۰ ۱۴۲۶ھ (رجسٹر معاینہ ص ۱۲)

سالانہ خرچ

سالانہ خرچ تعمیرات کے ساتھ تین لاکھ سے تجاوز ہوا۔

وفیات

اس سال کی وفاتوں میں مولانا عبدالرحمن صاحب دیکھل پوری، خلیفہ حضرت حکیم الامت (متوفی ۱۲ رجبی الاخری ۱۳۸۶ھ) اور حاجی یوسف نانک

سنگل جاموہ کے ٹرسٹس نیز مولانا احمد امجدی کلاں کا چچا سابق استاذ جامعہ کی وفیات پر رنج و غم کا اظہار کیا گیا ہے۔ (اروڑ ادب سوسائٹی)

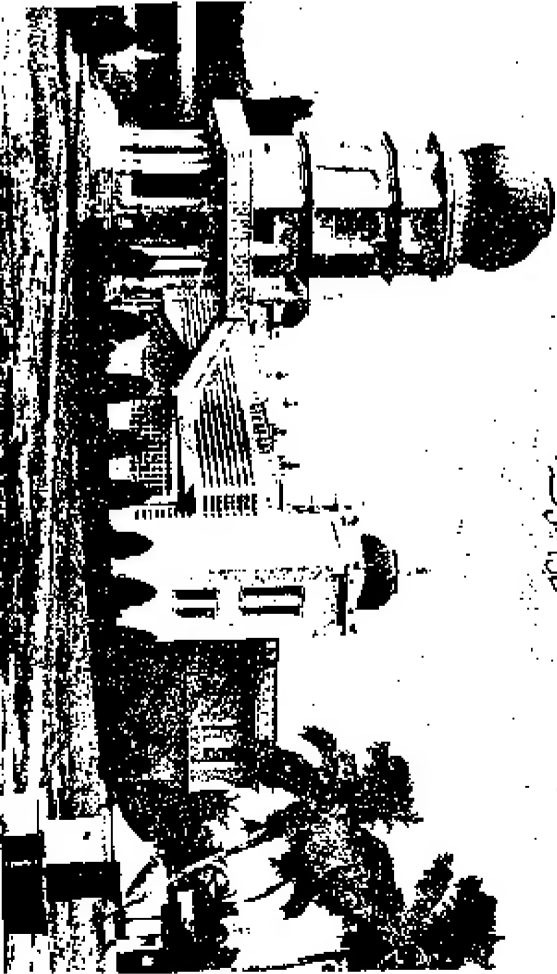
۱۳۸۶ھ ستمبر

اس سال ہتم صاحب نے جاموہ کے واسطے سرمایہ کی فراہمی کیلئے مختلف ملک کا سفر کیا۔ ۷ اگست ۱۹۶۶ء کو میان سے

روانہ ہو کر ری یونین پہنچے وہاں حاجی سلیمان بلبلہ صاحب نے میزبانی کا حق ادا کیا۔ ہتم صاحب کے چھتے مولانا رشید احمد بزرگ نے ملازمت سے طرین رخصت لیکر ساتھ لیا۔ ری یونین میں مقیم جاموہ کے غیر فوہاہوں نے بہت دل چسپی اور بھرپور مدد کی خصوصاً حاجی محمد سلیمان بلبلہ، حکیم غلام حسین نانکدوڑ، قذافی محمد جوکسی، عبداللہ یانکدوڑ، مولوی یوسف سفلیہ، حاجی اسماعیل قاضی، حاجی یوسف کارا۔

۱۰ اکتوبر کو ری یونین کے میزبان کے ساتھ موریشس پہنچے جہاں جناب یوسف باسندو صاحب میزبانی بنے جنہ روز قیام کیسے ۲۲ اکتوبر کو جواںسرگ (جنوبی افریقہ) کیلئے روانہ ہو گئے وہاں ڈابھین دسہ ٹرسٹ کی طرف سے (جو تین گالوں کے باشندوں پر مشتمل ہے) ناناموہی ہال میں ایک جلسہ بلوایا گیا جس سے جاموہ کی امداد کا خوب چرچا ہوا۔ مولانا محمد ابراہیم کھٹیا، ڈابھی ابراہیم ماکڑا، حاجی ابو یوسف ڈابھی، حاجی اسماعیل پانڈو، محمد سلیمان خٹی، محمد بھائی کولا، مولانا ابراہیم میان، حافظ عبدالرحمن میان، حاجی سید ڈابھی، سعید بھائی موہینہ ان معمرات نے بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ شہر ٹھٹھوان (جنوبی افریقہ) میں جب جانا ہوا تو وہاں ملک مسلم ایسوسی ایشن

پاکستان کی سچائی اور حریت کا نغمہ
 علامہ اقبال کی شاعری



کی طرف سے استفادہ الیہ جلسہ ہوا، رخصت ہوتے وقت الوداعی جلسہ بھی کیا گیا۔
انگریزوں میں پکارا ہوا قیام رہا، ڈائریکٹر سٹاک کے رئیسوں اور جامعہ کے مجددوں کی
دل کھول کر مدد کی مختلف حضرات نے اس طرح بھی مدد کی کہ کسی نے دو قاری کی تنخواہ
کی ذمہ داری سنبھالی، کسی نے ایک استاد حدیث یا عربی کے استاد کی تنخواہ اپنے ذمہ لے
لی۔ چند لوگوں نے مل کر پانچ مہینوں کے اساتذہ کی تنخواہ کی ذمہ داریاں قبول فرمائیں۔

تعمیر دارالاساتذہ کی ذمہ داری | اساتذہ جامعہ کیلئے مستقل کواٹر ہونا بہت
ضروری ہے دائرہ و کس کی ضرورت بھی

پہلے ظاہر کی جا چکی ہے۔ جہاں سب برگ کی ڈائریکٹر مدرسہ ٹرسٹ نے اس کے تعمیر کی ذمہ داری
قبول کی۔ اس کیلئے کارڈز اینڈ سنس (دبائٹ ویر) نے اپنی زمین جو جامعہ سے متصل
ہوئی تھی، علاوہ ازیں محمود بھائی موسیٰ اسحاق جی، مولانا محمد ایگھلوایا اور حاجی ابراہیم
یوسف ماکڑا نے بھی اپنی اپنی زمینیں جامعہ کیلئے وقف کیں۔

چار پائیوں کی ذمہ داری | منتظمی اینڈ سنس (منیجرس) کی طرف سے جامعہ
کے ہر طالب علم کیلئے چار پائی دیئے کا اعلان کیا گیا۔

ٹائپ رائٹر | حاجی غلام محمد اسماعیل پٹیل کا پورا سامنے ایک خوبصورت انگلش
ٹائپ رائٹر جامعہ کو عطا فرمایا۔

نئی مسجد کی تعمیر | تیس مسجد کی تعمیر کیلئے کئی سالوں سے اعلان کیا جا رہا تھا اس کی
تعمیر مسلمان اشرقتی کی توفیق اور اصحاب خیر کی توجہ سے

شروع ہو گئی۔

انگریزی کلاس کی ابتدا | سلائی اور گھڑی سازی کے درجات کا ذکر پہلے آچکا
ہے۔ اس سال انگریزی کا درجہ بھی کھل گیا یہ بھی زمانہ

کی ایک ضرورت ہے۔ اس کو بھی صنایع کی طرح خارج اوقات میں رکھا گیا ہے۔

اس سال دشمن عالم، اٹھارہ قاری، پوریتیں مرافظ جامعہ سے نکلے اور دس طلبہ فارغین نے ناظر قرآن ختم کیا۔

سالانہ جلسہ ۲۲ شعبان ۱۳۳۸ھ کو سالانہ انعامی جلسہ ۸ بجے شروع ہوا اس موقع سے حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی مدظلہ اور مولانا انظر قدسین قاسمی مدظلہ تشریف لائے۔

نیابت اہتمام حضرت ہتم صاحب کے سفر مالک کے زمانہ میں آپ کے برادر خورد جناب مولانا رشید احمد بزرگ صاحب نے اہتمام کی ذمہ داری سنبھالی۔

مدرسین مولانا ابراہیم اندوری، مولانا محمد قاسم آنتوٹی، مولانا ابراہیم شکار دی، یہ حضرات مدرسین درجات عربہ صفر سے علیحدہ ہوئے۔ مولانا اسماعیل محمود بسم اللہ مدرس فارسی جمادی الثانیہ سے الگ ہوئے۔ مولانا ابراہیم پٹنی، مولانا (مفتی) اسماعیل حسین کچھلوی مولانا آدم یوسف لونت درجات عربہ کیلئے اور مولانا امین الرشید دہنی فارسی کیلئے مدرس مقرر ہوئے۔

وفات مولانا علی محمد تراجمی اس سال علاقہ کے مشہور عالم مدرسہ مفتاح العلوم تراج کے بانی، جامعہ کے قدیم رکن مجلس شوریٰ مولانا علی محمد تراجمی کا انتقال ہوا۔ مولانا کو جامعہ سے گہرا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ بالبال مغفرت فرمائے۔

(مولانا کا انتقال ۶ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ مطابق ۶ فروری ۱۹۲۸ء میں ہوا) ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ کو مولانا ابراہیم صاحب مدظلہ ہردوئی خلیفہ حضرت تھانوی جامعہ تشریف لائے۔ رجسٹر معاینہ میں کھینچے ہیں۔



معائنہ :

مولانا ابرار الحق صاحب ہمدونی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم! آج پہلی مرتبہ جامعہ اسلامیہ دارالحدیث ہمدونی غرض حاضر کیا
 مدرسہ اور اکابر مدرسہ کی زیارت اور استفادہ تھی کرم و محترم مولانا محمد سعید بزرگ ہتم ہمدونی
 اسلامیہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ صاحب موصوف نے بہت ہی شفقت و محبت سے مدرسہ
 کو دکھلایا۔ طلبہ و اساتذہ کرام مدرسہ کے بارے میں احقر حضرت اقدس مولانا شاہ ولی اللہ
 صاحب نور اللہ مرقدہ کا جو ارشاد گرامی ہے اس (سے) ناکارہ بھی حرف بحرف متفق ہوں۔

درجات حفظ و تجوید میں حاضری کی سعادت ملی ماشاء اللہ ذوق و شوق سے طلبہ
 اور اساتذہ کو مصروف پایا تقریباً سٹو کے اب طلبہ حفظ میں ہیں ان کیلئے تجوید کا بھی نظم ہے
 مگر موجودہ طلبہ کے لحاظ سے اساتذہ تجوید کی کئی اس کیلئے ایک اہم گذارش بطور مشورہ کے
 عرض ہے اساتذہ حفظ و ناظرہ ہی کے ذریعہ تجوید کے ساتھ تعلیم قرآن پاک کا سلسلہ شروع
 فرمایا جائے تاکہ جملہ طلبہ تجوید کے ساتھ قرآن پاک جلد ختم کر سکیں۔

اساتذہ کرام درجہ حفظ میں اگر تجوید کی خامی ہو تو وہ بذریعہ قرآن مجید دین مدرسہ اپنی
 کئی کو غارتخا اذ اوقات مدرسہ میں پوری فرماتے رہیں۔

مدرسہ کے مجموعی حالات سے بھید مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ اس کو ترقیات سے نوازیں
 اور اس پیشہ فیض کو ہر قسم کے شر و فتن سے مامون رکھیں۔

ناکارہ ابرار الحق لفظ غایم و عروۃ النقی ہمدونی یوپی

۲۴ رذی الحجہ ۱۴۲۶ھ ۲۶ مارچ ۱۹۰۵ء

(اثر جہل سہ ماہیہ صفحہ ۱۶)

اس سال بھی مسجد کی تعمیر جاری رہی۔ دیگر حالات سال گزشتہ
یہی کی طرح ہیں۔

۱۳۸۸ھ

ساجی حسن پٹیل مرحوم کی صاحبزادیوں کی طرف سے مرحوم کے "صال ثواب"
کیلئے ایک وار کوٹہ پانچ ہزار پانچ سو اسی روپے کی قیمت کا مہربول ہوا جو

دارالعلوم

جامعہ کے دارالطعام میں پہنچ گیا۔

پندرہ علماء، چھ قراء، پچیس حفاظ جامعہ سے اس سال فارغ ہوئے بارہ ناظم
خوان طلبہ سند قرآن پاک ختم کیا۔

دارالغنی

جامعہ کے دارالافتاء سے مفتی اسماعیل محمد گوزا صاحب دافری نے ۶۲۴

فتاویٰ

مسائل کے جوابات دیے۔

مولانا محمد بے مات صاحب مدرس عربی، رمضان سے، مولانا محمد آدم صاحب

مدرسین

مکتب پوری مدرس عربی شوال سے، مولانا عبدالغفور صاحب نقشبانی ناظم

کتب خانہ اور قاری حفیظ الرحمن صاحب اعلیٰ صدر مدرس درجہ تجوید رمضان سے علیحدہ

ہوئے۔ مولانا محمد امجد صاحب پیشہ وری ختم کھنکری دسی مقدمہ سے مولانا احمد خان پوری

مولانا ایرار احمد صلیبی صاحبان شوال سے مولانا عبدالعزیز صاحب سورتی ناظم کتب خانہ

رفضان سے۔ مولانا حیدر رسول صاحب دوسرا رد شوال سے معزز ہوئے۔ قاری محمد ایوب

صاحب ترکسری کا نام بھی اس سال فہرست میں درج ہے۔

شاہین کو سالانہ بارہ دستار بندی ہوا۔ رات کے اٹھ بجے جلسہ میں

سالانہ جلسہ

مولانا ابراہیم صاحب سہرولی، بظہر نے وعظ فرمایا۔ صبح کے اٹھ بجے

میں مولانا ابو القاسم صاحب پوری نے اپنے موقوفات سے مجلس کو فیض دیبا کیا۔ سکرٹری

جمعیتہ علماء و مہند مولانا اسعد سرتی مدظلہ نے بھی تقریر فرمائی۔

(درود شریف ۱۰۵۵)

وفیات | جامعہ کے ایک بڑے محسن، مجلس شوریٰ کے رکن جناب ابراہیم محمد خاں صاحب اجمیل کا واقعہ وفات جامعہ کیلئے ایک بڑا نقصان ہے۔ آپ کی وفات پر پوراؤ بھلا ہو گا کہ ہے۔ آپ جامعہ کی تعمیرات کئی کے بھی رکن تھے آپ کی وفات سے جامعہ ایک مجلس جان ڈال رہی ہے۔ مولانا عبدالحق صاحب راجون۔ (مرحوم زمین کے ایک درد مند دانی بھی تھے) قرب و حصار میں تبلیغی جماعت کے ساتھ کافی جدوجہد کی اس سلسلہ میں بیرون ہند ترکی اور شام وغیرہ کا سفر بھی کیا۔ (اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مقام نصیب کرے۔

جامعہ کے سابق رکن مولانا عبد الرحیم سادق راندیری کی وفات بھی جامعہ کا ایک شرمناک حادثہ ہے۔ ان کے علاوہ جلیل الامت حضرت مولانا وحی اللہ صاحب نقیوری (متوفی ۲۲ شعبان ۱۳۸۵ھ)۔ علامہ ابراہیم بیادوی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند و سابق استاذِ حدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (متوفی ۲۲ رمضان ۱۳۸۵ھ)۔ مولانا سید مبارک علی استاذ دارالعلوم دیوبند اور مولانا عبدالجلیل کیرانوی کی وفیات پر بھی رنج و غم کا اظہار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام پرانی سبب پائیاں رحمتیں نازل فرمائے۔ (الغنائف ص ۱۳۸۹)

درجہ حفظ کیلئے نیا ضابطہ | درجہ حفظ کے تین تعلیم خانوں میں طویل مدت تک گھر گھر کر بہت کچھ یاد کیا ہوا بھول جاتے ہیں۔ اس لئے اس سال یہ طے ہوا کہ ان کو شعبان کے اخیر تک تعلیم دی جائے گی: ۱۔ رشوالی کے شروع ہی سے ان کی تعلیم جاری ہو جائے گی۔ چنانچہ اس سال اس پر عمل درآمد شروع ہو گیا اور ۲۔ رشوالی سے ان کی تعلیم شروع ہو گئی۔ دوسرے درجات کی تعلیم بڑے رشوالی سے شروع ہوئی لیکن یہ سلسلہ برابر جاری نہیں رہ سکا اور درجہ حفظ کی تعلیم دوسرے درجات کے ساتھ ہی شروع اور ختم ہوئی ہے۔

وارنگ کلاس | اس سال سنائے میں وارنگ کلاس کا اضافہ ہوا۔ مدرسے کے وارنگ میں طلبہ کو بجلی سے متعلق امور سکھاتے ہیں جس کی آج گھر گھر ضرورت ہے۔

سیرین | ذی قعدہ سے مولانا عبدالعزیز ناظم کتب خانہ الگ ہو گئے۔ مولانا احمد دیولہ صاحب سوال سے مدرسہ اردو معزز ہوئے۔

مسجد کی تعمیر | مسجد کی تعمیر تین سال سے جاری ہے۔ اب تک تقریباً چار لاکھ روپے صرف ہو چکے ہیں۔

فارغین | پندرہ عالم، گیارہ قاری، بیس حافظ جامعہ سے تیار ہوئے۔ بیس طلبہ نے ناظرہ قرآن کریم ختم کیا۔

سالانہ جلسہ | ۱۰ ارشعبان بروز جمعرات صبح سالانہ جلسہ دستار بندی منعقد ہوا جس میں جہاں خصوصی کے طور پر مفتی محمود الحسن گلگڑی مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مولانا سید اسعد مدنی اور مولانا ابوالقادر شاہ جہاں پوری نے شرکت فرمائی۔

سالانہ خرچ | تعمیرات کے ساتھ اس سال تین لاکھ اکانوے ہزار ایک سو ساٹھ (۳۱۱۱۶) روپے صرف ہوئے۔

وفیات | جامعہ کے مفتی مولانا مولوی اسماعیل گوراندیری رحمۃ اللہ علیہ کا ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ کو انتقال ہوا۔ مفتی صاحب اپنی خند و بیانی اور طنز و ساری کی وجہ سے ہر عمر پر تھے۔ اپنی قابلیت کیلئے ہند اور بیرون ہند میں مشہور تھے۔ مفتی صاحب کی وفات نہ صرف جامعہ کیلئے بلکہ پورے مسلم گجرات کیلئے ایک بڑا نقصان ہے کہ آپ کی وفات سے گجرات کے مسلمان ایک عجیب و غریب محروم ہو گئے۔ انشاء اللہ الیہ راجعون۔

جامعہ کے ایک اراکام ابراہیم محمود دسم اشتر سفیر جامعہ بھی اشتر تعالیٰ کی رحمت کو پہنچ گئے۔ مرحوم جامعہ کی محبت میں اس کی خدمت کیلئے رات دن سفر کی زحمت اٹھا کر جہان نیاں رسول کیلئے روپے اور غلہ کی فراہمی میں کوشاں رہتے تھے اللہ تعالیٰ ان مرحومین

۲۰۷
کی نیکیاں قبول فرما کر جنت میں بلند درجات عطا فرمائے۔ (ردودا مشفقہ ص ۱۳۹)
۶۱ سوال سے حفظ و ناظرہ کے درجات مکمل کئے پھر ۱۴ سوال سے پھر
درجات کی تعلیم شروع ہوئی۔ ۷۰ھ طلبہ نے داخلہ لیا۔

درجہ جملہ سازی | اس سال متائع میں ایک نئے درجہ کا اضافہ ہوا۔ سالانہ انگریزی
سائنس کا وارڈنگ اور انگریزی کے درجات سے طلبہ فائدہ اٹھا

رہے تھے اب جملہ سازی کا درجہ بھی قائم ہو گیا۔ اس سال ستر طلبہ نے اس میں داخلہ لیا۔
مولانا عبدالعزیز کی علیحدگی کے بعد کتب خانہ کا انتظام سولانا، محمد خان پوری
صاحب مدرس عربی کے سپرد ہوا۔ پھر شمال میں مولانا موسیٰ آدم بھگوانی
کا تقرر نائب ناظم کتب خانہ کی حیثیت سے ہوا۔ صفر میں سولانا غلام فروغی صاحب
مدرس عربی کا تقرر ہوا۔

فتاویٰ | مفتی اسماعیل گوراکے انتقال کے بعد افتاء کا کام جامعہ کے مدرس عربی مفتی
مولانا اسماعیل حسین کچھلوی صاحب کے سپرد ہوا اس سال دارالافتاء سے
گیارہ سو چھپن سوالات کے جوابات دئے گئے۔

شعبہ نشر و اشاعت | بامصلحت تقریباً تین سال سے شعبہ نشر و اشاعت قائم ہے
اب تک دو کتابیں (۱) ہرعت اور اسلام (۲) نماز مومن
کا سراج ہے کے نام سے اور دو مینڈبل (۱) قرآنی کے مسائل (۲) رمضان کے احکام
کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

فارغین | اس سال دورہ حدیث سے اٹھارہ، قرأت سے گیارہ، حفظ قرآن کریم سے
ایسیس، ناظرہ قرآنی سے گیارہ طلبہ فارغ ہوئے۔

سالانہ جلسہ | ۹ شعبان کی شب میں طلبہ کا جلسہ ہوا، جس میں طلبہ نے قرأت، نظم
اردو اور عربی تقریریں سنیز مکالمے پیش کئے۔ صبح جلسہ دستار بندی

جس میں مولانا اسماعیل دامت برکاتہم اور مولانا ابوالوفاء شامی پوری نے شرکت کی تھی۔

بالائے خرچ فقیرانہ کے ساتھ چار لاکھ سو ہزار پانچ سو ستاسی (۵۷۰۶۰۰) روپے خرچ ہوئے۔

دیگر حالات جامعہ کے دیگر حالات مثلاً غلہ، سکیم، بسکالرشپ، اخلاق مکاتب، سب دستور ہیں غلبہ کو انعام دینے کیسے کرتے ہیں اور روپے بھی اصحاب خیر کی طرف سے ملتے رہتے ہیں۔

بعض اصحاب خیر مستحقانہ کے ساتھ کی پوری تنخواہ عطا فرماتے ہیں ان کے نام کا ذکر اس سال کی روداد میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔ مفتی ایڈمنسٹریٹو (ٹیلیسپورٹ) کی طرف سے رونقاری کی تنخواہ، حاجی آدم سیدرت کی طرف سے حدیث شریف کے ایک استاد کی تنخواہ، حاجی یعقوب لہر ٹرسٹ (غریب سیرگ) کی طرف سے بھی ایک استاد حدیث کی تنخواہ برابر ہر مہینہ بنتی رہتی ہے۔ درجہ حفظہ کے چار استاد کی تنخواہ مندرجہ ذیل معذرت کی طرف سے موصول ہوتی ہے۔

۱۔ حاجی احمد بے مات صاحب (سینٹ پیٹر) ۲۔ حاجی حسن دیندار صاحب (سینٹ پیٹر) ۳۔ گورنمنٹ صاحب (سینٹ پیٹر) ۴۔ احمد ابراہیم کلانی (سینٹ ٹینس)۔

زمی لکچر میں مولانا احمد آدم ظالمی جو بی مدرس حدیث کا امتحانی ہو گیا۔ انشاء اللہ انا ایہ راجیون۔ مولانا اپنی علمی قابلیت سے بڑے بڑے مسئلوں کو آسانی

ظن فرمادیتے تھے۔ نرم مزاج، بہترین اخلاق سے آراستہ، ملامت اور خندہ نہیں دانتے ہوئے تھے۔ دو ایک سال سے بیمار تھے، عجب بھی طبیعت کا حال کوئی پوچھتا ہے کہتے کہ اچھی ہے، رضا بالذمہ آپ کا شیروہ تھا آپ کی وفات۔ سے جامعہ کو ایک بڑا صدمہ پہنچا۔ اگلے اسی روز کوئی ہفتہ بالغروں سے۔

ضروریات جامعہ | اس عنوان کے تحت ایک نئی بلڈنگ "دارالقرآن" کی ضرورت ظاہر کی گئی ہے۔ کیونکہ مسائل کے درجات کھلی جانے اور حفظ کے اساتذہ کے بڑھ جانے سے انور بلڈنگ ناکافی ہو گئی ہے۔ نیز طلبہ کی کثرت کی وجہ سے دارالافتاء بھی ناکافی ہو گیا ہے۔ اس میں توسیع اور اوپر ایک منزل مزید بنانے کی ضرورت بتائی گئی ہے۔

محرم شمسہ میں ہندو اور عالم اسلام کی مشہور شخصیت حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی شریف آوری ہوئی حالات معلوم کرنے کے بعد آپ نے تحریر فرمایا۔

نقل معائنہ :

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

السلامة والسلام علی عبادہ الذین اصطفى۔ امانجد !

آج بتا رہا ہوں کہ محرم الحرام شمسہ کو رنقا دو علماء کی ایک جماعت کے ساتھ جامعہ اسلامیہ دہلی بھیل حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا اس سے پہلے بھی دو ایک بار حاضری ہوئی ہے لیکن اس مرتبہ بہتر جامعہ مولانا سعید بزرگ صاحب کی عنایت سے کسی قدر اطمینان و تفصیل کے ساتھ جامعہ کے مختلف شعبوں اور عمارتوں کو دیکھنے اور اس کی وسعت اور جدید ترقیات سے واقف ہونے کا موقع ملا جو کچھ دیکھا اس سے دلی مسرت ہوئی اور اس سے اندازہ ہوا کہ اس لیل عرصہ میں جامعہ نے کتنی ترقی کی اور اس میں کس قدر توسیع و اضافہ ہوا۔ تقریباً سا وقت کتب خانہ میں ہی گزرا مختلف درجوں پر گزرتے ہوئے نظر ڈالی خاص طور پر مسجد کی عمارت اور طرز تعمیر دیکھ کر بہت متاثر ہوا یہ مسجد بے نشانہ نہیں مکن ہو جائے گی تو ایک نئی تحفہ اور تعمیر کا ایک نوبہ ہوگی درالطعام کی عمارت بھی دیکھی

اس کے انتظامات بھی، ہر چیز سے سن ذوق اور حسن انتظام کا اظہار ہوتا ہے۔
 اللہ تعالیٰ اس جاسم سے ان مقاصد کی تکمیل فرمائے جن کیلئے اس اولوالعزمی اور ربوبی
 کے ساتھ یہ سب انتظامات کئے گئے ہیں اور اس تعلیمی انتظام میں کمی ہو جو اس وقت
 سارے تمام مدارس اور دینی حلقوں میں بیزی سے آرہا ہے۔

وَمَا ذَا الَّذِیْ عَلَی اللّٰهِ بِعِزِّهِ

خاکسار ابوالحسن علی ندوی بقلم محمد مرتضیٰ ناظم کتب خانہ ندوۃ العلماء

(۱۲۶) ۹۰/۱۲/۹۰

اس سال کے حالات بھی بیشتر سال گزشتہ ہی کی طرح رہے۔ طلبہ کی تعداد
 پانچ سو ستر، اساتذہ اور ملازمین کی تعداد اسی رہی۔ سالانہ خرچ تعمیرات
 کے ساتھ چار لاکھ سے متجاوز رہا۔

تیسرے طلبہ نے دورہ حدیث سے فراغت حاصل کی، انیس قاری اور اٹھارہ
 حافظ ہوئے، گیارہ بچوں نے ناظرہ قرآن مجید ختم کیا۔

سالانہ جلسہ مولانا ابوالکلام آزاد صاحب پروری، مذاہم ملت
 حضرت مولانا سید اسعد مدنی اور حضرت مولانا قاضی زین العابدین میرٹھی
 دونوں افروز ہوئے۔ شاعر خوش الحان جناب ساجد صدیقی نے جلسہ کی رونق دو بالاکوڑی

نقل معائنہ

حضرت مولانا قاضی زین العابدین ضامیر ٹھہری مدظلہ

رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند

ضحدہ و ضحدی علی و سلمہ الکریم۔ اعاجیب! غرض دراز سے دارالعلوم جاسم اسلامیہ

ڈیوہیل میں حاضر کیا کا شوق تھا کیوں کر یہ میرے اکابر کی تہہ کنجی یادگار ہے اور یہاں کا ذرہ
 ذرہ دوسرے نظر۔ الحمد للہ آخر یہ شوق پورا ہوا اور محب محترم حضرت مولانا محمد سعید بزرگ کی
 دعوت پر جامعہ کے سالانہ جلسہ کی تقریب میں شرکت کا موقع ملا۔ جامعہ نہ صرف مغافر معنوی
 بلکہ محاسن ظاہری کا بھی مجمع و مخزن ہے طلبہ مختلف بلاد و اقالم کے یہاں آکر کئی بے منت
 کے چشمہ معانی سے میراب ہوئے ہیں اور اپنے اپنے وطن بنا کر گلشن اسلام کے باغباں ثابت
 ہوئے ہیں۔ رات آخری طلبہ کی انجمن کا جلسہ تھا جس میں سات زبانوں میں تعلیمات اسلام
 کے مختلف پہلوؤں پر طلبہ نے روشنی ڈالی اور اسلام کی عالم گیریت کا عملی مظاہرہ کیا۔
 دارالطلبہ میں طلبہ کی رہائش و سائنس کے جتنے بہترین انتظامات نظر آئے دوڑ کر
 جگہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

کتب خانہ میں بھی درسی وغیرہ درسی عربی فارسی اردو انگریزی وغیرہ کی کئی ہزار
 کتابیں بڑے سلیقہ اور حسن انتخاب کے ساتھ جمع کی گئی ہیں۔ محفوظات و نوا در کا بھی خاصہ
 ذخیرہ موجود ہے۔

جامعہ کی مسجد خصوصیت کے ساتھ آنے والے ہر شخص کو اپنی دلربائی اور دلکشی کی وجہ
 سے دعوت نظر دیتی ہے، سادگی، نفاست اور حسن و جمال رب کچھ یہاں یکجا کر دیا گیا ہے
 مسجد کا منارہ خصوصیت کے ساتھ جاذب تلب و نگاہ ہے پھر اس منارہ کو اس طرح کا راند
 بنایا گیا ہے کہ اس کے اندرونی حصہ میں رازِ لافقہ کوئی جگہ نکالی گئی ہے جہاں سے احکام
 اسلام کے انوار پھوٹ پھوٹ کر کجرات اور دوسرے صوبوں اور علاقوں میں سالکانِ راہ
 دین کی رہنمائی کرتے ہیں۔ جامعہ کے موجودہ صدر المدبرین حضرت مولانا محمد ایوب صاحب
 (اعظمی مدظلہ) بھی بلند پایہ عالم اور بزرگ ہیں۔

بہر حال مدرسہ ظاہری و باطنی اور مدبری و معنوی حیثیتوں سے قابل قدر ہے جس میں اس
 کیلئے جامعہ کی مجلس شوریٰ کے ارکان اور حضرت مولانا محمد سعید بزرگ صاحب ہنرمند

مقامی مبارک یاد بچتا ہو اور دعا کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کی مسامی جلیلہ کو کامیاب سے کامیاب تر فرمائے اور جامعہ اسی طرح ترقی کی ستر لیں طے کرتا رہے اور اپنی علمی و دینی تاریخی حیثیت و شہرت کو قائم رکھے۔

(قاضی) زین العابدین استاذ فقیر و تاریخ اسلام

جامعہ کالج جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

۱۱ شعبان ۱۴۱۱ھ (۱۷ جیسٹ ۱۹۹۰ء)

بارہ سو اسیس (۱۲۳۹) سوالات کے جوابات اس سال دارالافتاء سے دئے گئے۔

فتاویٰ

شوال ۱۴۱۱ھ میں مولانا یوسف کاظمی صاحب کا تقرر ہوا عربی کے مدرس ہونے کے ساتھ دارالافتاء میں بھی کام کرتے ہیں۔

درسین

رمضان میں اعتکاف کا روحانی سلسلہ | اس سال شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کے ارشاد سے حضرت

کے خلیفہ اور جامعہ کے مفتی مولانا مفتی اسماعیل صاحب کچھوڑی نے رمضان میں اعتکاف کا سلسلہ شروع فرمایا حضرت شیخ الحدیث کے یہاں شب کو روز کے معمولات کے مطابق یہاں پر بھی معمولات جاری رکھے گئے۔ مختلف گاؤں سے بہت سے حضرات (نوے افراد) پورا رمضان مبارک اعتکاف کے ساتھ گزارنے کیلئے یہاں تشریف لائے۔ ذاکرین و شافعیین کی ایک جماعت جمع ہو گئی۔ ذکر و تفل، تلاوت و دعا میں مشغول دیکھ کر مسجد جامعہ ایک خانقاہ معلوم ہونے لگی ان متکفلین کے افطار و سحری اور خورد و نوش کا سارا خرچ اصحاب خیر کی طرف سے پورا ہوا الحمد للہ شریر روحانی سلسلہ اب تک جاری ہے اس سلسلہ کو حق تعالیٰ ہمیشہ قائم رکھے۔

برتنوں کی خریداری | جامعہ کے قدیم محسن متقی اینڈ سنس (ریکسپروٹ جنرل انفریقا)

۱۲۸۱
 ان طرف سے شیعہ اور درالاعتدال نہیں گئے۔ مسلمانوں کے ہر حق فرید سے گئے۔ ہر ہر حق میں مسلمانوں کی
 جگہ اویں۔ جاسم کیلئے ہر حقوں کا مسئلہ ایک بہت تک کیلئے لعل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس مرد
 جابر کا خوب توصیف کو پہنچا رہا ہے۔ (اس ٹریڈری پر پہنچا جس ہزار روپے صرف ہوئے)۔
 (رد و اسٹارٹ ص ۱)۔

تعمیرات | ترمیم درسا کا عربی و فارسی کی چھت پہنچے کھیر لک کی تھی پہر شمسہ میں مولانا
 احمد بزرگ نے زمین کی ہوائی تھی اب وہ بھی ہوسیدہ ہو گئی تھی۔ اس
 کے برسات میں پانی پکنت تھا۔ اس سال رمضان شمسہ سے سنہ کی تھی چھت ہانے کا
 کام شروع ہوا اور کچھ دنوں کی منتظر کو پہنچا۔

پراویہ نٹ فٹ | مجلس شریعت کے فیصلہ سے جامعہ اور ملازمین کیلئے مستقبل کی
 ضروریات کے پیش نظر ماہ سوال سے پراویہ نٹ شد کا سلسلہ
 شروع کیا گیا۔ تنخواہ سے زمین فیصلہ رقم وضع کر کے اس میں یا سہ کی طرف سے دو فیصد
 کا اضافہ کر کے پانچ فیصد رقم جمع کر لی جاتی ہے۔ بہ انتظام ملازمت کے وقت ادا کر دی
 جائے گی۔ (رد و اسٹارٹ ص ۱)۔ (ص ۱۲۸)

۱۳۹۲ھ سفر بہار | اس سال بہار میں مولانا محمد سعید بزرگ صاحب نے انسر لکھ
 (رد و اسٹارٹ ص ۱)۔ (رد و اسٹارٹ ص ۱)۔

استقامت | جامعہ اسلامی آباد میں استاد شریعت اور خراب مالک احمد نواز جی نے مہینہ لا۔
 مدرسین | مولانا بڑا بھٹا پانچ سو روپے رخصت سے اور قاری محمد ارباب ممتاز کی سو روپے دی گئے
 ایک سو روپے۔ قاری محمد علی سالوی صاحب دی گئے۔ ان میں مدرس بقدر مقرر ہوئے۔

فارسین | شروع کیا قاری پالیش کا خط اس سال کیا ہوئے پچیس طلبہ نے نظر خم کیا

سالانہ خرچ | طلبہ کے قیام و طعام اور دیگر ضروریات پر ڈیڑ لاکھ چھ سو تتر ہزار سات
 سو تیس (۷۶۷۳۰) روپے اور تعمیرات پر ایک لاکھ باون ہزار

عربی نام کی قریب اور سنگاہ
 بنگالی زبان میں مشرقی انڈیا کمپنی کے اہلکاروں کی
 ایک چھوٹی سی کشتی پر لکھا ہوا ہے



نوسو چار سو (۱۵۲۹۹۳) روپے صرف ہوئے۔

قانونی | اس سال سات سو اسی سوالات کے دارالافتا سے جوابات بھیجے گئے۔ ماہنامہ "التبلیغ" اور "امید" میں ہر ماہ جو جوابات بھیجے جاتے ہیں وہ ان کے سوا ہیں۔

تعمیرات | بورڈنگ (جمہوریہ دارالافتاء) کے اوپر بارہ کمرے تیار ہو گئے۔ مطبخ اور کھانا کیلئے بھی اشیا کمرے بورڈنگ سے متصل بنائی ہو گئے۔ ان کے اوپر دو مستر رومز میں پڑھیں کمرے جلہ ہی تیار ہونے والے ہیں۔ دارالقرآن کی تعمیر بھی اس سال شروع کر دی گئی۔ یہ عمارت دو منزلہ ہوگی جس میں بارہ درمگا ہیں ہوں گی۔ دارالاساتذہ اور وائٹور کسٹن کی تعمیر کے لئے بھی انتظامات ہو رہے ہیں۔

(دروداد سنہ ۱۴۲۲ھ ص ۸۵)

۱۴۲۳ھ

اس سال قریب سوالات کے سوا ہر خاص خاص انتظامات کئے گئے ہیں۔

پبلنگ کی خریداری | ششمین میں ہتم صاحب نے افریقہ کا سفر اختیار فرمایا تھا اس سفر میں منقہ اینڈ سنس (پبلیشرز) کی طرف سے تمام طلبہ کے واسطے چارپائی کے انتظام کا اعلان ہوا تھا، اس سال یہ سسٹم ہزار کی لاگت سے سٹیل اسپرنگ والی فوسے کی چارپائیاں خرید کر طلبہ کو دی گئیں (حاجی محمد نعیمی اینڈ سنس بھی کی طرف سے یہ چارپائیاں خریدی گئیں) (دروداد سنہ ۱۴۲۳ھ ص ۸۵)

کولر وائر | ایک کولر کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ اس سال ایک اور کولر خریدوایا تاکہ طلبہ کو دارالافتاء اور درمگاہ دونوں جگہ ٹھنڈا پانی مل سکے۔

مستحق فنڈ کا قیام | ایسے نادار طلبہ جن کو کوئی وظیفہ دینے والا نہیں جن کے والدین ہر ماہ جیب خرچ کیلئے کچھ نہیں بھیجتے ایسے طلبہ کو کالی وقت کا سامنا تھا، اس ضرورت کا احساس کر کے جامعہ کے بھی خواہوں کو اس طرف متوجہ کیا گیا

۲۱۳
 ایسی کو توفیق سے ایک مستقل ادوی فنڈ مستحق فنڈ کے نام سے جاری ہو گیا۔ اس فنڈ سے
 غریب نادار طلبہ کو اسکالرشپ ہر ماہ دی جاتی ہے اس فنڈ سے ایسے ضرورت مند طلبہ کو کپڑے
 بھی مل کر دئے جاتے ہیں۔ ملائی کا کام جامعہ کے درجہ ریاضی سے انجام پاتا ہے۔ اسی فنڈ
 سے بیمار ہونے والے طلبہ کو ڈاکٹر کے مشورہ کے مطابق بازار سے دوا بھی خرید کر دی جاتی
 ہے۔ ویسے معمولی بیماریوں کیلئے جامعہ کے سامنے — گارڈی چیری ٹریل ہسپتال — جو
 مفت خدمت کیلئے وقف ہے کافی ہوتا ہے۔

اساتذہ کیلئے سہولتیں | براویڈنٹ فنڈ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے جس کا قیام اساتذہ کی
 سہولت کیلئے ہوا ہے اس کے علاوہ جامعہ اپنے اساتذہ کیلئے
 جو مدرسہ میں رہنا چاہیں ضروری اشیاء کے انتظامات کے ساتھ کر دیتا ہے اور جو اساتذہ
 فیملی کے ساتھ گاؤں میں رہنا چاہتے ہیں ان میں بعض کو بغیر کرایہ مکان فراہم کرتا ہے اور بعض
 کو معمولی کرایہ پر مکان دلا دیتا ہے۔ (اب جامعہ ننڈو والا اساتذہ کو کرایہ بھی عطا کرتی ہیں)

جامعہ میں اناج بیل وغیرہ کاسین میں اسٹاک کر لیا جاتا ہے۔ فیملی کے ساتھ رہنے
 والے اساتذہ کو ہسپتہ کے شروع میں حسب ضرورت قیمت خرید پر یہ چیزیں دی جاتی ہیں۔
 ان کی قیمت اس ہسپتہ کی تنخواہ سے وصول کر لی جاتی ہے۔ اس طرح بازار سے ان اشیاء
 کی خریداری سے قیمت مل جاتی ہے اور بازار سے کفایت دام پر یہ چیزیں مل جاتی ہیں۔
 ہنگامی ضرورت کے وقت کسی مدرس کو قرض کی ضرورت پیش آجائے تو جامعہ اس کی بھی
 سہولت دیتا ہے پھر اساتذہ ننڈو والا تھوڑا وصول کیا جاتا ہے۔

طلبہ کیلئے سہولتیں | بہتر صاحب لکھتے ہیں ”جب میں نے جامعہ کا چارج لیا اس
 وقت مدرسہ سرکار کے زیر نگرانی چلتا تھا سرکاری بجٹ کے
 مطابق خرچ کرنا پڑتا تھا۔ سرکاری سسٹم غلط کی دوکان سے جو اناج ملتا تھا وہی طلبہ کو
 کھلایا جاتا تھا آپ کو معلوم ہے کہ سرکاری دوکان سے کیسا اناج ملتا ہے۔ بعض دفعہ ایسا

نہیں ہوتا کر کھانے کے کام میں لایا جاسکے اس لئے ناچیز نے الگ سے انتظام کر کے ہر ایک کو اس کے موسم میں سال بھر کی ضرورت کے بقدر خریدنا شروع کر دیا اب تک بچہ امیر وہی سلسلہ جاری ہے جس سے طلبہ کو اچھا کھانا ملتا ہے ۔

کنیشن فارم | طلبہ جامہ کیٹے ریلوے کنیشن فارم متارہتا تھا لیکن اچانک ریلوے کی طرف سے یہ نوٹس ملا کہ تمہارا ادارہ پرائیوٹ ہے اس لئے ریلوے کنیشن فارم نہیں مل سکے گا ۔

بندہ نے نوٹس ملتے ہی کوشش پیروی شروع کی دلی تک خط و کتابت کی اور تعلق والوں سے مل ملا کر کنیشن فارم کی بحالی کی کوشش کی بچہ امیر وہ کوشش کامیاب رہی اور پلٹے کی طرف سے قابل اطمینان اطلاع موصول ہوئی اور کنیشن فارم جاری ہو گیا اور اب تک جاری ہے ۔

النادی العربی | جس کی شب میں طلبہ کا تقریری پروگرام ہوتا ہے جس کا قدیم نام سے سلسلہ جاری ہے اس کا ذکر اس تاریخ میں بھی ہو چکا ہے ۔

اس سال اس میں شعبہ عربی کا اضافہ ہوا۔ عربی مدارس میں طلبہ عربی زبان کے فزیم علم دین حاصل کرتے ہیں۔ قرآن و حدیث کی زبان بھی عربی ہے۔ علوم و فنون کی کتابیں بھی عربی ہی زبان میں داخل درس ہیں اس لئے اس سے فائدہ اٹھانے کیلئے عربی میں جہارت پیدا کرنا عربی بولنے اور لکھنے پر قدرت حاصل کرنا از بس ضروری ہے جس ضرورت کے لئے النادی العربی قائم کی گئی۔ اس انجمن میں شعبہ عربی میں تقریر کرتے ہیں اس کے لئے عربی ادب کے ایک ماہر استاد کا تقریب ہوا ہے۔ لکھنے کی مشق کیلئے صورت الاسلام کے نام سے ایک ماہانہ جوازی پرچہ بھی جاری کیا گیا ہے ۔

تعمیرات

۳۱۵

دارالاقامہ طلبہ کی رہائش کیلئے جو عمارت زیر تعمیر تھی وہ تکمیل کو پہنچ گئی۔ اب ایک طویل مالی شان بلڈنگ جو چار سو طلبہ کی رہائش کیلئے کافی ہے تیرو لاکھ کے قریب سے بن کر تیار ہو چکی ہے، نیچے ایک وسیع ہال ہے جس میں پانچ سو طلبہ ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا سکتے ہیں۔ نیچے دوسری طرف باورچی خانہ، آٹا بجھنے کے کیلئے متعدد کمرے ہیں۔ ان کے اوپر دو منزل میں کمرے ہیں ہر کمرہ میں سات طلبہ رہ سکتے ہیں ساتھ ہی غسل خانہ اور بیت الخلاء کا بھی انتظام ہے۔

دارالقرآن اور دارالاساتذہ دارالقرآن کی تعمیر جاری ہے، جلد ہی مکمل ہونے والی ہے۔ دارالاساتذہ کی تعمیر کا کام بھی شروع ہو چکا ہے اس بلڈنگ میں قرآن اساتذہ اہل و عیال کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ سب سے اوپر پانی کی چھٹی ہوگی جو دارالاساتذہ اور جامعہ کی ضروریات کیلئے کافی ہوگی۔

شعبہ کتابت اس سال جامعہ میں شعبہ خوشخطی بھی کھولا گیا جس کے لئے ایک ماہر خوشخط کتابت کی خدمات حاصل کی گئیں۔ تاکہ طلبہ اردو، عربی خوشخط لکھ سکیں

جو ایک قابل قدر فنِ لطیف ہے۔ اس سال اٹھائیس عالم آٹھ کاری، اکیس حافظہ جامعہ سے نکلے بیس طلبہ نے ناظرہ قرآن ختم کیا۔

فتاویٰ دس سو چودہ (۱۰۱۴) استفتاوات کے جوابات پورے سال میں دئے گئے۔

ملہ اس کی بنیاد ۱۹ صفر ۱۳۹۳ھ ۲۵ مارچ ۱۳۹۳ھ کو شیخ الحدیث مولانا محمد ایوب صاحبِ علمی اور دیگر اساتذہ جامعہ کے ہاتھوں رکھی گئی۔ (رجسٹر سرکار)

سالانہ خرچ

سالانہ خرچ اس سال مجموعی اعتبار سے چار لاکھ سے متجاوز رہا۔

مدرسین و ملازمین

مولانا محمد رشید بزرگ صاحب بحیثیت نائب مہتمم ۱۵ درجہ سے معزز ہوئے۔ شوال میں مولانا شریک علی اعظمی صاحب، مولانا ابو بکر خاں پیپوری صاحب عربی و ریاضیات میں اور مولانا موسیٰ بسیم اللہ صاحب درجہ فارک میں معزز ہوئے مولانا حیدر علی صاحب مٹھوڑوی مدرسہ فارسی و فضائل سے اور قادیانی عیال صاحب مدرسہ تحفہ دی الجبر سے الگ ہوئے۔

حادثات وفات

وفات حاجی ابراہیم میاں سملکی | آپ کی وفات جو اسی سال کے شروع میں ہوئی جامعہ کے حق میں ایک بڑا ماسخ ہے۔

موصوف بالی جامد مولانا احمد حسن بھام کے ساتھیوں میں تھے اور شروع دور میں دبیر کے خزانچی بھی رہے مولانا احمد حسن بھام کے، فریقہ جانے پر ہتھام کی ذمہ داری سنبھالی تھی۔ آپ کو جامعہ سے آخری سانس تک سچہ محبت تھی جامعہ کے خلاف کوئی بات نہ کیا اور نہیں تھا ضعیفی کے باوجود جب تک جامعہ آسکتے تھے برابر آئے رہے حق کوئی آپ کا شیوہ تھا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب کرے۔

وفات حکیم مولانا سلیمہ ان کنہیٹوسی | حکیم صاحب درکن ٹیلس شوری جامعہ ڈھاکہ کے انتقال سے بھی جامعہ ایک بڑے خیر خواہ

آپ کی وفات ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۲۲ مطابق ۴۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کی شب میں ہوئی۔

محرم ہو گیا۔ اشرقتالی مغفرت فرمائے اور جامعہ کی خدمت کا پورا پورا اجر عطا فرمائے۔
 جامعہ میں لیریا بخار کی وبا پھیل گئی جس میں دو مصوم
 طالب علموں کی وفات | بچہ اشر کو پیارے ہو گئے اشرقتالی ان کو والدین
 کیلئے ذخیرہ آخرت اور ذریعہ شفاعت بناوے۔

(روداد سال ۱۳۹۳ھ تا ۱۳۹۴ھ و ۱۳۹۵ھ)

۱۳۹۱ھ | اس سال شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے مذکورہ کا فلسفہ مصنفہ شیخ
 الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی درمشتائع کی گئی۔

پانچ سو ستر سو سے (۵۹۷) استفتاوات کے جوابات دارالافتا سے
 اس سال روانہ کیے گئے۔

فارغین | شہر عالم، بیس جلدوں کا مجموعہ اس سال جامعہ سے فارغ ہوئے۔ سات طبقہ نے ناظرہ
 قرآن کریم ختم کیا۔

درسین | اس سال شعبان میں مولانا ابراہیم صاحب دیوبند، مولانا ابراہیم صاحب
 پٹنہ، مولانا احمد صاحب دیوبند، مولانا احمد صاحب دیوبند، مولانا رشید احمد بزرگ

صاحب جمادی الاولیٰ میں نیابت اہتمام سے اٹک ہوئے اور شوال سے درجہ حفظ میں درس
 مقرر ہوئے۔ محرم میں مولانا عبدالاول صاحب سمر و دیوبند، مدرس فارسی، شوال میں فارسی
 احمد اشر صاحب جالپور، مدرس تجوید اور مولانا ابراہیم انصاری مدرس اردو، ذی الحجہ
 سے مولوی فضل الرحمن، غفری مدرس عربی مقرر ہوئے۔

سالانہ خرچ | تعمیرات میں دو لاکھ بیاسی ہزار چار سو ستر سو (۲۶۷,۴۰۰) روپے کو
 دیگر ضروریات میں تین لاکھ بیس ہزار چھ سو چھانوے (۲,۶۲,۶۱۶) روپے

خرچ ہوئے۔

(روداد سال ۱۳۹۳ھ تا ۱۳۹۴ھ و ۱۳۹۵ھ)

۲۹ ربیع الثانی ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۹ اگست ۱۹۱۴ء کو مسجد جامعہ میں جلسہ
انعام و دستار بندی منعقد ہوا۔ (درجہ سرگرم)

سالانہ جلسہ

اس سال مدرسہ گیارہ سوال کو کھلا۔ پانچ سو پینتالیس (۵۲۵) طلبہ کا
دافعہ ہوا۔

۱۲۹۵ھ

اس سال تعمیر میں تین لاکھ اٹھاون ہزار آٹھ سو تیس (۳۵۸۶۲۳) روپے
اور دیگر ضروریات میں تین لاکھ ایک ہزار چھ سو چودہ (۱۶۱۴۰۶) روپے
خرچ ہوئے۔ (دورہ دہشتہ ص ۲۱)۔

سالانہ خرچ

افتاء کی تعلیم اہم ترین کام ہے۔ ہمارے دلی میں برسوں سے یہ تمنا اور
آرزو موجود تھی کہ دورہ حدیث سے فارغ ہونے والے فضلاء مدارس
کیلئے اجرات ہی کے کسی مدرسہ میں فقہ، حدیث اور تفسیر میں کمال پیدا کرنے کیلئے مختص
کے شعبے قائم کئے جاسکے تاکہ اچھا ہوتا۔ جب سے مدرسہ کا انتظام میرے ہاتھ میں آیا ہے تب
اور بڑھ گئی اور اس سلسلہ میں آگاہ برطانوی اور بزرگانِ دین سے صلاح و مشورہ کا سلسلہ قائم
کیا چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی مدظلہ سے ہم
نے یہ درخواست کی کہ آپ شہداء افتاء کی سرپرستی قبول فرمائیں ہم جامعہ ڈوبھیل میں
یہ شعبہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے ہماری درخواست کے جواب میں جرح خط ارسال فرمایا
وہ مینہ پر ہے۔

بسمہ تعالیٰ

کرم و محترم مدتِ غور و فکر
اسلام علیکم درجہ اشرف و برکات۔ حق تعالیٰ نے قلب میں بہت اچھی تجویز ڈالی ہے
ہے اہم ہے ضروری ہے بلکہ درس نظامی اور ہمارے مدارس کا لب لباب ہے ضرور شرف

یہ ناکارہ جو خدمت کر سکتا ہے بالکل بے مضرت ہے ہرگز درمغ نہیں۔ والسلام

احقر محمود غفرلہ ۸ ر ۱۳۹۳ھ

دارالعلوم دیوبند

حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے سرپرستی قبولی کر لینے کے بعد یہ شعبہ اس سال سے

قائم ہو گیا حضرت مفتی صاحب مدظلہ ہی نے نصاب بھی متعین فرمادیا۔

درود اور شہادۂ شریف

اس عنوان کے تحت کتنی نہ کیئے جس میں بائیس ہزار کتابیں موجود

ہیں ایک بڑے ہال کی ضرورت ظاہر کی گئی ہے۔ بجلی کا نظام خراب

ہونے کی وجہ سے جنریٹر کی ضرورت بھی ظاہر کر کے قوم کے مسائل اصحاب غیر کو اس بجائے

متوجہ کیا گیا ہے۔

اس سال تیرہ عالم، اکیس ماضیہ تیار ہوئے، گیارہ طلبہ نے ناظرہ قرآن کریم

ختم کیا۔ (ایضاً)

اس سال سالانہ جلسہ دستار بندی نہیں ہوا۔ ۸ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ

۱۷ اگست ۱۳۹۳ھ کو بوقت صبح افتتاحی جلسہ زیر صدارت شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد ارباب صاحب اعظمی رحمہ اللہ منعقد ہوا۔ (رجسٹر سرکلر)

وفیات

آپ تقریباً ۱۵ سال سے مشیننگ کمپنی کے ٹرمیٹ

کی حیثیت سے جامعہ کی خدمت کر رہے تھے۔

وفات جناب احمد موسیٰ نانائے بھائی

وطن آپ کا ڈیہل ہے لیکن برسوں سے قیام کبلی میں تھا۔ ۲۷ مارچ ۱۳۹۳ھ کو آپ کا انتقال

وفات حافظ قاری محمد معصوم بزرگ | ہتم جامعہ کے برادر بزرگ قاری محمد معصوم صاحب انگلینڈ کے شہر ہول سون میں ۱۲۶۹ء کو انشاء کے پیارے ہو گئے اناشردانا الیہ راجحون۔ مرحوم نے جامعہ میں مددگار تدریس کی حیثیت سے کام کیا تھا سترہ میں انگلینڈ چلے گئے تھے۔

وفات مولانا محمد ایکھلوایا صاحب سابق ہتم جامعہ | مولانا محمد ایکھلوایا صاحب ذہیلی جنونی افریقہ سے مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں نیرول و کینیا ایر پورٹ پر ال کا دود پڑا اور وہیں ۱۱ مارچ ۱۹۷۵ء کو راجی ملک بقاء ہوئے۔ اناشردانا الیہ راجحون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۵ سال تھی آپ جامعہ کے ہتم رہ چکے ہیں۔ آپ نے ۱۲ مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی جنرلی افریقہ میں رہتے ہوئے جامعہ ڈا بھیل کیلئے بہت محنت کرتے تھے انشاء تعالیٰ ان تمام حضرات کی خدمات قبول فرما کر بلند درجات عطا فرمائے نیز جامعہ ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین (ایضاً)۔

سفیر کا تقرر | اس سے قبل روہداد میں کہیں مستقل سفیر کا ذکر نہیں ملا۔ اب اسے جامعہ اور بھی خواہاں مدرسہ رمضان المبارک میں سرمایہ کی فراہمی کا کام انجام دے لیتے ہیں۔ مدرسین حضرات بھی تعاون فرماتے ہیں۔ لیکن اس سائل باقاعدہ ایک سفیر کا تقرر ہوا۔ حالات کے تقاضے سے ایسا ہوا تھا زیادہ دنوں تک یہ سلسلہ نہیں رہا۔ جامعہ کی ضروریات ہمدردان جامعہ کی محنت سے نہ تو جہ سے پوری ہو جاتی ہیں۔

جامعہ ڈابھیل میں شیخ الازہر کی تشریف آوری

دنیا کی سب سے قدیم اور بڑی اسلامی یونیورسٹی جامعہ ازہر مصر کے شیخ ڈاکٹر عبدالمعین محمود صاحب (۱۹۴۵ء - ۲۰۱۶ء) زینتِ عہدہ شہداء کو جامعہ میں رونق افروز ہونے اس موقع پر ہندوستان اور گجرات کے دیگر کابر علماء کرام تشریف لے کر تشریف لے آئے۔ عوام کا ایک بہت بڑا مجمع اکٹھا ہوا مقامی علماء کے علاوہ کھوت جیسے علامہ کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی مدظلہ اور مولانا مفت حضرت مولانا امجد صاحب مدنی مدظلہ اور جنرل شاہ نواز صاحب خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ جلسہ عام کی صدارت مولانا اعظمی صاحب نے فرمائی۔

شیخ الازہر کا عہدہ ملک مصر کا ایک سرکاری عہدہ بھی ہے اس لئے شیخ الازہر کی آمد سرکاری حفاظت میں ہوئی تھی شیخ کے ساتھ مصر کے دیگر ذمہ دار حضرات بھی تھے۔ ان حضرات کی آمد کے وقت جامعہ کے روفن قابل دید تھے۔

جامعہ کی طرف سے شیخ الازہر کو اعزازی عمامہ دیا گیا۔ اس "عمامۃ الفضیلۃ والحریم" کو شیخ الازہر کے سر پر ہندوستان بلکہ دنیا کے ستم ماہر مدیث مولانا حبیب الرحمن اعظمی مدظلہ نے باندھا جس کو شیخ الازہر نے بخوشی قبول فرمایا۔ مجلس علمی ڈابھیل کی طرف سے شائع شدہ علمی کتابیں شیخ الازہر کو پیش کی گئیں۔

جامعہ کی طرف سے شیخ الازہر کو سپاس نامہ پیش کیا گیا جس میں جامعہ کا تعارف کرایا گیا اور جامعہ ازہر سے ربط و تعلق کی درخواست کی گئی۔ یہ کلمۃ الترحیب خوبصورت چھاپا ہوا حاضرین جلسہ میں تقسیم کر دیا گیا تھا مولانا ابوبکر صاحب ناز پوری نے جلسہ میں اس کو پڑھ کر پڑایا۔ ڈابھیل و ملک ہستی کی طرف سے بھی سپانسانے پیشہ کے گئے۔

جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ کے پروگرام کے بعد شیخ الازہر نے عربی زبان میں تقریر کی جس کی ترجمانی شیخ المشائخ معززہ مولانا مفتی نے کی، شیخ الازہر نے ضروری اور مفید باتوں کے ساتھ یہ اعلان بھی کیا کہ جامعہ ازہر ہندوستان میں دس مذہب و راستہ (۱) بھیجے گا اور ہندوستانی طلبہ کیلئے پیش کشیں منظور کی جائیں گی۔ شیخ الازہر کا یہ پروگرام بہت ہی کامیاب رہا۔ اخبارات نے تعریف کے ساتھ اس کی رپورٹ شائع کی۔ شیخ نے مصر جا کر ایک سو پینتیس گنتا میں جامعہ کیلئے ارسال فرمائیں۔

(ایضاً صفحہ ۱۳)

شیخ الازہر نے جامعہ ڈابھیل اور اس کے انتظام و اہتمام سے واقفیت حاصل کی کتب خانہ بھی دیکھا خوش ہوئے اور سند جہ ذیل الفاظ میں اپنے تاثرات ظاہر فرمائے۔

نقل معائندہ شیخ الازہر

بسم الله الرحمن الرحيم

لقد سعدنا اليوم بمزاورة الجامعة الإسلامية وتحليم الدين دابھیل
وسرنا ما وجدنا فيها من نظام وما اتسم به طينتها من آداب وعلم وسرنا
بتقوى الاساتذة وعلمهم ومزجوا لله سبحانه ان يكمل اصناف المشرفين على هذه
الجامعة بالنجاح والتوفيق .

والى اشكر السيد المدير والسادة الامامة ما طوقني به من لبي
العمامة واضرع الى الله العلى العليم ان يجعلنى اهلا
لرئس العمادة .

و شكر الله لكل من ساهم فى العمادة بهذا وعزاهم خير ما يعزى

عکرم تحریر داکتر محمد عبدالعلیم محمد شفیع الازهر

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

والحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

والحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

والحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

والحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

والحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

والحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

والحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

والحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

والحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

عليه السلام
شيفر الازهر
۱۱/۱/۵۵

عبدالحکیم محمود شیخ الازہر

۱۱ مارچ ۱۹۷۵ء

(از دستخط معاینہ ملٹ)

اس موقع پر جلسہ کی صدارت کیلئے فخر المومنین حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب
اعظمی مدظلہ تشریف لائے تھے آپ نے ڈیسک معاذیہ میں یہ سفری تحریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله ولكن وحلام على عباده الذين اصطفى!

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین میں میری حاضرگی پہلے بھی ہو چکی ہے۔ میں اس کے
درمیں و طلباء کے علمی نشاط اور تعلیم و تعلم سے دل چسپی کا حال بہت دنوں سے
جانتا ہوں۔

جامعہ میں شیخ الازہر کی تشریف آوری کے موقع پر اپنی موجودگی کو اپنی صدارت
سمجھتا ہوں مدرسہ جو عظیم الشان تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے اس کے لئے اس کے
ارکان و کارکنان مستحق مبارک باد ہیں۔

اس مدرسہ کے ذریعہ جو خدمت انجام پا رہی ہے وہ بہت بڑی اسلامی خدمت ہے
ہمارا فرض ہے کہ ارکان مدرسہ کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کیلئے تیار رہیں۔

حبیب الرحمن الاعظمی ۱۲ نومبر ۱۹۷۵ء

(ایضاً منٹ)

۱۳۹۶ھ۔ درجہ تجوید میں سہولت | درجہ تجوید میں داخلہ کیلئے یہ سہولت پیدا کر دی
گئی ہے کہ کسی جامعہ کا فاضل صرف تجوید کو

تعلیم حاصل کرنا چاہے تو اس کو صرف تجوید کیلئے ہی داخلہ مل سکتا ہے۔ جامعہ کے ایک فاضل

تینوں میں سال داخلہ مل بھی گیا ہے۔ دیگر مدارس کے فضلاؤ کو بھی یہ سہولت حاصل ہوگی، قیام و طعام کی ساری ہونٹیں جو دیگر عام طلبہ کو دی جاتی ہیں ان کو بھی ملیں گی۔

حضرات مدرسین اور طرازین کو جامعہ کی طرف سے جو متعدد سہولتیں حاصل ہیں ان کا تذکرہ

مدرسین کیلئے ایک اور سہولت

پچھلے اچکا ہے شلا پرائیوڈنٹ فنڈ، قیمت خرید پر اناج، شکر اور تیل وغیرہ کی فراہمی بروقت ضرورت قرض کا ملنا۔ اس سال سے ایک اہم اور خاص سہولت یہ حاصل ہوگئی کہ جامعہ کی افریقہ کمیٹی کے دو اہم رکن جانی جناب الحاج موسیٰ بڑھایا صاحب اور الحاج جناب ابراہیم ماکڑا صاحب یہاں تشریف لائے تھے جامعہ کے حسن انتظام سے خوش ہو کر یہ اعلان کیا کہ ہم افریقہ کے مدرسہ ٹرسٹ کی طرف سے رمضان کی دوہری سخاوت بھیجا کریں گے تاکہ مدرسین رمضان اور عید کی ضروریات سے بے فکر ہو کر کیسوی سے رمضان مبارک گزرا سکیں۔ جزا ہم الشکر خیراً۔ (رواد و مستحکم ص ۱۷۷)

پندرہ طلبہ دورہ حدیث سے فارغ ہوئے، تجرید کی سند فو کو ملی، پچیس حافظ ہوئے، جو کونے قرآن ناظرہ ختم کیا۔

۱۱ شعبان ۱۳۹۹ھ کو جامعہ کی عالی شان مسجد میں سالانہ جلسہ دستار بندی ہوا جس میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب

مہتمم دارالعلوم دیوبند تشریف لائے آپ ہی کے ہاتھوں سے فضلاؤ کی دستار بندی ہوئی، سہریان ہوا۔ (ایضاً ص ۱۷۸)

اس سال عمارت دارالقرآن میں کی تعمیر جاری تھی مکمل ہوئی۔

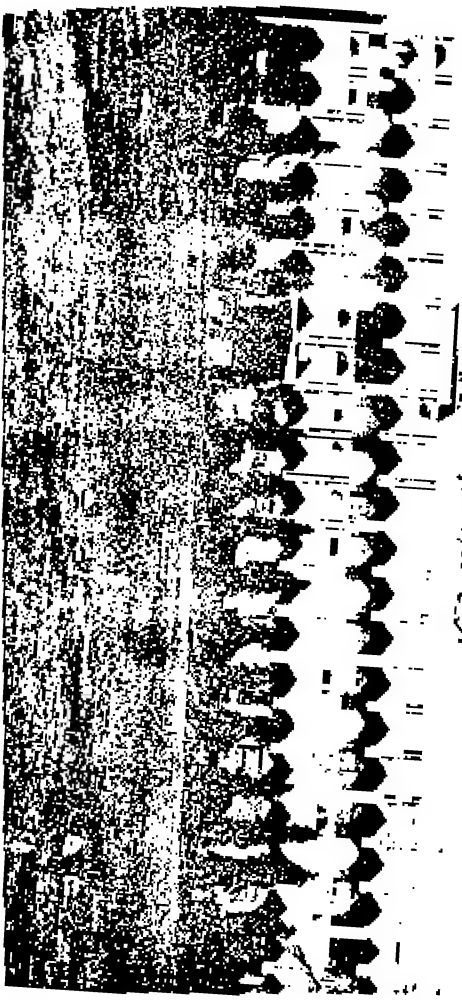
طلبہ کی ساری ضروریات پر تین لاکھ ستاسی ہزار چار سو اٹھاون طلبہ کی ساری ضروریات پر تین لاکھ ستاسی ہزار چار سو اٹھاون

سالانہ خرچ

(۵۸/۳۸۷) روپے خرچ ہوئے۔ (ایضاً ص ۱۷۹)

کرم اللہ الرحمن بیکر صاحب

برجیہ نظامیہ = کربا، درگاہ، قیامت



عربوں کا ایک قافلہ

اس سال ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ حکومت سعودیہ کا ایک پانی کا جہاز (المدریہ) نہ معلوم کس طرح طوفان کا شکار ہو کر اصبیل کے قریب ساحل سمندر (مبصرات) میں ٹپکس گیا۔ دس ہزار عرب مسلمان تھے زیادہ تر مصر کے معزز ہوئے۔ حکومت ہند نے ان کی مدد کی اور جہاز سے اُتار کر ان کو جامعہ اُلبھیل بھی لایا گیا جامعہ نے ان کی میزبانی کا حق ادا کیا ان کو اعزاز و اکرام کے ساتھ اعلیٰ نزل لایا گیا ان کے ساتھ اٹھارہ ہزار روپیہ کیلئے ایک جیسہ کیا گیا جس میں ان کو تسلی دی گئی اور اللہ تعالیٰ کے دس انعام کا تذکرہ کیا گیا کہ آپ لوگوں کو صحت و سلامتی کے ساتھ جہاز سے اُتار دیا اور آپ انشا و مشر خیریت و عافیت کے ساتھ اپنے وطن پہنچ جائیں گے۔

جواب میں ان میں سے ایک صاحب نے جو دینا سے قریب تھے تقریر کی اور اسلامی وحدت و اخوت کا تذکرہ کیا۔ جامعہ کا شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ مسلمان کہیں بھی مسلمان سے ملے کہ تو یہی بھٹا ہے کہ میں اپنے بھائی سے فریاد ہوں اپنے بھائی کے گھر کو پنا گھر بھٹا ہے ہم بھی آپ سے فریاد بھی بھیجتے ہیں کہ اپنے گھر میں اور اپنے لوگوں میں ہیں رہیں مگر معاشرہ میں اپنے احساس کو ان لغتوں میں درج کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ان الاسلام الحنیف جمیع المسلمین فی مشارق الارض ومغارہا علی القاطنات والرحمة و ملائقتنا نحن طاقم السفیة السعودیة المدینة وعددنا ۲۷ بحالا مسلما من کرم متکم یشعرون ان الاسلام العظیم بخیر وسیل بل بخیر ولا ننا بیکم لم نشعربا ننا کنا بحر ولا خارقنا اهلا۔

والسلام علیکم ایہا المسلمون فی دیہیل من جمیع طاقم السفیة المدینة الشبلان و

رجالہ۔ خلیل محمد عہدہ ۲۶/۹/۸ م

(از رجسٹر معاینہ ص ۱)

نصاب دارالافتادہ کا افتتاح | حقیقی نیار کرنے کیلئے جس شعبہ کے کھولے جانے

کا اعلان پہلے ہو چکا ہے اس پر عمل شروع ہو گیا
حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی صدر مفتی دارالعلوم دیوبند نے ۱۸ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ
مطابق ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء بروز یکشنبہ جامعہ کی مسجد میں ظہر کے بعد اس شعبہ کا افتتاح
کرتے ہوئے ایک سبق پڑھایا اس کے بعد ایک ہفتہ کی مدت اور اہم تقریر فرمائی جس
میں اس کام کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی اور ہماری اس پیش قدمی پر روشنی
ظاہر فرمائی عصر کی اذان کے ساتھ رہبر یہ مجلس ختم ہوئی۔

اس شعبہ میں داخلہ کے ضابطے اور نصاب وغیرہ کی تعیین حضرت مفتی صاحب
مدظلہ ہی نے فرمائی ہے ہمارا ارادہ ہے اور ہم کو کشش بھی کر رہے ہیں کہ اس شعبہ کے
طلبہ کا سالانہ امتحان بھی حضرت مفتی صاحب ہی دارالعلوم دیوبند کے دارالافتادہ کے
طلبہ کے ساتھ لیں اور آپ طلبہ کی مصاحبت پر اطمینان ظاہر فرمادیں اس کے بعد بھی
مفتی کی مسند کس طالب علم کو دی جائے۔ (ایضاً ص ۵۱)

وفات مولانا عبدالحی بسم اللہ | جامعہ کے سابق مہتمم اور مدرس مفتی گجرات
حضرت مفتی اسماعیل بسم اللہ کے بڑے فرزند

مولانا عبدالحی بسم اللہ صاحب جو ”ری یونین“ میں دینی تعلیم میں اشتغال تھے نہ بوجہ حال
سلسلہ کو روڑ و قلب کے عارضہ میں طبعیت فرما گئے انشاء اللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے
استعمال سے جامعہ کو سخت نقصان پہونچا اللہ تعالیٰ مرحوم کو بالبال بال حضرت فرمائے۔

وفات مفتی ہمدی حسن | نیز حضرت مولانا مفتی سید ہمدی حسن صاحب

شاہجہاں پوری جو برسوں رہا دیر (سورت) میں
قیام پذیر رہے تھے اور گجرات کے مسلمانوں کی دینی خدمت انجام دیتے رہے تھے انتقال
فرما گئے۔ انشاء اللہ وانا الیہ راجعون۔ اس وقت آپ دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی تھے،

کے انتقال فرما جانا بھی غمی دینا کا ایک بڑا نقصان ہے اس خبر سے جامعہ کو بہت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے (ایضاً ص ۳) مفتی صاحب کا انتقال ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ کو ہوا (تاریخ دارالعلوم دیوبند مش ۲۵۸)۔

اس سال حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جو پوری مدظلہ (خلیفہ) حضرت مولانا شاہ وحی اللہ نقیوریؒ و مولانا شیخ محمد زکریاؒ) مدظلہ تشریف لائے نیز مولانا عمران خاں ندوی (جانشین حضرت مولانا یعقوب صاحب جو پوری بھوپال) کا بھی ورود ہوا۔ بیشتر مسائیر میں ان اکابر نے یہ تحریر فرمایا۔

انقل معایہ مولانا عبدالحلیم صاحب جو پوری مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم . الحمد للہ وکفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی .
 یہ ناکارہ دکل ۷۰ رجھاوی الاخریٰ کو مدرسہ جامعہ تعلیم الدین ڈاٹھیل ضلع سورت پر اپنے بعض اصحاب و اکابر کی زیارت کی غرض سے حاضر ہوا اس سے قبل بھی سنین نامیہ میں کئی بار ٹھوڑی ٹھوڑی دیر کیلئے حاضری کی سوارت اس ناکارہ کو حاصل ہوئی ہے کہ اس کی حاضری میں احقر نے خود ہی طے کر لیا تھا کہ کم از کم شب و روز یہاں قیام کروں گا چنانچہ اس مدید قیام میں اس جامعہ کو اس سبب کا رتنہ ذرا تفصیل سے دیکھا دیا الحمدیث اور دوسری درگاہیں ، دارالافتاء مطبع مطہر ساری ہی چیزوں کو دیکھ کر تید مسرت ہوئی ، اساتذہ کرام بالخصوص حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالباق صاحب متعنا اللہ بطول بقائہ و مفتی محمد اسماعیل صاحب مدظلہ اور حضرت ناظم و مہتمم مولانا محمد سعید بزرگ دامت برکاتہم سے خوب ملاقاتیں رہیں ، اسی طرح طلبہ کی تعلیمی و اخلاقی حالات و وضع قطع بھی دیکھا۔ الحمد للہ مدرسہ بڑا کی ساری چیزیں لائق مدح و تحسین اور کارکنان مدرسہ لائق صبر و کرباد

ہیں۔ ماشاء اللہ سارا کام اسلاف کے طریق پر ہو رہا ہے اور ان کے ازار نمایاں طور پر نظر آ رہے ہیں صرف گجرات کیلئے نہیں بلکہ مسلمانانِ عالم کیلئے یہ دینی درس گاہ ایک نعمتِ عظمیٰ ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس نعمت کے شکر کی توفیق عطا فرمائیں اور اس کے بقا و استحکام کی سہی میں سب کو لگائے رکھیں۔ ع

ایس دعا از من و از جملہ جہاں اکین باد

نقطہ و السلام

بندہ عبدالحلیم جہنپوری نرمل ڈابھیل ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۷ھ

حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب دامِ مجدد کے تشریفات کی برہمچاری بھی ناپید کرتا ہے حضرت مولانا محمد سعید صاحب بزرگ کی مہربانیاں شکریہ سے بالاتر ہیں۔

محمد عمران خان ندوی

امیر دارالعلوم تاج العابد بھوپال

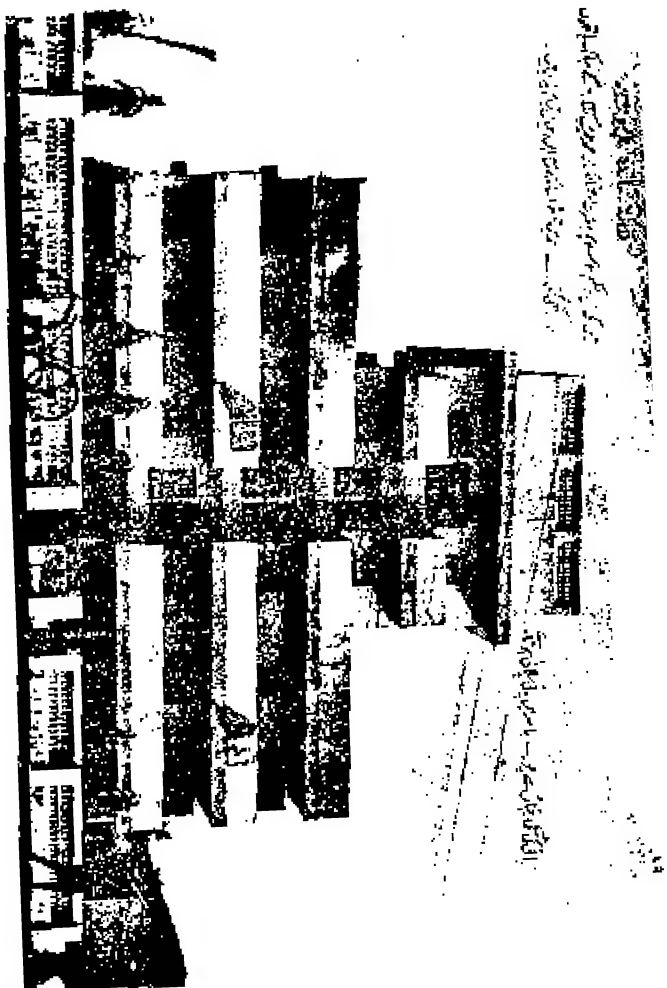
۱۷ جون ۱۳۹۷ھ

(اندر جیسٹر معائنہ شد)

۱۳۹۷ھ۔ دارالاساتذہ کی تکمیل | اس سال دارالاساتذہ کی تعمیر تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔ شمال سے ان شاء اللہ مدین

کو پہنچنے کیلئے دیدی جائے گی اس کے اوپر پانی کی تنگی بھی تیار ہو گئی ہے جس میں پچیس ہزار گیلن پانی سما سکتا ہے۔ پائپ لائن کا کام بھی پورا ہو چکا ہے۔ ۷ مئی ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۳۹۷ھ بروز جمعرات بعد العصر حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم کے مبارک ہاتھوں اس کا افتتاح ہو چکا ہے ان شاء اللہ اس تنگی سے مدرسہ کی ساری ضرورت پوری ہو جائے گی۔

(روزنامہ اساتذہ صفحہ ۱)



مجلس شورای اسلامی
جمهوری اسلامی ایران
کمیسیون تخصصی امور اقتصادی و
فنی

گزارش کارشناسی
در خصوص...

نصاب تعلیم میں ترمیم | مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے بموجب اس سال نصاب تعلیم پر غور و خوض اور اس کو مفید سے مفید تر بنانے کیلئے پارلیمان

اعلام کرام کو دعوت دی گئی۔ دو دن تک طورِ عرض اور بحث و تحقیق کے بعد ایسا نصاب مرتب کیا گیا جس سے طلبہ میں قرآن پاک کے ترجمہ و مطلب اور حدیث پاک سے خوب مناسبت ہو جائے۔ اس کیلئے بعض کتابیں کم کی گئیں اور حدیث و قرآن سے متعلق کتابوں کا اضافہ کیا گیا۔ ابتدائی عربی سے قرآن کریم کے متعلق کتابیں داخل کی گئیں جو دو سالوں کے بعد اہل حدیث کے انتخابات نصاب میں داخل کئے گئے۔ امید ہے کہ طلبہ میں ان دونوں سے خاصا تعلق بڑھ جائے گا اور قرآن و حدیث سے جو ہمہ راہ سب سے بڑا سرمایہ ہیں کافی شغف ہو جائے گا۔ قرآن و حدیث کی تعلیمات ذہن و دماغ میں رچ بس جائیں گی جس سے طلبہ کی زندگی تعلیمات اسلامیہ سے براستہ و پیراستہ ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (روداد شعلہ ص ۵۱)

درجہ حفظ میں ایک خاص اہتمام | اس سال درجہ حفظ کے طلبہ کے بارے میں یہ خاص انتظام کیا گیا ہے کہ ان کو

دارالافتاء میں دیگر درجات کے طلبہ سے الگ کمروں میں ٹھہرایا گیا ہے۔ ان کے لئے مختار کے بعد فرصت کر دی گئی ہے تاکہ جلد سوجائیں۔ فجر سے ایک گھنٹہ قبل ان کو اٹھا دیا جاتا ہے و اساتذہ اس کے لئے خصوصی الاؤنس کے ساتھ مقرر ہیں جو وقت مقرر پر طلبہ کو بیدار کر کے مسجد میں لائے ہیں اور غریب ان کی بڑھالی کی نگرانی کرتے ہیں صبح کے وقت جب کہ ذہن کو کامل مکنون اور ہر طرح کی یکسوئی حاصل ہوتی ہے قرآن پاک کا حفاظت مضبوط ہوتا ہے اس سے درجہ حفظ کی تقسیم میں پیشگی پیدا ہو گئی ہے۔ فالمد نشر علی ذلک۔

(ایضاً ص ۵۱)

۱۱۰۴۳) سوالوں کے جوابات ارسال کئے گئے۔

دارالافتاء کے طلبہ کا امتحان ۱ جیساکہ پہلے علوم جزیرہ کا ہے نصاب دارالافتاء کا امتحان حضرت مفتی مولانا مفتی محمود الحسن صاحب انگلوہی مدظلہ کے ہاتھوں ہو چکا ہے۔ ہم نے یہ کوشش کی تھی کہ ہمارے طلبہ کا امتحان حضرت مفتی صاحب طلبہ دارالعلوم کے ساتھ لیں۔ لکھنؤ شہر یہ کوشش کامیاب ہوئی۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے ہماری یہ درخواست قبول فرمائی۔ ہم نے رجب میں اپنے طالب علم کو دارالعلوم دیوبند بھیج دیا وہاں دارالعلوم کے طلبہ کے ساتھ امتحان ہوا۔ حضرت مفتی صاحب خوش ہوئے اور اپنی سند پر دستخط فرما کر طالب علم کی عزت فرمائی اس سے ہمیں بھی پورا اطمینان ہو گیا کہ اس شعبہ کی ہماری تعلیم قابل اعتبار ہے۔ اس سے امید ہے کہ ایک اہم دینی خدمت انجام پائے گی اور جامعہ کی نیک نامی ہوگی۔

(ایضاً لکھنؤ)

سالانہ خرچ طلبہ کی ضروریات پر تین لاکھ بہتر بزرگوار سو دس (۱۱۰۴۲، ۱۱۰۴۳) روپے اور تعمیرات نیز رنگائی پر بیاسی ہزار چار سو آٹھ (۱۱۰۴۲، ۱۱۰۴۳) روپے خرچ ہوئے (ایضاً ص ۷)۔

فصلہ او اس سال نوٹنامہ، چند قاری، بیس حافظ ہوئے، دس طلبہ نے قرآنی نافر و ختم کیا۔

سالانہ چہارم ۲ شعبان ۱۳۸۵ بروز یکشنبہ جامعہ کی مسجد میں سالانہ جلسہ دستار بند کی ہوا جس میں یہاں خصوصی کے طور پر حضرت مولانا محمد رضا اجیری شیخ الحدیث، مدرسہ اشرفیہ، راندیر شریف، فرما ہوئے آپ کے ہاتھوں نذر ہونے والے غلام کی دستار باندھی گئی (ایضاً ص ۷)۔

۲۳۲
مولوی اسماعیل پاسوی اور مولوی سلیمان چوکسی شرال سے درجہ حفظ میں
مدرسین مدرس مقرر ہوئے۔ (ایضاً ص ۱۱)

جامعہ کے قدیم فاضل نیز سابق شیخ الحدیث و صدر المدینہ جامعہ حضرت
مولانا محمد یوسف بنوری کا ۳۴ رزی قعدہ ۱۳۹۶ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۵ء

کو انتقال ہو گیا۔ انشاء اللہ الیہ راجعون۔ آپ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد خاص
تھے۔ علامہ کشمیریؒ کا علمی رنگ آپ میں جھلکتا تھا۔ جامعہ کیلئے یقیناً بہت قابل فخر ہے کہ آپ
جیسا نادر و روزگار فرزند پیدا کیا۔ آپ کی علمی زندگی کا ایک بڑا حصہ جامعہ میں ہی گزرا،
تدیس کی خدمت بھی انجام دی اور مجلس علمی کے ذریعہ تصنیفی کارنامے بھی سامنے آئے۔
معارف السنن کا اکثر حصہ یہیں جمع فرمایا۔ نصب الراية اور فیض الباری کی طباعت کے
سلسلہ میں قاهرہ گئے، دونوں کتابوں پر مقدمہ لکھا، مقالے لکھ کر مصر میں شائع کرائے
قیام پاکستان کے زمانہ میں بھی جامعہ کو برابر یاد رکھا اس لئے آپ کی ذات سے جامعہ
کو جو انس و محبت چوسکتی ہے ظاہر ہے جس کے نتیجہ میں آپ کی وفات کا غم بھی جامعہ
اور اہل جامعہ کو زیادہ محسوس ہوا، انشاء تعالیٰ مرحوم کی علمی و دینی خدمات کو حسن
قبول عطا فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب کرے۔ قرآن خوانی اور لیصال ثواب
کے بعد بقیہ دن جامعہ میں تعطیل کر دی گئی۔

اسی سال جاری الثانیہ میں جامعہ کے سابق شیخ الحدیث مولانا شریف حسن صاحب
دیوبند کی حال شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کا سانحہ ارتحال بھی موجب رنج و غم ہوا، انشاء
تعالیٰ آپ کو بھی جوار رحمت خاص میں جگہ عطا فرمائے۔

اسی سال جامعہ کے قدیم فاضل مولانا جمال الدین حبیب انوری مدظلہ
بانی و ناظم مدرسہ اسلامیہ بڑا قبرستان مالنگاؤں سمیت مولانا عبد القادر
صاحب مدظلہ مالنگاؤںی ممبر شوری دارالعلوم دیوبند جامعہ شریف ملائے جامعہ کو دیکھ کر اپنے

نقلِ معائنہ

مولانا جمال الدین صاحبِ نوری

محرر ۱۱ جون ۱۹۲۳ء مطابق ۲۳/۶/۱۳۴۱ھ کو اپنی مادر علمی درسگاہ جامعہ اسلامیہ کراچی میں نصابِ تعلیم اور ہائے ملاقات اساتذہ دہلیہ و انصاری کا موقع ملا۔ الحمد للہ شعبہ علم کے نقابری (محمودی حسن) نے سخی کر دیا۔ اللہ جنہاں نے خیر دے مولانا المحترم محمد سعید صاحب بزرگ ممکنی کو کہ آپ کو قدرت نے جو جذبہ محبت و الفت علوم و فنیہ سے دیا ہے اس کا مظاہرہ جامعہ کے در و دیوار، درسگاہ و دیگر مقامات سے بخوبی ہو رہا ہے، شب و روز ظہیرِ قرآن و حدیث اور یارِ الہی میں مشغول ہیں، چند چیزیں یہاں خاص دیکھنے میں آتی ہیں: دیگر مدارس عربیہ میں نہیں ہیں، یہاں ہمارے بچے دو سن لے ہوڑ ٹانگ پھر غلبہ کی تمام جوانی ضروریہ کا بہترین انتظام نیکر کتب خانہ میں کتابوں کی بے نظیر عمدہ ترتیب کتابی اساتذہ کا اجتماع عظیم۔

خدا کرے کہ جملہ متعلقین مدرسہ کا موجودہ جذبہ تعلیم و تعلم اور ارکان کا حسن انتظام قائم و دائم رہے بلکہ اس میں دن و رات چوکنی ترقی ہو کیوں کہ حاضراں مولانا نے رقم

اسے بڑا دے ہمارے ورگے است۔ ہر جہ برادے میر بھی برادے مایست

اگے بڑھتے رہنا ضروری ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

الراقم ابو الکمال جمال الدین حبیب النوری

بانی و ناظم مدرسہ اسلامیہ بڑا قبرستان مالیر گاؤں ٹانماک

المؤید۔ جلالہ قادری کانوی رکنِ شوریہ دارالعلوم دیوبند (رازِ بیسترہ حایزہ مشکا)

سورۃ شہادۃ کے بعد اس کے متعلق یہ ملک میں شرکت کیے اور ان کے ساتھ مسجد میں بیٹھا اور
اس کے بعد اس کے درمیان باقیات الصالحات دیکھیں اور ان کے ساتھ شرکت کیے اور ان کے ساتھ شرکت
کو دیکھ کر خوشی ظاہر فرمائی اور دعا پڑھیں اور یہ

نقل معاشہ

مولانا صبغة اللہ صاحب بختیاری مدظلہ

الحمد لله رب العالمین وصلى الله على ابراهيم وآلہٖ الطیبین (عز وجل)

اللہ کے فضل و کرم سے مجھے یا امیر مسجد میر تقی میر الدین صاحب بختیاری مدظلہ
کا شرکت حاصل ہوا جو میر کا نقاب تعلیم اور خرد تربیت کے ذریعہت مسرور ہوا
اساتذہ کرام و علمی، تعلیمی شغف و ادب کا جامع انداز ہوا اور تفسیر و تفسیر صاحب
مولانا محمد سعید احمد بزرگ دہلی کے مل کر تمام حالات معلوم کر کے مسرت واصل
ہوئی جس کو یہ اور اشعار نے ساتھ خوشی و شہادت سے کام لیا جو بہت بڑے قدر
ہے۔ اللہ کے فضل سے کہ وہ جہان کی ترکیات نصیب کرے اور عباد کے اس انداز
تفادہ میں غلامی نصیب اور اپنی خدمت کا جزیرہ پیدا فرمائے اور حضرت بختیاری مدظلہ
ہندوستان کی جیسے کہ کو ایک مثالی درس گاہ بنائے اور اسلام اور مسلمانوں کو پیش
پیش قرار دے جو ہو چکے اور اس قدر

ان کا جو فقیر مسید شاہ صبغة اللہ بختیاری قاسمی

استاذ حدیث و در معلوم باقیات الصالحات و صورتہ مل ناؤو

۱۲ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ

(اور جسے معاینہ شد)

۹۸ھ۔ **قرارات سبجہ کا افتتاح** | روایت مفصلہ کی تجویز کا سلسلہ جامعہ میں قائم ہی تھا جس کیلئے انہیں اساتذہ

کام کرتے ہیں۔ اس سال سے قرارات سبجہ کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔ اس شعبہ کے اندر بھی دوسرے اداروں کے نظائر و نمونے لے سکتے ہیں ان کے قیام پر طالعیم کا جامعہ دوسرا درجہ (دور دوم) قائم کیا۔

قرارات سبجہ ایک مستقل فن ہے جس میں سیکڑوں فنکاروں میں تصنیف کی گئی ہیں، اس سے عام طور سے بے اشتیاقی برتی جاتی ہے اس فن شریف کی تعلیم شاید جامعہ کے ابتدائی دور میں چلتی رہی ہو لیکن برسوں سے اس کا سلسلہ منقطع تھا حالانکہ یہ بھی ایک ضروری علم ہے۔ اس سے ناواقفیت کی وجہ سے انکار تک کر دیا جاتا ہے۔ ضرورت تھی کہ اس فن کی نشاۃ ثانیہ جو کچھ ابتدائی جامعہ نے قرآن پاک کی اس خدمت میں بھی پیش قدمی کی۔ اس ابتدائی اس شعبہ کو خوب ترقی عطا فرمائے تاکہ قرآن کریم کی اشاعت عام ہو۔

درجات میں اضافہ | درجہ فارسی اول، درجہ عربی ناول اور درجہ عربی دوم میں طلبہ کی تعداد بہت زیادہ ہونے لگی تھی، ایک مدرسہ کیلئے ان تمام طلبہ کے اسباق کو سننا اور ان کو سمجھنا ناممکن تھا۔ یہ ابتدائی تعلیم کا سلسلہ کیسے اس میں اور بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے کسی طالب علم کی اگر یہ ابتدائی تعلیم کمزور ہو تو وہ آگے بھی کمزوری رہے گا اس لئے ضرورت تھی کہ اس کو ٹیموس مضبوط اور مستحکم بنایا جائے۔ بنائیں ان تینوں درجات کو دو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر شعبہ کیلئے الگ استاد مقرر کئے گئے تاکہ طلبہ کی یہ بنیاد کی تعلیم بہت مستحکم اور ٹیموس ہو وہ اچھے ذہنی استعداد عالم بن کر دین کی اچھی خدمت کر سکیں۔ (ایضاً صفحہ ۱۰۰)

۹۹ھ۔ **فتاویٰ دارالافتاء** | اس سال دارالافتاء سے ۹۹ سہالات کے جوابات دیے گئے، اخبارات اور ماہناموں میں پوشائے ہوئے وہ غلطو داریاں تھیں۔ دارالافتاء کے منساب مکمل کر کے ایک فاضل نے مفتی کی سند حاصل کی (ایضاً صفحہ ۱۰۰)۔

فصل اول | در روایت شریف سے فارغ ہونے والے سید زو، روایت جنس پر مکر
 قاری ہونے والے تین، حاکم مسدود آن تیس، ناظر ختم کرنے والے
 دس رہے۔

سالانہ جلسہ | اربعین کو سالانہ جلسہ دستار بندی ہوا جس میں تقریر کیسے
 مولانا ارشد دہلوی مدظلہ اور مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری مدظلہ
 تشریف لائے، جلسہ مسجد میں ہوا (ایضاً ص ۵۷)

سالانہ خرچ | طلبہ کی ضروریات پر تین لاکھ اسی ہزار تین سو پچاس (۲۲۴۳۵) روپے
 دوپے اور تعمیر و مرمت نیز رنگائی وغیرہ پر بیالیس ہزار اسی ہشتہ
 (۲۲۰۶۹) روپے خرچ ہوئے (ایضاً ص ۵۷)۔

وفیات | اس سال جامعہ میں حادثات سے دو جاہل ہوا ان میں جامعہ کے قدیم اور
 مخلص معاون جناب حاجی یوسف گارڈی مرحوم کے چھوٹے صاحبزادہ
 ابراہیم گارڈی کی وفات ہے اپنے والد کی طرح یہ بھی جامعہ کے مخلص معاون تھے۔ ان
 کی وفات سے جامعہ ایک بڑے معاون سے محروم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال
 مغفرت فرمائے۔

اسی سال جامعہ کے رکن مجلس شوریٰ مولانا عبد الرحیم صاحب بورسہ کی کابھی انتقال
 ہوا نیز شیخ آواز ہر داکٹر عید الحلیم محمود (جو چند سال قبل تشریف لائے تھے) کابھی انتقال
 ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کی مغفرت فرمائے۔

ذی الحجہ مشاعرہ میں تعمیر حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ایڈیٹر مولانا سادات
 جلیس ندوی جامعہ تشریف لائے تھے طلبہ اور اساتذہ کے ساتھ ان کی مصیبتیں رہیں
 رحمت معاینہ میں غصہ یہ فرماتے ہیں۔

تأثرات مولانا اسحاق جلیس ندوی

۱۳۵۵ھ، ۱۹۷۵ء مطابق ۱۷/۸/۲۰۰۵ء

باصحہ مباحثہ

ہندوستان کے دینی مدارس اسلام کے وہ قلعہ ہیں جن کے ذریعہ دین و شریعت کے تحفظ و ترویج کا عظیم الشان کام اس دیار میں صدیوں سے انجام پا رہا ہے۔ دینی تعلیم کے احراز کو وہ تربیت گاہ ہیں جہاں سے دین کے داعی اور اسلام کے سپاہی تیار ہوتے رہتے ہیں، ہر دینی مدرسہ اپنی جگہ ایک اہمیت رکھتا ہے مگر بعض مدارس تعلیمی تاریخ میں شہرت دوام اور نقش دوام کا مقام حاصل کر لیتے ہیں۔ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کو دینی مدارس کی تاریخی میں وہی مقام حاصل ہے، آج یہاں حاضری ہوئی، یہاں کے عظیم الشان خوبصورت اور صفائی اور سابقہ سے آراستہ عمارتوں کو دیکھ کر متاثر ہونا قوفطری بات تھی لیکن اس حسن صورت کے قائلین محض وہ لازم الدال خزانہ ہے جس پر ادنیٰ غور و تدبر انسان کے قلب کو اس ادارہ کی عظمت سے بھر دے۔ یہی وہ درس گاہ جہاں پر محدث وقت فریضہ عصر علامہ ابن رشد، کشمیری، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا حفیظ الرحمن صاحب اور نہ جانے کیسی کیسی عظیم اور نادر و روزگار شخصیتیں اپنی زندگی کے شب و روز گزار چکی ہیں۔ یہی وہ دیار ہے جہاں عصر صبح بر صبح اور عصر تابعین میں وہ قافلے آئے تھے جن کی آمد نے اس دیار میں ایمان و اسلام کی شمع فروزاں کی اور پھر صدیوں کے بعد وسط ہند کے تعلیمی مراکز سے ارتداد و کبار کا قافلہ اسی ساحل تک پہنچا جہاں اسلام کی ڈابھیل اپنے ظلمت بانیوں اپنے خدا رسیدہ اساتذہ اپنے سنجیدہ اور با مقصد طلبہ کی وجہ سے اٹھی میں بھی نیک نام رہا ہے اور دعا ہے کہ مستقبل میں بھی یرغبت کی نیک توقعات پورے ہوں۔ مدرسہ کے محترم مولانا محمد سعید بزرگ اپنے والد بزرگوار مولانا احمد بزرگ

کے سچے جاننے والے ہیں۔ اس مدرسے کے موجودہ کارپردازان کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور پورے ملک عظیم و خواص کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ جنوب کی دینی اور ملی خدمات کا قریبی جائزہ لیکر استفادہ بھی کریں اور بہت استفادہ بھی فرمائیں۔

اسحاق بلیس ندوی
مدیر تعمیر حیات ندوہ لکھنؤ

(راز رجسٹر معائنہ شد)

۱۳۹۹ھ تکمیل تسراوت سبعم | قراوت سبعم کی تعلیم سال گذشتہ سے شروع ہو چکی ہے جس کا تذکرہ پہلے آچکا ہے اس سال نو تعلیم نے اس کی تکمیل کی جامعہ کے شعبہ تجوید کے صدر جناب قاری احمد اللہ صاحب ہما گلبہری کے استاد جناب قاری محمد کامل صاحب کو اس موقع پر خصوصی دعوت دی گئی تھی۔ طلبہ کی رغبت میں اضافہ کرنے کیلئے جامعہ کے طلبہ کا ایک انعامی مقابلہ بھی رکھا گیا تھا جس میں متعدد طلبہ نے دلچسپی کے ساتھ حصہ لیا تھا اور بڑا کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور اس فنی کومرکز کو ترجیح بنادے۔ (روداد مدرسہ ص ۴۲)

شہر کا امتحان | امتحان سالانہ میں مختلف درجات کے شریک ہونے والے طلبہ کی تعداد حسب ذیل ہے۔

درجات عربیہ میں ایک تراسی، درجات فارسی وار دو میں ایک تیسریں، درجات تجوید میں دو تیسریں، درجات حفظ و ناظرہ میں ایک سو پینتالیس، شعبہ انگریزی سازی میں چودہ، شعبہ خیاطی میں تیس، شعبہ جلد سازی میں سترہ، شعبہ وارفتنگ میں بارہ، شعبہ کتابت میں ایک سو چودہ، شعبہ انگریزی میں پچیس۔ (ایضاً ص ۴۳)

فارغین | عالم ناضل کی سند حاصل کرنے والے اکیس، قراوت سبعم کی تکمیل کرنے والے تھوڑے رات ختم کرنے والے سات، حفظ قرآن پورا کرنے والے تیس، ناظرہ قرآن ختم کرنے والے اکیس۔ (ایضاً ص ۴۴)

پندرہمین مولوی موسیٰ احمد جی بسم الشہداء مدرس فارسی، اور مولوی یوسف بوریات مدرس معتمد رجب ۱۳۹۹ھ میں الگ کرائے گئے، مولوی عثمان غنی تیلار موسیٰ درجہ اول دوم میں اور مولوی رشید احمد موملا ڈاکٹر بھلن اور مولوی احمد بزرگ سنگھ درجہ معتمد میں مدرس مقرر ہوئے (ایضاً ضمیمہ صفحہ ۲۴۰-۲۳۹)۔

دارالافتاء اس سال ہندو سیریز ہند سے آنے والے نو سو چوبیس سوالات کے جوابات دارالافتاء سے ارسال کئے گئے افتاء کے درجہ سے اس سال بھی ایک طالب علم نے کورس مکمل کر کے مسند حاصل کی، اب تک جامعہ کے دارالافتاء سے تین مالوں نے مسند حاصل کی ان کے نام یہ ہیں (۱) مفتی عبداللہ ولی کاوسی فاضل جامعہ ۱۳۹۸ھ میں (۲) مفتی موسیٰ اسماعیل بدات بلیشوری فاضل تلامذہ دارین ترکیشہ ۱۳۹۹ھ میں (۳) مفتی یوسف محمد جی بسم الشہداء بھلی فاضل جامعہ ۱۳۹۹ھ میں (ایضاً صفحہ ۲۴۰)۔

اضافہ تنخواہ مجلس شوریٰ منعقدہ ماہ محرم ۱۳۹۹ھ نے تنخواہوں کے سلسلہ میں غور و فکر کئے ایک کمیٹی مقرر کی تھی جس نے جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ میں ہونے والی مجلس شوریٰ میں اپنی رپورٹ پیش کی جس کے پیش نظر پورے علم کے تنخواہوں میں معقول اضافہ ہوا، اور مدرسین کے مختلف طبقات کی رقم کر کے ان کیلئے اسکین بنا دیا گیا نیز ہر سال تنخواہوں میں اضافہ کا دستور بنایا گیا۔ اصل تنخواہ پر ۲۰ فیصد گزالی الاؤنس بھی دیا جا رہا ہے۔ (ایضاً صفحہ ۲۴۰)

ضروریات جامعہ اس عنوان کے تحت گذشتہ سال کی طلبہ اساتذہ بھی کتب خانہ کی تعمیر کیئے ہمدردان جامعہ سے اپیل کی گئی۔

سالانہ جلسہ ۵ شعبان ۱۳۹۹ھ یکم جون ۱۳۹۹ھ یکشنبہ کو مسجد جامعہ میں سالانہ جلسہ دستار بندی منعقد ہوا جس میں مولانا عبید اللہ صاحب بلایوی مدظلہ نظام الدین دہلی، اور مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی استاذ حدیثہ وادب دارالعلوم دیوبند نے شرکت فرمائی۔ (ایضاً صفحہ ۲۴۰)

آمد بزرگان ملت! قاری محمد کامل صاحب مراد آبادی مدرس قراءت و تجوید بہ
شاہی مراد آبادی ختم قراءت سبعہ اور مسابقہ قراءت میں
شرکت کیلئے جامعہ تشریف لائے تھے رجسٹر سنا رہے تھے اپنے تائثرات ان الفاظ میں تحریر
فرماتے۔

نقل معاینہ

قاری محمد کامل صاحب

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اعاد بعد!

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل جنوبی ہند کی تعلیم اور سرکاری درس گاہ ہے، سائنس، علم و فن
حضرت علامہ انور شاہ کاظمی، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا عبد الرحمن
صاحب مفسر قرآن امر دہوی، عارف باللہ حضرت مولانا سراج احمد صاحب رشیدی وغیرہ
نے یہاں عرصہ تک قال اللہ قال الرسول کے نغمہ بان فروز سے اس خطہ انجرات کو گونگائے
رکھا اور علم و فن کی آبیاری کی۔

مجھے بڑی مسرت ہے کہ حضرت مہتمم صاحب جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کی دعوت پر طویل
عزت کے بعد دوسری مرتبہ حاضری کا موقع ملا یہاں کے طلبہ، اساتذہ اور ذمہ دارانہ درس
سے بار بار ملاقات رہی اور یہ کاظمی و ضبط نظام تعلیم و تربیت غلبہ کے اخلاق و کردار اساتذہ
کی آپس کی محبت و رواداری حضرت مولانا محمد سعید احمد بزرگ صاحب کی جدوجہد اور
اس معذوری و بیماری میں جامعہ کی ہمہ جہتی ترقی کیلئے ان کا قابل تقلید مجاہدہ میں نے
پانچ روزہ قیام میں غور و فکر سے دیکھا اور مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تکلف نہیں ہے کہ جامعہ
اسلامیہ ڈابھیل اپنے ان نصاب میں ہندوستان کی تعلیم تر اسلامی درس گاہ ہے۔

مجھے ختم سبعہ کی طلبہ کی سمجھ میں اور درجہ قراءت و تجوید کے مسابقہ قراءت
میں بھی شرکت کرنے کی سادہ نصیب ہوئی اور یہ دیکھ کر بے انتہا مسرت ہوئی کہ اس

شیخ نے اپنے قابل معزز استاد غلام مولانا قاری احمد انشر صاحب کی محنت اور مجددیہ سے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔

اس دور میں جب کہ فنِ قراءت اور تجوید عام طور پر لوگوں کی عدم توجہ کا شکار ہے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کا اس شعبہ کے ساتھ یہ اہتمام و دوسرے مدارس عربیہ کیلئے قابل تقلید نمونہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جامعہ کو مزید ترقیات سے نوازے اور ذمہ داران مدرسہ، اساتذہ اور طلبہ سب کو حسن توفیق بخشے۔

والسلام
اساتذہ کرام مدرسہ شاہی مراد آباد (روپڑی)
۱۴۱۱ھ جمادی الثانیہ ۱۴۱۱ھ ۱۱ مئی ۱۹۹۱ء پنجشنبہ
(ازربشتر معاہدہ ۱۹۹۱ء)

اسی سال شیخ وقت حضرت مولانا مسیح انشر خاں صاحب مدظلہ تالیف حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا لکھی درود مسعود ہوا تھا۔ آپ کے آثارات ملاحظہ ہوں۔

نقل معاینہ حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بعد الصلوٰۃ والسلام !

اساتذہ کرام و بھارت میں عمرہ سے بلایا جا رہا تھا۔ تقریباً تین سال سے لیکن مقدر ایڑ دی باب و دانہ ۲۳ جمادی الثانیہ ۱۴۱۱ھ یومِ دو شنبہ دعوت کھروڑ پر تعمیری بنیادی مسجد و مدرسہ حاضری ہر کر معافات میں حاضری ہوتی رہی کہ سب مقامات کی فرمائشیں تھیں، اسی فرمائش پر ڈابھیل (ڈابھیل) محترم جناب مولانا سعید صاحب بزرگ کی فرمائش پر حاضری ہوئی مدرسہ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین میں حاضری کی سعادت کا موقع عنایت فرمایا۔ گو مدرسہ کے دیکھنے کا موقع نہ آیا کہ متعدد مقامات کا سفر تھا لیکن

۲۴۴
جملہ طبع کی زیارت سے مدرسہ کا ماحول سامنے آگیا۔ طلباء کی سازگی کیا ہے جیسے کہ اسلامیات
کیلئے نزیب ہے، اور صفائی جیسے کہ اسلامی تعلیم صفائی باطن کے ساتھ صفائی ظاہر کی
ہے مشابہہ ہو کر دل مسرور ہوا نیز ان میں نظام اور طریق نظام میں اتباع اساتذہ دیکھ کر
علم کا اثر سکون کا معلوم ہوا۔ احقر کی معرفت کو نہایت سکون و سکوت کے ساتھ بغور
دھیان الگ نایہ ثبوت تھا کہ تقریر اساتذہ بغور سماعت فرماتے ہوں گے کہ حصول علم میں
خاص موثر ہے ان فی ذلک، لہذا لکری لمن کان لہ قلب اور یہ سب شاہد تھا اساتذہ کی نگرانی
اور تعلیم کا۔ اور شاہد تھا محترم جناب مہتمم صاحب کے انتخاب اساتذہ کا اور یہ شہادت بھی
مہتمم صاحب کے مفکرانہ اور مدبرانہ مزاجنا لطیف کی۔ یہ سب دیکھ کر دل میں ایک خاص
فرحت و نشاط تھا۔ اپنے بعض احباب سے اس کا ذکر بھی کیا۔ مجموعی حالت نہایت
امید افزا، المستقر الحال مدرسہ کو دینی و دنیوی رات چوگنی ظاہر کی رہا فطنی علمی روحانی تعلیمی
تحریکی تعمیری اخلاقی ترقی سے مزید درمزیہ فوازیں۔

والسلام

احقر محمد مسیح اللہ عنہ

۲۱ یا ۲۰ جمادی الثانیہ ۱۴۹۹ھ یکشنبہ

(۱۰ درجہ سہ ماہیہ ص ۱۶۲)

حادثات

وفات مولانا احمد اللہ صاحب لکھنوی | اس سال جامعہ کے استاذ حدیث

مولانا محمد اللہ صاحب پشاور کی غم
لکھنوی کی وفات حسرت آیات کا واقعہ جامعہ کیلئے بڑا صبر آزمائش پیش آیا۔ یہ واقعہ ۲۷ صفر
۱۴۹۹ھ مطابق ۷۷ جنوری ۱۹۷۸ء شنبہ شریف کو پیش آیا۔

مولانا مرحوم کیادہ سال سے جامعہ میں تدریس کی خدمت انجام دے رہے تھے تعلیمی

محبوس استعداد کے مالک تھے طلبہ کے ساتھ آپ کا سلوک نہایت مشفقانہ اور سہجہ و آسان تھا۔ جامعہ کے ساتھ والدانہ تعلق رکھتے تھے خوش مزاج مرتجان مرتجی انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی بال بال مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے مولانا ڈاکٹر اھیل کے قبرستان پریم پور میں لائبریری کے پہنچے برگد کے درخت کے نیچے آسودہ خواب میں۔

(روداد سلسلہ ۹)

آپ کی بیوہ اور صغیر السن بچوں کیلئے وصیت نامہ نے اصحاب خیر کی قومیہ سے لاہور منتقل مکان کا انتظام کر دیا ہے۔ براہ الشرف

فات مولانا عبد الرحیم پور سدکی گجرات کے ایک دینی ادارہ اصلاح المسلمین کے ناظم اعلیٰ اور جامعہ کے سابق رکن مولانا

عبد الرحیم پور سدکی صاحب بھی انتقال فرما گئے۔ مولانا مرحوم بہت سادہ اور جفاکش انسان تھے دینی مدارس کا قیام و رافقہ علاقوں میں مکاتب کا انتظام اور تعمیر مساجد آپ کا پیش تھا۔ اگر سواری نہ ملتی تو بیدل ہی طویل طویل سفر کر لیتے تھے، بڑی مشقت برداشت کرتے، کاتھیاوار اور کھیرٹاک کے ایسے علاقوں میں جہاں کسی عالم کا گزرنہ ہوتا تھا خود جاتے اور لوگوں کو مکاتب و مدارس کے قیام پر آمادہ کرتے۔ آخر عمر میں فالج کے حملہ سے معذور ہو گئے تھے اس کے باوجود بہت سی جگہوں کا سفر کرتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرما کر بلند مقامات عطا فرمائے۔

مولانا محمد اسماعیل ناننا صاحب اور جناب ایم اے عمر صاحب جنوبی افریقہ میں جامعہ کے خصوصی معاون اور نمائند بھی انتقال فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مروتوں کی قبروں کو نور سے بھر دے (ایضاً ص ۱۰)

۱۴۰۰ھ داخلہ ۱۱ شوال ۱۴۰۰ھ ۲۴ ستمبر ۱۹۸۰ء سے شروع ہوا، طلبہ کی مجموعی تعداد پانچ سو آٹھ رہی جن میں امدادی چار سو ۱۲۰ اور غیر امدادی اچھاس تھے۔ ۱۲ شوال سے تعلیم شروع ہو گئی۔

حسب دستور تعلیمی سال پورا ہوا ۱۳۳۰ھ رجب ۱۳۳۱ھ سے سالانہ امتحان شروع ہو کر ۵ شعبان کو ختم ہوا۔ سالانہ امتحان میں شرکت

ہونے والے طلبہ کی تفصیل حسب ذیل ہے درجات برسرہ میں ۱۸۲، فارسی اور اردو میں ۱۱۴، تجوید میں ۲۸۲، حفظ و ناظرہ میں ۱۳۶، گھرہی سازی میں ۱۵، خیاطی میں ۲۸، جلد سازی میں ۱۸، وارث رنگ میں ۱۰، خوشنویسی میں ۱۰، انگریزی میں ۲۹۔

۸ شعبان ۱۳۳۱ھ مطابق ۲۲ جون ۱۳۳۱ھ یکشنبہ کو مسجد جامعہ میں سالانہ جلسہ منعقد ہوا جہاں ان خصوصاً ندائے ملت حضرت

مولانا سید اسعد مدنی صدر جمعیۃ العلماء ہند اور حضرت مولانا سید عابد علی وجدی حسینی مدظلہ جلسہ کی زینت بنے۔ ان جہاں ان خصوصاً اور شیخ الجامعہ حضرت مولانا محمد ایوب صاحب اعظمی کے ہاتھوں دستار فضیلت باندھی گئی (ایضاً ص ۲)۔

دورہ حدیث کے فارغ ہونے والے دس، روایت حفص کی سند حاصل کرنے والے سات، حافظ ہونے والے بیس، ناظرہ قرآن ختم کرنے والے پندرہ قرأت عشرہ مضمرہ کی تکمیل کرنے والے چھ۔

۱۱ سال گیارہ سو تینیس (۱۱۳۳) سوالات کے جوابات جامعہ کے دارالافتاء کے دارالافتاء سے روانہ ہوئے نیز دو عالم مفتی ہوئے۔ مولوی ہاشم احمد بھوجا جنوبی ازریقہ فاضل جامعہ حسینیہ داندیر، مولوی شبیر احمد کارا بھوریہ فاضل مدرسہ مظاہر علوم بہار پور۔ (ایضاً ص ۳)۔

۱۲ سال و طعام اور بجلی پانی پر چار لاکھ ستر سو ہزار چھ سو سو (۲۷۶,۶۰۰) روپے عمارتوں کی مرمت اور رنگائی وغیرہ پر چترتیس ہزار نو سو اٹھ (۳۴,۹۰۰) روپے خرچ ہوئے (ایضاً ص ۳)۔

۱۳ سال گرانی لاؤنس کو جو تیس فیصد تھا بڑھا کر پچاس فیصد اضافہ متخواہ کر دیا گیا۔

درجہ اعظم میں مولوی فرید احمد رشید احمد نانائہ اسماعیلی کا نام سوال میں تقرر ہوا۔

(ایضاً صفحہ ۲۵)

درجہ

۱۸ محرم ۱۳۳۸ھ کو دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے متعدد علماء کرام نے
لائے جاسے کو دیکھنے کے بعد مندرجہ ذیل معاینہ تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہج مؤرخہ ۱۰ دسمبر ۱۳۳۸ھ یوم دوشنبہ کو محترم مولانا محمد رابع صاحب مولانا محمد تقی
صاحب اور عزیز مولوی عبدالرشید حسنی کے ساتھ ڈاکھیل کے مشہور دارالعلوم میں حاضر
کا اتفاق ہوا۔ بہتر صاحب شیخ الحدیث صاحب، مولانا ابوبکر صاحب کے ساتھ مدرسہ
کو تفصیل طور پر دیکھنے کا موقع ملا، الحمد للہ دارالعلوم کے متعلق جملہ شہادت میں ترقی
اور ذمہ داری سے فرائض کے انجام دہی کا جذبہ پایا، میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
اس دارالعلوم کو علمی انتظامی طور پر مزید ترقی دے اور اس کا جو وقار و شمار پورے
ہندوستان میں ہے وہ قائم رہے بلکہ اس میں اضافہ ہو۔

ابوالعرفان ندوی، مرتضیٰ، محمد رابع، عبدالرشید

۱۰ دسمبر ۱۳۳۸ھ ۱۸ محرم ۱۳۳۸ھ

حادثات

اس سائے حضرت مولانا ابوالوفاء شاہجہاں پوری کی وفات ہوئی جو مسلمانان ہند
کیلئے ایک بڑا حادثہ ہے۔ مرحوم اپنے وقت کے بہترین خطیب، سیرت کے پرورش فرور
اور زیر دست مناظر تھے، علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص تلامذہ میں سے
تھے مقدمہ بھاؤ لیور میں جو قادیانیوں کے خلاف ایک شہور مقدمہ تھا علامہ اور لیور کے
دکیل تھے جاسے کے ساتھ مولانا مرحوم کو خصوصی تعلق تھا، جاسے کے جلسوں میں متعدد بار
جہان خصوصی کے طور پر مدعو رہتے۔ آخری چند سالوں میں خالچ کا جلسہ ہوجانے کی وجہ سے

تقریر نہیں فرما سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات دین و ملت کو قبول فرما کر بلند درجات سے نوازے۔

جامعہ کے ایک فاضل اور سابق استاذ مولانا غلام اللہ خاں صاحب شیخ التفسیر کا حادثہ وفات بھی جامعہ کیلئے ایک صدمہ ہے (جو ۲۶ رجب منہجہ کو پیش آیا) مرحوم منہجہ میں جامعہ سے فارغ ہوئے تھے، علامہ کشمیری وغیرہ کے شاگرد تھے۔ سالانہ امتحان میں دورہ حدیث کی ہر کتاب میں پچانوے نمبر حاصل کئے تھے فراغت کے بعد ایک سال مدرس بھی رہے اپنے استاذ مولانا حسین علی نقشبندی بکری کے طرز پر طلبہ کو قرآن مجید کا درس دیتے تھے پاکستان میں آپ کی بڑی خدمات ہیں کئی ادارے اور تہذیبیات نگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

اسی طرح جامعہ کے ایک اور فاضل اور سابق استاذ مولانا ابراہیم جیسٹاس صاحب (گودھڑی) ابھی راہی ملک بقا ہوئے، علیحدگی کے بعد بھی جامعہ سے برابر تعلق رکھتے تھے اللہ تعالیٰ ان کی بھی مغفرت فرما کر جزا رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

جامعہ کے ایک قدیم خادم ابراہیم کفایتی المعروف بابا کفایتی اسی سال انتقال ہوا علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ سے اب تک جامعہ کی خدمت کر رہے تھے۔ جامعہ کے ساتھ قلبی تعلق تھا باوجود دیگر جامعہ کی طرف سے پیشینگی بھی لیکن ممکنہ طاقت تک برابر کام کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بھی مغفرت فرما کر سایہ عاطفت میں جگہ دے۔

جامعہ کیلئے ایک بڑا حادثہ اعلان جناب محمد سنی صاحب (جنوبی افریقہ) کی وفات بھی ہے۔ حاجی صاحب مرحوم بہت دیندار اور شریعہ آدمی تھے ہر سال ہجرتوں مدارس عربہ، سیکرٹریوں، طلبہ اور پیرائوں کی مدد فرماتے تھے گجرات کا شایہ ہی کوئی بڑا آدمی ایسا ہو جاں ان کی امدادی رقم نہ پہنچتی رہی ہوں۔ چند و یکا اور نگہداشت

سے تفصیلی حالات تاریخ کے آخر میں ملاحظہ ہوں۔

سے تمام اہل مدارس کی برابر مدد کرنے، بہتے تھے، جامعہ کے ساتھ حاجی صاحب مرحوم کا تعلق خصوصی تھا، شروع ہی سے جامعہ کی برابر خیر خواہی اور مدد فرماتے رہے ہر سال ایک بڑی رقم تو بھیجتے ہی تھے مخصوص مواقع پر بھی دل کھول کر مدد فرماتے تھے جامعہ میں طلبہ کیلئے کھانے اور کھانے کیلئے اسٹیل کے برتن آپ ہی کی طرف سے دے گئے تھے، اللہ تعالیٰ آپ کی ان تمام خدمات کو قبول فرما کر اپنی آغوش رحمت میں مقام خاص عطا کرے۔ (رودادِ ششماہی ص ۷)

۱۲۰ سالہ اس سال داغمر ۱۲ ریشبان ۱۳۸۷ھ سے شروع ہوا۔ ۱۳ سوال سے تعلیم شروع ہو گئی طلبہ کی مجموعی تعداد ۱۲۷۲ تھیں رہی۔ بیرونی طلبہ جردار الاقامہ میں رہتے ہیں چار سو ششماندن اور مقامی ششتر رہے۔

ششتر کا امتحان دیگر سالوں کی طرح اس سال بھی تعلیم و امتحان کا نظام رہا سالانہ امتحان میں جو ۲۹ رجب ۱۳۸۷ھ ۱۲ مئی ۱۹۸۸ء سے شروع ہو کر در ششبان ۱۳۸۷ھ ۱۱ جون ۱۳۸۷ھ تک جاری رہا مندرجہ ذیل تعداد میں طلبہ نے شرکت کی۔ درجاتِ عزیز میں دو سو نو گھنٹہ، درجاتِ فارسی وارد و میں چھانوے درجات حفظ و ناظرہ میں ایک سو ساٹھ، تجوید میں تین سو، گھڑائی سازی میں پندرہ، خیاطی میں پچیس، جلد سازی میں بارہ، دائرہ فلک میں بارہ، انگریزی میں اکیس۔

فارغین مفتی اکٹ، عالم اکیس، قرانات عشرہ کبیرہ کی تکمیل کرنے والے آٹھ، روایتِ حفصہ تکمیل کرنے والے نو، حفاظہ نہیں، ناظرہ ختم کرنے والے اکیس۔

فتاویٰ دارالافتاء سے اس سال ایک ہزار چھتیس (۱۰۳۶) فتاویٰ صادر ہوئے، ماہنامہ تبلیغ اور ربانی جوابات اس کے سوا ہیں۔ دارالافتاء سے مولوی شبیر علی اسماعیل ویسٹ انڈیزی (فاضل سبیل الرشاد بنگلور) نے ماہر نقد کی سند حاصل کی۔

سالانہ جلسہ ۱۱ ریشبان ۱۳۸۷ھ ۱۳ جون یکشنبہ کو جامعہ کی مسجد میں شاندار سالانہ جلسہ منعقد ہوا، جس میں حضرت مولانا اسعد صاحب دست بکام

صدر جمعیت العلماء ہند اور مفتی مولانا سعید احمد صاحب پانچپوری استاذ حضرت دارالعلوم دیوبند نے شرکت فرمائی شیخ الجامعہ حضرت مولانا محمد ایوب صاحب الدران خصوصاً جہانوں نے فضلہ کی دستار بندی فرمائی۔
(روداد السنۃ ص ۲ تا ۳)

سالانہ خروج

تعمیر اور مرمت و رنگائی پر تین لاکھ نوے ہزار پانچ سو پانچ (۳۱۹,۰۵۰) روپے اور دیگر ضروریات پر اکتیس ہزار پانچ سو پچاس (۲۱,۵۵۰) روپے خرچ ہوئے۔
(ایضاً ص ۱)

شوال ۱۴۱۸ھ میں قاری شبیر احمد شکاری کا درجہ قراوت میں حافظہ مولوی شبیر احمد بھوری کا درجہ حفظ میں مقرر ہوا، احمدیوں کا تہ منہ رجب ۱۴۱۸ھ سے الگ ہوئے (ایضاً ص ۲۲-۲۴)۔

شعبہ قراوت کی ترقی

اللجنة القراء کی تشکیل

شعبہ تجوید میں قراءات سبب و عشرہ کی تعلیم کا جو سلسلہ گزشتہ کئی سالوں سے چل رہا ہے الحمد للہ دہر اور ترقی کرتا رہا۔ دور حاضر میں اس کے پڑھنے اور پڑھانے کا درجہ تقریباً ختم ہو گیا ہے حالانکہ اہمیت کے لحاظ سے دوسرے فنون سے یہ فن کچھ کم نہیں، اس کی ترویج اور طلبہ میں اس کا شوق و ذوق پیدا کرنے کیلئے ایک انجمن "لجنة القراء"

سے نام سے قائم کی گئی۔

سال میں اس جلسہ کی طرف سے تین کتابچے بھی رکھے جاتے ہیں ایک سرباہی دوسرا ششماہی تیسرا سالانہ۔ سرباہی سبابقہ طلبہ کی نگرانی میں ہوتا ہے۔ ششماہی سبابقہ سالانہ کی نگرانی میں اور سالانہ سبابقہ باہر کے متعلمین کو دعوت دے کر درباب انتظام کی نگرانی میں۔ ضابطہ یہ ہے کہ جو طالب علم سرباہی اور ششماہی سبابقوں میں اچھے نمبرات حاصل کرتا ہے اس کو سالانہ سبابقہ میں شریک ہونے کا موقع دیا جاتا ہے، اس سبابقہ میں طلبہ کی ہمت افزائی کیلئے انعامات بھی تقسیم کئے جاتے ہیں۔

اس سال سالانہ سبابقہ مولانا ابوالحسن صاحب رشتہ الحدیث دارالعلوم ماٹنی والا ترویج کی صورت میں ہوا تھا جس میں جناب قادری انیس احمد صاحب فیض آبادی صدر مدرس شعبہ تجوید فلاح دارین ترکیسر اور مولانا قادری فضل الرحمن صاحب اعظمی مدرسین حدیث و احادیث اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل نے حکم کے تحت انعام دیئے، تجوید و قرأت کی اس پر بہار روزنی پر شعبہ تجوید کے صدر ذوق قادری احمد اللہ صاحب بھانگلہ قادری طالب مبارکباد میں درود و دعا کرتا ہوں۔

ایک اہم اقدام

تخصّص فی الحدیث کی ابتداء کا فیصلہ

حضرت مفتی حمید الرحمن صاحب گنگوہی مدظلہ کی نگرانی میں تخصّص فی الفقہ (نصاب امتا) کا سلسلہ کئی سالوں سے جاری ہے، ایک مدت سے درجہ تخصّص فی الحدیث کے کھولنے کی دلی آمز و تھی اس کیلئے انکی ماہر فن حدیث کی سرپرستی اور نگرانی ضروری تھی، عالم اسلام کے مایہ ناز محدث حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی مدظلہ العالی سے خط و کتابت کی، موصوف نے اس ذمہ داری کو قبول فرمایا اور اس کا نصاب بھی تیار فرما کر

ارسال فرمادیا، کچھ وقت نکال کر موصوف خردی جامعہ شریعت لائیں گے اور اساتذہ کو اس کے طریق کار سے متعلق ہدایات دیں گے۔ نصاب کی کتابیں فراہم کر کے انشاء اللہ آئندہ سال سے اس کی ابتدا کر دی جائے گی۔ کسی بھی مدرسہ کا ناقابل حوالہ نمبر کے کامیاب ہوا ہر داغہ حاصل کر سکتا ہے قیام و طعام کی تمام ہولتوں کے ساتھ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔
(درود انشا اللہ ص ۵)

شعبہ تحریر و تقریر | تقریریں ہمارے پیدا کرنے کیلئے ہر شب جمعہ میں طلبہ ایک استاذ مولانا فضل الرحمن صاحب اعلیٰ کی نگرانی میں مختلف شعبوں میں منقسم ہو کر تقریر کرتے ہیں۔ خاص خاص مواقع پر عام اجلاس کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ اس کا سالانہ اجلاس شروع رجب میں منعقد ہوا جس میں بطور مہمان خصوصی حضرت مولانا محمد رضا امجدی مدظلہ شیخ الحدیث مدرسہ اشرفیہ رانہ یوسف علیہ السلام تھے۔ طلبہ نے اپنے شاندار پروگرام سے حاضرین کے دل جیت لئے اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے نوازے۔ (درود انشا اللہ ص ۵)

تعمیرات | درجہ حفظہ کے طلبہ کے قیام کیلئے ایک مستقل نئی عمارت کی تعمیر کی منظوری مجلس شوریٰ نے گزشتہ سال دہائی تھی، چنانچہ اس سال اس کی تعمیر شروع ہو گئی۔ سنگ بنیاد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے استاذ شیخ محمد الجذوب اور پھر اس کے کچھ ماہ بعد حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مدظلہ کے مبارک ہاتھوں رکھا گیا۔

شیخ محمد الجذوب نے جامعہ کے معائنہ کے بعد درج ذیل الفاظ میں اپنے تاثرات قلمبند فرمائے۔

نقل معاشدہ شیخ محمد مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - بمناسبتہ زیارتی اجتماعۃ الاسلامیۃ

تعلیم الدین) فی قریۃ دابول النابتۃ سورت یسری ان اعلن سروری من
 هذه الزیارة لما وجدت فی القاضین علی هذا المعهد وفی تنفیحاته وفی
 اذاعتہ ما من منامہ ان یبصت الآمال بحیل صائح لاعلاء کلمۃ اللہ لانی
 خلقته وحدثها بل علی اوسع حدی من هذه القارة ان شاء اللہ. و
 سارونی اعجابا بالمتتہ من حسن القریۃ فی اراکلت انطلیۃ المذین
 یسرون المسجد حتی فی صلوة الفجر.

واللہ المستون ان یوفقہم وایانا الی المزمع من طاعته و التقوی
 فی مرضاتہ فی خدمۃ الاحلَام والمسلمین والحمد للہ رب العالمین و
 علی اللہ وسلم علی صفتہ من خلقہ العباد فی الامین.

محمد المجذوب

الحاضر بالجامعة الاسلامیة

بالمدينة المنورة

السبت ۲۶/۲/۱۴۰۸ھ ۲۱/۱/۱۹۸۸م

(از رجسٹر معاینہ شد)

نقل معاینہ حضرت مفتی محمود حسن ضامنگوہی مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!
 احباب! جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل حاضر کی کامیابی کا موقع ملا اور کئی روز
 پہلے نا ہوا، سید ماشاء اللہ نمازیوں سے آبا رہے، امام صادق بہت اچھے بھروسے میں
 نماز فجر سے پہلے طلبہ کی بڑی تعداد تلاوت میں مشغول رہتی ہے دیگر اوقات میں بھی
 بکثرت طلبہ تلاوت کرتے ہیں، درس گاہ میں پڑھیں، درازانہ فاسم میں قیام طلبہ کا انتظام

بہت عموماً ہے۔ مطلق میں سب کیسے کھانا پکاتا ہے، دغلا و تقریر سکھانے کا بھی فن ہے، ترمذی شریف، ابو داؤد شریف، جلالین شریف کے اسباق میں بھی شیخ کا موقع ملا، حضرت مولانا محمد ایوب صاحب مدظلہ شیخ الحدیث ہیں، جو اپنے اور مامون غانیہ میں سزا مقام کے مالک ہیں، غلط ادارہ کو ان پر پورا اعتماد حاصل ہے، یہ باہر کی خوش نصیبی ہے، طلبہ عامۃً اساتذہ کے گردیدہ ہیں ان کو اپنا مرنی و کھن تصور کرتے ہیں، ان کی خدمت و اطاعت کو ذخیرہ سعادت سمجھتے ہیں، اساتذہ سب ہی ہم سنگ ہیں اور باہمی مشورہ سے جامعہ کی خدمت و ترقی میں لگے ہوئے ہیں جنکی وجہ سے جامعہ علفشار سے محفوظ ہے۔ نا لحد نشر اللہ تعالیٰ اس گلشن علم دین کو سرسبز و ثواب رکھے بار آور فرمائے، دینی علوم و اعمال و اخلاق کی حفاظت و اشاعت کا ذریعہ بنائے، مفتون کے دغیر کیلئے اس کی پوری نصرت فرمائے، ہر قسم کی ترقیات سے نوازے، حضرت ہبتم صاحب ہبتم جامعہ کی ترقی اور بہبود میں لگے ہوئے ہیں، اساتذہ اور طلبہ کے آداب و مفتون کی پوری رعایت فرمائے ہیں۔ اللہ پاک ان کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے اور عمر میں ترقی دے۔ آمین

احقر محمد غفرلہ ۳/۶/۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱/۱۱/۱۴۰۷ھ غنیمت

(از سر طر حایہ جلد ثانی ص ۳)

۱۴۰۲ھ | ۱۵ شوال ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۹۸۱ء کو مدرسہ کھلا، خانہ کسکل ہونے کے بعد ۱۸ شوال بروز بدھ سے تعلیم شروع ہو گئی طلبہ کی مجموعی تعداد پانچ سو پچاس تھی، دارالافتاء میں رہتے والے چار سو پچاس، مقامی تھے۔

شہر کا امتحان | گزشتہ سالوں کی طرح ماہانہ، سہ ماہی، ہفتہ ماہی امتحانات ہوتے رہے، سالانہ امتحان میں شہر کا وہی تعداد تھی، عربی

کے درجات میں دو سو چار، فارسی اور اردو میں ایک سو پانچ، تجوید و قرأت میں دو سو پچاس، حفظ و انظرہ میں ایک سو پچاس، گہری سازی میں تیرہ، سلائی میں بیس، جلد سازی میں گیارہ، دارالفتاء میں آٹھ، انگریزی میں پندرہ تھے۔

معنی پانچ، عالم پچیس، قراوت عشرہ صغیرہ میں دس، قراوت سببہ دس،
قارین تجویہ حنفی سات، حافظہ آٹھ پندرہ، ناظرہ ختم تیسرے آن کرنے والے
 پچیس۔

سالانہ جلسہ سالانہ امتحان ۱۳۰۲ھ ۲۷ مئی ۱۲۸۲ھ کو ختم ہو کر
 سالانہ جلسہ بروز اتوار مسجد جامعہ میں منعقد ہوا، حضرت مفتی
 محمود صاحب دظلاً اور حضرت مولانا سید اسعد مدنی رامت برکاتیم کی تقریریں ہوئیں۔
 ان کے مبارک باتوں سے دستار فضیلت بانٹ دی گئی۔

(روداد ۱۳۰۲ھ ص ۲۷)

تساوی پورے سال میں دارالافتاء سے سات سو اکیس سوالات کے جوابات
 ملے۔ پانچ خطا رجاعد نے افتاد کا نصاب پورا کر کے سند حاصل کی، ان
 کے نام یہ ہیں مولوی محمد احمد قاضی ویسٹ انڈیزی، مولوی ہاشم ابراہیم جناح بھٹائی،
 مولوی اسماعیل ابراہیم منشی خانپوری، مولوی جمال الدین سالار راجستھانی، مولوی
 عبدالصمد ابراہیم ڈیسائی جنوبی افریقہ۔ (دارالافتاء)

سین رجب ۱۳۸۶ھ میں مولوی عبدالاول صاحب سامرو دی اور دی الحجہ
 میں مولانا ابوبکر صاحب نازی پوری جامعہ سے آگے ہوئے۔

مدینہ یونیورسٹی سے الحاق ایک بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ جامعہ کی سند
 کو مدینہ یونیورسٹی نے تسلیم کر لیا ہے، اب
 جامعہ کے کسی فارغ کو انجمن الاسلامیۃ بالمدرۃ المنورۃ میں داخلہ مل سکتا ہے گذشتہ
 سال مدینہ یونیورسٹی کے استاذ شیخ محمد الجذوب تشریف لائے تھے ان کی توجہ
 سے یہ مشکل کام انجام پایا۔ جزاء اللہ خیر الجزاء۔

(روداد ۱۳۸۶ھ ص ۷)

میر وئی طلبہ کیلئے کھانے کا مخصوص نظم دوسرے نمائندے آئے جوئے
 طلبہ ایک مدت سے یہ چاہتے تھے

کہ ان کو طلبہ اپنے کھانے کا نظم کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس سال مجلس شوریٰ نے ان کی درخواست قبول کر لی۔ مدرسہ سے ان کو اناج تیل مصالحہ وغیرہ قیمت خرید پر دیا جاتا ہے برتن اور ایک مستقل کمرہ بھی دیدیا گیا ہے، اسی مطبخ میں کوئی ہندوستانی طالب علم بھی شریک ہونا چاہے تو ہو سکتا ہے (ایضاً ص ۸) خود کی فیس بقدر خرچہ لی جاتی ہے۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی تشریف آوری | جامعہ میں علی اور روحانی نفعاً قائم کرنے اور طلبہ

میں علمی قابلیت اور سچی روحانیت پیدا کرنے کیلئے ایسی شخصیتوں کو دعوت دی جانی ہے جن کے یہی نصیحت سے اساتذہ اور طلبہ میں ان کمالات کو حاصل کرنے کا ثناء پیدا ہو، حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی مدظلہ اس سال جمادی الثانیہ ۱۳۸۴ھ میں تشریف لائے، ہجرات کے مختلف مدارس اور گراؤں کا دورہ بھی فرمایا، جامعہ میں عصر کے بعد کی مجلس سے اساتذہ اور طلبہ نے خوب فائدہ اٹھایا۔ ۸ جمادی الثانیہ مطابق ۳۱ اپریل ۱۳۸۴ھ کو رات میں قراوت کے پروگرام کے بعد جلسہ عام بھی رکھا گیا جس سے بستی کے لوگ بھی غطف اندوز ہوئے۔

(روداد ۱۳۸۴ھ ص ۷۷ و ۷۸ سرسبز کلر)

حضرت مفتی صاحب کی آمد پر عجیب روحانی نفعاً قائم ہو جاتی ہے علمی تذکرے ذکر کے حلقے سے دلوں کی دنیا میں بہار آ جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو تادیر قائم رکھے۔

حادثات

وفات حافظ ابراہیم سلو | حافظ مولوی ابراہیم سلو ناٹھیلی دسین مظہر نے ۱۷ صفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۸۵ء کو کینسر کی بیماری میں

انتقال فرمایا، جامعہ ہی میں تعلیم حاصل کی تھی اور تقریباً بارہ سال سے جامعہ کی خدمت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی خدمات و نیسہ قبول فرما کر رحمت خاص سے نوازے۔

اسی ماہ جامعہ کے ایک ملازم جناب اسماعیل منصور نے بھی ۲۷ صفر ۱۳۸۲ھ کو دردمسیر شہداء کو انتقال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی بھی مغفرت فرمائے۔

وفات حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ | جامعہ کا اس سال کا سب سے بڑا اہم و بقیۃ السلف حضرت شیخ المشائخ بركة العصر حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمود زکریا ہاجرہ دینی رحمۃ اللہ علیہ کا سالخیز و فات ہے۔ آپ کی وفات سے جامعہ ایک عظیم محسن اور مربی سے محروم ہو گیا۔ یہ ناقابل تلافی واقعہ ۲۹ رجب ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۶۱ء بروز منورہ میں پیش آیا۔

حضرت اقدس کی ہستی پر سہ عالم کیسے برکت اور رحمت تھی، حضرت کی ولادت ۱۱ رمضان ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۰ء کو کاندھلہ میں ہوئی، آپ کا خاندان صدیق شیعہ علم و عمل کا گہوارہ رہا ہے، بڑے بڑے عالم، ولی اور بزرگ اس زمین سے اٹھے ہیں جنہوں نے نہ صرف ہندوستان بلکہ ایک عالم کو اپنے فیض سے نوازا ہے ایسے عالی خاندان میں آپ نے آنکھیں کھولیں۔ ۱۳۱۹ھ میں آپ نے والد بزرگوار مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی کے ساتھ گنگوہ شریف لائے، وہاں قطب عالم عالم ربانی حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت و شفقت سے ملامت مال ہوئے، حضرت اقدس کی وفات ۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۲ھ تک والد صاحب کے ساتھ گنگوہ رہے، اب عمر شریف ۱۳ برس کی ہو چکی تھی، حضرت گنگوہی کی وفات کے بعد مدرسے کیلئے والد صاحب کا سہارا پیدا نہ ہوا، آپ بھی والد صاحب کے ساتھ سہارنپور شریف لائے، والد صاحب نے تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی، یہاں حضرت مولانا انیل احمد صاحب پیٹھ بھی سہارنپور کی شفقتیں اور محبتیں خوب خوب

مولانا زکریا کاندھلوی (حضرت مولانا قاری محمد رفیع احمد باندوی اور منظر اسلام امیر شریعت اعلیٰ مولانا سید محمد اسماعیل کنکی دامت برکاتہم جملہ افراد متفقہ و جن کے مولانا حسنہ سے حاضرین جلسہ خوب متغیر ہوئے۔

فارغین دارالافتاء سے سند افتاء حاصل کرنے والے جابر، دورہ حدیث سے فارغ ہونے والے مسٹر خا، حافظ قرآن انصاری، ناظر قرآن ختم کرنے والے مسات۔

مستفیدین مولانا شوکت علی اعظمی مدرس مدرسہ شبانہ سے الگ کئے گئے۔ قاری احمد اشرف صاحب بھگلپوری صدر شعبہ تجویز مدرسہ کے اخیر میں جامعہ سے الگ کر دے دارالعلوم دیوبند میں درس پڑھ گئے تھے، لیکن پھر خوالہ مدرسہ سے جامعہ واپس آئے۔ مولانا قاری الشرف پوری مدرسہ فارسی، معائنات سے الگ ہوئے، مولانا داؤد حسین صاحب مدظلہ مدرس حدیث۔ مولوی موسیٰ کچھلوی قاری میں قاری محمد حنیف نرولوی۔

قاری اسماعیل مسالہ کنکی قاری عبدالرحمن بزرگ سنگی درجہ تجویز میں شوالی سے مدرسہ تقرر ہوئے۔ مولوی عباس داؤد بسیم الشرف اجمین معین الفتی بھی شوالی سے تقرر ہوئے۔

سالانہ خرچ غلبہ کے قیام و طعام، بجلی، پانی، تنخواہ مدرسین و ملازمین پر لاکھ چھپا سٹھا ہزار سات سو پچاس روپے، اور تعمیرات پر تین لاکھ چوبیس ہزار چھ سو روپے خرچ ہوئے۔ (رواد مدرسہ ص ۱۱۰)

دارالافتاء جامعہ کے دارالافتاء سے اس سال سات سو چودہ سوالات کے جوابات دئے گئے علاوہ ان قاری کے جو ماہنامہ تبلیغ و گجراتی میں اشاعت کے لئے دئے جاتے ہیں۔ اس سال دارالافتاء سے چار ماہ کو مفتی کی سند دی گئی ان کے نام یہ ہیں۔ (۱) مولوی اسماعیل ابراہیم بھانا سارزدی فاضل جامعہ (۲) مولوی یعقوب محمد مفتی افریقی فاضل جامعہ (۳) مولوی عباس داؤد بسیم الشرف اجمیل فاضل جامعہ (۴) مولوی ارشد ابراہیم (۵) فاضل دارالعلوم کتھاریہ مجروح ان کا سالانہ امتحان حضرت مفتی محمد صاحب مدظلہ کی نگرانی میں سہارنپور مظاہر العلوم میں ہوا جب تک مفتی صاحب دیوبند تھے وہاں بھیجا جاتا تھا اب سب کے مفتی صاحب سہارنپور میں ہیں غلبہ کو

شعبہ تحسیر و تفریر

اسی سال طلبہ نے اپنا سالانہ امتحان جمادی الاخریٰ کے
آخر میں منعقد کیا جس میں بطور پیمانہ خصوصی حضرت مولانا
باشی میرزا نینٹ و مانی ناظم جمعیت العلماء ہند مدعو تھے۔ آپ نے طلبہ کا پروردگار مہربان کے ہر
زبیر سعادت میں اپنے اچھے بااثرات ظاہر فرمائے۔

گجرات کا تبلیغی اجتماع

یہ پورے صوبہ گجرات کا اجتماع ۲۸، ۲۹، ۳۰ جنوری ۱۹۲۲ء
مطابق ۱۲، ۱۳، ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ کو جامعہ کے کرسیا

میدان میں منعقد ہوا۔ جہاں سورت کے تبلیغی ذمہ داروں نے پیدال نصب کیا تھا۔ زمین
ہموار کرنے میں جامعہ کے پورا تعداد کی مشورہ جامعہ کے دارالطعام (ڈرائنگ ہال) میں
میں ہوتا تھا جس میں صوبہ گجرات اور بمبئی کے تبلیغی ذمہ دار حضرات دوسرے صوبوں کے
مخصوص ذمہ داروں کے ساتھ مشغول مشورہ رہا کرتے تھے۔ اس فکر کے ساتھ کہ اصلاح
دینی کی یہ دعوت کس طرح ایک ایک مسلمان تک پہنچ جائے۔ نظام الدین دہلی سے
مولانا عبد اللہ صاحب بلداوی دامت برکاتہم تشریف لائے تھے۔ اجتماع قابل دید تھا
دو دن تک یہ روح پرور منظر ایمان و عمل میں تازگی اور زیارتی کامیاب بنارہا تقریباً
سویا چھتیس اشہر کے راستہ میں نکلیں ڈابھیل جیسی چھوٹی سی بستی سے بھی سترائی افراد
اشہر کے راستہ میں جا لیس دن کیلئے نکلے۔

ایک دور روز قبل ہی سے سائنڈ اور طلبہ کی اجتماع کی محنت میں لگ گئے تھے اجتماع
کو کامیاب بنانے کیلئے سائنڈ اور طلبہ نے بھی بڑے شوق و ذوق اور ولولہ اور جوش
کے ساتھ کام کیا۔ پہلے ہی مشورہ کے ذریعہ کام تقسیم کر دیا گیا تھا۔ مخصوصین کو کھانا کھلانے
پر سائنڈ اور طلبہ کی مامور تھے۔ حضرت مولانا عبد اللہ صاحب بلداوی مظلّم مولانا عبد اللہ
صاحب جو پوری مظلّم اور اجتماع میں شرکت کیلئے تشریف لائے تھے اور گجرات کے تبلیغی کام کے
سب سے بڑے ذمہ دار محمد صاحب قاضی عبد الوہاب صاحب مظلّم اور دیگر ذمہ داران تبلیغ نے

میں افسوس کر رہی ملک بھاگو گئے۔ رحمت اللہ علیہ رحمتہ

ان کے نظم و ضبط اور ڈسپلن کی تعریف کی اور مسرت کا اظہار کیا، اللہ تعالیٰ اعلیٰ علم
 طبقہ کو اس کام کی طرف خصوصی توجہ کی توفیق عطا فرما کر امت میں ہدایت کو عام فرمائیں،
 اور اس کے ذریعہ علما و اور عوام میں مضبوط ورشتہ قائم فرمائیں۔

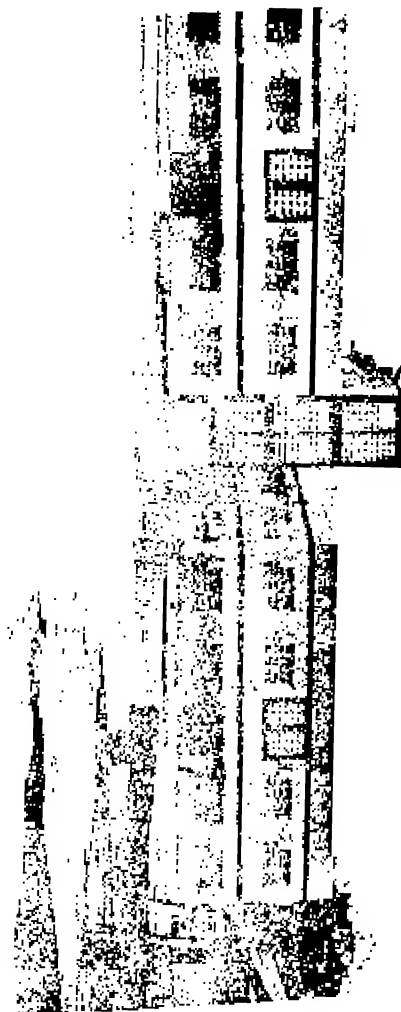
یہ بات ایک امر مسلم ہے
حضرت مفتی محمود صاحب مدظلہ کا دورہ گجرات | کہ بزرگوں اور اصحاب دینی

کی صحبت سے قلوب میں خیرانیت اور ایمان میں جلا و پیدا ہوتا ہے، اصحاب علم کی صحبت
 علمی ذوق کو ہمیشہ کا کام دیتی ہے، اسی مقصد کے پیش نظر جامعہ کی یہ کوششیں رہتی ہیں کہ
 علما و علماء و بار بار تشریف لاسے رہیں تاکہ جامعہ میں روحانیت کی فضا و زندہ اور ترقی پذیر
 رہے بزرگوں کی توجہ اور دنا سے ہر طرح کے ہنگاموں اور فتوز سے حفاظت رہے۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہ جو حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے اہل خانہ میں ہیں
 اور علم ظاہری و باطنی کا ایک بہترین نمونہ اسے یہ درخواست کی گئی کہ وہ ہر سال جامعہ
 میں پندرہ بیسٹ یوم کیلئے تشریف لائیں تاکہ جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ استفادہ کریں اور
 قرب و جوار کے مدارس عربیہ بھی آپ کے فیض سے مستفید ہو سکیں۔ چنانچہ حضرت بوصف
 سے اس درخواست کو قبول فرمایا اور تین سالی سے برابر تشریف لا کر اپنے فوض و
 برکات سے جامعہ کی فضا و کو نور و معطر فرماتے ہیں۔ مائتذہ اور طلبہ بڑے شوق سے
 حضرت کی مجالس میں حاضری دیتے ہیں۔ آپ کے اس دورہ سے جنوبی گجرات کے
 مدارس بھی مستفیض ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مایہ عافیت کو جامعہ پر تادیر قائم
 رکھے۔ آمین۔

حضرت کی تشریف آوری اجتماع سے کچھ دن قبل ماہ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ میں ہوئی
 تھی۔ جدید دارالطلبہ جس کا سنگ بنیاد آپ نے رکھا تھا اس کے افتتاح میں بھی
 آپ شریک ہوئے۔

جدید دارالطلبہ کا افتتاح | درجہ حفظ کے طلبہ کے غلام کیلئے جو عمارت ذریعہ
 تھی اس سالی جمعہ ۱۲ مئی ۱۴۱۸ھ کو افتتاحی اجتماع



مدرسه عالی علم و ادب
تاسیس ۱۳۰۵ خورشیدی
تهران

کے رواج پر در موقعہ پر اس کا افتتاح ہوا، حضرت ائمہ میں مفتی محمود حسن صاحب، حضرت مولانا عبداللطیف صاحب، عمر نعیمی، مولانا عبدالرشید صاحب بنیادی رامت برکاتیم نیز دیگر اکابر علماء و تبلیغی ارکان نے اس عبادت کے ایک گمراہ میں دعا مانگی کہ، اللہ تعالیٰ اس کی تعمیر میں حصہ لینے والوں کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ ان کے ایمان اور رجائی وصال میں بزرگ عطا فرمائے۔ اللہ ارشدہ اللہ تبارک و تعالیٰ سال خوالہ سے اس میں جذبہ معنوی برپا کرے شروع ہو جائے گی۔ دارالاساتذہ اور کتب خانہ کیسے بھی فکر جاری ہے دینا فرمائیں۔ (رواد رسد ص ۵۷)۔

سلسلہات کا ختم | اس سال مفتی صاحب مدظلہ نے اپنے قیام ڈاجیل کے دوران جمعہ ۲۴ رجب الثانی ۱۴۲۸ھ اور فروری ۲۰۰۷ء کو سلسلہات ختم کرائی جس میں جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ کے ساتھ جنوبی گجرات کے دیگر مدارس عزیز کے طلبہ حدیث نے بھی شرکت کی، اللہ تعالیٰ اسلئے بھی اس سلسلہ کو جاری رکھے۔ (ایضاً)

دیگر اعیان و اکابر کی تشریف آوری | تبلیغی اجتماع اور سالانہ جلسوں کے مواقع پر جن اکابر کی آمد کا ذکر ہوا ان کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات نے بھی جامعہ کو اپنے قدوم میں ہرگز کم کا شرف بخشا۔

مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی مدظلہ ناظم تعلیمات دارالاحیاء و علوم دیوبند، مشہور واعظ خوش زبان حضرت مولانا قاری عبدالحمید ندیم صاحب پاکستانی مدظلہ، حضرت مولانا رشید الدین صاحب مدظلہ مولانا شیخ محمود صاحب کوٹلی مدظلہ (قادیان) فاضل جامعہ تلمیذ حضرت انور شاہ کشمیری (مولانا عبدالقدوس رومی مفتی اگرہ سابق ساد جامعہ)۔

صوبہ سندھ پر پرنسپس کے اعلیٰ کمیشن کو ایک وفد صدر کمیشن جناب آصف پاشا کی قیادت میں جامعہ پہنچا اس وفد کے ساتھ گجرات اعلیٰ کمیشن کے صدر جناب فیروز

ولی الشرح صاحب اور دیگر ارکان مثلاً جناب ارشد امروا اور نائب وزیر مکتبہ صاحبہ
محرم حسین بلوچ صاحبان بھی تھے۔ یہ تمام حضرات جامعہ دیکھ کر بہت نفوذ ہوئے، جامعہ
کے قدیم فیض یافتہ صوبہ گجرات کے نائب وزیر مملکت جناب مولوی محمد سورتی صاحب
بھی جامعہ شریف لائے۔ طلبہ کو خطاب کرتے ہوئے کچھ صیاسی مشورے بھی دیے۔

نقل معاینہ جات

نقل معائنہ اقلیتی کمیشن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میں اور میرے ساتھی میری اقلیتی کمیشن آندھرا پردیش کو اس ادارہ کی دیکھنے
کی معادرت حاصل ہوئی۔ ہم سب کو اس ادارہ کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور ہماری
دعاؤں میں کہ یہ ادارہ اور ترقی محو، ہندوستان میں اس قسم کے ادارے بہت کمی
کیونکہ مسلمانوں کی مذہبی تعلیم ان اداروں کے توسط سے ہی ہے۔ میری دعا ہے کہ یہ
ادارہ بہت بھولے پھلے۔

آصف پاشا صدر اقلیتی کمیشن آندھرا پردیش

۳۱/۷/۸۲ء

نقل معاینہ مولانا محمد سورتی صاحب

نائب وزیر مملکت گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آج مورخہ ۲ اگست ۱۹۸۲ء بروز سنہ ۱۴۰۳ شام کے وقت اپنے مادر علمی جامعہ

اسلامیہ ڈابھیل مسلک کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا، برسوں کے بعد پرانی یادیں
 تازہ ہو گئیں اپنے اساتذہ سے ملاقات کا موقع مل، جامعہ ڈابھیل اپنی پرانی روایات
 و خصوصیات کا حامل ہے، اور اس نے اپنی پرانی تاریخی خصوصیت کو برقرار ہی نہیں
 بلکہ ان قدروں کو آگے بڑھانے کی سعی ہے۔ میری دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس نگلشن نمبر
 کو اور مزید ترقی عطا کرے اور یہاں سے دین و ملت کے ماہر کے ساتھ ساتھ قوم و
 ملت کے رہبر بھی پیدا ہوں۔ فقط بندہ محمد سرور قی غفرلہ

نقل معائنہ مولانا محمد اسماعیل صاحب کٹکی مدظلہ

امیر شریعت اڑیسہ و صدر جمعیتہ العلماء اڑیسہ

الحمد لله على احسانه والصلاة والسلام على خاتم النبيين وعلى آله
 واصحابه. اما بعد! جمعیتہ العلماء و ہند کے چرمیوس سالانہ اجلاس کے موقع پر کٹکی
 آئے ہوا، بہت دیر نہ تھا اسی کہ ڈابھیل کے جامعہ کو دیکھوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب
 احقر شرح جامی وغیرہ بڑھ رہا تھا اسی زمانہ میں دارالعلوم دیوبند کا ایک جزو اہم اس
 سے جدا ہو کر ڈابھیل پہنچا وہ وقت آتا بھی اچھی طرح یاد ہے جب کہ اسپیشل ٹرین
 میں سوار ہو کر دارالعلوم کے اساتذہ کرام جن میں بحر العلوم حضرت انور شاہ کشمیری کا اد
 حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی جیسے اساتذہ کرام رجمہ انٹر جمعین ڈابھیل کیسے
 چل پڑے۔

اس وقت احقر اگرچہ بہت چھوٹی عمر کا تھا مگر خیال یہ تھا کہ دارالعلوم اب ختم ہو گیا
 خداوند قدوس کی حکمتوں کو بھلا کر نہ جان سکتا ہے۔ اس کو منظور تھا کہ ایک شہابی

درا معلوم مغرب میں قائم ہو جہاں عموماً مسلمان اور ہم پرستی اور شرک و بدعات میں
جھلا رہا اور وہ غلامِ سنت کی روشنی سے عموماً محروم ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اہم
علیم الامت حضرت تھانوی نے حضرت شیخ الاسلام نور الدین قادری کو ڈھکے سے دینی
کی تمام شرطوں کو تسلیم کر کے بتوایا کہ دارالعلوم کی مستند شیخ الحدیث کو فرائض کے
چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شیخ الحدیث کے ایام میں درالعلوم نے بہ ہر وجہ اور
ترقی کی کہ اس کی نظیر پہلے نہیں تھی۔

خلاصہ یہ کہ ان ہی وجوہات کی بنا پر جامعہ ڈابھیل کو دیکھنے کی ایک دیرینہ
خواہش تھی جو آج پوری ہوئی اس ناکارہ کے ذہن میں عربی مدارس اور اس کے طلباء
کے سلسلہ میں شروع سے ایک ذہنی خاکہ رہا ہے مگر اس تخیل کو کسی جگہ بھی موجود رہا کہ
ایک ماہرِ علمی اور سمجھ رہا تھا کہ شاید یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا مگر میری
غرضیں فتنی پر مجھے ناز ہے کہ ہر شکر کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے میری تمناؤں کو عملی شکل
میں جامعہ ڈابھیل میں دکھلادیا یہاں کی تعلیم و تربیت نظم و ضبط، ممانعت و جماعت
نیام و طعام کا انتظام اساتذہ کی شفقت اور طلباء کی عقیدت کہان تک بیان کر ڈوں
سے رونق تا بقدم ہر گز کہ می نگریم
کہ شمعِ دامنِ دل کی کشتہ کو جاؤ نجاست

اس کو دیکھنے کے بعد دل بار بار باغ ہو گیا اور بے ساختہ حضرت مولانا محمد سعید زبیر
صاحب ہتم مدرسہ کی عملی قابلیت کو نہ صرف داد دیا بلکہ خداوند قدوس سے عاجزانہ
ایک سیو کی یہ دعا ہے کہ رب العزت ان کے سایہ کو اس ادارہ پر تادیر قائم رکھے
اور ان کو شغائے علمی عطا فرمائے کہ وہ مزید تندی سے اس ادارہ میں جا جانے لگائیں۔
دعا ہو علی اللہ بعزیز۔ فقط والسلام۔

ناکارہ غلامِ حق محمد اسماعیل عثمانی
صدر جمعیۃ العلماء اسیہ شریعت ادریس
سورخہ ۱۹ جنوری ۱۳۸۵ھ

نقل معاينہ

عارف باللہ حضرت مولانا صدیق احمد رضا باندوی

دامت برکاتہم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

احقر کو جس سے پہلے بھی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں حاضری کی سادات حاصل ہوئی ہے یہ اپنی خوش نصیبی ہے کہ دوبارہ حاضری کا شرف ملایہ جامعہ اپنی گونا گوں خصوصیات کی وجہ سے ملک اور بیرون ملک میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

مکرات کے اکثر مدارس اسی جامعہ کی دین ہیں۔ اس جامعہ سے نکلنے والے طلبہ دنیا کے گوشے گوشے میں دینی خدمت انجام دے رہے ہیں، حضرت اقدس استاد محترم مفتی محمود حسن صاحب نے جامعہ کا آنکھوں دیکھا حال اپنے سائز میں تحریر فرمایا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس جامعہ کو دیکھ کر دینی مدارس کے اراکین کو سب سے لینا چاہیے۔

الشکر پاک اس ادارہ کو اور تمام دینی اداروں کو وہاں رہنے والے طلبہ اور اساتذہ کو ہر قسم کے مشورہ و تلقین سے محفوظ فرمائے۔

انقر صدیق احمد عفی عنہ

خادم جامعہ عربیہ ہتھوڑا

ضلع باندہ، ریلوے

نقل معائنہ

سید مولانا عبد المجید ندیم صاحب

ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ حقوق اہل سنت و جماعت پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بمجدہ تعالیٰ زندگی بڑے حسین موڑ پر آگئی کہ آج بتاتے ہیں ۱۳/۴/۸۳ء جامعہ اسلامیہ دہلی کی جلوہ ریزیوں کا نظارہ کر رہا ہوں، اس کی وہ درسگاہیں دیکھنے کی سعادت ہوئی جن میں محدث عصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری، محقق دوران حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی، زین العلماء سید محمد یوسف بنوری اور بادشاہ اقلیم و حکمت حضرت مولانا بدر عالم نور الشریعہ قدیم مسند تدریس پر فرائض و حدیث کے دوز و معانی بکھایا کرتے تھے جن کے فتوسش باکی نازگی و ثنائی آج بھی بیاں ہے حضرت مولانا محمد سید بزرگ مدظلہ (مستتم جامعہ خواجہی اسلام کی علمی و علمی یادوں کے امین ہیں) کے ساتھ چند لحظات گزارنے کا مشرف حاصل ہوا جو میری زندگی کا متاع عزیز ہیں۔

حضرت موصوف کی باتوں میں شیخ بنوری کی بیکراں شفقت کا رنگ نمایاں پایا، بعد عشا جامعہ کی مسجد میں ایک ہنایت باوقار جلسہ سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ قرآن و تفسیریت کے موضوع پر اہل علم و خیال کی تاق تعالیٰ کے حضور کس زبان سے شکر بجا لاؤں کہ اس نے مجھے محض اپنے لطف و کرم سے اس مخزنِ علم و حکمت کے مشاہدہ کی سعادت سے نوازا انشرف الی اس گلشن کو ہمیشہ آباد رکھے اور اس کی جہک سے عالم اسلام مسطر ہو۔ آمین ثم آمین

دعا گو سید عبد المجید ندیم

دار ودان جامعہ اسلامیہ دہلی ۱۳/۴/۸۳ء

حادثات

وفات حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

۶ ر شوال ۱۳۸۳ مطابق ۷ ارجولائی ۱۹۸۳ء یوم دوشنبہ کو حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب طاب النثر شہ سالجہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کا حادثہ وفات پیش آیا، آپ حضرت نالوتوکیؒ کے پوتے مہتمم دارالعلوم دیوبند حافظ محمد احمد صاحب کے فرزند ارجمند، حضرت شیخ الہندؒ کے مرید با صفا، حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے خلیفہ علامہ کشمیریؒ کے تلمیذ رشید، دارالعلوم دیوبند کے معاون سادہ خادم، کاروانِ علم و فضل کے ستارہ، میدانِ خلافت کے شہسوار، مسلک دیوبند کے بہترین ترجمان تھے آپ تقریباً سو کتابوں کے مصنف بھی تھے، آپ کی وفات پورے عالم اسلام اور خصوصاً جماعت دیوبند کیلئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے، آپ جامعہ اسلامیہ دہلی کی بارہ تشریف لائے تھے۔ اس جامعہ کو ”دارالعلوم ثانی“ کے نام سے موسوم فرماتے، آپ نے یہاں مسلمات کا درجہ بھی دیا تھا۔ غلام و خواص کو خطاب بھی کیا تھا، اللہ تعالیٰ آپ کی خدایت و عینہ کو قبول فرما کر جنت میں بلند مقام عطا کرے۔

وفات مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا حادثہ جو ای کے گنگ بنگ پیش ہوا وہ مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ ستار

شیخ الحدیث جامہ ڈا بحیل کا واقعہ رطلت ہے، آپ ضلع پٹا اور صوبہ سرحد پاکستان کے ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے علما و محدث و افتخارستان سے فنون کی تکمیل کے بعد دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا، غلام کشمیری وغیرہ سے دورہ حدیث پڑھ کر ذرا وقت حاصل کیا۔ آپ نے مشرعی تحریک کے خلاف دارالعلوم کے بچاس مبلغین کی قیادت کرتے ہوئے بڑا کام کیا تھا، آریوں کو مناظروں میں شکست ناش دی۔ اس تبلیغی کوشش سے ہزاروں مسلمانوں کو ارتداد سے بچا لیا، آپ صوبہ قلات کے وزیر تعلیم بھی رہے۔ اس شعبہ میں بھی آپ کی خدمات بہت نمایاں ہیں۔ "معین القضاء و المفتیین" بزبان عربی آپ کی مشہور تصنیف ہے جس نے عرب و عجم کے علما سے خراج تحسین حاصل کیا، جامعہ ڈا بحیل میں دو سال ۱۳۶۱ھ سے ۱۳۶۲ھ تک شیخ الحدیث رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مغفرت و رحمت سے نواز کر اعلیٰ مقام نصیب کرے۔

۱۲ جولائی ۱۴۰۲ھ سے مدرسہ کھلا اور ۱۵ جولائی ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۴۰۲ھ سے تمام درجات کی تعلیم شروع ہو گئی طلبہ کی مجموعی تعداد پانچ سو گیارہ تھی۔

سالانہ جلسہ | حسب دستور تعلیم جاری رہ کر ۸ شعبان ۱۴۰۲ھ کو سالانہ امتحان ختم ہوا، سالانہ جلسہ ۱۱ شعبان ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۴۰۲ھ کو زیر صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ایوب صاحب اعلیٰ مفتی ہوا، جس میں جہانگیر خیر می حضرت مولانا معین الدین صاحب مدظلہم شیخ الحدیث مدرسہ اعدادیہ مراد آباد، حضرت مولانا سعید اسعد مدنی مدظلہ صدر جمعیتہ العلماء ہند اور حضرت مولانا غلام حبیب صاحب نقشبندی مدظلہ (پاکستان) نے شرکت فرمائی اور اپنے مواعظ سے حاضرین کو استفادہ کا موقع عنایت فرمایا، نیز فضلاء کی دستار بندی فرمائی۔

فائزین افتاد کی سند حاصل کرنے والے دو، ناظم یا ضلع کی سند حاصل کرنے والے تین، حفظ قرآن ختم کرنے والے اٹھائیس، ناطقہ ختم کرنے والے بیس

ہے، قراءت سبوح کی تکمیل کرنے والے آٹھ، اور حفص کی تکمیل کرنے والے بھی آٹھ۔
مدرسین ۶۱ شوال ۱۳۸۵ھ کو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ایوب صاحب دہلوی راہی ملک بنگالہ ہوئے، ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ کے ارادہ میں مولانا کریم خان صاحب بھانگلپوری مدظلہ شیخ الحدیث کے منصب پر مقرر ہوئے۔

سالانہ خرچ قیام و طعام، روشنی، پانی وغیرہ دس لاکھ یکاون ہزار دو سو تہتر (۲۳،۵۱۷) روپے اور تعمیر و مرمت پر چار لاکھ چالیس ہزار (۴۴،۷۰۰) روپے خرچ ہوئے۔

لجنۃ القراء کا سالانہ جلسہ شعبہ تجوید کی انجمن "لجنۃ القراء" کا سالانہ جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا قاری امیر ٹی صاحب مدظلہ و ناظم تعلیمات و صدر شعبہ تجوید مدرسہ جات العلوم مراد آباد رجب ۱۳۸۵ھ میں منعقد ہوا جس میں حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مدظلہ نے بھی شرکت فرمائی۔

شعبہ تجوید و تقریر کا سالانہ جلسہ انجمن جمعیتہ الطالبہ کا سالانہ جلسہ بھی رجب ۱۳۸۵ھ میں منعقد ہوا جس میں

مختلف موضوعات پر طلبہ نے تقریریں کیں، اس جلسہ میں حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن صاحب دامت برکاتہ اور محترم مولانا خدرا حفیظ صاحب ندوی ازہری زید گرام (استاذ الادب ندویہ، العلماء و کلمتوں) اور محترم مولانا عبدالشکر صاحب مدظلہم بہتم دارالعلوم غلام دارین ترکیسر نے شرکت فرمائی۔

فتاویٰ اس سال جامعہ کے دارالافتاء سے سات سو چوبیس (۷۵۴) سوالات کے جوابات دیے گئے۔ مولوی بشیر احمد دیوبندی اور مولوی لیاقت احمد دیوبندی فضلہ جامعہ نے دارالافتاء سے سند افتاء حاصل کی۔

تعمیرات | قدیم دارالافتاء (معزنی بجانب کی سفارہ پوش اسٹ) اس سال نوڈوں گئی جس سے جامعہ کا درمیانی صحن مزید وسیع ہو گیا۔ دارالافتاء کے جلسہ سے ایک جدید دارالاساتذہ مدرسہ کی زمین کے معزنی حصہ میں بیٹھنے کے پچھپچھ پر تعمیر ہے۔ اکثر کام ہو چکا ہے، اس میں بارگاہ اساتذہ اپنی ودیال کے ساتھ رہ سکیں گے۔

اعیان و اکابر کی تشریف آوری | سالانہ جلسہ کے موقع پر جو اکابر تشریف لائے تھے ان کے غدارہ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب جوہوری مدظلہ، حضرت مولانا عبدالحق صاحب بانڈو مدظلہ، حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی مدظلہ، حضرت مولانا وحید الزمان صاحب کبر انوی مدظلہ، مولانا اکرام علی صاحب بھانگلہ مدظلہ (شیخ الحدیث جامعہ خٹک، معلوم ہوئے) نے درمیان سال میں اپنے درود معذرت سے جامعہ کو نوازا، جامعہ کی ترغیبات سے خوش ہوئے اور دعا لیں دیں۔

جامعہ کی جنوبی ازینہ کیٹی کے صدر جناب الحاج مولیٰ بدیع صاحب اور اس کے فعال رکن الحاج ابراہیم ماکڑا صاحب بھی تشریف لائے تھے جو جامعہ دیکھ کر مسرور ہوئے۔

حضرت مفتی محمود حسن صاحب مدظلہ نے اس سال بھی اپنے درود سے نوازا، ایک ماہ کے قریب قیام رہا، جنوبی عمارت کا دورہ بھی فرمایا، اساتذہ اور طلبہ نے خوب خوب استفادہ کیا۔ جزاء الشکر خیر۔



وفیات

وفات مولانا مفتی ابراہیم سنجالوی

مولانا ابراہیم سنجالوی جامعہ کے اولین فضلاء میں تھے ششم میں فراغت
کے فوراً بعد افریقہ چلے گئے تھے وہاں علما کے سرخیل سمجھے جاتے تھے، اخیر تک افتاء
کی خدمت انجام دیتے رہے لوگوں کو آپ کے فتاویٰ پر کافی اعتماد تھا، وہاں علم
کی اشاعت کا بھی بڑا کام کیا، آپ کی وفات سے مجوزی افریقہ میں کافی خلا پیدا
ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں جگہ
نظر فرمائے۔

وفات مولانا اسماعیل گارڈی

آپ بھی جامعہ کے قدیم فاضل تھے ششم میں فارغ ہوئے، سالانہ امتحان میں اعلیٰ
نمبرات سے کامیاب ہوئے، علمی استعداد بہت اچھی تھی، آپ کے والد صاحب
جناب حاجی یوسف گارڈی نے جامعہ کے ابتدائی دور میں جامعہ کی ترقی میں بہت بڑا
پرہیز کر رکھا تھا جس کی تفصیل اس تاریخ کے شروع میں گزر چکی ہے آپ نے بھی اس
سلسلہ میں جامعہ کو فروغ دینا نہیں کیا، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس
میں جگہ عطا فرمائے۔

وفات حاجی احمد منگیر صاحب

جامعہ کے خصوصی ساراں و محسن جناب حاجی احمد منگیر صاحب ڈا بھیل کی وفات سے بھی جامعہ کو صدمہ پہنچا ہے، مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے، طبیعت میں یکسوئی، مزاج میں سخاوت تھی، جامعہ کے بڑے خیر خواہ تھے، غریب طلبہ کا موقعہ بوقتہ مختلف قسم کی امداد کرتے رہتے تھے، آخری عمر میں جنوبی افریقہ اپنے صاحبزادوں کے پاس چلے گئے تھے وہیں انتقال ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

یہاں تک سنہ دار جامعہ کے حالات مکمل ہوئے۔

فضل الرحمن نقوی

محرم ۱۴۰۵ھ

مجلس علمی ڈابھیل

علماء دیوبند کا قافلہ جب ڈابھیل پہنچا تو اس کے ساتھ علمی تحقیقی ذوق، علم کی اشاعت کا شوق بھی یہاں منتقل ہوا۔ چنانچہ علامہ انور شاہ کشمیری اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کے زیر سرپرستی ایک مجلس علمی جامعہ کے احاطہ میں قائم ہوئی، جس کے ارکان بیشتر جامعہ کے اساتذہ ہی تھے۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ مطابق اکتوبر ۱۹۳۵ء میں مجلس رجور میں آئی، اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ کتب دینیہ حرا ب تک متصفیہ شہر دیوبند میں آسکی ہیں یا گوشہ ضحول میں پڑی ہوئی ہیں ان کی اشاعت کی جائے۔ حسن اتفاق سے مالی تعاون کیلئے اسٹرٹوئی نے مولانا محمد بن موسیٰ سمگل شرم افزئی کو اس مجلس سے منسلک کر دیا، بلکہ یہ مجلس اور اس کی ساری خدمات آپ موصوف ہی کی سخاوت اور کثادہ دلی کا زندہ ثبوت ہیں، آپ نے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لے کر علامہ کشمیری وغیرہ سے تلمذ کا شرف حاصل کیا، پھر شاہ صاحب کی خدمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔ اس قافلہ علمی کے یہاں لانے میں آپ اور آپ کے والد صاحب کا بڑا حصہ رہا ہے جیسا کہ تاریخ کے ابتدائی احوال سے معلوم ہوا، مولانا محمد بن موسیٰ یہاں کو شاہ صاحب سے شیفتگی کے درجہ کی عقیدت تھی، شاہ صاحب کے منشا اور خواہش کو پورا کرنا اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔ آخر تک شاہ صاحب کی ایسی خدمت کی کہ شاید وہ بایہ۔ بلکہ شاہ صاحب کے وصال کے بعد ان کی اولاد کی خدمت بھی برابر کرتے رہے۔

اس لئے یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ مجلس علمی شاہ صاحب کے ہی علمی تاخیر کی ایک تابندہ یادگار ہے اس مجلس کے ذریعہ دیگر اہم تصنیفات کے ساتھ علاوہ کشمیری کی تالیفات کی خوب اشاعت ہوئی، اس کا دفتر جامعہ کے احاطہ میں قائم تھا، علامہ کشمیری کے داماد مولانا سید احمد رضا بخوری مدظلہ اس کے ناظم تھے کئی سال تک یہاں مقیم رہے، جامعہ میں کچھ سباق بھی نشر پڑھایا کرتے تھے، مولانا محمد یوسف بخوری بھی مدرسے کے ساتھ مجلس علمی کا کام کرتے تھے، سوال

۱۳۵۹ء میں یہ دونوں حضرات مجلس علمی کی طرف سے حج کرتے ہوئے قاہرہ پہنچے جہاں ایک سال سے زیادہ قیام رہا ۱۳۵۹ء میں واپسی ہوئی بمصر کے ذرائع قیام میں مولانا بخوری نے عربی مجلات میں مقالات لکھ کر علماء ہند اور ان کی خدمات جلیلہ کا تعارف کرایا، فیض الباری اور نصب الراية کی طباعت کا کام انجام پایا۔

۱۳۵۹ء میں مولانا محمد یوسف کا پطوری یہاں مجلس علمی کے رکن کی حیثیت سے قیام پذیر تھے، مقامات کی جماعت کی انتظامیہ ان کے سپرد تھی، آپ بھی زبردست ادیب تھے، مولانا احمد بزرگ ہتم جامعہ کے سغرافیقہ سے واپسی پر خیر مقدمی قصیدہ عربی میں لکھا تھا، مولانا سراج احمد صاحب رشیدیؒ کے وصال پر مرثیہ بھی لکھا تھا، اس تاریخ کے اخیر میں یہ تمام اشعار دیکھے جاسکتے ہیں، شاہ صاحب کا مرثیہ اور آپ پر ایک مقالہ بھی لکھا تھا:

دعا عظم ہو نغمۃ الخیر منہ ۲۱۴ و ص ۲۱۵

۱۳۵۲ء اور ۱۳۵۳ء میں مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی نے مجلس علمی کیلئے علامہ کشمیری کی تقاریر بخاری کو بہت ہی جانفشانی سے مرتب کیا، تدریس کا کام صرف نصف وقت میں کرتے تھے اور نصف سخنراہ بھی لیتے تھے۔

ادھر آخر میں محدث جلیل مولانا حبیب الرحمن صاحب عظمیٰ دامت برکاتہم کی تصنیف و تالیف سے مسند حمیدی درجہ اول میں اور مصنف عبد الرزاق گیارہ جلدوں میں اور سنن سید بن منصور کا کچھ حصہ دو جلدوں میں شائع کر کے مجلس علمی دہلی نے

۲۷۷
علامہ کشمیری کی دیرینہ دلی تمنا پوری کر دے، تحفہ نشان علمی خدمت انجام دی اور دنیا
کے اہم علمی اداروں میں اپنا مقام پیدا کر لیا۔ مجلس علمی ذابھیل کی مطبوعات کی ایک
فہرست مختصر تعارف کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

۱۔ نصب الراية للاحادیث الہمدانیہ | چار جلدوں میں ۱۳۵۷ھ میں شائع ہوئی
اس کی تصنیف اور تعلقین کا کام مجلس علمی نے

مولانا عبد العزیز بنجانی بہاولپور سے کر دیا جو "اطراف البخاری" کے مصنف ہیں شاہ صاحب
ان کے علم پر اعتماد کرتے تھے۔ مگر ان سے یہ کام صرف کتاب الحج تک ہو سکا۔ بعد میں یہ کام
مولانا محمد یوسف کامل پوری (انجمن جامعہ) نے مکمل کیا۔ اس کی تفصیل مقدمہ نصب الراية
۲۲۷۷ میں ملاحظہ ہو۔

کتاب کے شروع میں مولانا محمد یوسف بخاری کے قلم سے مقدمہ لکھا ہے جس میں
نصب الراية کا اختصار، محدث زبلی کا علمی مقام اور صاحب ہدایہ کا تذکرہ اور شروع
و خرواشی کا تعارف درج ہے۔ پھر علامہ مفتاح محمد زاہد انکوثری کے قلم سے بہت ہی قیمتی
معلومات پر مشتمل "مقدمہ" بھی شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب پچاس
نسل کے بعد دیدہ زیب ہو کر منظر عام پر آئی۔

۲۔ فیض الباری تقریر بخاری علامہ کشمیری | یہ بھی چار جلدوں میں علامہ
کشمیری رحمہ اللہ نے تصنیف کیا ہے۔

کی تقریر بخاری کا ایک مجموعہ ہے۔ مرتب تقریر مولانا بدر عالم میرٹھی کے قلم سے اس کا
عاشق "ابدر السامی" اس کی زینت کو دو بالا کر رہا ہے۔ یہ مجموعہ بڑے بڑے محدثین اور تحقیق
کی طرف سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے۔ اور مجلس علمی نے اس نادر ذخیرہ کو شائع کر کے
شاہ صاحب کے شوق سے استفادہ کو پورے عالم کے لئے عام کر دیا ہے۔ شروع میں مرتب
تقریر مولانا میرٹھی اور مولانا محمد یوسف بخاری کے قلم سے مقدمہ بھی شامل ہے۔

۳۔ مشکلات القرآن | علامہ کشمیری نے قرآن کی آیات سے متعلق جو نام نکلتے
اور تحقیقات اپنی بیاض میں تحریر فرمائی تھیں۔ ان ہی

سے یہ کتاب تیار ہوئی مولانا سید احمد رضا بجنوری مجلس علمی قائم ہونے کے بعد علامہ کی حیات میں اس کا تیسواں کتبہ، کتب تفسیر سے اس کے حوالے نکلے اور علامہ کو دکھائے گئے۔ یہ کام ابھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ علامہ کشمیری نے دوسرے رسائل لکھنے شروع کر دیے اور مولانا بجنوری ان کی تیسویں میں مشغول ہو گئے اس لیے یہ کام ملتوی ہو گیا اور پھر شاہ صاحب کا وصال بھی ہو گیا۔ ۱۳۳۷ھ میں شاہ صاحب کے انتقال کے چار سال بعد ان کا پرانا خاص سے یہ کتاب تیار کر کے تصحیح پر حجاب کر شائع ہوا۔ شرعیہ میں مولانا یوسف بجنوری مدرس جامعہ درکنر خاکی مجلس علمی کے تلم سے مہتمم البیان کے نام سے بہت ہی مفید نصیحتیں و تبلیغ عربی زبان میں ایک مقدمہ بھی ہے۔ یہ کتاب دوبارہ بھی مجلس علمی نے ٹائپ سے شائع کر دکاہے۔

۴۔ **اکفار الملحدین** | کسی کی تکفیر کے متعلق شرعی مذاہب کی تحقیق و تحقیق کی گئی ہے۔ مسئلہ بہت سے علماء کے نزدیک بھی واضح نہیں تھا۔ اسی نے قادیانوں کی تکفیر میں ان کو تامل تھا۔ شاہ صاحب نے یہ بات علما و محققین کے کلام سے ثابت کر دی کہ ضروریات دین میں سے کسی امر ضروری کا منکر کافر ہے۔ علما کی عادتیں اس پر متفق ہیں۔ اپنے موضوع پر بے بغیر کتاب ہے۔ کتبہ سے قبل یہ کتاب تیار ہو گئی تھی۔ بڑے بڑے علماء نے اس پر تقریظات لکھیں۔ حضرت شاہ صاحب کی نظر ثانی کے بعد مجلس علمی ڈابھیل نے سہ ماہ میں اس کو دوبارہ شائع کیا۔

۵۔ **نیل الفریقین** | رفع یدین کے مسئلہ پر بہت منصفانہ کلام، صرف ایک جہنہ کے قریب مدت میں شاہ صاحب نے قیام ڈابھیل کے زمانہ میں سہ ماہ میں یہ رسالہ مرتب فرمایا اور اسی سال مجلس علمی نے شائع کیا۔

۶۔ **بسط الیدین** | یہ نیل الفریقین پر تعلیق ہے جو شاہ صاحب نے سہ ماہ میں نیل الفریقین کے ماضیہ پر تحریر فرمائی تھی، مجلس علمی نے اس کو رسالہ کی شکل میں اسی سال شائع کر دیا۔

۸۔ عقیدۃ الاسلام حضرت تہذیب علیہ السلام کی ریات اور اخیر زمانہ میں نزول
من السماء کے عقیدہ کو قرآن، حدیث، آثار صحابہ اور
اقوال علما سے شاہ صاحب نے اس طرح ثابت فرمایا کہ ادکار کی گنجائش باقی نہیں رکھی۔ یہ
کتاب مسئلہ میں لکھی گئی تھی۔ سلسلہ میں شائع بھی ہو چکی تھی۔ دوبارہ سلسلہ میں کرچی
پاکستان سے شائع ہوئی جس پر مولانا محمد یوسف بنوری کا کاغذین مقدمہ بھی ہے۔

۹۔ تحفۃ الاسلام عقیدۃ الاسلام کا حاشیہ ہے جس میں قرآن کی بلاغت و
عجائز اور توفی کے معنی پر تفصیلی بحث ہے۔ رسالہ کے اخیر میں
ایک چھوٹا رسالہ "ایمان بایمان ایسا سہم" حضرت الیاس علیہ السلام سے تعلق ہے۔ یہ
تحفۃ الاسلام رسالہ سلسلہ میں لکھا گیا اور اسی سال شائع بھی ہوا۔ بعد میں مجلس علمی
نے پاکستان سے عقیدۃ الاسلام اور تحفۃ الاسلام کو یکجا کر کے مولانا محمد یوسف بنوری
کے مقدمہ کے ساتھ ٹائپ سے شائع کیا۔

۱۰۔ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح یہ ایک رسالہ ہے جس میں حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے اخیر زمانہ میں نازل ہونے
سے متعلق احادیث مرفوعہ اور آثار کو جمع کیا گیا ہے۔ پچھتر فروع حدیثیں اور ۲۲ آثار
اس کتاب میں آئے ہیں۔ شاہ صاحب نے ان احادیث کو منتخب کر کے لئے پوری سند
دوبارہ دیکھی تھی دیگر حدیث کی جتنی کتابیں مل سکیں ان کو مطالعہ کر کے حدیثوں کو جمع کیا،
علامہ شوکانی نے بھی اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا تھا مگر اس پر صرف ۲۹ حدیثیں جمع کر سکے
تھے۔ مفتی شفیع صاحب نے اس رسالہ پر مقدمہ بھی لکھا ہے۔ بلکہ وہی اس رسالہ کے مرتب
بھی ہیں۔ طلب کے مشہور عالم شیخ عبد القادر بنو قندہ تمیز رشید علامہ محمد زاہد کوثر کی
کی تحقیق و تفتیش سے یہ سلسلہ میں فلس تحفظ انتم نبیت پاکستان نے دوبارہ شائع کینڈ
شیخ عبد القادر بنو قندہ احادیث اور آثار صحابہ پر کچھ اضافہ بھی کیا ہے۔

۱۱۔ فصل الخطاب فی مسئلہ الکتاب قرأت خلف الامام کے مسئلہ
پر بہت جامع رسالہ ہے۔

حدیث جاریہ رضی پر تمام پہلو سے سیر حاصل بحث ہے۔ فقہاء کی تفسیر پر ایسا کلام ہے جو کہیں نہیں ملے گا۔ مسیحیوں کے حوالے سے امام بخاری نے ایسا مطلب تحریر کیا تھا جو احناف کے خلاف تھا اس کا جواب علامہ عینی نے بھی نہیں دیا تھا۔ احناف پر ایک قوی تھا شاہ صاحب کی عبقری شخصیت نے اس مسئلہ کو بے نقاب کیا۔ یہ بحث بہت قریں ہے مسئلہ میں یہ تصنیف مکمل ہوئی۔ اس موضوع پر شاہ صاحب نے ایک رسالہ لکھا کہ میں بنام ”خاتمہ الخطاب فی نائتمہ الکتاب“ تصنیف فرمایا تھا جو دیوبند سے طبع ہوا تھا۔

۱۱۔ ضرب النائم علی حدوث العالم | تقریباً چار سو اشعار پر مشتمل عربی ہیں ایک رسالہ ہے جس کا موضوع ہے حدوث عالم اور وجود باری تعالیٰ۔ یہ بھی ایسے موضوع پر ہے نظیر اور انوکھا رسالہ ہے مسئلہ میں لکھا گیا۔

۱۲۔ کشف الستر محشی | ذکر کے مسئلہ پر النائم کے ذمہ دو دلائل اور ذکر کی حقیقت پر بہت حقائق رسالہ ہے۔ امت میں اس مسئلہ میں اختلاف کے اسباب بھی مذکور ہیں۔ ہمنام دوسرے نفیس مسائل بھی آگئے ہیں مسئلہ میں یہ رسالہ لکھا گیا اور مسئلہ میں مجلس علمی نے شائع کیا۔

۱۳۔ مرقاة الطارم لحدوث العالم | یہ گویا ضرب النائم کی شرح ہے نشر میں ہے۔ اس کو اس انداز میں لکھا گیا ہے کہ سمجھنا آسان ہو۔ ۶۰ صفحات پر مشتمل ہے مسئلہ میں لکھا گیا اور اسی سال مجلس علمی نے شائع کیا۔

۱۴۔ خاتم النبیین | ختم نبوت کے موضوع پر فارسی میں ایک رسالہ ہے۔ اس موضوع پر دوسری کتابیں خود شاہ صاحب کی شائع ہو چکی تھیں۔ اس رسالہ سے مقصود موضوع کے بعض عقلی گوشوں کو اجاگر کرنا ہے۔ یہ شاہ صاحب کی آخری تصنیف ہے جو مرضی وفات میں قلم سے نکلی ہے۔ شاہ صاحب اسے اپنے

۲۸۹
 نے علامہ آخرت فرماتے تھے، آپ کا ارادہ تھا کہ اسے اپنے مصداق سے طبع کر کر بلا شکر
 وطن میں تقسیم کر دیں گے، اہل کشمیر کی رعایت سے فارسی میں لکھی گئی تھی لیکن
 اسے بسا آرزو کہ ناک مشہور

علامہ کے اخیر میں یہ تالیف شہر شروع ہوئی، وفات سے چند روز قبل تسوید سے فراغت
 ہوئی تھی، تیسویں سے قبل پیام اہل آپہنچا۔ مجلس علمی نے مرحوم کے ورثاء سے طلب
 کر کے ۱۳۵۲ھ میں شائع کیا۔

۱۵۔ فقہ العنبر من ہدی الشیخ الانور | مولانا یوسف صاحب بنوری رکن مجلس
 علمی و استاد جامعہ اسلامیہ کے قلم بلاغت

قلم سے علامہ کشمیری کے حالات و کمالات، اخلاق و شمائل درج ہوئے ہیں۔ ۱۳۵۲ھ میں
 حیدرآباد میں ڈا۔ جیل میں لکھی گئی، اس کتاب کو پڑھ کر شیخ محمد زاہد کو شری نے فرمایا تھا
 کہ یہ محسوس ہوا تھا کہ آپ کے شیخ میرے سامنے کھڑے ہیں۔ بڑے بڑے علماء نے
 اس کتاب کی زبان و بیان کی تعریف کی ہے۔ آخر میں غریب قصیدے بھی ہیں، مجلس علمی
 نے ۱۳۵۵ھ میں شائع کیا، دوسری بار مجلس علمی کراچی پاکستان نے ۱۳۸۹ھ
 میں امانہ کے ساتھ شائع کیا۔

۱۶۔ نغیۃ الاریب فی مسائل القبۃ و المحارب | استقبال قبیلہ کے موضوع پر
 مولانا بنوری کے قلم سے بہت

یہ جامع اور حادی تصنیف ہے۔ تقریباً سو کتابوں سے استفادہ کر کے یہ کتاب تیار ہوئی ہے
 اکابر علماء نے اس پر تقریبات لکھی ہیں۔ ۱۳۵۵ھ میں اس کی تیسویں سے فراغت ہوئی۔ اور
 ۱۳۵۵ھ میں قاہرہ سے شائع ہوئی۔

۱۷۔ العرفان الشذی تقریر ترمذی علامہ انور شاہ کشمیری | یہ کتاب دیوبند سے
 طبع ہو چکی تھی شاہ

صاحب کی درس ترمذی کی تقریر ہے جنکو ایک ایک شاگرد مولانا محمد چراغ پنجابی نے قلم کیا
 تھا۔ شاہ صاحب کے قلم سے ہے نہ آپ نے نظر ثانی فرمائی تھی، مجلس علمی نے دوبارہ

اس کو اصلاح و اخلاف کے بعد شائع کرنے کا ارادہ کیا تھا چنانچہ مولانا بنوری نے اس کے بہت سے حصہ پر کام بھی کر لیا تھا۔ لیکن ابھی طباعت کی نوبت نہیں آئی تھی کہ حالات بدل گئے فقیر محمد ہند کے بعد مولانا ارمین بنوری پاکستان منتقل ہو گئے، وہاں مجلس علمی کا دفتر بھی قائم ہوا، کافی عرصہ گزرنے کے بعد یہ محسوس ہوا کہ المعروف الشذی کو شائع کرنا نادر کے مزاج کے مطابق نہیں ہو گا اس لئے اس کو ایک مستقل تصنیف کا رنگ دیا گیا، عرف شذی کی اصلاح کے بعد علامہ کشمیری کے آثار السنن للنبوی کے اوپر تعلق اور حاشیہ کی نو سے اضافہ کر کے مارف السنن کے نام سے ترمیمی کی شرح لکھی گئی، کام تو یہاں ہی تھا لیکن

یہ علامہ شرف بنوری کی آثار السنن اخلاف کے لئے کس قدر مفید کتاب ہے اہل علم جانتے ہیں شاد صاحب نے اس کے حاشیہ اور بین السطور کو تعلیقات سے پر کر دیا ہے۔ مجلس علمی نے اپنا کافور لیا ہے اور اس کا نام رکھا ہے ”الاخلاف لمذہب الاخلاف“ اگر اس کے حوالوں کی تحریر کی جائے تو کئی جزوں میں ایک کتاب بن جائے۔ خاص حدیث پر کام کرنے والے محدثین کو اس کے نسخے دیے گئے ہیں۔ شاد صاحب نے اپنی اس تعلیقی کا تذکرہ بنی العزیزین میں کیا ہے لکھا ہے کہ شیخ مرحوم تالیف کے وقت اس کتاب کا کچھ کچھ حصہ میرے پاس بھیجتے تھے حتیٰ کہ میں ان کا اس میں سامنے تھا اور بعد میں میں نے بہت سی چیزیں اس میں پڑھائی ہیں صلاہ القول الحسن میں ابن النبی نے اگرچہ اس سے انکار کیا ہے لیکن شاد صاحب کی تحریر ملنے کے بعد انکار ممکن نہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ آثار السنن کی تالیف مکمل ہو چکی ہو پھر بھی مزید تحقیق و تفتیش جاری رہی ہو۔ طباعت تک مصنفین اپنی تالیفات پر کام کرتے ہی رہتے ہیں۔ اہم مرتب

تاریک رہا گیا۔ پہلی جلد مستشرقین کراچی سے شائع ہوئی اور چھپیں جلد تک پہنچ کر رک گئی۔ اس آخری جلد کے اخیر میں مولانا انوری نے ادوار تالیف معارف السنن کے نام سے تفصیل لکھی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کام ڈبھیل جی میں ہوا۔ اسلوب کی تجدید اور چھپیں جلد کا کچھ کام کراچی میں ہوا۔ یہ شرح شاہ صاحب کے علوم کا مستند اور معتبر ذخیرہ ہے۔ شاہ صاحب نے اختلافی مسائل پر جرئاً رائے لکھے تھے ان کا خلاصہ بھی تفسیر کے ساتھ ہی شرح میں آگیا ہے۔ اس شرح نے شرح کی اہمیت میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔ اہل نظر سے اس کی بہت داد دی ہے۔ بہت سی مشرحوں سے بے نیاز کر دینے والی یہ شرح ہے۔

۱۹۔ الروح فی القرآن۔ اور خوارق عادات | روح کی حقیقت پر علامہ شبیر احمد عثمانی دہلوی کا اردو

ایک رسالہ ہے۔ بہت عمدہ اور فائق۔ مجلس علمی نے اسے شائع کیا۔ شعبان ۱۳۸۵ھ میں ڈبھیل میں مولانا نے لکھا تھا۔ مولانا کا ایک دوسرا اردو رسالہ خوارق عادات بھی مجلس نے شائع کیا تھا جس میں معجزات اور نظام الہی پر بہت اچھی بحث ہے۔

۲۰۔ سیر رسول کریم بنام نور البصر فی سیرۃ خیر البشر | مولانا حفظ الرحمن صاحب سیرہ رسول کی استاذ باج

اسلامیہ نے حضرت شاہ صاحب کے حکم سے سیرت نبویہ کے موضوع پر یہ کتاب تحریر فرمائی تھی، متعدد بڑے علما نے اس کو اوسط درجہ کے طلبہ کے لئے داخلہ درس کرنے کی سفارش کی تھی۔ ۲۷۸ صفحات پر مشتمل ہے مجلس علمی نے اسے شائع کیا تھا۔ اب بائاب ہے۔

۲۱۔ معارف مدنیہ | مجدد الف ثانی پر اللہ تعالیٰ نے رمضان کے ہفت روزہ میں جو معارف کھولے تھے ان کو بیان فرمایا ہے۔ مکتوبات کی

طریقہ پر بھی فارسی میں ہے۔

۲۲۔ حق الیقین | علامہ محمود تبریزی شمسٹری کا فارسی رسالہ ہے جس میں اسرار و دقائق کا بیان ہے۔

۲۳۔ زاد الفقیر | علامہ محقق ابن الہمام کا مسائل صلوٰۃ پر ایک رسالہ ہے۔ بہت مرتب اور ایسی جزئیات پر مشتمل جس سے بڑی بڑی کتابیں بھی

خالی ہیں۔ مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی کا اس پر بہترین حاشیہ بھی ہے جس کا نام ہے "مستزاد الفقیر"۔

۲۴۔ خزانۃ الاسرار | علامہ کشمیری نے دہلوی کی کتاب الجہان سے فوائد جمع کئے ہیں پھر اس پر اپنی طرف سے فوائد بھی تحریر فرمائے ہیں۔ سترہویں یہ کتاب شائع ہوئی۔ انتخاب کا کام بیس پچیس سال قبل کشمیر میں کیا تھا۔

۲۵۔ البدور البازغمر | بہ شاہ ولی شہر محدث دہلوی کی حجتہ اشراق الفیہ کے طرز پر ایک تصنیف ہے یہ کتاب مخطوط اور نادر تھی۔ مجلس علمی نے دارالعلوم دیوبند اور مکہ مکرمہ میں مولانا عبید اللہ دیربندی کے پاس سے خاص کر کے شائع کیا۔ اس کا موضوع بھی وہی اسرار شریعت اور حکومت الہیہ کی تشکیل ہے۔ عالم عربی کی رہنمائی کے لئے مجلس کا یہ کام بہت عظیم تھا۔ سترہویں میں شائع ہوئی۔

۲۶۔ الخیر الکثیر | یہ بھی شاہ ولی شہر محدث دہلوی کی معارف و دقائق کے موضوع پر ایک تصنیف ہے اور شاہ صاحب کی دیگر تصانیف سے کافی ہے۔ شریعت اور طریقت کی جامع ہے۔ کتاب نایاب تھی بہت کوشش کے بعد مجلس کو کئی نسخہ شدہ نسخے ملے ان میں آپس میں اختلاف بھی تھا، مولانا عبید اللہ دیربندی نے اپنا وہ نسخہ جب ارسال کیا جو ماسکو (روس) کے نسخہ سے منقول ہے تو مجلس نے اسی کو شائع کیا، اختلاف کے وقت اسی نسخہ پر اعتماد کیا۔ سترہویں میں شائع ہوئی۔

۲۷۔ المستفیجات الالہیہ | یہ بھی محدث دہلوی کی تصنیف ہے۔ اس میں مسائل اجتہاد پر ہیں ائمہ کے مابین اختلاف کا غشا اور اس

مسئلہ خلافت کا موضوع درست سمجھا یا گیا ہے، کتاب و سنت میں نص نہ ملنے کے وقت رائے صحیح
مستعمل کر کے لئے ائمہ اربعہ کا طریقہ ہی عمدہ طریقہ ہے۔ اہل علم کو قیمتی نصیحتیں بھی ہیں۔
خلافت (مستقلہ) میں یہ کتاب شائع ہوئی۔

مسئلہ خلافت، خلفاء اور شیعہ کی خلافت
کی حقیقت، ان کا علمی مقام، ان کے اجتہاد

میں شبہ و شک کی مشرقی حقیقت وغیرہ مضامین پر کتاب و سنت اور انما صوابہ کی مدد کو شیعہ میں
تقریب کتاب ہے اس سے قبل اس موضوع پر ایسی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اگر یہ جانا جائے
کہ دہلی الشریعہ کی کتابوں میں سب سے اچھی اور بہتر تو غلط نہیں ہوگا، مسئلہ دہلی
کی بھی اور مطبوعہ بھی مگر نایاب تھی، مجلس علمی نے اس کی تخریب کر کر شائع کیا۔

انھیں کتابوں کے تمام مختصر تعارف کے ساتھ اس فہرست سے ماخوذ ہیں مجلس علمی نے تخریب
کی شکل میں دہلی میں شائع کی بھی بصیرت مند کے بعد کراچی پاکستان میں مجلس علمی کی شائع قائم ہوئی۔
لکھنؤ میں کرنے والے مولانا طلحہ میں موسیٰ میاں کے اولاد و احفاد جو ہائے گرجا بنوئی افریقہ رہتے
ہیں اس لئے وہاں بھی اس کا وقت قائم ہے اس وقت مولانا محمد میاں مرحوم کے صاحبزادے مولانا
محمد ہاشم میاں اس کے ترجمہ رواں ہیں۔ نصیر ہند کے بعد پاکستان سے جو علمی خدمات انجام
دیں ان کے علاوہ ہندوستان سے بھی بعض بہت ہی عظیم کتابوں پر تحقیق و تعلیق کا کام انجام
دیں جن کو مجلس علمی نے شائع کیا۔

المسند للحمیدی
یہ کتاب دو جلدوں میں امام بخاری کے شیخ الحمیدی کی تصنیف ہے
وقت کے مشہور محدث استادنا المعظم علامہ حبیب الرحمن اعظمی
مفتا اشر بطول بقائے نے اس کو ایڈٹ کیا، اور اس پر مقدمہ لکھا ہے۔ مجلس علمی نے اس
کو شائع کیا ۱۳۸۲ھ سے ۱۳۸۳ھ تک طباعت مکمل ہوئی۔

محمد بن سعید بن منصور
محمد بن سعید بن منصور خراسانی کی متوفی ۲۴۳ھ کی مسند
کا جلد ثالث کی دو قسمیں ڈاکٹر حمید اللہ کوثر کی میں میں انھوں
نے تطبیق علی کوثریت فرمائی ہیں۔ محدث جلیل مولانا حبیب الرحمن کی تحقیق و تعلیق کے بعد ۱۳۸۳ھ

معدنہ، ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا ہے۔

انصاف لعبد الرزاق | امام غزالی کے شیخ، شیخ محمد بن عبد الرزاق عسکری
کی عظیم تصنیف ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ کی طرح مجاہد

ہیں وہ وی اور جامع حدیث کا ایک مجموعہ ہے جس میں احادیث مرفوعہ کے علاوہ صحیحہ اور بخاری
کے فتاویٰ بھی ہیں۔ ہر جگہ میں حدیث غزالی کے لئے ایک مستند ذخیرہ ہے۔ کئی مقامات پر
ناپائید تھا۔ علامہ کشمیری، محکم کے مصنف کی فکر کرتے تھے، محدث حنفی نے کئی برسوں کی لڑائی
ریز کی کے بعد، میں کو حفاظت کے ذمہ بنایا۔ مجلس علم نے بیروت میں معیار کی شہادت سے
آرامہ کر کے گیارہ جلدوں میں شائع کیا۔ شہرہ سے شہرہ تک میں خیریت مکمل ہوئی
اس کتاب کی اشاعت سے اسلامی کتب خانہ میں ایک نئی اہمیت پیدا ہوئی۔ مجلس علمی کو یہ کارنامہ
محدث جلیل کی یہ علمی خدمت، اہل علم کو ہمیشہ یاد رہے گی۔

آج بھی جامعہ کا ایک کمرہ کویس کا کتب خانہ ہے۔ اور مولانا محمد شفیع میرزا صاحب مدظلہ
اس کے اہم ہیں۔

جامعہ کا انصاب تعلیم

کچھ انصاب تعلیم کے متعلق | جامعہ کا انصاب تعلیم درجہ نظامی (جو ہندوستان کا مشہور ترین اور مفید ترین انصاب ہے) کے مطابق ہے۔ جامعہ کے ضابطہ میں یہ بات طے شدہ ہے کہ اس کا انصاب دارالعلوم دیوبند کے انصاب کے اصولی طور پر مطابق ہوگا۔ اس انصاب کے بارے میں یہ سمجھا کہ اس میں مجود بے صحیح نہیں دارالعلوم دیوبند کی طرح جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین کے انصاب میں بھی ترمیم و اصلاح کا کام برابر ہوتا رہا۔ جیسے جیسے نئی نئی تصنیفات کتبہ شہود پر آئی گئیں اور زمانہ کے لحاظ سے مفید ثابت ہوئیں جامعہ نے ان کو اپنے یہاں جگہ دی۔

ابتدائی دور میں منقولات کی تکمیل اور محقق تعلیم کے ساتھ معقولات اعلیٰ کی تعلیم بھی ہوتی تھی جیسا کہ اس تاریخ میں پیش کردہ تقسیم اسبات سے ظاہر ہے۔ لیکن اب کم چوتے چوتے منطق کی آخری کتاب قطبی (نظام تصدیقات) اور فلسفہ میں بدریہ سعیدیرہ کی سہ۔ فلسفہ میں بھی جدید اسلوب پر ترتیب دی ہوئی کتاب معین الحکمت داخل انصاب ہے۔ ۱۳۵۲ھ میں مولانا ناظم ندوی اور سال ۱۳۵۸ھ میں مولانا یوسف بنوری کا تقرر ہوا۔ یہ دونوں عربی جدید کے قادر الکلام اور صاحب قلم ادیب تھے۔ مولانا بنوری قدیم و جدید کے بہترین مجموعہ تھے۔ شرنکاری کے ساتھ بہترین اشعار بھی کہتے تھے۔ اس تاریخ میں ان کے قصائد مذکور ہیں۔ مولانا ناظم ندوی کے ذمہ خاص طور سے ادب ہی کی کتابیں تھیں تاکہ طلبہ میں ادبی ذوق بیدار ہو۔ مختصر المعانی سے قبل سفینۃ البنیاد اور البیانۃ النواضحہ علم معانی کی جدید کتابیں ۱۳۵۵ھ سے داخل انصاب ہیں۔ فتنۃ العرب مؤلفہ مولانا اعجاز علی صاحب شیخ الادب، مختارات، تھمن انبیین للاطفال، القرۃ العزیزہ مصنفہ مولانا

ابوالحسن علی ندوی مدظلہ اور القراءۃ الواسعہ مصنف مولانا وحید الزمان کیرانوی مدظلہ و اخیار
نصاب کی گئیں۔ دوسرے التاریخ الاسلامی اور التواضع جدید تصنیفات کو بھی جگہ دی
گئی۔ مشکوٰۃ الاثر اور آثار السنن للفیومی جدید انتخابات حدیث بھی ملے گئے۔ کتاب نحو
اور تفسیر المطلق بھی قبول کی گئیں۔

فصل دوم میں ماہر تدریس علماء کی ایک بینک بلائی گئی جس نے نصاب میں تھوڑی
ترمیم کی اور اس بات پر خاص زور دیا گیا کہ طلبہ میں قرآن و حدیث کے شغف پیدا ہو اور ابتداء
ہی سے قرآن و حدیث کے الفاظ و زبان زور ہو جائیں۔ اس مقصد کے لئے مفتاح القرآن
مصنف مولانا حفصہ الرحمن نامی پہرائی گئی کے پانچوں حصے نصاب میں ملے گئے جو درجہ عربی ثانیہ
تک مکمل ہو جاتے ہیں۔ درجہ عربی ثالثہ سے ترجمہ قرآن شروع کیا گیا جو عربی پنجم میں پورا
ہو جاتا ہے۔

اسی طرح عربی سوم سے احادیث کا انتخاب مشکوٰۃ الاثر مرتبہ مولانا محمد میاں بڑھایا
جاتا ہے عربی چہارم و پنجم میں دیانۃ المصالحین للنفوسی مع آثار السنن للفیومی کی تعلیم دی
جاتی ہے۔ اس طرح آداب و اخلاق اور احکام کی بہت سی حدیثیں طلبہ کے سامنے عربی ششم
سے پہلے آجاتی ہیں۔

پھر عربی ششم میں پوری جلالین سنہ الفوز الکبیر اور مشکوٰۃ المصابیح مکمل مع شرح
نخبۃ الفکر برسی ہولت اور بصیرت کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ طلبہ کے لئے یہ مضامین بالکل
نئے نہیں رہتے۔ دور احادیث و حدیث کے لئے قصص ہے ہی جن میں تفسیر ہر دوائیں
بھی آتی ہیں۔ اس نصاب کے پڑھنے کے بعد قرآن و حدیث سے قصصی تعلق پیدا ہو جاتا
ایک امر لازم ہے بس ضرورت ذوق و شوق اور محنت و مطالعہ کی رہ جاتی ہے جو طالب علم
کا اپنا کام ہے۔



جامعہ کا نصاب تعلیم

بجز ۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۳ جون ۱۹۷۱ء

سال اول	اردو عربی قواعد - اردو کی پہلی تعلیم الاسلام اول دوم - رسول عربی خلافت راشدہ اول دوم - بہشتی شہر اول دوم - اہلاد - تجوید (تفصیل مروف مشق: (سورۃ الزمر) ۲۱ تا ۳۱) مع سورۃ الفاتحہ۔
سال دوم فارسی اول	سیرت قائم از نیاں، آئین سی عقلی، تیسیر البندی، دہر فادی۔ مصدر فیوض جدید، حکایات لطیف، کربا، پند نامہ، اہلاد، خوشنویسی تجوید (معرفۃ التجوید مشق از سورۃ الفجر تا الزلزلہ)۔
سال سوم فارسی دوم	ساریح اسلام (مولانا عاشق الہی میرٹھی) مکمل - مفتاح القواعد، گلستان (باب پنجم و ششم کے علاوہ) مالادینہ مکمل، بوستان تا باب ششم، مفتاح القرآن اول، خوشنویسی، اہلاد (فارسی اردو) تجوید فیض المعربین، مشق از سورۃ نبا تا الفجر۔
سال چہارم عربی اولیٰ	کتاب الصرف، میزان و تشبیب، کتاب لغو، شرح مائتہ عامل، عربی صفوہ انھاؤ الفجرۃ الواضحہ اول و ثانی، مفتاح القرآن دوم سوم، اہلاد اردو عربی خوشنویسی تجوید نیاں و الفجرات، مشق بارہم تر قیلا۔

جاء في الفهرست (کامل) بعدد کاتبیہ تحت اسم الکاتبیہ پڑھنے میں شرح جابی کا مطالعہ کیا جائے۔) القراءۃ الواضحة ثالثہ، سہ اطلاع، عربی اردو، الفہرست بعدد مرقاۃ، مضامین القرآن، جہارم پنجم (مضامین) تجوید قرآن مکہ، جانت اوقف، مشق منزل و اسد حدرا، شریک، مشققات۔

سال پنجم
عربی دوم

منزل الثانی (کامل) اصول النشائی (کامل) بعدد دروس القاریہ کلاسیک اول دوم، لغت العرب بعدد مشکوٰۃ الآثار، شرح ابن عقیل (کامل) شرح تہذیب (جامع العلم) بعدد ترجمہ قرآن از شوروی تا ختم قرآن، تجوید، تہذیب جزریہ، خلاصۃ البیان، مشق از منزل ثانی تا ختم قرآن حدرا، متفرقات ترجمہ۔

سال ششم
عربی سوم

شرح دقایق اول و ثانی کتاب التائید، نور الانوار (واقیاس ضروری، اس کے بعد جتنا ہو سکے) ترجمہ قرآنی مجید از اول تا سورہ یوسف، مضامین البیان و تفسیر قطبی قصہ یقوت، معنی الحکمت بعدد پیرہ معیدہ، مائعات مقامات حریری (درجہ مقامات) اسد ریاض الصالحین اول۔

سال ہفتم
عربی چہارم

ہدایہ اولین کمال سہ سرای تا ذی الازحام، ترجمہ قرآن مجید از سورہ یوسف تا شوری، مختصر المعانی تا ختم فن ثانی، شرح حقائق سنن کمال سہ حسامی باب القیاس، آثار السنن اول تا سہ ریاض الصالحین ثانی۔

سال ہشتم
عربی پنجم

جلالین شریف کمال سہ الفوز الکبیر، ہدایہ اخیرین کمال مشکوٰۃ البیان کمال سہ شرح تجرید الفکر۔

سال نہم
عربی ششم

بخاری شریف کاظمی، ترمذی شریف کاظمی، ترمذی شریف کاظمی، ابو داؤد
 شریف کاظمی، مسلم شریف کاظمی، طحاوی شریف جلد اول، مؤطا امام محمد
 کاظمی، مؤطا امام مالک، نسیم، نسائی شریف کتاب الصلوٰۃ ختم، ابن ماجہ
 شریف، ختم طہارت۔

سال دہم

دورہ حدیث

دورہ حدیث سے فارغ ہونے پر فاضل کی سند دی جائے گی، اس کے بعد تخصص اور مکمل
 کے درجات میں سے کسی درجہ میں داخلہ چاہیں تو شرائط پورے ہونے پر داخلہ مل سکتا ہے
 تخصص کے درجات یہ ہیں:

۱۔ تخصص فی الفقہ والاقتداء بشعبہ حضرت اقدس مفتی محمود صاحب گنگوہی مدظلہ کی سرپرستی
 میں چل رہا ہے۔

۲۔ داخلہ کے شرائط: (۱) اس میں اسی طالب علم کو داخلہ ملے گا جو درسی نظامی سے فارغ ہو اور خصوصاً
 جاریہ میں اعلیٰ نمبرات حاصل کئے ہوں۔

(۲) جس مدرسہ میں تعلیم حاصل کی ہے وہاں کے نمبرات داخلہ فارم کے ساتھ بھیجنا ہوگا۔ اس کے
 باوجود داخلہ کے وقت خصوصی جانچ بھی کی جائے گی۔

(۳) مدرسہ کے تمام قوانین کی پابندی ضروری ہوگی۔

(۴) صفائی باطنی کے لئے ذکر و اشغال بھی کرنا ہوگا۔

اس شعبہ کی تکمیل کے بعد ماہر الفقہ کی سند دی جائے گی۔

مدت تعلیم اگرچہ ایک سال ہی ہے، لیکن سال گزرنے کے بعد اضافہ کی ضرورت معلوم
 ہو اور طالب علم خود مزید مشق و تدریس کی ضرورت محسوس کرے تو ایک سال بڑھایا جاسکتا ہے۔

اس شعبہ کے اجراء کا مقصد یہ ہے کہ صاحب استعداد طالب علم اپنی استعداد کو پختہ
 کر سکے اور علم فقہ و فتاویٰ کے ساتھ اچھی خاصی مناسبت پیدا ہو جائے، کتابوں سے مسائل معلوم
 کرنے کا سلیقہ آجائے۔

نصاب تعلیم دارالافتاء

مدت ایک سال

۱۔ بحوالہ تدریس

۱۔ شرح عقود رسم الملتی

۲۔ الاستبصار والفتاویٰ (من اول)

۳۔ مقدمہ در مختار

۴۔ نشر اعراف فی بناء بعض الاعیان علی العرف

۵۔ ہدایہ مطالعہ فی تصویب

۶۔ فصل فی الملتی والمستفی از کتاب القضاء من البحر الرائق

۷۔ مقدمہ لرحمة الرباہ و مشیر شرح اوقایہ (مولانا عبدالحق کھنوی)

۸۔ القناع الکبیر لمن یراد الخصال الصغیر ()

۹۔ کتاب لجامت من المواہب المصیبر

۱۰۔ فرق اہلہ کی ترویج میں کلمہ علی بن ابی

۱۱۔ مکررینا و کشن فتویٰ قوی

۱۲۔ تکرار کتب فقہ

کسی بھی فقہ کی کتاب کی طلباء کو تکرار کرانا۔

۱۳۔ تخصص فی الحدیث: اس کے سرپرست محدث جلیل مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی اعلیٰ الشرف بقاۃ ہیں، آپ اتنا ہی تخصص کے لئے یہ نصاب مرتب فرمایا ہے۔

نصاب تخصص فی الحدیث | ۱۔ علوم الحدیث (ترتیب) | ۲۔ ماہنامہ الصلاۃ۔

- ۲- التقييد والايضاح للمناظرة العراقية
- ۳- شرح ابن خلدون للنووي القدر المطبوع منه
- ۴- مقدمه فتح الباري للمناظرة ابن حجر
- ۵- مشکل الآثار للطحاوي - مہر تپا راجد
- ۶- شرح معانی الآثار للطحاوي اول
- ۷- قواعد في علوم الحديث (مولانا ظفر احمد تھانوی مع حاشیہ عبد الفتاح ابو غدہ)
- ۸- غریب الحديث الابی عبید
- ۹- فتح المغیث (شرح المغیث الحديث للعراقی) للسخاوی
- ۱۰- فتح الباری مع مرآة عمدة القاری للعینی و فیض الباری لاناور شاہ انگلشیہری
- ۱۱- المقاصد الحسنیة للسخاوی
- ۱۲- نصب الراية للزلیخی المناظرة کامل

طریق دراستہ

- ۱- علوم الحديث لابن الصنائع (مقدمہ ابن الصلائع) کسی استاذ کے پاس پڑھ کر قواعد فی علوم الحديث کا مطالعہ از خود۔
 - ۲- شرح معانی الآثار در سراً اس طرح کہ طالب علم بہر بحث کو فتح الباری اور عینی میں نکالی کر پڑھے۔
 - ۳- فتح المغیث کا مطالعہ از خود کرے۔
 - ۴- مشکل الآثار کا خود مطالعہ کرے اس کو ختم کرنے کے بعد شرح بخاری للنووی کا مطالعہ کرے۔
 - ۵- ہفتہ میں ایک دن فتح الباری یا مشکل الآثار کی کوئی بحث پڑھ کر استاذ کو سنانے یا یاد خود کرے۔
- درجہ قمرات | ہمسہ میں تجزیہ کا بالکل شروع دور سے ہی اہتمام چلا کر رہا ہے، ہر دور میں مجتہد قمراد رکھے جاسکتے رہے ہیں۔ اس وقت چار قمراد کام کر رہے ہیں، درجات حفظ کے طلبہ کے علاوہ اردو و زبانیت سے لے کر سال ششم عربی سوم تک تجویز پڑھنا لازم

ہے، عربی سووم تک تجوید کی کتابیں مکمل ہو جاتی ہیں۔ محنتی طلبہ اس وقت تک حد درستی تک بعض کی سند حاصل کر لیتے ہیں۔ جو طلبہ سند نہیں حاصل کر پاتے وہ بھی اتنا علم تو تجوید کا حاصل کر ہی لیتے ہیں کہ تلاوت صحیح کر سکیں اور نماز صحیح پڑھا سکیں۔

اس کے بعد تکمیل قراءت کے لئے طلبہ کو اختیار ہوتا ہے جو شوقین طلبہ قراءت شیعہ اور عشرہ پڑھنا چاہیں یا سہ ماہی کا انتظام کر لیا ہے۔ جامعہ نے اس سلسلہ میں بہت فریخ دل سے کام لیا ہے، جامعہ اسلامیہ یا کسی اور ادارہ کا فاضل صرف تجوید یا قراءت کے لئے داخلہ لینا چاہے تو اس کو بھی دیگر طلبہ کی طرح قیام و طعام کی ساری سہولتیں دیتا ہے، باز وقت طلبہ اکثر سہولت سے برابر فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

نصاب درجہ قراءت سبعہ متواترہ

- ۱- تیسیر للعلوم الدانی
- ۲- ہرز الاثانی لثا طبی فی القراءات السبع
- ۳- عقیدۃ الاثراب لثا طبی فی المزمع
- ۴- پورے قرآن کا اجراء بطریق تیس حرفی، کچھ حصہ جمع عطفی اور کچھ جمع وقفی۔

قراءت عشرہ صغیرہ و کبیرہ

- ۱- الدرۃ المنیۃ للعلامۃ الجزری
- ۲- الوجہ المسفرہ لشمس المتولی
- ۳- فتاویٰ متمدنہ کا اجراء
- ۴- طیبۃ النشر فی القراءات العشر
- ۵- اسی طریق کے مطابق اجراء

درجہ حفظ میں اسی وقت ساٹھ اساتذہ کام کر رہے ہیں ہر استاذ کے پاس کم و بیش بیس طلبہ ہوتے ہیں۔ حفظ کے تمام طلبہ کو درجہ تجوید میں

درجات حفظ

مگر عید سے گنا بھی لازم ہے۔ درجات حفظ میں بھی تصحیح خواندن و صفات کا کافی اہتمام کیا جاتا ہے۔ ان کے لیے اب درجہ حفظ میں انہی اساتذہ کا کثرتِ عمل میں آنا ہے جو تیار کی بھی ہوں درجات حفظ کا بہرہ۔
 ستان بھی جوتا ہے تاکہ بڑھا ہوا یاد رہے۔ قرآن ختم ہونے پر انگریزی امتحان پورے قرآن کا دینا ہوتا ہے۔
 حفظ میں خشکی کے لیے یہ ضابطہ ہے کہ سترہ کے بعد سے عشائور کی اذان تک اور پھر صبح سے ایک
 گھنٹہ قبل اٹھ کر نماز جمعہ کے قریب تک اساتذہ کی نگرانی میں سہی یاد کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس اہتمام کی
 وجہ سے ہر سال جامعہ سے اچھے حفاظ کی ایک بڑی تعداد تیار ہو کر نکلتی ہے۔ اس وجہ میں داخلہ کے لئے
 امتحان ہی سے درخواست دینا ضروری ہوتا ہے اس کے باوجود بہت سے طلبہ کو واپس جانا پڑتا ہے
 کیونکہ امتحان نہ ہونے کی وجہ سے داخلہ نہیں مل پاتا۔

دیگر درجات زمانہ کے حالات کو دیکھتے ہوئے اس کی ضرورت محسوس کی گئی کہ فضلا و جامعہ
 کو کچھ ایسے ہنر کی بھی ضرورت ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے معیشت کو مضبوط
 کر سکیں۔ قلتِ تنخواہ کی وجہ سے احساسِ کمتری کا شکار نہ ہوں۔ معاشی اعتبار سے خوش حال ہو کر
 اپنی دین کی بے لوث خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ جامعہ میں متعدد ذیل درجات کھولے گئے ہیں
 دہریہ انگریزی، درجہ سلائی، درجہ جلد سازی، درجہ گھڑی سازی، درجہ داروغہ نگار۔
 لیکن یہ مقصود نہیں ہیں محض رفعِ ضرورت کے لئے ہیں اس لئے ان کو دونوں بیوقوفوں
 کے وقفہ میں رکھا گیا ہے، اور اختیار کی ہیں۔ جن طلبہ کو مستقبل میں اس کی ضرورت پڑ سکتی
 ہو وہ اس کو سیکھ سکتے ہیں، ان کے لئے الگ سے اساتذہ مقرر ہیں، اور باقاعدہ امتحانات
 بھی ہوتے ہیں۔

جامعہ میں داخلہ کے قواعد

- ۱۔ داخلہ کے وقت طالب علم کی عمر بارہ سال ہو نا ضروری ہے اس سے کم عمر کے طلبہ کو داخلہ نہیں مل سکے گا۔
- ۲۔ حفظ میں داخلہ کے لئے ۱۵ در رمضان تک جوابی نفاذ کے ساتھ درخواست آجانی چاہئے ، دوسرے درجات میں داخلہ مدرسہ کھٹے کے وقت ہو سکتا ہے ، داخلہ کے وقت سرپرست اور والی کا ساتھ آنا ضروری ہے۔
- ۳۔ داخلہ کے وقت ۱۵ روپے پیشگی جمع کرنا ہوگا ، آخر سال میں یہ رقم واپس مل جائے گی لیکن طالب علم سال کے درمیان میں بغیر اجازت بھاگ گیا تو یہ رقم ضبط ہو سکتی ہے۔
- ۴۔ جن مدارس سے جہاد ماہانہ ہے ان کا کوئی طالب علم اگر جامعہ میں داخلہ چاہتا ہے تو اس مدرسہ کے ناظم کی طرف سے اجازت نامہ لانا بھی ضروری ہے بغیر اس کے داخلہ نہیں ملے گا۔
- ۵۔ تمام طلبہ کو مدرسہ کا یونیفارم ، صفید کرتا ، پائجامہ ، ٹوپی پہننا ضروری ہے۔
- ۶۔ تمام طلبہ کو اسلامی طریقہ کے مطابق رہنا ضروری ہے ، پنج وقتہ نماز باجماعت اور درسی کتب کا غور و اشد ضروری ہے۔
- ۷۔ مدرسہ کے تمام مدرسین اور ملازمین کے ساتھ عزت و احترام کا معاملہ کرنا ہوگا ، کوئی انگلیت ہو تو ہتھ مٹا کر سے عرض کرے۔
- ۸۔ جامعہ کی بل پر چیز اپنی سمجھ کر اس کی حفاظت ضروری ہے ، نقصان کرنے کی صورت میں تالا دنا ہوگا۔
- ۹۔ جامعہ کے باہر کسی پردہ گرام میں مقیم نہیں لے سکتے ، ہتھ صاحب کی اجازت ضروری ہے۔
- ۱۰۔ ہر جمعرات کو انجمن کے اجلاس میں تقریر نہ کرنا بھی ضروری ہے ، نیز جانوری و بچہ سزا ہوگی۔

مختصر و مفید تعلیمات کے سوا اگر کسی کو گھر جانا ہو یا گھر والے بلانا چاہیں تو بہتر صاحب سے درخواست کریں، درخواست کو قبول یا رد کرنے کا حق بہتر صاحب کو ہو گا۔
 نوٹس بورڈ: کہ ذریعہ چراغ خان شائع کیا جائے اس پر عمل کرنا ضروری ہو گا، کسی ضابطہ کی خلاف ورزی پر بہتر صاحب کو پورا اختیار اس ہو گا۔

جامعہ کے شب روز کا نظام عمل

صبح صادق کے بعد اذان و وقت میں اذان فجر ہوتی ہے، سوپر وائزر صاحب تمام طلبہ کو اٹھا دیتے ہیں، نماز صبح سے قبل ہی بہت سے طلبہ جامعہ کی مسجد میں آکر مصروفِ تہجد ہو جاتے ہیں۔
 اس منظر سے آنے والے بھان اور ان کا برہنہ سنا کر ہونے ہیں، نماز صبح کے بعد تمام طلبہ کو مسجد میں بلایا کر پنڈرہ سنت تلاوت کرنا ضروری ہے اس کے بعد تمام طلبہ دارالطعام میں داخل ہوتے ہیں اور چلے جاتے ہیں جہاں ان کے چائے نامہ شام کا انتظام مکمل رہتا ہے۔ نامہ شام سے فارغ ہو کر ضروریات سے فارغ ہو کر درگاہ میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ درگاہ کا وقت شروع ہونے سے قبل ہی اکثر طلبہ درگاہ پہنچ جاتے ہیں صبح تعلیم کا وقت پورے سال چار گھنٹے رہتا ہے۔
 اوقات موسم کی تبدیلی سے بدلتے رہتے ہیں چار گھنٹے پورے جوئے کے بعد جمع ہو جاتے ہیں تو طلبہ مسجد سے دارالطعام پہنچ جاتے ہیں جہاں کھانا دسٹر خوان پر تیار رہتا ہے۔ زمین پر بٹھا کر کھانا کھلایا جاتا ہے کھانے سے فارغ ہو کر جو طلبہ درجات انگریزی، جلد سازی، انگریزی سازی، اسلامی، دائرہ فلک میں داخل ہیں وہ اپنے اپنے درجات میں چلے جاتے ہیں۔ بقیہ طلبہ ضروریات سے فارغ ہو کر دارالافتاء میں آرام کرتے ہیں یا خارجی مطالعہ کرتے ہیں، درجات صنایع، گورہ کے طلبہ جی اپنے درجن سے فارغ ہو کر آرام کرتے ہیں، دوسرے کے بعد درگاہ کا وقت دو گھنٹے رہتا ہے، وقت شروع ہونے سے ایک گھنٹہ قبل ٹیچر کی اذان ہوتی ہے، اس کے بعد دو گھنٹہ کے بعد جماعت ہو جاتی ہے، طلبہ ضروریات سے فارغ ہو کر درگاہ میں حاضر ہو جاتے ہیں تہجی

کے بعد عصر کی اذان ہوتی ہے۔ عصر کی نماز کو بعد عصر میں نصف نئی قرآن کی تلاوت ہوتی ہے، عصر کے ظہیر و زوال انعام پتے چلتے ہیں وہاں کھانا حاضر و متحابہ دار نما جو کہ دینی ضروریات کے سلسلے گاؤں میں ہاں سکتے ہیں مسہر و تقریبی اور مناسب کھانا کو روکھی اور لذت ہے مغرب کا وقت جو سنے کے قریب کھانا پکا رہی جاتی ہے تاکہ تمام غلبہ دور سر کی مسجد میں حاضر ہو کر نماز ادا کرے۔ بعض روز نوافل سے کیا رہتا ہے کہ روز جمعہ کے تمام ظہیر کو مسجد میں اور دیگر درجہات کے ظہیر کو اپنے اپنے درجہات میں حاضر ہو کر سستی یاد کرنا اور بحث و تکرار کرنا لازمی ہے۔ اس تمام ظہیر کی تکرار کے سلسلے ساتھ ہفت روزہ میں جو سستی کرنے کا وظیفہ اور ذکر ہے، اسے دلوں کو سر نہ لینی کر سہ ہفت روزہ کی نماز کے آدھ گھنٹہ قبل اذان ہوتی ہے، اس کے ساتھ ہی چھٹی ہو جاتی ہے اس آدھ گھنٹہ کے وقفہ میں ظہیر پڑھنا مشق کر سہ میں بعض صلی علیہ وسلم پڑھتے ہیں بعض تلاوت کرتے ہیں۔ مشاء کی نماز کے بعد صحت و دیر سے فارغ ہو کر حسین شریف کا منہ مورتا ہے، پھر اجتماع دعا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد حفظہ کے ظہیر کی زحمت ہوتا ہے تاکہ وہ جملہ سو جائیں، لیکن بغیر بعض کے ظہیر کو درمیان میں حاضر ہو کر پڑھائی میں مشغول ہو جائے، یہی ہوتا ہے اس وقت میں اساتذہ مکران کے لئے مقرر ہیں۔ تقریباً ایک گھنٹہ پر زحمت ہو جاتی ہے، اس کے بعد ظہیر کو فقار ہو تا ہے چاہے پڑھتے یا سو جائیں، اخیر شب میں سیکھ دھوکے دیک گھنٹہ قبل صرف حفظ کے ظہیر پڑھا لیا جاتا ہے، کسی نے ان کے لئے ایک مستقل دروازہ قائم کر لیا ہو ہے مسجد میں اگر غریب نماز سے کچھ پہلے کے روز سستی یاد کرنے میں مشغول رہتے ہیں، اس سہنے اور زیادہ وقت میں سستی بہت ہی طریقہ یاد ہو تا ہے، اس سلسلہ کی وجہ سے درجہ حفظ کی تعلیم میں کنگل سید احمد کی اس کام کے لئے ڈوسا نامہ غلبہ ہی روشنی کے ساتھ مقرر ہیں۔

صورت کو دونوں وقت درمیان ہوتا ہے اور حسب ثواب پڑھتے ہیں ظہیر ہوتی ہے نہ ذیادہ کو غلبہ دیتی ہے، ظہیر کو کسی ضرورت سے اگر شبہ پائے گھر یا زمین اور غائبہ تو جو کوئی چلتے ہیں غلبہ دیتی ہے۔

دیگر مختلف شعبہ جات

شعبہ تحریر و تقریر طلبہ کرام کے اندر تقریر و تحریر کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے شعبہ

تخلیص کا کام بھی اس کے شعبہ میں ہو سکتا اس وقت بھی یہ معمول ہے کہ ہر جہرات کو مختلف حصوں میں تقسیم ہو کر مختلف زبانوں میں تقریر کی مشق کرتے ہیں۔ فارسی اول سے لیکر دورہ حدیث تک کے طلبہ کو اردو انجمن میں شرکت کرنا ضروری ہے، ایک ہفتہ کے بعد باقی آتی ہے اس لئے جس ہفتہ اردو میں باری نہ ہو دوسری زبان دئے طلبہ اپنی تلافی زبان میں تقریر کی مشق کرتے ہیں۔

جس طرح انگریزی، فرانسیسی، اور دیگر زبانوں کے جیسے بھی ہوتے ہیں، عشاق کی خانہ بخشش کو ضرور سے ہوتی ہے، ماں میں خاص خاص موقعوں پر اجلاس خاص بھی ہوتا ہے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سالانہ جلسہ اہتمام سے ہوتا ہے، باہر سے علماء بھی بلوائے جاتے ہیں۔

تقریر کی مشق کے لئے اندرین کے نام سے جواری ماہانہ پرچہ بھی طلبہ نکالتے ہیں تاکہ تقریر کی بھی مشق ہو سونے والا احمد حسن بیاض مسلکی بالی جامعہ کے زبان میں گجراتی زبان میں ماہنامہ الدین باقاعدہ چھپ کر شائع ہوا کرتا تھا بعد میں یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ طلبہ کا یہ اندرین اسی کی یادگار ہے۔ اس سال بہتر جامعہ مولانا محمد سعید بزرگ صاحب مدظلہ کی توجہ سے ایک سال کا مجموعہ مضامین دیو طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آیا ہے۔ اللہ کرے یہ سلسلہ آئندہ بھی باقی رہے۔

انگریزی انجمن کے طلبہ بھی زبان انگریزی اپنے مقالات شائع کرنے والے ہیں، خدا کرے طبع ہو کر لوگوں کے لئے مفید بن سکے اور اس سے طلبہ میں آگے بڑھنے کا شوق پیدا ہو۔

لجنہ القراء تجوید و قراءات پڑھنے والے طلبہ کی بھی ایک انجمن لجنہ القراء کے نام سے قائم ہے اس کا جلسہ بھی تین ہفتہ میں ایک مرتبہ بخشش کو بعد نماز عشاء منعقد ہوتا ہے سہ ماہی اور ششماہی پروگرام بھی ہوتے ہیں۔ جو طلبہ اس کے پروگراموں میں نمایاں درجہ

حاصل کرتے ہیں، ان کو سائنہ اسلامی جلسہ قراءت میں شرکت کا موقع دیا جاتا ہے، سالانہ جلسہ قراءت جسے اجتماع سے جوتا ہے، ایسے تجویز کو دعوت دیا جاتا ہے، ان کے خبرات پر اعلیٰ دئے جاتے ہیں۔

کتب خانہ | جامعہ کا اپنا ایک عظیم الشان کتب خانہ ہے جس میں مختلف علوم و فنون کی مختلف زبانوں میں تقریباً تیس ہزار کتابیں موجود ہیں، ان میں بعض کتب بہت نادر ہیں، خطوط کی بھی ایک اچھی تعداد ہے، ہر سال کتابوں میں کافی اضافہ ہوتا رہتا ہے، یہ کتب خانہ اس اطمینان میں جامعہ کی طرف بے نظیر اور وسیع کتب خانہ ہے آئیں اس کے کمروں میں گزریں رکھی جاتی ہیں، اس کے لئے ایک مستقل بلڈنگ کی تجویز بھی پاس ہو چکی ہے بلکہ اس کی تعمیر شروع ہوئے واپس ہے، یہ عمارت جدید انداز پر بنے گی، اس کا لوازم تحقیق و مصنفین کے لئے استفادہ کی تمام سہولتیں انشا اللہ فرامہ کی جائیں گی، اس کے بعد کتب خانہ کی افادیت اور زیادہ ہو جائے گی۔

طلبہ کی لائبریری | ایک دوسرا کتب خانہ طلبہ کا اپنا خاص بھی ہے جس میں درسی کتابوں کی شروع کے علاوہ مختلف موضوعات پر طلبہ کی ضرورت کے مطابق کافی کتابیں موجود ہیں اس میں ہر سال توسیع ہوتی رہتی ہے، بہت سے نصابی مطالعہ کے لئے لائبریری جاتے ہیں ان کو مجلد کر کے محفوظ بھی کر لیا جاتا ہے، حالات حاضرہ سے باخبر ہونے کے لئے مختلف زبانوں میں اخبارات بھی آتے ہیں، اس کتب خانہ کی بھی توسیع مزید زیرِ تجویز ہے۔

انگریزی بولنے والے طلبہ کے لئے الگ ایک کتب خانہ جو افریقہ اور انگلینڈ کے طلبہ نے اپنے شوق سے کتابیں خرید کر تیار کیا ہے، اس میں بھی بقدر ضرورت کتابیں بیجا ہیں۔

تعطیلات

جامعہ میں تعطیل کھلا نصف شعبان سے قبل ہوجاتی ہے اور نصف شوال سے پہلے

ہی نہیں دو گواہ دیتی ہے۔ پھر یہ الامنی کے موقف پر اس قدر بڑی تعلقیں ہوتی ہے، ان کے
 قانون تعطیلات بہت کم ہیں، اگر حرم اور ریج اولیٰ کو تعطیل ہوتی یا پھر ۲۲ رستوری اور
 ۱۵ اگست کو۔ ان کے علاوہ کوئی توفیق نہیں۔ اساتذہ کے لئے قانوناً فقط ۱۵ یا ۲۰ یوم کی
 وقت ہے۔ نصاب کی تکمیل کا بہت بوجھ نام کیا جاتا ہے۔ ہر سال اساتذہ کو سرکار کے ذریعہ
 ان کی تاکید کر دی جاتی ہے کہ کتابوں کے اسباب میں مقدار خواندگی ایسی مقرر کرے کہ سالی
 کے اخیر تک مناسب رفتار کے ساتھ کتابیں ختم ہو جائیں۔ گھنٹے ساٹھ منٹ ہی کے ہوتے
 ہیں، درجات کے لئے درجہ میں مقرر کیا، اور کے درجات میں اساتذہ تبدیل ہوتے ہیں
 قلبہ اپنی جگہ پر رہتے ہیں، اس سے درگاہ میں کوئی انتشار بھی نہیں ہوتا اور وقت کی
 بھی بچت ہوتی ہے۔

مجلس شوریٰ

جامعہ کا انتظام شریعتی سے مجلس شوریٰ کے تحت چلتا ہے، ہر بائیس سال
 پر مجلس شوریٰ کے ارکان کا انتخاب عمل میں آتا ہے۔ ٹرسٹی صاحبان کا انتخاب
 سات سال پر ہوتا ہے۔ مجلس شوریٰ ہی مقرر کیا انتخاب بھی کرتی ہے، اور تمام
 مجلس شوریٰ کے فیصلوں کے مطابق عمل کرتا ہے، سال میں دو میٹنگ ضرور
 ہوا کرتی ہے، وقت ضرورت کسی وقت بھی میٹنگ بلائی جاسکتی ہے۔
 ارکان شوریٰ اور ٹرسٹی صاحبان کے اہل گرامی مندوبین ذیل میں۔

پہلے جو حضرات گرن شوری یا ٹرسٹی رہ چکے ہیں

- ۱۔ الحاج مولانا محمد بن موسیٰ میاں صاحب سکنی
 - ۲۔ مولوی اسماعیل یوسف گارڈی صاحب ڈابھلی
 - ۳۔ الحاج مولانا ثانی محمد صاحب تراجری
 - ۴۔ مولانا صوفی محمد اسماعیل صاحب قلعہ توری
 - ۵۔ جناب محمد سلیمان بانسن صاحب ڈابھلی
 - ۶۔ جناب احمد یعقوب تپا صاحب ایکھلایا ڈابھلی
 - ۷۔ جناب محمد ابراہیم شیلانا صاحب سکنی
- (سفر میں یہ حضرات گرن گئے)

- ۸۔ مولانا مفتی اسماعیل بسم الشہر صاحب ڈابھلی
- ۹۔ الحاج مولانا اسماعیل یوسف صاحب گارڈی ڈابھلی
- ۱۰۔ الحاج ابراہیم یوسف صاحب گارڈی ڈابھلی
- ۱۱۔ عمید الحقی ہاشم نونا صاحب ڈابھلی
- ۱۲۔ جناب محمد سلیمان بانسن صاحب ڈابھلی
- ۱۳۔ حکیم نظام الدین شہاب الدین صاحب
- ۱۴۔ محمد داود ایکھلایا صاحب
- ۱۵۔ محمد محمود جینا صاحب
- ۱۶۔ سلیمان علی بی مارٹا صاحب
- ۱۷۔ اسماعیل یوسف ڈابھلی صاحب

- ۳۵۔ حاجی احمد موسیٰ صاحب لڑا پوری
 ۳۶۔ مولانا یوسف محمد ناٹا صاحب سنگی
 ۳۷۔ رشید احمد محمد ناٹا صاحب ڈابھلی
 مذکورہ بالا حضرات ٹرسٹی مقرر ہوئے

- ۳۸۔ مولانا عبد اللہ موسیٰ صاحب سورال ایکٹر ضلع بھروچ
 ۳۹۔ مولانا عبدالرحیم بیخوری صاحب پرسدی ضلع کھیرا
 ۴۰۔ مولانا عبدالحی مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب ڈابھلی
 ۴۱۔ جناب محمد محمود ایکھلویا صاحب ڈابھلی
 ۴۲۔ حافظ محمد امین اتھ بزرگ صاحب سنگی
 ۴۳۔ حافظ اسماعیل محمد ایکھلویا صاحب ڈابھلی
 ۴۴۔ مولانا موسیٰ آدم ایسات صاحب سواڑی
 ۴۵۔ مولانا حکیم سلیمان صاحب کٹلیتوی
 ۴۶۔ احمد یعقوب جمی صاحب تراہوی
 ۴۷۔ جناب محمد سلیمان منگیر صاحب ڈابھلی
 ۴۸۔ اسماعیل ابراہیم بیٹل صاحب کالاکا جوی
 ۴۹۔ حافظ سلیمان ابراہیم سوا قادی صاحب ڈابھلی
 ۵۰۔ حافظ اداؤ مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب ڈابھلی
 ۵۱۔ حاجی شیخ محمود منیار صاحب (حافظ بڑا دروس) سورت
 ۵۲۔ حاجی احمد منیار صاحب نالی پوری
 ۵۳۔ مولانا سید اسعد مدنی صاحب دیوبندی صدر جمعیۃ العلماء ہند
 ۵۴۔ مولانا احمد رضا جمیری صاحب رائدیری شیخ الحدیث مدرسہ اشرفیہ رائدیری
 ۵۵۔ مولانا سینف الدین عثمانی صاحب ڈابھلی

جناب مولانا محمد ابراہیم اسحاق جی صاحب ڈابھیلی

۵۰۔ جناب رشید احمد حسن سلو صاحب ڈابھیلی

۵۱۔ جناب سلیمان ابراہیم نواب صاحب ڈابھیلی

۵۲۔ جناب قمر الدین مولانا شمس الدین صاحبان بڑودی

۵۳۔ جناب یوسف عبداللہ ٹیل دیولوی بھروچ

(بعد میں یہ حضرات اپنے اپنے وقت پر قلمبند ہوئے)

موجودہ ارکان شوریٰ و طرٹی صاحبان

۱۔ جناب مولانا سید اسعد مدنی صاحب دیوبند۔ صدر جمعیۃ علماء ہند

۲۔ جناب مولانا محمد رضا اجیری صاحب شیخ الحدیث مدرسہ اشرفیہ راندیر

۳۔ جناب مولانا عبد الصمد موسیٰ صاحب سورتی (بھروچ)

۴۔ جناب مولانا قمر الدین شمس الدین صاحب بڑودی

۵۔ جناب مولانا محمد سعید احمد بزرگ صاحب سنگلی ہتھم جامعہ

۶۔ جناب حافظ محمد امین احمد نانا صاحب سنگلی

۷۔ جناب رشید احمد حسن سلو صاحب ڈابھیلی

۸۔ جناب سلیمان ابراہیم نواب صاحب ڈابھیلی

۹۔ جناب مولوی یوسف عبداللہ ٹیل صاحب دیولوی (بھروچ)

طرٹی صاحبان

۱۰۔ جناب مولانا محمد شفیع میاں صاحب سنگلی

۱۱۔ جناب حاجی شیخ محمود حافظ عمر خیار صاحب سورت

۱۲۔ جناب حاجی احمد انیت نیاز صاحب عالی پوری

۱۳۔ جناب محمد سلیمان سنگیر صاحب ڈابھیل

۱۴۔ جناب رشید احمد محمود مرٹا صاحب ڈابھیل

(یہ ٹرسٹی حضرات بھی مجلس شریکین شمار ہوتے ہیں)

جنوبی افریقہ کی کمیٹی | بالی جامہ نے جب سربراہ کی فراموشی کیلئے افریقہ کا سفر اختیار کیا

تو اس وقت جنوبی افریقہ میں ڈابھیل و سنگر اور اس کے اطراف

کے تقریباً تیس گاؤں کے باشندوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی تھی اس کا نام ہے ”ڈابھیل مدر سرٹرسٹ“

وہاں جامہ کی افلاک کا انتظام اسی ٹرسٹ کے زیر نگرانی ہے اس کمیٹی کے ارکان اس وقت مدر جبریل

حضرات ہیں:-

۱۔ جناب حاجی محمد سلیمان شتی صاحب صدر

۲۔ جناب حاجی موسیٰ بڈھانیا صاحب مکر پٹری

۳۔ جناب حاجی ابراہیم ماکڑا صاحب

۴۔ جناب مولانا عبدالقادر ملک پوری صاحب

۵۔ جناب مولانا محمد ایوب صاحب کاجھوی

۶۔ جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب مورتی

۷۔ جناب حاجی احمد یوسف پانڈور صاحب

۸۔ جناب حاجی محمد سعید نواب صاحب

۹۔ جناب حاجی محمد سعید کاجھلیا صاحب

پانچ سال پران کا بھی انتخاب ہوتا ہے، انتخاب کے لئے تیس گاؤں کے نمائندے جمع

ہو جاتے ہیں۔ ان گاؤں کے نام یہ ہیں:-

۱۔ ڈابھیل ۲۔ کالا کچھا ۳۔ لاچور ۴۔ بجم پور ۵۔ تراج ۶۔ ماکھنڈ

۷۔ بارڈولی ۸۔ نوساری ۹۔ نصیر پور ۱۰۔ مگولی ۱۱۔ سنگر

- ۱۳۔ آسنہ ۱۴۔ سچین ۱۵۔ کچھولی (نزد ڈوبھیل)
 ۱۶۔ تاریا ۱۸۔ واکانیر ۱۹۔ بھٹی ۲۰۔ وارڈاگام
 ۲۱۔ کفلیہ ۲۳۔ اکلیر ۲۴۔ سامرود ۲۵۔ اٹاردا
 ۲۷۔ غیرگام ۲۸۔ ملدھرا ۲۹۔ مانگ پور ۳۰۔ مانگ پور۔
 (جنرل الملیقہ کے شائع شدہ رپورٹ سے یہ نام لے گئے ہیں)

شخصیات

اربابِ اہتمام

و

اکابرِ شیوخِ حدیث

مولانا احمد حسن بھام سملکی رحمۃ اللہ علیہ

(فاضل مدرسہ اہل سنت دہلی و بانی جامعہ اسلامیہ بھیل)

ولادت تقریباً ۱۲۹۹ھ ————— وفات محرم ۱۳۳۷ھ

آپ کے والد سملک کے باشندہ و فراغت پیشہ بستی کے ٹیبل (جودھری) تھے اپنے اثر و باہمت کی وجہ سے سرزاد اور سرفروغ تھے، ذی حوصلہ اور باہمت شخص تھے نیک خیال اور مذکورہ امور میں دہریہ اہباب و فرقہ میں ممتاز تھے، انتظامی صلاحیت کی وجہ سے اختلافی اور سماجی مسئلوں میں لوگوں کی توجہ کا مرکز، انتہائی بہانہ نواز اور غلام کے قد و ان تھے اکثر علماء و مشائخ کا مقام آپ کے یہاں ہوتا تھا، کئی صاحبزادوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے عمر نامی یہ سولو و مسود عطا فرمایا، جس کی بہت بلند اور دلہن دور رسرگی برکت سے صرف یہی موضوع نہیں بلکہ پورا صوبہ بگوات علم کی روشنی سے آشنا و در بدلت و جہالت کی اندھیروں سے نکل پڑا ہوا۔

ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں ہوئی، قرآن مجید ناظرہ اور ابتدائی اردو کتابیں مکتب میں پڑھنے کے بعد مدرسہ اسلامیہ کٹھور (ضلع سورت) میں مولانا عبداللہ بنیادوی سے فارسی اور ابتدائی عربی کی کتابیں پڑھیں اسی زمانہ میں اس علاقہ کے مشہور عالم الشہر حضرت صوفی شہداء سلیمان لاجپوری کے مدرسہ اسلامیہ لاجپور کی ان کے صاحبزادے

محمد صوفی شہداء سلیمان صاحب کی ولادت لاجپور میں (جڑوا بھیل سے بھیل کی مسافت پر واقع ہے) ہوئی، تاریخی ولادت معلوم نہیں، لیکن تاریخی واقعات سے آٹھ مہینے پہلے کرشمہ البقیۃ نشیر ۱۳۳۷ھ

استاذ العلماء حضرت مولانا صوفی احمد میاں لاہوری نے تجدید کی اور باقاعدہ درس نظامی کے زیر تعلیم کا سلسلہ شروع فرمایا۔ اطراف و جوانب کے طلبہ اکٹھا ہونا شروع ہوئے۔ مولانا احمد بنجام بھی لاہور پہنچے آئے اور عربی کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ تعلیم شروع کی۔ مسلسل چار سال میں صرف و نحو، فقہ، اصول فقہ، منطق اور مشکوٰۃ شریف کی تعلیم حاصل کی پھر مدرسہ میں رہی چلے گئے اور مدرسہ حسین بخش میں داخل ہوئے سال بعد وہیں میں قیام کرنے کے بعد مدرسہ جاست العلوم کا بنیاد میں دو سال گزارے پھر وہیں آئے اور مدرسہ عبدالرب

بقیہ حاشیہ ۲۹ کا) دار فکری کا یہ عالم تھا کہ بہت الشہر شریف پر نگاہ پڑتے ہی حواس باختہ ہو گئے اور تمام شب ایک ہی جگہ بیٹھ رہ گئے صبح کو رفقہاؤ کی مدد سے طواف کیا۔ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۳ھ میں شہر شریف کو انتقال فرمایا۔ سورت، انیسین کے قریب صوفی بابا کی مسجد سے متصل مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعہ۔

عالمیہ صفحہ ۲۰۰: شہ آب صوفی صاحب مذکور کے صاحبزادہ ہیں، ولادت ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۱۳ھ کو صوفی بھائی اور ارادہ کی تعلیم لاہور کے اسکول میں حاصل کی، ابتدائی قاری والد بزرگوار سے پڑھی پھر والد صاحب کے ساتھ ۱۳۱۷ھ میں رنگون تشریف لے گئے وہاں مولانا سلطان احمد بھائی (تلمیذ تاسم العلوم) سے عربی ادب کی کچھ کتابیں پڑھیں، بعدہ تکمیل کیلئے وہیں تشریف لائے حدیث و تفسیر مولانا رحیم بخش دہلوی سے، معقولات و غیرہ مولانا محمد اسحاق صاحب (تلمیذ مولانا عبدالحق شیر آبادی) سے حاصل کیا۔

۲۰ سال کی عمر میں فارغ ہو کر مدرسہ میں لاہور آئے اور اسی سال مطابق ۱۳۳۵ھ میں مدرسہ اسلامیہ لاہور کو از سر نو جاری کیا، ضلع سورت کے اکثر علماء آپ کے مستفید ہوئے مولانا احمد حسن بھام سنگی (ربانی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل) مولانا احمد بزرگ سنگی (سابقہ ہتم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل) مولانا احمد درویش سنگی (مدرسہ سابقہ جامعہ مذکور) مولوی حاجی ابراہیم میاں سنگی مولوی ابراہیم شیل کنلیتری مولانا محمد یوسف لاہوری مولانا عمر غوب احمد لاہوری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ (بقیہ حاشیہ ۳۰ پر)۔

میں داخلہ لیا، پھر مدرسہ اسلامیہ میں درجہ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور وطن آئے۔
 کچھ عرصہ تک ٹیپو شہر سورت میں ترواد پارٹی سیکرٹری کے مدرسہ میں مدرس اہل رہے اس کے بعد

(حاشیہ صفحہ ۱۷۱) مولانا کو دارالعلوم علی گڑھ سے تصنیف و تالیف کا شوق تھا، ان کی تصنیفات
 میں ذخیرۃ العلوم کو بہت شہرت حاصل ہے کسی نئی روشنی کے شعبدہ بازی سے یہ کہہ دینا تھا کہ
 ”عربی میں علم ہی کیا ہیں“ اس کے جواب میں آپ نے یہ کتاب شروع کی تھی جو روایت
 دال تک پہنچ سکی۔ اس میں ایک سو انیس علم و فن کا تعارف کرایا گیا ہے اور ہر فن کی مشہور
 تصنیفات کی نشاندہی کی گئی ہے اگر یہ کتاب پوری ہو جاتی تو اردو تالیفات میں اپنے موضوعات
 کی پہلی کتاب ہوتی۔ اس کے علاوہ عقد الغیس کا ترجمہ مع اضافہ بنام ”ہدیۃ الجلسۃ“
 تصنیف فرمائی جس میں تصوف کے چوتالیس ادوں کو بہت ہی بسط کے ساتھ آیات و
 احادیث سے ثابت فرمایا۔

بہت ہی کتابوں کے شرح و تفسیر کا کام شروع کیا تھا، اصول حدیث میں منتخب النظر
 اصول فقہ میں مسلم الثبوت، صرف میں شافعیہ، نحو میں کافہ اور الفیہ، معانی میں تلمیض حکمت
 میں فارابی کی قصص الحکم، منطق میں بوعلی سینا کی منظوم معیون المسائل، ہیئت میں تفسیر
 کلام میں تصدیقہ بدائی کی شرحیں نہایت بسط سے لکھیں تصوف میں نوار مجانی و جوہر
 الحقائق، مناظرہ میں رصید، رباعی میں خلاصۃ الحساب، حکمت میں ہدیۃ سعید، منطق میں شرح
 تہذیب، عروض و قوافی میں عروض الغنی، التہذیب اخلاق میں بدایہ الہدیہ کی شرحیں بھی
 لکھیں مگر ان میں سے صرف بعض تصنیفات زیر طبع سے آراستہ ہو سکیں۔

آپ ہی کے ہاتھ سے مولانا احمد حسن نظام نے مدرسہ تعلیم الدین دارالمصطفیٰ علیہ السلام کا افتتاح فرمایا
 تھا ایک نصف ۳۴ سال کی عمر سنوار گئی۔ عہد شہان شاہ مظاہرین ۴۴ اگست ۱۹۲۷ء
 شہنشاہ کو رحلت فرمائی۔ اذکر الحقانی بہتر تاریخ و وفات نکلتی ہے۔

(دائرۃ الزہد نامہ دارالعلوم رنجیہ الاولیٰ علیہ السلام)

لازمت چھوڑ کر مسلک آگئے اور شبانہ ۱۲۲۷ھ میں مسلک کی مسجد میں تعلیم الدین کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا جو آگے چل کر جامعہ اسلامیہ کے ساتھ مشہور ہوا۔ مدرسہ کا افتتاح ایک جلسہ جمع میں اپنے استاذ مولانا صوفی احمد میاں لاہوری کے دست مبارک سے کیا گیا۔ شروعات میں آپ کے ساتھ صرف ایک اور مدرس تھے جو قرآن شریف پڑھاتے تھے لیکن مولانا نے جس درمندی اور خلوص و ولایت کے ساتھ اس کام کو سرور کیا تھا اس کا نتائج تھا کہ مدرسہ برابر ترقی کرتا رہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ طلبہ کی کثرت ہوتی گئی اور مدرسین و ملازمین بڑھتے گئے۔

مولانا کی زندگی اعلیٰ کلمۃ اللہ کیلئے وقف تھی چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر وقت علم اسلام و مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی آپ کو ذہن لگی رہتی تھی، آپ کی ہر ہر ادا میں اسلام کی خدمت کا اثر نمایاں تھا بلکہ آپ کی شکل و صورت ہی سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو کسی چیز کا غش غالب ہے، اور وہ چیز یہی ”دین اور علوم کی خدمت تھی۔ اس لئے مولانا مدرسہ کی ترقی اور افادیت کی وسعت کیلئے برابر فکر مند رہے، اور اس کیلئے جو صورت بھی ہو سکتی تھی اس کے عمل میں لانے سے دریغ نہ کرتے تھے، مولانا نے تمام بلاغت نظام کی اہمیت کا اندازہ کیا اور اس کو صحیح پڑھنے کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ایک ماہر فن قادی کا تقرر کیا تاکہ قرآن کو صحیح پڑھنے کا رواج ہو۔

صنعت کتابت کی ضرورت محتاج بیان نہیں آپ نے اس کیلئے کانیپور سے ایک تجربہ کار خوشنویس کو بلا کر دربار کتابت قائم کیا، تعلیم و تعلم کی زبان اردو بھی اس سے پورے طور پر اسی وقت نافذ اٹھایا جاسکتا ہے جب کہ اردو بولنے اور سمجھنے پر قدرت ہو اس لئے آپ نے مدرسہ کے اندر اردو میں گفتگو کو لازم قرار دیا، اگر کسی طالب علم کو گجراتی یاں بات کرتے سن لیتے تو سخت ناراض ہوئے بلکہ بعض وقت سزا بھی دیتے۔

اسلام کی تعلیم کو عام کرنے اور عوام تک پہنچانے کیلئے ایک ماہوار رسالہ ”الدین“ کے نام سے جاری کیا جس میں علمی، مذہبی، تاریخی اور اصلاحی مضامین شائع کرتے، اس رسالہ نے دین کی بیش بہا خدمات انجام دیں کتابت و طباعت کی مشکلات کے پیش نظر اپنا

پرس قائم کرنے کی ضرورت محسوس فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی پورا فرما دیا اور مسلمانوں کے نام سے سورت میں پہلا اسلامی پریس قائم ہو گیا۔ انیس کہ مولانا کی سحرک زندگی کے ساتھ ہی یہ دونوں سلسلے بھی رخصت ہو گئے۔

مولانا ہم تن دین کی ضرورت میں مشغول تھے درسم بھی برابر ترقی پذیر تھا تاہم ان کے اس کی ضرورت محسوس فرمائی کہ درسم کیلئے کوئی مستقل اور وسیع عمارت چاہئے تاکہ خدمت دین کا یہ سلسلہ اور تعلیمات اسلام کا یہ کلعہ وسیع اور زیادہ سے زیادہ منہجہ ہو سکے۔ دراصل مولانا کے ذہن میں ایک جائگہ کا تصور تھا اور اسی کے شہزادانِ شانِ آب کو زمین کی تلاش تھی اس زمانہ کے نو سازی کے نائب صوبہ دار مولانا محمد علی جوہر مرحوم کا بھی مشورہ یہی تھا کہ گاؤں سے باہر کوئی وسیع زمین حاصل کر لی جائے چنانچہ دونوں نے ڈیپھیل و مملک کے ہر چار طرف گھوم پھر کر دیکھا بڑی جدوجہد کے بعد ڈیپھیل کی مغربی جانب ایک گاہ کے مقابل ایک وسیع قطعہ زمین خریدی جہاں پر آج جاسمہ قائم ہے۔

سب سے پہلے آپ نے اس زمین پر مسجد تعمیر کرائی، دارالطہارہ اور درسگاہوں کیلئے سربراہ کی ضرورت تھی آپ نے مقامی حضرات اور ان اصحابِ خیر کے مشورہ سے جو جنوبی افریقہ میں تجارت کرتے تھے افریقہ کا سفر کیا، وہاں پہونچ کر مسلمانوں میں جو کچھ نا اعلیٰ تھی اپنی سن تدبیر سے اس کو دور فرمایا، اور اصلاحِ ذاتِ البعین کے بعد جو چندہ کی اپیل کی تو ہر ایک نے دستِ امانت بڑھایا اور تعمیر کیلئے ایک گرانقدر رقم جمع ہو گئی

وطن واپسی کا قصد ہی فرما رہے تھے کہ وہاں "انفلوئنزا" کی وبا پھیل گئی جس میں درسم کے بہت سے بھی خواتین اور خود مولانا کے برادر بزرگ جناب ابراہیم بیگ صاحب بھی انتقال کر گئے۔ اس سے آپ کو بے حد اور ناقابلِ برداشت صدمہ پہونچا بالآخر آپ پر بھی اس مرض کا شدید حملہ ہوا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے اور ۲۰ محرم ۱۳۳۸ بروز جمعہ شبہ واصلِ حق ہو گئے اور جو ہاں سیرگ (جنوبی افریقہ کا ایک شہر) میں مدفون ہوئے۔ اللہ وانا الیہ راجعون۔

اسی عظیم المرتبت پیشوا کی رحلت سے اہل افریقہ تو یہ خود اور کیم غم و الم میں ہی گئے

و اہل و عیال میں جب تار سے یہ خبر آئی تو گھر گھر ماتم کدہ بن گیا۔ اور موت العالم موت
العالم کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ اس طرح جو آفتاب علم و ہدایت و اہل و عیال و عیال
نے طلوع ہوا تھا افریقہ میں جا کر ہمیشہ ہمیش کیلئے غروب ہو گیا۔ کھنکھناتی آواز کے ساتھ ملا تھا
(منقول از رواد جاسر و ناہنہ دارالعلوم محرم ۱۳۸۷ھ)

مولانا احمد بزرگ

(فاضل دارالعلوم یونیورسٹی، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل)

ولادت غالباً ۱۲۹۱ھ ————— وفات ۱۳۷۱ھ

والد صاحب کا نام ابراہیم عرف ناننا تھا۔ پیر کے لقب سے مشہور تھے، مسلک کے
ماستزادہ ذراعت پیشہ علماء و علماء کے ہم نشین، عموم و خصوص کے پابند بہت معمولی پڑھے
لکھے تھے۔ بزرگوں سے عقیدت و محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے صالح ولد سے نوازا جس
کا نام احمد رکھا گیا۔

مولانا احمد بچپن ہی سے اپنی نیک فطرت کی وجہ سے بزرگ کے لقب سے مشہور
ہو گئے تھے۔

بالائے سر شریف و شریفی

می تافت ستارہ بلند می

تعلیم قرآن شریف ناظرہ اور اردو گائوں کے مکتب میں پڑھنے کے بعد فارسی
مولوی سید امیر میاں مسلکی مقیم نو ساری سے پڑھ رہے تھے کہ لاہور میں
مدرسہ اسلامیہ لاہور کا دور جدید مولانا صوفی احمد میاں لچہ پوری کے ہاتھوں مشہور ہوا،

اطراف کے دیگر طلبہ کے ساتھ مولانا احمد بزرگ بھی وہاں پہنچے۔ ۱۳۱۸ھ کا زمانہ تھا، گلستان
 بوستان پڑھنے کے بعد محرم ۱۳۱۹ھ میں ۱۴ طلبہ نے میزان شریعت کی اس جماعت میں مولانا
 بزرگ کے ساتھ مولانا احمد حسن بھام سنگی، مولانا احمد درویش سنگی، حاجی ابوالہیہ میاں سنگی،
 مولانا یوسف لاچوری، مولانا مرغوب اللہ لاچوری بھی شریک تھے، چار سال تک یہ تعلیمی
 سلسلہ جاری رہا۔ ہدایہ، انوار الازار اور مشکوٰۃ تک تعلیم ہوئی پھر مدرسہ میں تعطیل پیدا ہو گیا
 مگر اساتذہ کے علمی ذوق نے طلبہ میں تحصیلی علم کا ایک جوش اور ولولہ پیدا کر دیا تھا۔ اس لئے
 طلبہ نے مختلف علمی کم از کم کا قصد کیا، مولانا احمد بزرگ رہی ہو چکے ایک سال وہاں رہ کر
 ریونڈ چلے گئے۔ ۱۳۲۰ھ میں دارالعلوم میں داخل ہوئے، چار یا پنج سال تعلیم دیکر ۱۳۲۳ھ میں
 فارغ ہوئے۔ علوم و فنون کی جملہ کتابیں اس زمانہ کے اساتذہ و مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمن
 صاحب، مولانا حافظ احمد صاحب، صدر مہتمم مولانا حبیب الرحمن صاحب، عثمانی نائب مہتمم،
 مولانا غلام رسول صاحب سے اور دورہ حدیث حضرت شیخ الہند سے پڑھا، تکمیل کیلئے
 ایک ماں مزید رہے اور ۱۳۲۵ھ میں مسند حاصل کی۔

۱۳۲۵ھ کے اخیر میں طلب وقت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر
 ہو کر بیعت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت کی خدمت میں ۹۰۸ ماہ تک ذکر و شغل، مجاہدہ
 و ریاضت میں مشغول رہے تا آنکہ ۸ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ کو آپ کی موت ہو گئی میں بحال
 ہوا۔ اس نسبت سے تذکرۃ الرشید معصف مولانا عاشق الہی میرٹھی میں بار بار آپ کا ذکر آیا
 ہے۔ مولانا احمد بزرگ کے متعدد خواب اس میں مذکور ہیں۔ ان خوابوں سے شیخ کے ساتھ
 انتہائی تعلق کا پتہ چلتا ہے۔

اب بادل ناخواستہ واپس گھر قشریف لائے ورنہ آپ نے طے کر لیا تھا کہ علوم ظاہری
 اور باطنی کی تکمیل کے بغیر گھر نہیں جاؤں گا۔ دوران تعلیم والد ماجد کا انتقال ہو گیا، اس کی
 اطلاع دی گئی اور بلایا بھی گیا کہ نبی گھر پر کوئی دیکھ بھال کریں والا نہیں رہا تھا لیکن آپ نے

اس حادثہ کا جبر کو بھی وطن سے دور ہی رہ کر برداشت کر لیا۔ دو چھوٹی مہینیں تھیں جن کی بعض پرستہ داروں نے کفالت اور پرورش کی۔

حضرت گنگوہی کی تلقین کے مطابق برابر ذکر و شغل جاری رکھا۔ کبھی کبھی حکیم اہل حضرت تھانویؒ کی خدمت میں حاضری ہوتی رہتی تھی۔ معمولات کے بہت پابند تھے۔ سفر جو یا حضر تہجد کی نماز کبھی فوت نہیں ہوتی، بعد میں آپ نے کلام پاک حفظ بھی کر لیا تھا تہجد میں قرآن جبراً پڑھے کا معمول تھا اور اس کے بعد ذکر چہرہ نکا۔ جب قرآن ختم ہوتا بہت اہتمام سے اچھا کھانا پکواتے اور گھر والوں کو کھلاتے۔ ۱۲۹۹ھ میں شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ نے دہلی میں ایک مجمع عام میں آپ کو خلافت سے نوازا اور لوگوں کی اسلام و ارشاد کی ہدایت فرمائی۔

گنگوہ سے آنے کے بعد گھر ہی پر بچوں کو پڑھاتے رہے، کچھ دنوں راندر میں بھی تعلیم دی پھر جنوبی افریقہ چلے گئے تین چار سال وہاں رہے۔ ۱۳۰۵ھ میں دارالعلوم دیوبند کا جو بڑا جلسہ دستار بند کی جوا تھا اس وقت آپ افریقہ ہی تھے، آپ کی دستار جو بانسبرگ (جنوبی افریقہ) بھیجی گئی تھی، پھر وطن واپس ہوئے تو مولانا محمد حسن بھام نے مدرسہ تعلیم الدین کا جو جلسہ ۱۳۰۵ھ میں قائم ہو چکا تھا صدر مدرس بنایا۔ ۱۳۰۹ھ میں مولانا حکیم محمد ابراہیم راندری کی فرمائش اور طلبی پر رنگون قشریف لے گئے، اور سورتی جامعہ مسجد رنگون میں مفتی مقرر ہوئے، تین سالہ قیام میں انشاء دعا اور درس قرآن کے ذریعہ فیض پہنچایا۔

اسی زمانہ میں مبلغ قادیانیت خواجہ کمال الدین کی آمد سے رنگون میں فتنہ قادیانیت نے

۱۳۱۲ھ میں مدرسہ تعلیم الدین میں مدرسہ اولیٰ تھے۔ رسالہ الدین ماہ محرم ۱۳۱۲ھ ص ۱۱۔
کے قادیانیت پر آپ نے ایک کتاب ”صیغہ رنگون بر سیر روان دجانی نوبن“ تحریر فرما کر شائع کی جس میں سانچہ کی تفصیل بھی مذکور ہے۔

سر اٹھایا تو مولانا نے اس کو کچلنے کیلئے خوب خوب کام کیا، امام ابن سنت مولانا عبد الشکور
کھٹونیؒ کو شفقت کیلئے تشریف لائے تو کتب تفسیر کے حوالوں کی تلاش اور مالی سرمایہ کی
فراہمی کا سہرا آپ ہی کے سر رہا، تعزیر داری کے خلاف بھی آپ نے وہاں دیر باغ پٹا
اجنامہ دیں اور اس بدعت کو مٹا کر ہی دم لیا۔

ادھر مولانا احسن بھٹاؒ کا اذریقہ میں ۱۳۳۲ھ میں انتقال ہو گیا تو لوگوں نے اہتمام
کیلئے کسی ایسے عالم کی ضرورت شدت سے محسوس کی جو انتظامی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔
جامی یوسف جیانا سملکی نے جامعہ کی عزلی درگاہ کی تکمیل کے بعد افتتاح کیلئے جو جلسہ
بلا یا تھا اسی جلسہ میں قاضی رحمت اللہ صاحب راندیری نے مولانا احمد بزرگ کا نام اہتمام
کیلئے پیش فرمایا اور تمام حاضرین نے اس کی تائید کی۔

۲۲ شعبان ۱۳۳۱ھ کو رنگون سے بلا کر ہتھم بنایا گیا، آپ نے ایک اسلامی ادارہ
کی عہدہ کو انتظام کی خدمت پر ترجیح دی، کیوں کہ ایک ادارہ سے سیکڑوں محقق
تیار ہو سکتے ہیں۔

آپ نے غلو، وثقیب اور پوز کا امانت و دیانت کے ساتھ ۱۳۴۱ھ تک ۲۲ سال
اہتمام کیا، آپ ہی کے زمانہ میں یہ مدرسہ ایک جامعہ بنا، تعمیر کی تعلیمی اعتبار سے عظیم
مدارس میں شمار ہونے لگا۔

۱۳۴۶ھ میں علامہ انور شاہ کشمیری اور ان کے ساتھی جیب دار معلوم سے علیحدہ ہوئے
تو آپ نے سبکی کے باجیت اور اہل خیر حضرات کے مشورہ سے ڈائجسٹ آئے کی حکومت دی
تشریف لائے پھر ان کی خدمت کا حق ادا کیا ہر طرح کی سہولتیں فراہم کیں ایک کثیر مرزیہ
کی ضرورت محسوس ہو سب انشاء تعالیٰ نے غلطی کی بدولت پورا کر دیا۔

سال کی مدت میں ۵۰-۵۵ کمرے طلبہ کی رہائش کیلئے تیار ہو گئے، اساتذہ کی
رہائش کیلئے دارالاساتذہ بن گیا سٹوڈنٹس میں انور ہڈنگ تیار ہو گئی جس میں کتب خانہ
کے علاوہ دس درگاہیں اور متعدد کمرے ہیں۔ اس طرح آپ کا دور اہتمام جامعہ اسلامیہ
کی پوری تاریخ میں ایک روشن باب ہے جسے ہمیشہ یاد کیا جاتا رہے گا۔

مولانا کو قوم کے اصلاح کی بہت فکر تھی، تعلیم کے ذریعہ جامعہ سے جو خدمت انجام
پا رہی تھی اس کے علاوہ اس بات کا بھی اہتمام فرماتے تھے کہ اساتذہ جامعہ کے مواظرو
لموظلات سے عام لوگ بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ اس کے لئے مختلف مقامات پر کسی مناسبت
سے پروگرام بنے کرتے۔ آنے جانے کیلئے سواری کا انتظام کرتے۔ اس طرح سے بہت سی
چینشیں کیں۔ لوگوں کو دین کی طرف توجہ ہوئی۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کیلئے جامعہ
میں بھیجے گئے۔

دروندھی اور خیر خواہی کا کچھ اندازہ ایک روداد کے چند جملوں سے لگایا جاسکتا
ہے۔ لکھتے ہیں :-

”ان عام اثرات کے سوا جس میں ہر فرد گجرات شریک ہے جامعہ کے دوسرے
عملی اثرات ہیں جن سے ابھی تک میری قوم میری ممتا کے مطابق متاثر نہیں ہو سکی ہے
میں اپنی قوم کا شکوہ کروں گا اور ضرور کروں گا کہ اس نے میری بہت مدد کی مگر ابھی
میری وہ امداد نہیں کی جس کا میں طالب ہوں، میں چاہتا ہوں کہ گجرات کا بچہ بچہ جس
طرح گجراتی پڑھنے پر مجبور ہے اسی طرح اپنی دینی تعلیم کی تحصیل کی طرف مائل ہو جائے
اور ہر قبیلہ اور ہر گھر ایسا نظر آئے کہ اس کا چھوٹا اور بڑا اپنی دینی ضروریات میں
مستغنی ہو“ (روداد ص ۵۷)۔

اُس کے سفر فریقہ کے موقع پر مولانا عثمانی نے ایک اودھ کی تقریر فرمائی تھی جس
میں آپ کے تین اوصاف بیان فرمائے تھے ”مہتمم صاحب کے تین وصف ہیں جن سے
میں بہت متاثر ہوں۔ ایک قلت تکلف و تواضع، یہ اس زمانہ میں بہت کم ہے یہ اصل
میں صحابہ کرام کا وصف خاص تھا۔ کاذا ائعہم علما و اقلہم تکلفا و ابرہم قلوبا۔
دوسرا وصف اخلاص ہے جو تمام اعمال مستند کی روح ہے یہ وصف بھی اس زمانہ میں
تقریباً نایاب ہے۔ تیسرا وصف یہ ہے کہ مہتمم صاحب کو دینی علوم کے احیاء و ابتعا کا جو
گہنی شوق و شوق ہے وہ بھی اس زمانہ کے نوادر سے ہے الخ“
(روداد ص ۵۷ مختصر)

مولانا مرغوب احمد لاچوریؒ نے لکھا ہے۔ مولانا احمد بزرگ سید سے سادہ سادہ جھولے
بجائے بزرگ تھے تکلف و تفسیح مطلق نہیں تھا لباس موٹا پہنتے تھے کفایت شعار تھے ،
فقولیٰ زحمت سے محروم تھے ، جو سامنے آیا کھالیا ، لذیذ اور اچھے کھانے بھی خوب تناول
سیر ہو کر کھاتے ، قومی بہت مضبوط تھے ، چالاک کی عیاری بناوٹ اور اظہارِ شان سے
کوسوں دور تھے ۔

باوجود سادگی کے چہرے پر بزرگی اور علم کا عجب تھا ، طلبہ دیکھتے ہی راستہ صاف
کر دیتے صبح کو گھر سے آتے فوراً سر کی رقوم ایک تھیلی میں رکھ کر لاتے جو ہاتھ میں ہوتی
اگر طلبہ کو سرزنش کی ضرورت پڑتی تو کبھی تھیلی ہی کو استعمال کر لیتے ۔ انتظام کی اچھی
صلاحیت تھی ۔

علمی صلاحیت بھی بہت خوب تھی ، علمِ فرائض میں بہت اچھی مہارت تھی ۔ سراجی
اکثر خود ہی پڑھتے تھے ، انشاء میں بھی مہارت تھی ، امانت داری اور دیانت داری
کی وجہ سے الزبقہ کے تجارت بہت اعتماد کرتے تھے ، مقیمین الزبقہ کی الماک کا انتظام
جو کبھی میں تھیں خود ہی کرتے تھے ، حساب کتاب بہت صاف رکھتے تھے ، اخذ و اتری
کا وصف نمایاں تھا ۔

روایات صادقہ بہت ہوتے تھے ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نمازی
بکثرت ہوا کرتی تھی ، اپنی بیاض میں ۲۵ واقعات زیارت کے تاریخ کے ساتھ لکھے
ہیں ۔ ایک دفعہ بخاری شریف کے درس میں آنکھ جھپک گئی تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت ہو گئی ۔ اس کو آپ نے ورہن بخاری کے صفحہ پر تحریر فرمایا ۔

آخر زمانہ میں فرماتے تھے کہ اب مجھ کو خواب کی بھی ضرورت نہیں جب مر اقبہ
کرتا ہوں زیارت کر لیتا ہوں ۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویرِ یار

جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

تین چھ نصیب ہوئے شمسؒ میں تجھ کے بعد روزِ شمسؒ اُدھ سے واپسی کے وقت

بیت گریہ طاری ہوا۔ خوب میں حضور پر صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی فرمائی کہ احمد آئندہ سال بھی ہماری زیارت کرو گے چنانچہ شش گھنٹہ کی زیارت ہوئی اور اس دفعہ زیارت کے وقت بہت کچھ غرض حاصل ہوا۔

حقیقت میں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی عقیدت اور کامل محبت تھی اس لئے محنت کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ اخیر زمانہ میں جب کہ مدرسے الگ ہو چکے تھے تو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی مقصد تویہ تھا کہ وقت سفر قریب ہے لیکن پوچھنے پر اس کی تعبیر یہ بتائی کہ شاید مدینہ منورہ کی زیارت کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے چند ہی دن بعد انتقال ہو گیا۔ سلسلہ قبرستان انجمن آسودہ خواب ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ۔

حضرت مولانا مفتی اسماعیل بسم اللہ

(مفتی و گجرات و ہتھم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل)

ولادت ۱۲۱۶ھ ۱۸۹۸ء — وفات ۲۲ اپریل ۱۳۵۹ء شوال ۱۳۷۹ھ

۱۲۱۶ھ میں ڈابھیل میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گاونڈی میں ہوئی، دس سال کی عمر میں سائفہ ابراہیم سلیمان دوجہ سے قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اس کے بعد ابتدائی تعلیم کیلئے مدرسہ تعلیم الدین میں داخل ہوئے۔ پھر شہر (خلع سورت) کے مدرسہ میں داخل ہو کر مولانا عبدالحق اور مولانا حسین الحق و قریب سے عربی کی تعلیم حاصل کی۔ تکمیل کیلئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ دورانِ تعلیم میں شادی کی وجہ سے وطن واپس آئے تقریباً ڈیڑھ سال تعلیم انقطع رہا۔ بعد ازاں مدرسہ امینیہ دہلی میں رہا کہ حضرت مولانا کفایت اللہ دہلوی سے

مفتی نويس کی مشق کی ۱۳۳۲ھ میں دوبارہ دارالعلوم دیوبند میں داخل ہو کر دوبارہ علوم
کی تکمیل کی۔ یہ زمانہ ظالمہ اور غارت خانہ کشمیری رستہ الشریعہ کے دورِ رسد است کا تھا۔ مرنے والے
احمد بزرگ صاحب سے بھی تلمذِ بیادیت حاصل کیا۔

فراغت کے بعد وطن واپس ہوئے تو ابتداً مدرسہ تعلیم الدین میں اور پھر علی اوقی کے
مدرسہ بنائے گئے مدرس کے ساتھ ساتھ بنی بدعت اور بنی حدیث کے پھیلائے ہوئے
طوفان کا بھی مقابلہ کرتے رہے پھر جناب حاجی یوسف گاروی کی دعوت پر جوئیہ
کے مشہور شہر جوہانبرگ چلے گئے، وہاں بہترین مفتی بن گئے تھے مگر وہ اتوں آب کی وضاحت
کے موافق نہیں تھا اس لئے تقریباً تین برس میں واپس آگئے پھر نہیں گئے، واپسی کے دو
ماہ بعد ۱۳۳۲ھ میں مدرسہ تعمیر الدین میں جوہی ایک تعلیمی مدرسہ کی حیثیت میں تھا
مدرسہ مقرر ہوئے۔ ۱۳۳۵ھ میں سو فی جامع مسجد برامی مفتی بن کر برہم شریف لے گئے۔
وہاں افتاء کی خدمت کے ساتھ مولانا احمد اشرف رانیہ کی سمیت میں جمعیت العلماء برما
کی بنیاد ڈالی، اس جمعیت نے برامی بہترین دینی اصلاحی اور قومی خدمات انجام دیں۔
مختلف اطراف میں مبلغین بھیجے گئے، کئی دینی مدارس قائم کئے گئے اس اصلاحی پروگرام
کے مصارف کیلئے مفتی صاحب نے دوکانوں پر چندہ کیلئے ایکس رکھوا دیے تھے، اسکا
آمدنی سے تمام شعبے چلتے رہے، جمعیت العلماء دہلی کیلئے بھی وہاں سے گران قدر رقم ہر سال
ارسال کرتے رہے۔

قیام برما کے دوران عشرہ کامرضی الہی ہوا، جس سے گردن ہل کر پڑی تھی، وہاں کافی
طالع دجالیم کے باوجود فتنے نہیں ہوئے تو وطن واپس آگئے، وطن میں بھی ڈاکٹروں کے
علمان سے فائدہ نہیں ہوا تو بغرض طالع دلی تشریف لے گئے وہاں سے مجددِ شریعت بناب
ہو کر ڈاکٹر تشریف لائے۔ پھر دوبارہ رنگون جانا ہوا وہاں شاہ رنگون کی ملور جوئی
کے موشیر مسجود سے پراغان کرنے کے سلسلہ میں اختلاف ہو گیا، اس لئے باز لے

چلے آئے وہاں حضور اعرصہ قیام کر کے وطن واپس آگئے۔

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے منصب افتاء پر
رنگون و برما سے واپسی پر جامعہ

بن دکانقا اور مفتی عتیق الرحمن صاحب کے چلے جانے سے افتاء کی جگہ خالی تھی (منصب افتاء کے اوپر حکیم ذیقعدہ ^{۱۳۳۴ھ} کو آپ کا تقرر ہوا، پھر ^{۱۳۳۵ھ} میں مولانا احمد بزرگ کے مستعفی ہونے پر عہدہ افتاء کے ساتھ عہدہ اہتمام قبول کرنے کیلئے جب کہا گیا تو ابتداً مفتی صاحب نے صاف صاف انکار کر دیا مگر جب اصرار بڑھا اور انکار مشکل ہو گیا تو بالآخر ^{۱۳۴۱ھ} عہدہ افتاء و عہدہ اہتمام بزرگ سے بات کرنے کے بعد قبول فرمایا اور ^{۱۳۴۱ھ} تک عیارہ سال اس ذمہ داری کو نبھایا۔

شعبان ^{۱۳۳۵ھ} میں آپ نے عہدہ اہتمام سے استعفا دیدیا۔ اس کی دیگر مفتی صاحب کے داماد کی رپورٹ سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اہتمام پر غیر ضروری پابندیاں تھیں۔ بہتم کو اتنے اختیارات نہیں حاصل تھے کہ وہ مدرسہ کو خوش اسلوبی سے چلا سکے اس کی کچھ تفصیل ہم نے کئی سالوں کے حالات میں صفحات گزشتہ میں تحریر کی ہے۔

اہتمام سے علیحدگی کے باوجود منصب افتاء پر آپ برابر جلوہ افروز رہے ^{۱۳۳۵ھ} تک آپ کا نام بحیثیت مفتی روداد میں درج ہے۔

آپ جب سے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں مفتی مقرر ہوئے افتاء کے ساتھ
اہتمام کا درس بھی دیتے رہے مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ دہلوی کے
زیر تربیت افتاء نویسی کی مشق کرنے سے آپ کو افتاء سے کافی مناسبت ہو گئی تھی
مفتی کا لفظ آپ کے نام کا جز بن گیا تھا اور مفتی گجرات کا خطاب بھی آپ کو عطا کیا
زندگی کے آخری لمحات تک اس کام سے متعلق رہے اس میں آپ کو بڑی شہرت حاصل

لے ماہنامہ دارالعلوم فروری ^{۱۹۶۳ء} ۱۲۷۲ھ روداد جامعہ ^{۱۳۵۴ھ} ۱۲۷۲ھ ماہنامہ
دارالعلوم فروری ^{۱۹۶۳ء} ۱۲۷۲ھ

ہوئی، لوگوں کو آپ کے فتاویٰ پر کامل اکتاؤ تھا، جواب کا اعتبار پیدا کرنے کیلئے ہر طور پر کتب خانہ کے حوالہ کی بھی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔

افتاؤ کی ابتداء اقامتِ رگون سنہ ۱۹۶۶ء سلطان علی شاہ سے ہوئی اور اسی وقت سے آپ کے فتاویٰ افادیت کو عام کرنے کیلئے ایک ہفتہ وار ”مجموعہ اخبار“ مسلم گزٹ میں شائع ہونے لگے، آپ کے تعلقات زیادہ اہل کجرات ہی سے تھے اس لئے ”مجموعہ اخبار“ زبان میں ہوا کرتے تھے تو حالہ جوابات بھی گجراتی میں ہوتے تھے، لیکن جب کبھی سوال اردو میں ہوتا تو جواب بھی اردو ہی میں دیتے۔

جب سے آپ جامعہ اسلامیہ فی اہل میں مفتی مقرر ہوئے، جامعہ میں آئے ہوئے سوالات کے جوابات تو لکھتے ہی تھے، ساتھ ہی ”مسلم گزٹ“ کے ایڈیٹر کے پاس جو سوالات آتے اس کے جوابات بھی لکھتے رہتے اور یہ فتاویٰ مسلم گزٹ میں شائع ہوتے تھے اس طرح انجاہیں چارہزار فتاویٰ شائع ہوئے ہیں سے بائیں سو قلمی دستخط بھی ہیں زیادہ تر سے اس سبب بھی ہو چکی ہیں، بقیہ فتاویٰ بھی اللہ تعالیٰ نے چاقو شائع ہو جائیں ”مسلم گزٹ“ کے صفحہ ماہنامہ ”الاصلاح“ اور ماہنامہ ”تبلیغ“ میں آپ کے فتاویٰ شائع ہوتے تھے۔

وفات تک پچیس سال کی مدت میں کئی فتاویٰ کی تعداد ۵۵ ہزار ہوئی ہے۔ آپ کے فتاویٰ پر ہندوستان کے بڑے بڑے علماء نے بھی اطمینان ظاہر فرمایا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے آپ کا فتویٰ دیکھ کر فرمایا تھا کہ اس آدمی کے فتاویٰ سے فقہ کی بڑا کچھ ہے۔

مفتی صاحب طبیعت کے سادہ، مخلص اور بڑے بہان نواز اخلاق و عادات

تھے فتویٰ اور پرہیزگاری آپ کے چہرہ سے جواں تھی، ہر سنے والا ان کی ان صفات سے متاثر ہوتا تھا، حکیم جناب لطیف محمد خاں بھوبالی نے جمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ میں جامعہ کی زیارت کی تھی تو مفتی صاحب کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں لکھا تھا یہاں کے جناب مفتی صاحب انتہائی مخلص بزرگ اور مدبرہ نیز اہل دین کے لئے ایک اخلاقی علمی اور روحانی طبیب ہیں۔ ص ۱۳

۱۸ رمضان ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۵۹ء کو معنی غیاث الحق و فیضی نے بھی معنی صاحب سے ملاقات کے بعد یہ الفاظ کہے تھے "آپ کے خلاق اور غلوں نے مجھے گرویدہ کر لیا" جس پر معنیہ صحت۔

جہاں نواز نے کسی آنے والے کیلئے خواہ وہ مستعار ہو یا نہ ہو بغیر کھانا کھانے پر ان کے گھر سے جان مشکل تھا، تہجد اور اپنے دیگر معمولات کے پابند تھے، روزانہ ایک منزل قرآن کا تلاوت کا معمول تھا۔

اصلاح ذات البین

دینی واقعات رکھنے والے جانتے ہیں کہ اصلاح ذات البین کی شریعت اسلام میں کتنی اہمیت ہے معنی صاحب اپنے ارادہ و سوچ سے یہ کار خیر بھی انجام دیتے تھے اور ان کے گاہوں میں کہیں جھگڑا ہوتا خواہ دو شخصوں کا انفرادی ہو یا دو جماعتوں کا تو معنی صاحب رنج میں پڑ کر صلح کرانے اور اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی پوری کوشش کرتے۔ بہت سے واقعات میں کامیاب بھی ہو گئے اور دو متصادم جماعتوں کو تباہی سے بچا لیا۔

آپ کے اندر استغنا کی صفت بھی تھی۔ ایک دفعہ ایسے وقت میں جبکہ آپ کو ملکی معنی برما کے ایک شخص نے چار ہزار کی رقم پیش کی تو کسی مصلحت کے پیش نظر بڑے استغنا سے آپ نے اسے واپس کر دیا۔

شوالی ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۹ء کو شب میں آپ کا وصال ہوا، وفات کے وقت عمر شریف ۶۱ برس کی تھی۔ ڈابھیل کے قبرستان میں تالاب کے کنارے آپ کا مزار مولانا سراج احمد رشیدی کے پہلو میں ہے۔

مولانا مرغوب احمد لاجپوریؒ

(فاضل مدرسہ مولوی عبدالرب دہلی)

ولادت ۳ ذیقعدہ ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۸۸۳ء

وفات یکم محرم ۱۳۸۲ھ مطابق ۶ جون ۱۹۶۲ء

۳ ذیقعدہ ۱۳۰۰ھ بروز پنجشنبہ لاجپور میں ولادت ہوئی۔ نام احمد میان رکھا گیا، مرغوب احمد تاریخی نام ہے، دارو اور گجراتی کی تعلیم لاجپور کے دارو اسکول میں ہوئی، مظاہر شرع کیا لیکن پورا نہ ہو سکا، ابتدائی فارسی حضرت شاہ صوفی سلیمان صاحب سے حاصل کی پھر آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا صوفی احمد سیال سے فارسی کی تکمیل کے بعد ۱۳۱۵ھ میں عربی شرواع کی مشیت کے اختتام تک مشکوٰۃ شریف وغیرہ پڑھ لی، مدرسہ میں تعلق ہو جانے کی وجہ سے ۱۳۱۹ھ میں کانپور گئے اور جاس العلوم میں داخلہ لیا، ۱۳۲۰ھ میں طاعون کی وجہ سے دہلی چلے گئے، رمضان دہلی میں گزارنے کے بعد شوال میں دیوبند پہنچے، حضرت شیخ الہند کو شرح جامی وغیرہ کا استعان دیا، مشکوٰۃ، جلالین کا جماعت میں داخلہ ہوا، مولانا شبیر احمد عثمانی آپ کے ہم درسمت تھے، مگر صحت کی خرابی کے باعث دیوبند چھوڑنا پڑا، دہلی میں مدرسہ مولوی عبدالرب میں بعض ہولناکیاں کے پاس کچھ دن قیام کیا تو وہاں کا ماحول پسند آیا، اور وہیں رہ گئے، مولانا عبدالعلی تعلیم یافتہ علوم سے جو مدرسہ کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث تھے زیادہ متاثر ہوئے ۱۳۲۲ھ میں فراغت حاصل کی، مولانا عبدالعلی صاحب کو آپ کی صلاحیت پر بہت اعتماد تھا، مولانا شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی نے کسی علمی کام کیلئے ایک عالم کی ضرورت

ظاہر فرمائی تو مولانا مرغوب احمد صاحب کو بھیج دیا، مولانا مجروری نے آپ کے کام کو پسند
کر لیا اور دعا میں دیں۔

پھر قاری عبدالرحمن الدبیری کی خدمت میں تجویز کی تحصیل کیلئے حاضر ہوئے لیکن
بڑے بھائی نے تار دے کر گھر بنا لیا۔ سلسلہ میں ایک شادی کی تقریب میں بھوپال جانا
ہوا تو وہاں علامہ شیخ حسین عسکری قاضی دمحدث شہر سے بھی استفادہ کیا۔

سلسلہ میں مدرسہ اسلامیہ لاہور کو از سر نو جاری فرمایا، عربی فارسی کے ساتھ
ہندو اور گجراتی تعلیم کا بھی انتظام کیا، لیکن سلسلہ کے بعد حالات کی نامساعدگاری کی وجہ
سے مدرسہ پھر بند ہو گیا۔

۱۹۱۵ء میں مولانا ابراہیم رائد دہری کے اصرار سے رنگون کا سفر کیا،
مدرسہ تعلیم الدین حلیمہ کا افتتاح کیا، عربی فارسی کے مدرس اور منشی

۱۹۱۶ء میں بڑے بھائی ازبغیر چلے گئے، گھر کوئی مرد نہ
رہا، اس لئے دفن واپس آئے، سلسلہ میں گھر بن رہا، مدرسہ حلیمہ میں مخطوطات کا

وجہ سے زخم مر رہا، پھر رنگون آئے کیلئے اصرار کیا، مولانا کو جامع مسجد لاہور کی جدید تعمیر کے
لئے سرمایہ کی ضرورت تھی جس کی فراہمی رنگون میں خاطر خواہ ہو سکتی تھی اس لئے

آپ نے سلسلہ میں دوبارہ رنگون کا سفر کیا، سال ڈیڑھ سال قیام کے بعد واپس آکر
مسجد کی تعمیر شروع کر دی، اپنی قریب اور نواب حسین ابراہیم خاں صاحب نیز اصحاب غیر کی

امداد بھی حاصل ہوئی سلسلہ میں ۲۵ ہزار کی لاگت سے شاندار جامع مسجد تیار ہو گئی،
مقتضات مسجد کو کچھ کام رہ گیا تھا، سہ بارہ سفر رنگون سے اس کی تکمیل بھی ہو گئی۔

۱۹۱۷ء میں آپ کو طلب علم ہی کے زمانہ سے انبیاء اکرام علیہم السلام و الصلوٰۃ والسلام
خصوصاً سید الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

منیٰ بھی حاصل ہوئی رہی۔ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام
کو خواب میں دیکھا، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تہ بار بار دیکھا، ان سب

خواہوں کو تہجج اور تحصیل کے ساتھ تہذیب و تمدن کے عنوان سے اپنی بیاض میں تحریر

فرمایا ہے۔

مسجد کی تعمیر کے بعد یہ خدمت تھا کہ معلوم نہیں یہ کام عند الشتر مقبول ہوا یا نہیں یہی
نکیر سوار تھی کہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ بروز شنبہ سرور دو چہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو خواہ
میں دیکھا کہ مسجد کے برائے میں دو گانہ ادا فرما رہے ہیں اس سے دل کو اطمینان ہوا کہ انشا اللہ
یہ عمل مقبول ہے۔

ضیافت و سخاوت | مولانا جمال بہان نواز نور علی دہلوی جوئے تھے، غلام کرام اور
دار اس کے متعلقین میں سے کوئی لاجپور آکر مولانا ہی کا ہمان
ہوتا۔ غلام و یونہی جو بھیل آئے تھے کبھی کبھی لاجپور وارد ہوتے تو مولانا کے گھر علی نقی
کاٹم ہوتا۔ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کا اہتمام بھی چند ماہ آپ کے متعلق رہا، مطالعہ کے ساتھ
تحریر کا ذوق بھی بہت عمدہ تھا کئی کتابوں کے مصنف ہیں، بہت سے علماء و مجتہدین کا تذکرہ
لکھ کر ماہنامہ دارالعلوم میں شائع کرایا، عزم خرم لکھنے مطابق جرنل ۱۳۲۵ھ میں انتقال ہوا
لاجپوری میں آسودۂ خواب ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ کاملہ۔

مولانا محمد سعید بزرگ سملکی صاحب مظلہ

ہتمم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

مولانا محمد سعید بزرگ مظلہ مولانا احمد بزرگ سملکی سابق ہتمم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل
سملک کے فرزند و احفاد ہیں، مولانا احمد بزرگ کا تذکرہ گزشتہ جگہ ہے، حضرت گنگوہیؒ اور
حضرت شیخ الحدادؒ کے ساتھ ان کے خصوصی تعلقات کا حال بھی سنہ ۱۳۲۵ھ میں ہو چکا ہے۔

مولانا محمد سعید مظلہ ۱۳۱۹ھ (۱۳۲۵ھ) کو سملک میں پیدا ہوئے، اپنے والد ماجد کے
زیر تربیت تعلیمی مراحل طے کئے، شروعات سے اخیر تک تمام تعلیم جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

مملکت میں ہوئی۔ جامعہ اسلامیہ کے فاضل اور ناظران تہذیب مولانا محمد ناظم ندوی، مولانا عبد القدیر کبیلہ پوری، مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا مسعود محمد یوسف جنوری سے آپ نے ہفتاب بھیج کیا، بخاری شریف مولانا عبدالرحمن امرہوی شاکر درہیزہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا شبیر احمد عثمانی سے ہجری ۱۳۵۱ھ (۱۹۳۲ء) میں رازقت ہوئی۔

شعبان ۱۳۵۱ھ میں جب کہ آپ مایہ کے طالب علم تھے اپنے نانا ماجد کے ساتھ حضرت تھانویؒ کی خدمت میں تھانہ بھون حاضر ہوئے تھے اگرچہ حضرت تھانویؒ طلبہ کو بیعت نہیں کرتے تھے لیکن مولانا بعد بزرگ کی سفارش پر بلافاصلہ مولانا آپ کو بیعت سے سسر فرار فرمایا۔

فراغت کے بعد مختلف دینی و ملی خدمات انجام دیتے رہے، مملکت مسجد کی قریباً سبھی شاخوں میں باعزت لوگوں کے تعاون سے مملکت میں دینی تعلیم کیلئے اسکول قائم کیا اور اسی میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ مجلس خدام الدین مملکت کی تاسیس میں بھی آپ کا اہم رول رہا ہے، آپ اس کے خزانچی بھی رہ چکے ہیں۔

۱۳۵۲ھ میں حضرت شیخ الاسلام مولانا مسعود حسین احمد مدنیؒ کے ایما پر دارالعلوم دیوبند کی جنس شورم کے رکن منتخب ہوئے اور اب تک اس کی برکیت کا شرف فاضل ہے۔

۱۳۵۳ھ میں حبیۃ العلماء اعلیٰ مسرت کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۳۵۴ھ (۱۹۳۵ء) میں حضرت شیخ الاسلام اور مولانا یوسف صاحب فاضل علوی اہل تہذیب کی اہمیت میں گج کا پرافت سہ کیا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد آپ نے اصلاحی تعلق پہلے حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب کبیلہ پوری خلیفہ حضرت تھانویؒ سے قائم کیا۔ اس کے بعد حضرت مدنیؒ سے تعلق ہو گئے۔ حضرت مدنیؒ کے ساتھ آپ کا تعلق بہت جلدی تھا

درب ۱۳۵۴ھ جنوری ۱۳۵۴ھ میں جامعہ اسلامیہ دارالعلوم کا مجدد و تمام آپ کے سپرد کیا گیا۔ اس کی تفصیل بھی تاریخ میں جامعہ کے اور شاخوں کے ذریعہ عنوان گذر چکی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ جامعہ بعض ناگفتنی اسباب کی وجہ سے گذشتہ کے ذریعہ انتظام چلا گیا تھا، جہتم کو

انتظام کرنے میں کافی دشواریاں درپیش تھیں، ایک مسید بھی لکھنؤ کی اجازت کے بغیر
خرچ نہ ہو سکتا تھا، مولانا عبدالحی مسر اللہ صاحب بہتر تھے وہ باہر شریف کے جامعہ
والتھے اس لئے انھوں نے ایک رات سنگ دڈا بھیل کے معزز حضرات کو جن کیا
جن میں مولانا محمد سعید کے خسر حاجی ابراہیم میاں صاحب بھی تھے اور مولانا بزرگ
کے گھر پہنچے اور اہتمام قبول کرنے کیلئے کوئی دباؤ ڈالا۔

آپ نے اپنے خیر خواہوں اور ہمہ دلوں سے مشورہ کے بعد اہتمام کو مولانا
فریالہ اور اللہ تعالیٰ کے بھر دوسرے جاسر کو ترقی دینے کی پوری کوشش کی۔ شدہ
شدہ جامعہ گورنمنٹ کے تسلط سے آزاد ہوا حالت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ چار
سال سے مدرسہ کی رپورٹ بھی نہیں ملنے لگی تھی تقریباً بیس سال سے کسی تعمیر
و مرمت کا ذکر واد نہیں نہیں ملتا، بعض تدریس عمارتیں مرمت کی سخت محتاج
تھیں، جو عمارتیں تھیں یا تو مولانا احمد حسن بھام کے دور کی بنی ہوئی تھیں یا پھر
مولانا احمد بزرگ کے زمانہ کی۔

مولانا بزرگ مدظلہ نے زمام اہتمام سنبھالتے ہی جاسر کے انتظام پر کٹر دل
کر لیا، لوگوں نے بھرپور تعاون بھی دیا، تعلیم کا مینا بلند کیا، قدیم درس گاہ کی
مرمت کرائی، ان کے حجروں کے پھر جو ٹوٹ چکے تھے بدلی کرائے، طلبہ کے
نام شدہ کا انتظام کیا، ایک جگہ بٹھا کر تمام طلبہ کو کھلانے کا نظم کیا، طلبہ کیلئے
چار پانی کا انتظام کیا، طلبہ کی رہائش کیلئے شاندار دارالافتاء تعمیر لاکھ کے صرفہ
سے تعمیر کرایا جس میں مضاف، مان گودام اور ڈانگ ہال بھی ہیں مسجد جو مولانا احمد حسن
بھام کے زمانہ کی بنی ہوئی تھی ناکالی اور بوسیدہ ہو رہی تھی اس کو ترمیم کر کے
آٹھ لاکھ کے خرچ سے بے نظیر اور شاندار مسجد تعمیر کرائی، جو ہر وار دو عبادت گاہ
نظارہ پیش کرتی ہے، دارالقرآن کے نام سے حفظ و قرات کیلئے ایک عمارت بارہ
کمروں پر مشتمل تعمیر کرائی، دارالاساتذہ جس کے اوپر پانی کی پمپ بھی ہے جس میں نو
اساتذہ رہ سکتے ہیں اسی طرح جدید دارالافتاء طلبہ درجہ حفظہ کی رہائش کیلئے یہ

دنوں عمارتیں ابھی چند سال قبل تیار ہوئی ہیں۔ مغربی جانب کی قدیم لائن قزو
مرا اس کے طبع سے ایک مزید دارالاساتذہ زیر تعمیر ہے جس میں بارہ اساتذہ
ہیں و عیال کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ آئندہ کتب خانہ کیلئے ایک عالی شان عمارت
بھی تعمیر ہونے والی ہے۔

اس وقت جامعہ میں جو عمارات موجود ہیں ان میں قدیم عربی درس گاہ
مولانا احمد حسن بھامی نے جو چندہ افریقہ جاکر فراہم کیا تھا اس سے تعمیر شدہ ہے
اور خطہ ملک مولانا احمد بزرگ کے عہد کی یادگار ہے۔ بنگلہ (قدیم دارالاساتذہ)
بھی مولانا بزرگ ہی کے دور کی یادگار ہے اسی طرح شمالی جانب کی لائن بھی
ان کے علاوہ جتنی عمارات ہیں وہ سب مولانا محمد سعید بزرگ مدظلہ کی بے لوث
خدمات کا نتیجہ ہیں، کتب خانہ کی توسیع اور میڈیا رتنخواہ کی بلندی بھی آپ کی
وسیع نظر کی کاہن ثبوت ہیں۔ آپ کے پچیس سالہ دور اہتمام میں جامعہ ترقی
کے اعلیٰ منازل طے کر چکا ہے اور شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔

ابھی چند سال ہوئے آپ نے ایک ادارہ معین المدین کے نام سے قائم
کیا ہے جس کا مقصد مکاتیب اور مدارس کے تلیل تنخواہ پانے والے اساتذہ کمالی
تعاون ہے۔ اس ادارہ سے بھی وسیع خدمات انجام پاری ہیں۔ دارالعلوم دیوبند
اور مظاہر علوم بہار بنیور نیز دیگر اداروں کو آپ کے توسط سے کافی مدد پہنچتی ہے
جنوبی افریقہ اور دیگر ممالک کے اصحاب خیر کو آپ پر کامل اعتماد ہے۔
آپ دارالعلوم کے رکن شوقی ہونے کے ساتھ جمعیۃ العلماء ہند صوبہ گجرات
نامہ صدر انجمن ملاح مسلمین ہونے کی شہرت کے صدر دیوبند علی ہر خلیع شہر دیوبند کے صدر اور گزنی حقیرہ علیہ
کی مجلس عاملہ کے رکن ہیں۔ دیگر بہت سے دینی اداروں سے بھی آپ کو رکنیت کا
تعلق رہ چکا ہے۔

آپ نے متعدد عرب اور غیر عرب ممالک کا سفر بھی کیا ہے مثلاً حجاز مقدس،
مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، طائف، جدہ، بحرین، جنوبی افریقہ، دوحہ، انگلینڈ، بریٹین،

موریشس وغیرہ تین بار حج بیت الشریک معارف سے بہرہ دیاب ہو چکے ہیں۔
 جامعہ کی دستاویز آپ کی خدمات کی تفصیل پیش کرتی ہے، آپ ہی کی ہمت و فرائی
 پر ناجائز کو امتیاز کا کے مرتب کرنے کی ہمت ہوئی اور انشا اللہ آپ کی توجہات سے
 زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئے گی۔ ابھی آپ سے طلبہ کے صفائیں کا مجموعہ
 طبع کرنا شروع کیا ہے۔ اس سے قبل علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی تقریر برکھاری مولانا شبیرؒ کی
 اعظمی مدظلہ محدث وقت کی نظر نالی کے بعد شائع کرا چکے ہیں، آپ باؤں سے کافی معذور
 ہو چکے ہیں۔ اٹھا کر کرسی پر بٹھایا جاتا ہے پھر وہ کرسی کھینچی جاتی ہے اس کے باوجود روزانہ
 جامعہ تشریف لاتے ہیں، آپ نے اپنی زندگی کو جامعہ کیلئے وقف کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ
 حسن قبول سے نوازے۔ اور جامعہ کے سربراہ آپ کا سایہ نائیت کے ساتھ تا دیر قائم رکھے۔

حضرت علامہ نور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۲۹۲ھ ۱۸۷۵ء — وفات ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۳ء

۲، ۳ شوال ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۸۷۵ء کو بروہہ شہر بوقت صبح اپنے نایبہال
 میں مقام دودھوان جو کہ در فوسہ بجانب شمال مغرب تقریباً چھ کوس پر ہے پیدا ہوئے
 ۴۲ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد معظم شاہؒ سے قرآن شریف شروع کیا
 اور چھ برس کی عمر تک قرآن شریف کے علاوہ فارسی کے متعدد رسائل بھی ختم کر لئے۔ پھر
 مولانا غلام محمد صاحب (صوفی پورہ) سے فارسی و عربی میں تعلیم حاصل کی اور ابھی آپ
 کی عمر ۱۳، ۱۴ سال ہی کی تھی کہ ۱۳۵۲ھ میں شوق تعلیم نے لڑکاپن کے مرغزاروں اور

لے کہ انی الاصل رقی لفتحہ العنبر علی زینۃ لبنان بانوارین بیتہ اذال ص ۱۳ مرتب

شہزادہ داروں پر غریب الوطنی کی علمی زندگی کو ترجیح دی۔ چنانچہ تین سال تک آپ ضلع ہزارہ کے متعدد علماء و علما کی خدمت میں رہ کر علوم عربیہ کی تکمیل فرماتے رہے پھر جب علوم و فنون کی بنیادیں بھی سمجھتی نظر نہ آئی تو ہندوستان کے مرکز علوم دہلیسہ دارالعلوم دیوبند کی شہرت سن کر آپ بھی شہزادہ یحیٰی علی شاہؒ میں نومبر ۱۶، ۱۰ سال ہزارہ سے دیوبند کی طرف روانہ ہو گئے۔ دیوبند میں آپ نے ۴ سال رو کر وہاں کے مشاہیر مشائخ وقت و یکتائے روزگار علماء سے فیوض علمیہ و باطنیہ کا بدرجہ اتم استفادہ کیا اور ۲۰ سال کی عمر میں نمایاں شہرت و عزت کے ساتھ سند فراغ حاصل کیا، جن علماء سے آپ کو شرف تلمذ رہا ہے ان میں سے مندرجہ ذیل حضرات خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ قدوة العلماء مولانا الحاج محمود حسن (شیخ الہند) نور اللہ مرقدہ، حضرت مولانا الحاج الحافظ خلیل احمد صاحب ہمدانی پوری رقتہ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب امرتسری باجہرہ فی حق، حضرت مولانا نظام رسول ہزاروی دیوبند سے فاضل ہو کر آپ قطب الارشاد حضرت مولانا الحاج رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور وہاں سے سند حدیث کے علاوہ فیوض باطنی بھی حاصل کئے اس کے بعد آپ دہلی تشہیف لے گئے اور تین چار سال تک مدرسہ عالیہ امینیہ دہلی کے مدرس اول رہے۔

دہلی میں بارہ تیرہ سال قیام کے بعد بعض ضرورتوں اور مجبوریلوں کے باعث آپ کشمیر تشہیف لے گئے اور ۱۳ سالہ میں آپ بعض مشاہیر کشمیر کی رفاقت میں زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے، سفر حجاز میں طرابلس بصرہ اور مصر شام وغیرہ کے جلیل القدر علماء نے آپ کی بہت عزت کی اور سب نے آپ کی خدا داد دینی نظیر

لے تارک دارالعلوم میں ہے کہ آپ ۱۳ سالہ میں داخل ہوئے، ۱۳ سالہ میں فارغ ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۲ سال تھی ۱۴ مرتب۔
۱۵ مغلنی کنایت شہزادہ کی ایک تحریر میں ہے کہ آپ ۱۳ سالہ میں حج فرمایا ۱۲ مرتب۔

یاقوت و قابلیت کو دیکھ کر سنعفاتِ حدیثہ علیہما السلام میں حق میں آپ کا نام "شیخ محمد انور بن انوری محمد معظم شاہ انگشیری" لکھا گیا۔

سفرِ حجاز سے واپس آکر خراجگان بارہ مولا خصوصاً خواجہ عبدالصمد گرو کے اصرار پر آپ نے بارہ مولا میں فیض عام مدرسہ کی بنیاد ڈالی، اور تقریباً تین سال تک آپ نے ان خلقِ اللہ کو فیضیاب کرتے رہے۔ اسی اثنا میں آپ کو دارالعلوم دیوبند کے جسدِ ستارِ بندگی کی تقریب پر مدعو کیا گیا، اور آپ دیوبند تشریف لائے۔ دارالعلوم دیوبند سے استفادہ علوم و فنون کیا تھا۔ وہیں سے سینہ فراغ حاصل کی تھی اب اسی دارالعلوم میں مدرسہ مقرر ہو گئے، سن ۱۲۰۸ھ اور شریف اور صحیح مسلم شریف کا درس ایک عمر تک بلا کسی تنخواہ کے دیتے رہے۔

چند سال کے بعد آپ کو اپنا والدہ ماجدہ کے انتقال کی وجہ سے پھر کشمیر جانا پڑا لیکن دارالعلوم کی طرف سے واپسی کا شدید تقاضا ہوا اس لئے جلد ہی واپس تشریف لائے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دہلوی صاحب کے بہت زیادہ متفق استاد تھے اور ساتھ ہی آپ کا بہت زیادہ احترام بھی کرتے تھے وہ اکثر آپ کے دیوبند میں مستقل قیام کی تجاویز سوچا کرتے تھے چنانچہ سب سے پہلے آپ نے حضرت شاہ صاحب عرصہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ اور پھر اتباعِ اہل سنت نکاح کی تاکید فرمائی ۱۲۱۶ھ کا واقعہ ہے جبکہ آپ کی عمر شریف ۴۴ سال کی تھی۔

بظاہر شاہ صاحب کو مجردی رہنمائی پسند تھا اور آپ شادی کیلئے بالکل تیار نہیں تھے لیکن بیبِ اتباعِ سنت نبویؐ اور اپنے متفق استاد کے ارشاد و اصرار پر

۱۲۱۷ھ میں دوسرے مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ پہلے قائم کیا تھا بعد میں حج کو گئے تھے ۱۲۱۸ھ میں دارالعلوم دیوبند فقہ الغبر نقشب درام وغیرہ ۱۲ مرتب۔

۱۲۱۹ھ میں دارالعلوم میں ہے کہ ۱۲۲۰ھ میں آپ دارالعلوم میں مدرسہ مقرر ہوئے اور ۱۲۲۱ھ میں مدرسہ میں اور جانشین شیخ الہند بنائے گئے ۱۲۲۲ھ (مرتب)

مقام کی طاہر فرمائی اور جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب ہستم دارالعلوم کے حسن انتظام کے سلسلہ کے ایک اعلیٰ و شریف خاندان میں آپ کی شادی ہوئی اس سے پہلے آپ دارالعلوم میں حسبہ شہودس دیتے تھے اور شادی کے بعد حبیب عوانک اہل و عیال نے نہایت قلیل تنخواہ قبول فرمائی۔ دارالعلوم دیوبند کی خدمات کے سلسلہ میں آپ کو بیشتر ہندوستان کے اکثر مقامات میں جانا پڑا ہے اور جہاں جہاں آپ تشریف لے گئے وہاں سے دارالعلوم کی امداد و اعانت میں غیر معمولی کامیابی ہوئی ایک مرتبہ دارالعلوم کا وفد نواب خواجہ سرسليم اللہ بہادر نواب آف دھاکہ کی خدمت میں گیا، حضرت شاہ صاحب دسین الودعہ تھے اور آپ نے نواب صاحب کو عربی زبان میں نہایت فصیح و بلیغ اثر پڑا جس سے نواب صاحب مرحوم پر بہت گہرا اثر ہوا اور وفد کو نہایت نہایت کامیاب واپس ہوا ونگذا۔

۱۳۲۵ھ تک آپ دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت صدر مدرس و بانی شیخ الحدیث درس حدیث دیتے رہے اس کے بعد جب مشغولین سے بعض اصلاحات کے سلسلہ میں اختلاف ہوا تو آپ نے دارالعلوم سے قطع تعلق فرمایا اور جامعہ اسلامیہ ڈابھیل منتقلی سورت سے تعلق وابستہ کر لیا۔

۱۳۵۱ھ تک آپ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں درس حدیث دیتے رہے اور ۱۳۵۲ھ کو بعارضہ البواسیر بمقام دیوبند رحلت فرمائی۔ نور اللہ مرقدہ و برہم جمعہ و رحمہ رحمۃ واسعہ۔

حضرت آفر عمر تک جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے جو زیادہ تر آپ کی ہی وجہ سے پھلا پھولا ہے قلبی شفقت رکھتے تھے، اور اس کی ترقی و کامیابی کیلئے سعی رہے، زمانہ قیام جامعہ اسلامیہ میں آپ سے جو کچھ علمی نیفدان ہوا اس سے نہ صرف دور دراز کے طلبہ

۱۔ بلکہ رب ۱۳۲۵ھ تک، ۲۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۳۱۱ و ۳۱۲، ۳۔ مرتب

آپ سے فیضیاب ہوئے بلکہ خطہ کجرات تمام ہی نیکو غلامی و باطنی سے بہرہ ور ہوا۔
 (از روز وادار و روز ششم ص ۱۲ تا ۱۳)

آپ نے متعدد بہت اہم اور نادر کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں۔ ان میں سے
 درجہ ذیل کتب در رسائل و رسائل میں تصنیف فرمائی ہیں۔ تحفۃ الاسلام فی حیات
 عیسیٰ علیہ السلام۔ (۱۳۱۲ھ کی تصنیف ہے۔ (نغمۃ الغنیمۃ ص ۱۱۱) خلیل الفرقین فی مسئلۃ
 رفع الیدین۔ (۱۳۱۲ھ کی تصنیف ہے (ملاحظہ ہو، ص کا مقدمہ) اسی طرح بسط الیدین
 خلیل الفرقین بھی ذابھیل کی تصنیف ہے۔ (۱۳۱۲ھ میں مکمل ہوا) ملاحظہ ہو کتاب کا
 (ریاچر)۔

دتر کے مسئلہ پر بے نظیر کتاب کشف المستر عن صلوة الوتر۔ یہ بھی ذابھیل کے زمانہ
 کی تصنیف ہے (نغمۃ الغنیمۃ ص ۱۱۲)۔ مرقاۃ العظام لمحدث العالم۔ یہ رسالہ بھی (۱۳۱۲ھ میں
 لکھا گیا۔

آپ کی تقریر بخاری فیض الباری کے نام سے جاڑیلوں میں جامعہ اسلامیہ ہی کے
 احاضہ میں مرتب ہوئی؛ بس کا نام شیعہ البدن الساری یہ بھی لکھا گیا۔ اس کی طباعت، اسی
 طرح علامہ کے دوسرے رسائل کی طباعت، بھی مجلس علمی ذابھیل کی جانب سے ہوئی۔

مشکلات القرآن۔ قرآن کے مشکل مقامات کا حل علامہ کشمیری کی بیاض سے مرتب
 کر کے شائع کرنے کا کام بھی ذابھیل ہی سے انجام پایا۔

شاہ صاحب کے علوم کی اشاعت تصنیفات کے ذریعہ سے بھر ہواں سے خوب
 ہوئی۔ پانچ سال کی مدت میں ۲۱۴ طلبہ نے صحیح بخاری پڑھ کر جامعہ اسلامیہ سے فراغت

لے ہم سنہ روزادے "مختصر سوانح" کے نام سے جو کچھ لکھا گیا تھا نقل کر دیا، کچھ باتوں میں
 تار بھی اختلاف بھی ممکن ہے، قدیم تحریر ہونے کی وجہ سے ہم نے سن و عن شائع کر دیا کہ
 کسی محقق کو یہ تحریر کلام اکسٹی ہے۔ ۱۲ مرتب۔

ماہی کی اور ٹیک کے مختلف اطراف میں پھیل کر اشاعتِ علم اور تبلیغِ دین میں مشغول ہو گئے۔

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۳۰۲ھ — وفات ۱۳۶۹ھ

ولادت ۱۳۰۲ھ کو مولانا کی پیدائش بریلی کے علاقہ میں ہوئی اس وقت آپ کے والد ماجد وہاں کے ڈپٹی انسپکٹر تھے، نام ”فضل اللہ“ رکھا گیا، لیکن دوسرا نام شبیر احمد جو غالباً عشرہ محرم میں پیدائش کی مناسبت سے رکھا گیا، زیادہ مشہور ہوا۔

تعلیم ۱۳۱۲ھ میں دارالعلوم کے درجہ قرآن کے استاذ حافظ محمد عظیم صاحب کے سامنے بیٹھ کر پڑھنا شروع کیا، قرآن مجید کے ساتھ اردو کی کچھ کتابیں بھی پڑھیں۔ ۱۳۱۴ھ میں فنی منظور احمد دیوبندی مدرس فارسی سے فارسی شروع کی، بعد ازاں فارسی کی اوپر کی کتابیں مولانا محمد حسین صاحب (والد ماجد مفتی محمد شفیع صاحب) سے پڑھیں۔ ۱۳۱۵ھ میں دارالعلوم میں عربی کی تعلیم شروع کی اور ۱۳۲۲ھ میں دورہ حدیث سے فارغ ہوئے۔ اور امتحان میں سب سے اعلیٰ نمبر کا امتیاز حاصل کیا۔

سلطہ رواد میں علامہ کے علمی و علمی کمالات پر بھی کچھ صفحے لکھے گئے ہیں ہم نے شہرت کی خاطر اس کو چھوڑ دیا۔ اس کے علاوہ فقہ، حیات، انور، اور نقوشِ دوام وغیرہ کی طرف کیا جائے۔

فرارفت کے بعد چند ماہ دارالعلوم میں درس دیا پھر مدرسہ فتح پوری دہلی میں صدر مدرس ہو کر تشریف لے گئے۔ سوال ۱۳۲۵ء میں دارالعلوم میں علیا کے مدرس مقرر ہوئے، اسی سال اپنا مکان وغیرہ فروخت کر کے آپ نے حج کیا۔ ۱۳۲۵ھ سے ۱۳۲۶ھ تک آپ کے زیرِ دس رہا، آپ کے درسِ مسلم کو بہت شہرت حاصل ہوئی، یہ درس ۱۳۲۶ء تک قائم رہا۔ ۱۳۲۶ھ میں شاہ حجاز سلطان بن عبدالعزیز بن سعود کی دعوت پر جمعیتہ العلماء ہند کی طرف سے خاندون کر گئے اور وہاں عربی میں زیرِ دست تفریریں کیں، واپسی پر کچھ جمعیت خراب رہی اور غالباً اسی سال انکھ کا آپریشن بھی ہوا اس نے اس سال ۱۳۲۶ء میں مسلم کا درس دے کے جس کو دورہ مدیٹ کے طلبہ نے اپنا بہت بڑا شمار محسوس کیا۔ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ (۱۳۲۶ء) میں غلامہ انور شاہ صاحب کے ساتھ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کو اپنی تشریف آوری سے نوازا۔

پانچ سال تک یہاں مسلم شریف اور سُرمدی شریف کا درس دیتے رہے۔ ۱۳۲۶ھ میں غلامہ انور شاہ صاحب کے انتقال کے بعد جامعہ کے شیخ الحدیث بنائے گئے۔ اور ۱۳۲۶ھ تک مسلسل بخاری کا درس دیتے رہے، اور مولانا نے باقاعدہ بخاری کا درس یہیں دیا ہے۔ ۱۳۲۶ھ میں بھی ایک ماہ کیلئے اخیر میں تشریف لائے۔ پھر ۱۳۲۶ھ میں تشریف لائے اور ۱۳۲۶ھ تک رہے۔ اسی دوران ۱۳۲۶ھ سے دارالعلوم دیوبند کے صدر مہتمم بھی رہے، ۱۳۲۶ھ میں اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔

مولانا جمعیتہ العلماء ہند کے صفِ اول کے لوگوں میں تھے لیکن ملک کے تقسیم ہونے سے چند سال قبل متحدہ قومیت اور کانگریس کے ساتھ جمعیت کے تعاون کے مسئلہ پر جمعیت سے اختلاف پیدا اور وہ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ ۱۳۲۶ھ میں جمعیتہ علماء اسلام کے صدر منتخب ہوئے۔ آپ نے ملک کے طول و عرض میں دورے کئے، تقسیم ہند سے قبل ۸ رمضان ۱۳۱۹ھ مطابق ۶ اگست ۱۹۴۰ء کو کراچی کیلئے روانہ ہو گئے۔ ۱۳۱۹ھ اگست ۱۳۲۰ھ کو جشن آزادی میں شرکت کی اور وہیں مقیم ہو گئے۔ ۸ دسمبر ۱۳۲۰ھ کو بھادپور کے وزیراعظم کی درخواست پر جامعہ عباسیہ بھادپور کے افتتاح کیلئے تشریف لے گئے،

۳۳۹
 شیخ غلامت کے بعد بھاولپور ہی میں ۱۳۱۲ھ بمطابق ۲۱ صفر ۱۲۶۱ھ بروز
 پیر ۱۰ مارچ ۱۸۹۶ء کو جناب علم و فضل غریب ہو گیا۔ عمر شریف ۴۲ سال
 کا تھا۔ بارہ یوم کی تھی۔ جنازہ بھاولپور سے کراچی لایا گیا اور قیام گاہ واقع محلہ علی روڈ
 حریب آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ۔
 (ماہنامہ از تحلیات عثمانی و مقالہ مولانا عتیق عثمانی و تاریخ دارالعلوم دیوبند)

فضائل و کمالات

علم و فضل، فہم و فراست، تدبر اور اصابت رائے کے لحاظ سے علامہ عثمانی کا شمار
 ہندوستان کے چند مخصوص علماء میں ہوتا تھا۔ وہ زبان و قلم دونوں کے یکساں شہسوار
 تھے۔ اردو کے بلند پایہ ادیب اور بڑی سحر انگیز خطابت کے مالک تھے۔ فصاحت و
 فصاحت، عام فہم دلائل، پراثر تشبیہات، انداز بیان اور نکتہ آفرینی کے لحاظ سے ان
 کی تقریر و تحریر دونوں منفرد تھیں۔ حالات حاضرہ پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے اس لئے
 ان کی تقریر و تحریر عوام و خواص دونوں میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی۔
 عظیم الشان جلسوں میں ان کی فصیح و بلیغ عالمانہ تقریروں کی یاد آج بھی اہل ذوق کے
 دلوں میں موجود ہے۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۹۹)

سیاسی و ملی خدمات | تحریک خلافت کے آغاز میں حضرت شیخ البندوب الا
 سے رہا ہو کر ۱۳۳۴ھ میں تشریف لائے تو ان کے
 انگریز تحریکات تک مولانا عثمانی ہی ان کی زبان و قلم رہے، جامعہ ملیہ اسلامیہ کے
 سیمینار اجلاس علی گڑھ اور جمعیت علماء ہند کے اجلاس دہلی وغیرہ میں جو خطبے اور
 بیانات پڑھے گئے انحضرت شیخ البندوب الا کی عظمت اور غیر معمولی ضعف و نقاہت کی وجہ
 سے ان کے کلمے مولانا عثمانی ہی کے قلم سے لکھے جوتھے اور مولانا ہی ان کے
 پڑھے وتلے ہوتے تھے۔

آپ نے بہت سے مفید اور وسیع معلومات پر مشتمل مقالات اور رسائل تحریر فرمائے
 الاسلام، العقل والنقل، الدائرۃ الآخرۃ، الدائرۃ الاولیٰ، الشہادۃ، معارف القرآن، تحقیق
 خطبہ انجم، سجدۃ النس، حجاب شہر علی، خوارق غادات، الروح فی القرآن، مہرِ شہرہ
 قرآن مجید میں نگرار کیوں ہے وغیرہ اہل مسلم سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔
 لیکن آپ کی تصنیفات میں حضرت شیخ الحدیث کے ترجمہ پر تفسیری فوائد اور صحیح مسلم
 کی شرح فتح المہم نے ٹیو دیا میں آپ کو لازوال شہرت عطا کی اور عالم اسلام کی مسلم تحریروں
 نے ان کے حق میں قدرتی کلمات کہے۔

فوائد کی تاریخ تصنیف | حضرت شیخ الحدیث نے ترجمہ مکمل کرنے کے بعد سورۃ بقرہ
 اور سورۃ نساء کے فوائد لکھ لئے تھے۔ بقیہ فوائد مولانا غفرلہ
 کے قلم سے ہیں تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارے فوائد مولانا نے قیامِ ڈابھیل کے زمانہ میں
 تحریر فرمائے ہیں۔ انہی بات کو بالکل قطعی اور یقینی ہے کہ سورۃ یونس سے اخیر قرآن تک کے
 فوائد مشتمل سے ذکا الفجر ۱۳۳۵ھ تک کے عرصہ میں لکھے گئے ہیں۔ کیونکہ سورۃ یونس کی
 آیت فالیوم ننجیہا لکھنا لکھنا لکھنا لکھنا لکھنا لکھنا لکھنا لکھنا لکھنا لکھنا جب
 بندہ یہ سطرین لکھ رہا ہے یوم عاشوراء ۱۳۳۵ھ ہے اور ۹ ربذی الفجر ۱۳۳۵ھ کو فوائد کی
 تکمیل ہو گئی جیسا کہ اختتام پر تحریر فرمایا ہے۔ ابھی آج عرفہ کے مبارک دن.... تبرے
 کلام پاک کی ایک مختصر سی خدمت جو محض تبرک فاضل و اعانت سے اختتام پذیر ہوئی ہے
 ۹ ربذی الفجر ۱۳۳۵ھ مولانا، انوار الحسن شہر کوٹی لکھتے ہیں "اب گیا رہیں یارے سے پہلے
 کی تفسیر کا اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ مولانا نے یہ تفسیر ۱۳۳۵ھ کے ابتدائی حصہ سے
 شروع کیا ہوگا، ۱۳۳۵ھ کے آخری حصہ سے۔ اس اثنا میں انی مفسر ڈابھیل میں مقیم تھے
 مفسر نے سورۃ فرقان کی آیت وهو الذی مرج البحرین ہذا عند فوات کے فوائد میں
 قیام ڈابھیل کا ذکر کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کو انہی قبولیت بخشی کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے
 ہوئے جس کی تفصیل تجلیات معنوی میں درج کی جا سکتی ہے۔ علامہ عصر بلکہ اکابر میں اس کی

معاذ اللہ لگا نے پہلے نصرت میں واقعہ کافی ہے کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی
خان کے مرض وفات میں جب مولانا عثمانی ان کی عیادت و زیارت کیلئے حاضر ہوئے تو حضرت
فرمایا میں نے اپنا تمام کتب خانہ وقف کر دیا ہے۔ صرف دو چیزیں جو مجھے زیادہ محبوب
ہیں اپنے پاس رکھ لی ہیں۔ آپ کے حواشی و افادہ سران مجید اور دوسری کتاب
صحیح النور

فتح الملہم کتابی جلد ۱۳۵۲ میں طبع ہوئی، دوسری جلد ۱۳۵۳ میں اور
تیسری ۱۳۵۴ میں یہ تمام عبت مولانا کے قیام و اہمیت کی ہے لیکن
اس کی تصنیف کا سلسلہ بہت پہلے سے شروع تھا۔ مولانا انوار الحسن شیرکوٹی کی تحقیق کے
مطابق حضرت شیخ اہلہ کے سفر خزانے کے بعد جب مستقل طور پر مسلم کا درس آپ کے متعلق ہوا
تو وقت سے اس کی تصنیف کا سلسلہ شروع فرمایا۔ مگر جیسا کہ مفتی ضیق الرحمن صاحب
لکھا ہے۔ بعض مواضع کی وجہ سے یہ کام مسلسل کے ساتھ جاری نہیں رہ سکا۔

ذرا حیل قیام کے زمانہ میں بھی اس کی تالیف کا سلسلہ خیر تک جاری رہا، جامعہ
کی متعدد درودوں میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ ۱۳۵۱ھ کی روداد میں ہے کہ جب شاہ
صاحب کا انتقال ہو گیا اور آپ سے شیخ الحدیث کی ذمہ داری نبھانی کرنے کی درخواست
کی گئی تو آپ نے پہلے فتح الملہم کی تصنیف کا تذکرہ کیا تھا۔ اسی طرح ۱۳۵۲ھ اور ۱۳۵۳ھ اور
۱۳۵۴ھ کی رودادوں میں ہے کہ علامہ عثمانی پورے انہماک سے مشغلہ تدریس اور فتح الملہم
کی تالیف میں مشغول ہیں۔

اس کے علاوہ داخلی قرائن بھی اس کی شہادت دیتے ہیں کہ اس کا بہت سا حصہ
پہلے لکھا گیا، تیسری جلد خود رکنا، پہلی اور دوسری جلدوں میں بھی اس کی شہادت موجود
ہے۔ فتح الملہم جلد اول میں مولانا خلیفہ احمد صاحب کو قدس سرہ لکھا ہے (مشکلاً) جس
سے ظاہر ہے کہ یہ تصدیق کی وفات کے بعد لکھا ہے۔ مولانا بہار خان پور کی کتاب عثمانی کے ساتھ
میں ہوا ہے، مولانا عثمانی کے حواشی میں یہاں آگے تھے۔

جلد ثانی میں کشف المسترک حوالہ ۲۱ پر ہے۔ اسی طرح نیل الغرقدین کا حوالہ ص ۱۱ پر ہے۔ یہ دونوں کتابیں شاہ صاحب کی ڈائیکٹری کی تصنیفات میں سے ہیں۔ کماثر۔

علامہ عثمانی نے باقاعدہ بخاری صرف ڈائیکٹری ہی میں پڑھائی شاہ صاحب

تقریر بخاری

کے انتقال کے بعد ۱۳۳۵ھ میں پہلی بار پڑھائی اس سال مولانا عبد العزیز سندھی صاحب فاضل جامعہ نے جو دورہ حدیث میں شریک تھے بڑے اہتمام سے علامہ کی تقریر قلم بند کی بعد میں علامہ نے اس پر نظر ثانی بھی فرمائی۔ اس کی نقل بھی اپنے لئے کرائی۔ اس تقریر کو شائع کرنے کا شرف بھی ہندوستان میں جامعہ اسلامیہ ڈائیکٹری کو حاصل ہوا، جلد اولہ شائع ہو چکی ہے، جلد ثانی زیر ترتیب ہے۔ اسی تقریر کو کالانی اعزاف کے ساتھ فصل بہار کی کے نام سے مولانا قاری عبدالرحمن صاحب نے پاکستان سے شائع کیا ہے اس کی کئی جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

علامہ کے علوم و فیوض کو جامعہ ڈائیکٹری سے خوب شائع ذائع ہو چکا، تاریخ ملاء تصنیفات یہ جامعہ کی ایک ایسی خدمت ہے جس پر اس کو فخر کا حق حاصل ہے۔

حضرت مولانا سراج احمد رشیدی

ولادت تقریباً ۱۲۸۹ھ — وفات ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ

مولانا موصوف نسباً سید تھے، غنوان شباب ہی میں آپ کو آخرت دنیا سے پیار ہو گئی تھی، اور اسی لئے اپنے اکابر خاندان کے برخلاف آپ نے علم عربی شروع کیا اور فارغ ہو کر میرٹھ، سرحد و غیرہ میں مدرس رہے کچھ عرصہ بعد آپ کی قابلیت کا اظہار میں ہنہر ہو گیا۔ اور ارباب علم و عقد و پر بند نے آپ کو دارالعلوم کی خدمت کیلئے بلا لیا۔ یہاں پہونچ کر آپ نے جمعیت الانصار کے ذرائع کے ساتھ ساتھ خدمت درس کو بھی انجام دیا اور رب سال اتفاقاً سہ ماہی بڑے زمانہ تک نہایت دانشمندی و عیانت کے ساتھ

زعمدارانہ چلایا، آپ فطری طور پر طہارت و ذکر کی تھے، شاعریت کا بھی آپ کو چھاندہ تھا۔
 فن طب میں آپ کو یہ طوطی حاصل تھا اور دیگر مذاہب سے مناظرہ کرنے میں بھی آپ کو
 کافی دستگاہ تھی، تقریر و تحریر میں آپ باہر تھے لیکن ان سب مشاغل میں پیارا مشغلہ
 آپ کا درس حدیث ہی تھا اسی لئے ایک قابل طبیب ہو کر بھی آپ نے اس فن سے
 دل چسپی نہیں لی۔ვნما کسی کا اگر جوہر اشترکنا کر دیا تو یہ اور بات ہے، دیوبند کے
 طویل قیام سے لے کر ڈابھیل کی آخری ساعت حیات تک آپ حدیث ہی کی تعلیم میں
 مشغول رہے، علم ظاہر کی کے ساتھ آپ طب دوران حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ
 العزیز کے مریدین باصفا میں سے تھے، اور تقریباً بیس سال سے زیادہ کے تربیت یافتہ
 تھے، حضرت سے آپ کو والہانہ تعلق تھا اور اسی لئے بدعت سے آپ کو خاص متنفر تھا،
 نئی روشنی کے دشمن، قدیم روش کے حامی، بااخلاق اور بے انتہا بامروت، عزیز
 پرور، اور نہایت سخی بزرگ تھے۔ یہ کہنا مبالغہ سے خالی ہے کہ اس دور میں آپ محترم
 بزرگ تھے۔ یکم ذی الحجہ ۱۲۵۷ھ سے آپ کی علالت کا سلسلہ شروع ہوا، اور ٹھیک
 یوم النحر جمعہ کے دن قبیل العصر جبکہ دنیا اپنی قربانی کی خوشحیاں منائی تھی آپ راہ حق
 میں اپنی تقریباً بیست سالہ جان قربان کر رہے تھے، جو حالات اس مرض میں عبادت کو فریالے
 دیکھتے تھے وہ جانیرالے کیلئے اشد آرت اور رہنے والے کیلئے قابل رشک تھے، آخری حال
 میں جب دماغ پر سرسامی کیفیت نے غلبہ کیا تو اس بے اختیارمی کے حال میں بھی جو کچھ
 زبان سے نکل رہا تھا وہ احادیث کی تقریر اور اسانید البراد و ذکر کا حل تھا۔ آخر کار حوزہ
 صحت میں یاد حق سے ہر وقت تروتہتی تھی حیات کے آخری عمارت تک اپنے کام میں مشغول
 رہی اور جب تک جسم میں حرکت رہی برابر چلا کی اور جب جسم نے جس دھڑکت سے چوب
 دیا تو وہ بھی اپنے خالق کا نام لیکر ہمیشہ کیلئے خاموشی ہو گئی، انشاء اللہ راجعون۔

(درداد اور دستہ طہارت علیہ السلام)
 ذی الحجہ ۱۲۵۷ھ سے وفات تک جامعہ کی خدمت کی اور بالآخر ہمیشہ کیلئے سرزمین ڈابھیل میں تالاکے
 کھانے کو سری کے درخت نیچے آسودہ خواب ہوا۔ آپ کی قبر سے متصل مولانا مفتی امین اللہ رحمانی کی بھی قبر ہے۔

مولانا عبدالرحمن امروہی رحمہ اللہ

ولادت تقریباً ۱۳۴۴ھ — وفات ۱۳۶۶ھ

آپ کا سال ولادت تقریباً ۱۳۴۴ھ ہے، بھٹی میں پیدا ہوئے، لکھنؤ میں قرآن شریف حفظ کیا، ابتدائی تعلیم بھی لکھنؤ میں پائی، حضرت مولانا احمد حسن امروہی سے تحصیل علوم کی۔ آخر میں دیوبند آکر تفسیر و حدیث کے کچھ اسباق حضرت نانوتوی سے پڑھے، ان دونوں بزرگوں کے علمی فیوض سے ان کے تفسیر و حدیث کے اسباق میں مسئلہ نہ رنگ غالب تھا۔ دورانِ درس ان کی ذات ہر علم و فن خصوصاً علم کلام و مسائل میں لگانا روزگار تھی اکثر و بیشتر حضرت نانوتویؒ کے علوم و مدارج کے ذریعے ہی تھے۔

حضرت نانوتویؒ کے آخری شاگردوں میں سے تھے، تفسیر میں ان کو خاص کمان تھا، ہر رسم شاہی مراد آباد، بھٹی، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل اور مدرسہ جامعہ اسلامیہ امروہہ میں ساٹھ سال تک علوم دینیہ کی خدمت میں گزارے، اس لئے ان کے فیض یا فتیان کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے۔

۱۳۶۶ھ میں کچھ عرصہ کیلئے دارالعلوم دیوبند میں بھی تفسیر و حدیث کے اسباق پڑھائے، آخر میں جامعہ اسلامیہ امروہہ کے شیخ الحدیث و تفسیر ہو گئے تھے حدیث و فقہ کے متنازعہ مسائل میں سے تھے، تفسیر بیضاوی پر آپ کا ایک مامیہ ہے، مطول اور مختصر المعانی پر بھی حواشی لکھے ہیں۔ شیخ الشیخ حضرت حاجی امداد اللہ جاجرکی سے اجازت بیعت حاصل تھی۔ ۹۰ سال کی عمر میں ۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳۶۶ھ کو دواصل بحق ہوئے، اپنے اساتذہ حضرت مولانا احمد حسن امروہی کے پہلو میں آسودہ خواب ہیں۔

(از تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۵۵)

جامعہ اسلامیہ جامعہ اجماع میں ۱۳۵۴ھ میں قسریٰ لائے، اور ۱۳۶۲ھ تک رہے،

۱۳۵۴ھ سے اخیر تک شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔

مولانا بدر عالم میسر طحی

(رحمۃ اللہ علیہ)

ولادت ۱۳۱۶ھ ۶۱۸۹۸ ————— وفات ۱۳۸۵ھ ۶۱۹۶۵

ولادت | شہر بدایونی (جہاں آپ کے والد صاحب پولیس آفیسر کی حیثیت سے ملازم تھے) آپ کی ولادت ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۸۹۸ء میں ہوئی۔ آپ کے والد صاحب بہت ہی بااخلاق اور بات اور وعدے کے پکے تھے، کبھی رشوت نہیں لی، چشتیہ سلسلہ میں بیعت تھے بعد میں مفتی سید میرا رحمٰن صاحب دیوبندی سے تجدید بیعت کرنی تھی، اخیر عمر میں روزانہ اشقی اشقی ہزار مرتبہ اللہ کا ذکر کرتے تھے، تجدید کے پابند دیانت دار انسان تھے۔

ابتدائی تعلیم | مولانا بدر عالم صاحب نے قسریٰ شریف کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسکول میں انگریزی تعلیم تقریباً شریک ٹیکٹ حاصل کی، ایک روزانہ آباد کی ایک مسجد میں نماز جمعہ کیلئے تشریف لے گئے وہاں مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا وعظ تھا، اس کا ایسا اثر ہوا کہ آپ نے انگریزی کو چھوڑ کر عربی تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ کر لیا، اس وقت عمر شریف گیارہ سال تھی والد صاحب نے بہت سختی اور تادیب کی لیکن یہ اپنے ارادہ سے شس سے من نہ ہوئے۔ یہ دیکھ کر والد صاحب سمجھ گئے کہ یہ کوئی ناز ناہی ہے۔ مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سارا واقعہ لکھ دیا۔

حضرت بہار پوری نے جو با تحسین فرمایا کہ آپ اس سعادت غلطی کے حصول میں کیوں حائل ہوئے ہیں خوشی سے اجازت دیجئے۔

گیارہ سال کا عمر میں بہار پوری پہنچ گئے، حضرت بہار پوری کی نگرانی میں انہی کی مسجد کے ایک حجرے میں قیام پذیر ہو گئے، اور مدرسہ مظاہر العلوم میں آٹھ سال تعلیم حاصل کی، انیس سال کی عمر میں ۱۳۳۳ھ میں فارغ ہو کر اسی مدرسہ میں معین مدرس ہو گئے، دو سال درسی دینے کے بعد دیوبند حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کی خدمت میں حاضر ہو گئے، ۱۳۳۵ھ میں دورہ حدیث میں سرٹیک ہو کر شاہ صاحب سے بخاری اور ترمذی پڑھی، آپ کے افادات فرات بھی کئے۔

۱۳۳۵ھ میں دارالعلوم میں مدرس مقرر کئے گئے، وہاں سے ۱۳۳۶ھ کے اخیر میں علامہ کشمیری کے ساتھ ڈابھیل تشریف لائے، یہاں علیہ کے مدرس ہونے کے باوجود علامہ کے درس بخاری میں پندرہ سال تک طلبہ کی صف میں بیٹھ کر شرکت کی، قیام بھی جنگلہ میں اس طرح تھا کہ دونوں کے گھر ایک ساتھ تھے، پنج میں دروازہ بھی تھا مگر استاد کا ادب اس درجہ تھا کہ کبھی استاد نے اپنے اس شاگرد کے بنسنے کی آواز نہیں سنی، شاہ صاحب نے اپنے ہاتھ سے حدیث کی سند خاص ملاحظہ فرمائی۔

تصنیف و تالیف | اسی دوران محقق ابن الہمام کی کتاب "زاد الفقیر" پر حاشیہ تحریر فرمایا جس کا نام "مستزاد الفقیر" ہے۔ رد نادیانیت کے موضوع پر ایک رسالہ "آواز حق" کے نام سے بھی تصنیف فرمایا۔ حضرت شاہ صاحب کے انتقال کے بعد تقریر بخاری کی ترتیب کا کام آپ ہی کے سپرد ہوا۔ آپ نے ۱۳۳۷ھ میں شاہ صاحب سے بخاری پڑھی تھی لیکن اس کے بعد بھی سماعت کیہ کرتے تھے۔ شاہ صاحب نے ۱۳۴۲ھ میں جو اپنے ہاتھ سے لکھ کر سند عطا کی تھی وہ مقدمہ فیض الباری مشہور درج ہے۔ اس میں شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ مجھ سے تین مرتبہ تین سالوں میں مولوی بدر عالم

شاہ جامعہ ڈابھیل کا قدیم دارالمرصاد۔

نے قرأت اور سماعت کی، حاشیہ میں مولانا بدر عالم لکھتے ہیں کہ اس کے بعد بھی کم از کم سات سال تک میں شاہ کی خدمت میں روزِ استفادہ کرتا رہا (۱۸۷۵ء) اس طرح دس سال کے اندر مختلف تقریریں شاہ صاحب کی نوٹ کی تھیں، فیض الباری کی ترتیب میں ان کو ملا کر ایک کردیا ملاحظہ ہو مقدمہ فیض ص ۷۷۔ پھر بھی یہ خواہش تھی کہ شاہ صاحب کے دوسرے ملاحظہ نے جو تقریریں نوٹ کی ہیں ان سے بھی استفادہ کر لیتا تو بہتر ہوتا تاکہ مجھ سے جوابات سننے سے روکئی ہو اس کی تلافی ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مولانا عبدالقدیر کامل پوری اور مولانا عبدالعزیز کامل پوری (جو جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے فاضل اور مدرس بھی رہے ہیں) کی ضبط کی ہوئی تقریریں حاصل ہو گئیں۔ ان دونوں حضرات نے تین مرتبہ صحیح بخاری شاہ صاحب سے پڑھی تھی ص ۷۹۔

مولانا سیرٹھی نے فیض الباری کی چار جلدیں رات دن کی محنت سے صرف دو سال (۱۹۵۲ء و ۱۹۵۳ء) میں مرتب کیں۔ ان سالوں میں نصف وقت پڑھاتے تھے اور نصف تنخواہ بھی لینے تھے۔ اتفاق سے ان دنوں بیمار بھی تھے، لیکن ان کے انگلیشن بھی لگ رہے تھے۔ تقریر کا ترتیب کے ساتھ ”البدار الساری“ کے نام سے حاشیہ بھی تحریر فرمایا جس میں علم حدیث کے بہت سے فائدہ آگئے۔

اس کتاب کو اور ساتھ ہی نصب الراية وغیرہ دیگر کتب کو شائع کرنے کی مجلس علمی ڈابھیل کی طرف سے مولانا محمد یوسف بنوری اور مولانا مسید احمد رشتا بنوری فاضلہ و شریف نے گئے، اشوال شمس میں یہاں سے روانہ ہوئے، پہلے حج کو گئے، حج سے فارغ ہو کر کوئٹہ شہر کو قمبر پہنچے، شہر میں واپس ہوئے۔

مولانا بدر عالم صاحب رحمہ اللہ سے برابر جامعہ کے استاذ رہے، ترقی کرتے رہے یہاں تک کہ ترمذی شریف بھی پڑھائی، اسی قعدہ شمس میں یہاں سے علیحدہ ہوئے، اور بعد ازاں نگر تشہدین لے گئے، یہاں ایک معمولی مدرسہ تھا اس کو ترقی دی، اب وہ ایک شاندار مدرسہ ہے جس سے شہر کے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ وہاں صرف ایک سال قیام رہا۔

بھول کر گئے۔ نہ نہ آؤ انصافین شریف نہ تھے جس کو آپ کے بقول مولانا مفتاح الرحمن
 صاحب دہلوی اور مفتاحی شریفی، زمین بھائی کے لاکھ لاکھ روپے کا کوثر جواں اسٹور کی جانب
 کا کام سپرد ہوا۔ آپ نے پہلی جلد تیار کر دی۔ ششہ میں شائع بھی ہو گئی۔ ایک سو چھ سو
 کے بعد آپ کو اپنی شہریت سے ملے، پاکستان کیلئے ایک بڑے بڑے دفتری ادارے کی ضرورت
 تھی، عزائم شیعہ احمد عثمانی نے یہ کام مولانا عبد الرحیم کے سپرد کیا۔ آپ نے مسند والہ بازار میں
 یہ طبعی مرکز تیار کیا اور حبیب و نانا اس کے لئے مت کر کے، حق پاکستان کے ہر سے
 عوام میں اس کا شمار ہے۔

ترجمان اسٹور کا کام بھی باوجود تصنیفی و شذریوں کے جاری رہا۔ دوسری جلد ششہ
 میں شائع ہوئی۔ پاکستان کے جلد ہی ہجرت فرما کر دیار حبیب مدینہ منورہ دارالافتار شریف
 و مکرہ الشریف ملے گئے، وہاں یہ بھی ترجمان اسٹور کا کام برابر جاری رہا۔ ششہ میں
 جس سے وہاں کے رقت کار کو حادثہ پیش آیا جس میں شہادت کی انگلی شہید ہو گئی، سر
 میں زخم آئے۔ دوا میں ہاتھ بہت چوڑے آئی، دن سے غصہ بہت زیادہ لگس گیا اس
 واقعہ کے بعد سے نصف بہت ہو گیا تھا، لیکن انصافی مشغلہ برابر جاری تھا، تیسری جلد
 بھی ششہ میں تیار ہو کر شائع ہو گئی، انیس کے چار پانچ سال تو اسکی ہست و حیات پر دی
 گذشت۔ پرتھیں جلد کا کام بھی جاری رہا یہ جلد بہت اہم اور نغمہ عبت مرکز الآراء سے
 متعلق ہے، بہتر یہ پڑنے سے پہلے اس کا مقدمہ جو ششہ میں زیادہ پرچیلہ ہوا ہے
 قریب دس کلمے تھے، یہ مقدمہ جس میں جلد کی جان ہے، کتاب کا بقیہ جسد کا مواد بھی تیار
 ہو گیا تھا، بہتر خلافت پر پڑے پڑے ان کو تردید، دنیویا، وراثت سے قبل خلافت کے
 لئے حاجی خانقاہ ابراہیم احمد صاحب کو مسودہ عطا فرما دیا تھا، وہاں یہ بھی ہے کہ انتہائی
 معذوری کی وجہ سے اس جلد پر باقائدہ نگہ بانی نہیں ہو سکی۔ بہتر وہ ششہ میں یہ جلد
 پہنے کو بھی سے شائع ہوئی، پھر کچھ اضافہ اور تصحیح کے بعد ششہ میں لاؤ انصافین دہلی
 سے منظر عام پر آئی، لیکن انجاری اور ترجمان اسٹور کی تمام کارنامہ خیرات میں، عطا
 کرانہ کی نگاہ میں ان کی بڑی بڑی وقعت اور بڑی عرق ریزی اور محنت سے مولا تانے اس

مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمن سیوہاری

رحمة الله عليه

ولادت ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۱ء — وفات یکم ربیع الاول ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۲ء

آپ ۱۳۱۸ھ میں اپنے وطن سیوہارہ ضلع بجنور کے محلہ مولواں میں پیدا ہوئے، اصل نام محمد الدین تھا حفظ الرحمن (الف کے عدد کے ساتھ) آپ کا تاریخی نام ہے۔ آپ ایک زمیندار تعلیم یافتہ گھرانہ کے ذریعے کتنی تعلیم اپنے گھر ہی ماحصل کی، عربی کی کچھ ابتدائی کتابیں مدرسہ شاہی مراد آباد میں پڑھیں، اس کے بعد مدرسہ فیض عام سیوہارہ میں داخل ہوئے اور وہیں درس نظامی کی تکمیل کی۔
(الجمیۃ مجاہد ملت نمبر ۷۷)

مولانا بہت ذکی اور ذہین تھے۔ اپنی جماعت میں ہمیشہ ممتاز اور نمایاں رہتے ہیں، لے اساتذہ کی توجہ کا مرکز تھے، تقریر سے دل چسپی اور اس کی تیاری کا ذوق و شوق زمانہ طالب علمی ہی سے تھا، ہفتہ وار مجلس میں بلاناغہ سیرت کے کسی خاص موضوع پر تیاری کر کے تقریر کرتے اور اساتذہ سے داد تحسین حاصل کرتے (ایضاً)۔

فیض عام سے فراغت کے بعد ۱۳۴۱ھ میں دارالعلوم میں داخلہ لیا، علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ شبیر احمد عثمانی، مفتی اعظم عزیز الرحمن دیوبند مدنی سے شرف تلمذ حاصل ہوا، ایک سال فنونِ بڑھ کر ۱۳۴۲ھ میں دورہ حدیث سے فارغ ہوئے، پھر ایک سال پیر ایٹ (مدارس) میں درس و تدریس اور تبلیغی خدمات انجام دیں، وہیں سے آپ

تصنیف جو ہر بھی کھلا، دو مختصر رسا کے (۱) "حفظ الرحمن لہذیب النعلان" دوم "مالا بار
اسلام" تصنیف فرمائے وہاں جو مشاہیر ملتا تھا اس کو جمع کر کے حج و زیارت سے بہر مند
کرتے، حج سے واپسی پر کشتی میں دارالعلوم دیوبند میں درس ہو گئے۔

(ایضاً ص ۱۹۷ و تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۶۱)

۱۳۴۲ھ میں علامہ انور شاکر شیرانی جب اپنے نقاد کے ساتھ
ڈابھیل تشریف لائے تو ساتھ ہی مولانا حفظ الرحمن صاحب
بھی یہاں آئے، اور تین سال یہاں رہے شجرہ کی جامعہ کی روداد میں آپ کا نام ہے۔
مشجرہ کی روداد میں مذکور نہیں، علیحدگی کے باب میں کوئی رپورٹ بھی نہیں، مولانا مسعود
اکبر آبادی نے بھی لکھا ہے کہ کم و بیش تین سال ڈابھیل میں قیام رہا۔
(الجمعۃ مجاہد ملت نمبر ۱۲۵)

جامعہ میں آپ کی خدمات | مولانا نے جامعہ میں درس و تدریس،
ڈابھیل کے اطراف و جوانب میں وعظ و
عمر کے علاوہ ایک تصنیف بھی قیام ڈابھیل کی یادگار چھوڑی ہے، علامہ انور شاہ
کشمیریؒ کے ایاد پر اپنے پیارے موضوع سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک کتاب
۳۵۰ صفحات پر مشتمل شجرہ فرمائی اس کا نام "نور البصر فی سیرۃ خیر البشر" ہے،
سیرت رسول کریم کے نام سے مشہور ہے، اس تالیف کا مقصد اسکولوں اور کالجوں کی
نصابی مسردرت کو پورا کرنا تھا، پہلا ایڈیشن جب شائع ہوا تو حضرت استاد کی
خدمت میں پیش کر کے مانے گرامی حاصل کی، علامہ کشمیری نے مندرجہ ذیل نعتوں میں
تحسین فرمائی۔

"نور البصر فی سیرۃ خیر البشر" مولفہ جناب مستطاب مولانا سولوی حفظ الرحمن
صاحب سیوہاروی دام عزہ! حق کے اصرار پر تالیف ہوئی ہے، احقر کا خیال تھا کہ کوئی
موسط سیرت النبی تالیف ہو کہ مدارس عربیہ اور مدارس قومیت کے طلبہ بہدولت مستفید
ہو سکیں، اور حدیث شریف کے مشتغلین کو اجمالی بشیر لہیب ہو اور کتب مقبہ سے

ماخوذ ہوا اور اپنی حق اور سلف کے طریقہ پر ہوا، مجھ، سترہ مختصر کتاب ایسی ہی دینی چیزیں
ہے، حق تعالیٰ کو خوف کو جزائے خیر نصیب کرے اور ان کی خدمات بارگاہِ خداوندی اور
بارگاہِ نبوت میں قبول ہو۔ آمین

محمد انور شاہ عفا اللہ عنہ

بکر جادی: ۱۵ ذی القعدہ ۱۴۲۵ھ (۱۹۰۵ء)

تحریک آزادی میں سرگرمی کا آغاز

دنیا کی سیاسی سرگرمی کا آغاز ڈھیل ہی سے ہوا۔ اچھی بجا بدلتی نہیں ہے
نیلام کی قومی جماعتی سرگرمیوں کا آغاز یوں دھیل ہی سے ہو گیا تھا، مسئلہ میں گرفتار بھی
ہوئے تھے لیکن کانگریس کے پلیٹ فارم سے مولانا مرحوم کی سرگرمیوں کا آغاز زیادہ تر
ڈھیل ہی کے قیام سے شروع ہوا، حضرت مفتی عتیق الرحمن صاحب سے معلوم ہوا کہ انہیں
دلوں دب گاندھی جی نے (۱۹۲۰ء میں) ڈانڈی مارچ کی تحریک شروع کی اور مکہ پر
محصولی کے بائیکاٹ کا پروگرام پیش کیا تو مولانا مرحوم اور مفتی صاحب گاندھی جی سے ملے
اور تحریک میں اپنے پورے تھکاون کی پیشکش کی جس سے گاندھی جی بہت متاثر
ہوئے۔

ان ہی دنوں بارادولی (ضلع سورت) میں سردار پٹیل نے کانگریس کے کارکنوں
کا ایک بڑا اجتماع کیا تھا جہاں یہ ملے کیا گیا کہ عدم ادائیگی ٹیکس کی بناء پر پبلک کی - جو
جائدادیں برٹش حکومت قبضہ کر کے نیلام کر رہی ہے عوام کو ان کے خریدنے سے باز رکھنے
اور نیلام کے بائیکاٹ کی ترغیب دی جائے، اس موقع پر مفتی عتیق الرحمن صاحب نے اسلامی
نقطہ نظر سے اپنا مشہور فتویٰ عداوت کیا تھا، جس میں غنہ شدہ جائدادوں کو نیلام میں خریدنے

نے یہ سال شاہ صاحب کے قیام: ۱۱ جون ۱۹۲۰ء

ان شہری ممانعت کا کہہ تھا، کیوں کہ برٹش حکومت کی طرف سے جائیدادوں کی ضبطی ایک صریح غلظ تھا اور ضبط شدہ جائیدادوں کا خریدنا شہر کا غلظ و عددان کی تائید کے لئے تھا۔

اس وقت صاحب کا یہ فزنی صورت کے مشہور پریس "مسلم گجرات" میں چھپا تھا جس کی پاداش میں فزنی کے ساتھ پریس بھی ضبط کر لیا گیا۔ ان دونوں برہمنوں کی سیاسی سرگرمی سے اس وقت جامعہ ڈابھیل کے منتظمین کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی تھی۔ ان حضرات نے بھی اس کو محسوس کیا۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب ترجمیل ہی جا چکے تھے، مفتی صاحب بھی مستعفی ہو کر وطن واپس ہو گئے، رہائی کے بعد پھر مولانا ڈابھیل واپس نہیں گئے۔ (ایضاً ص ۹۰)۔

جامعہ ڈابھیل سے انقطاع اور بیل سے رہائی کے بعد مولانا نے ۱۹۳۶ء میں جمعیت العلماء کے اس مرکزہ الآرا و اجلاس میں شرکت کی جہاں سے آپ کے قائمہ اندہ دور کا آغاز ہوتا ہے۔ علی برادران کی رائے کے خلاف مولانا نے یہ نظریہ بڑی قوت اور ذوراستہ لال کے ساتھ پیش کیا کہ جمعیت العلماء کو آزادی وطن کے حصول کیلئے انڈین نیشنل کانگریس کے ساتھ غیر مشروط تعاون کرنا چاہئے، چنانچہ مولانا سید عطاء اللہ بھٹائی نے اپنی ولولہ انگیز تقریر سے اس کی تائید کی اور بالآخر اجلاس کا یہی فیصلہ قرار پایا۔ امر وہمہ کے اس اجلاس میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد عید دہلوی جیسے اکابر بھی شرکت کیے۔ (ایضاً ص ۹۱)۔

۱۹۳۷ء میں آل انڈیا کانگریس پارٹی کا سالانہ جلسہ دہلی میں گھنٹہ گھر کے سامنے خلاف قانون قسار دیا گیا تھا اس کے بعد مولانا حفظ الرحمن صاحب بھی گرفتار ہوئے تھے اسی وقت ڈسٹرکٹ جیل دہلی میں "السلطان المبین فی مکاتیب سید المرسلین" تصنیف فرمائی تھی، کتاب تقریباً تین سو صفحات کی ہے، اب نایاب ہے۔

(ایضاً ص ۹۲، ص ۹۳، ص ۹۴)

(دکن ریجنل دارالعلوم ص ۱۴۹)

۱۳۳۵ھ میں انجمن تہذیب اسلامیہ کی ولادت پر محکمہ تشریف لے گئے۔ ان انجمن کے سرپرست مولانا ابوالخیر غلام آزاد تھے، ڈھولک سال دہائی قیوم رہا، دربار تہذیب و حکیم خاص شعل تھا، روزنامہ صبح اور نصاب و مدرسہ ہوا، ان اور ولک نشین انوار میں قرآن حکیم کے مضامین و صحائف کے میان میں جو اتحاد و حسن تھو اس کی شہرت دور دور تک پھیلی اور اخیر تک باقی رہی (ریاض الصفا)۔

خوابی صحت کے باعث کھانسی سے وابستہ ہو گئے، کچھ عرصہ ہم دہلی میں قیوم رہے وہاں وہ پندرہ سال کے انتظام و نگرانی کی خدمت انجام دیتے تھے، پھر دہلی تشریف لے آئے، مدوۃ المصنفین کی بیسویں سال کی تکلیف تو مفتی عتیق الرحمن صاحب کے ساتھ آپ بھی رہتی چنے گئے۔ (ریاض الصفا)

آپ اب تک اگرچہ کئی کتابوں کے مصنف ہو چکے تھے جب تک کہ اوپر چارہ نہ ہوں ہو کر ہو چکا ہے لیکن اس ارادہ کے قیوم کے بعد آپ سے تھو توقفت رہے اس کی تحقیقی اور عملی میجاری میں کڑی مشاغل ہو گئے، معمولی سے خود سوزنا اور اس کے ادارہ کو بہر شہرت پر چڑھنا دیا۔

۱۳۳۷ھ ہی میں آپ جمعیت کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر ہو گئے تھے، ۱۳۳۸ھ میں جموں کا سفر ہوا اس سال انہ اطلاع حضرت علی کی صحت میں ناچور میں ملوث ہوئے، اس میں مولانا آزاد و مفتی کفایت اللہ شامل تھے، اس زمانہ میں آپ کی خدمات کے بشو اثر آپ کو "بندہ ملت" کا خطاب دیا گیا نیز جمعیت کا ناظم شری (جنرل مگر بری) منتخب کیا گیا، زندگی کے آخری لمحات تک آپ اس منصب پر فائز رہے، ۱۳۳۹ھ میں مدوۃ المصنفین دہلی سے گزرتا، کئے گئے، تو پر بار و سال تک تقریر کردہ کرشمہ میں، پہلے اور پھر اپنے مشعل میں لگ گئے، ۱۳۴۰ھ میں دستور سامانہ پھیلی، اور ریاض الصفا کے ممبر منتخب ہوئے۔ (ریاض الصفا، ص ۱۱۱، ۱۱۲)

۱۳۴۱ھ سے ۱۳۴۵ھ تک مولانا سید امی سرگرمیوں، قیام و بندگی مصروفوں کے درمیان تصنیف و تالیف کا کام بھی کرتے رہے، یہ مولانا کا خاص تہذیبی دور ہے، اس میں مولانا

میں سے کئی نادور و رودگار، جستجوبانہ تصنیفات و جود میں آئیں جن کی بدولت مولانا کا شمار
 حلقہ اول کے مصنفین و محققین میں ہونے لگا۔ قصص القرآن (چار جلد) اسلام کا اقتصاد کا
 اسلام، اخلاق و فلسفہ اخلاق، یہ تینوں ضخیم کتابیں جو ادبی و علمی، بہترین طرز نگارش،
 تحقیق و معائنہ کی کور کاوشوں کی دہر سے ہر کتابی سے دو و تحسین حاصل کر لیتی ہیں۔
 ایسی دور کی یادگار ہیں (ایضاً مشہور) اگر مولانا کو اس دسویں صدی کے ساتھ شور و ہنگامہ سے
 یکسو جو کر تصنیف و تالیف کا طویل زمانہ میسر آتا تو یہ بات ہی کچھ اور ہوتی۔

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو تاریخ ہے جب طویل جود جہد اور انتھک کوششوں، ہر
 طرح کی جانی و مالی قربانیوں کے بعد تحریک آزادی کی منزل مقصود کو پہنچی، ہندوستان آزاد
 ہوا، خوشی کے ترانوں سے ملک کی فضا گونج اٹھی، مسرت کے شاد بانے ہر طرف منائی رہے
 گئے لیکن آہ کے معلوم تھا کہ تعویذ ہی ہی دیر بعد فسادات کا ایک طوفان ملک پر سلا ہوئے
 والا ہے، اور مسلمانوں پر قیامت صغریٰ کا ایک منظر گزر جانے والا ہے۔

۲۵ اگست کو مولانا اپنی پیاری بیٹی خالدہ کی تشویش ناک حالت کی خبر سن کر سیدہ و
 تشریف لے گئے، بالآخر رب دق کی بیماری میں وہ اسٹر کو بیماری ہو گئیں۔

ابھی غم کے آنسو خشک بھی نہیں ہو سکے تھے کہ مولانا کے کان میں ان فسادات کی خبر
 پڑی، گھر والوں کو سو گوار چھوڑ کر وہی پہنچ گئے، اور پھر دہلی اور اس کے اطراف میں
 مسلمانوں کی حفاظت، ان کو بچانے، دلاسا دینے اور ان کے قدم کو ہندوستان میں چلنے
 کیلئے جو کچھ کیا ہے، اس کا اندازہ حضرت شاہ عبدالقادر راسے پوریؒ کے اس ایک جملہ سے
 لگایا جاسکتا ہے۔

”فسادات کے زمانہ میں دہلی کے اندر مسلمانوں کو بچانے کے سلسلہ میں مولانا مختلف
 صافے جو خدمات انجام دی ہیں ان کے بدلے میں اپنی پوری عمر کے اذکار و اشغال نثار کرنے
 کو تیار ہوں“ انہی معنوں میں (ایضاً مشہور)

ہندوستان کی آزادی اور تقسیم کے بعد جہاں فسادات کا ایک طویل سلسلہ شروع
 ہو گیا، وہیں مسلمانوں کے بہت سے قومی و ملی مسائل تھے جن کو حل کرنے کیلئے مولانا جیسے کسی

متحرک و فعال اور حرجی و کوششگر شخصیت کی مسلمانوں کو ضرورت تھی۔ سلسلہ سے لیکر وفات سلسلہ تک مولانا انہی گتھیوں کے سلجھانے میں مصروف رہے، مولانا کی زندگی کا یہ دور آب زر سے نکلنے کے قابل ہے، مولانا زین العابدینؑ سے ملنے کے یہ جملے کیا خوب ہیں لکھتے ہیں۔

انقلاب سلسلہ کے بعد تو مولانا ایک شعلہ ہوا رہے جو ملے جہنم و مستان کے ایک کوند سے دوسرے کوند ناچتے پھرتے تھے، لی زندگی کا کون سا گوشہ ایسا تھا جہاں مولانا مصروف عمل نہ ہوتا، مسلم یونیورسٹی میں مولانا یونیورسٹی کے بنیادی مقاصد کے تحفظ کیلئے اپنی جان لڑا رہے تھے جو جامعہ علیہ اسلام میں اس کی انتظامی گتھیوں کو سلجھانے میں اپنی اہمیت رائے کے جوہر دکھا رہے تھے، دارالعلوم دیوبند کو سخت سے سخت مشکلات کے بخنور سے نکالنے میں اپنے اثر و رسوخ کو کام میں لا رہے تھے، حج کیٹی میں حجاج کو تدارک و سائنس پسندانہ کیلئے مسرگرم مل رہے تھے، اصلاح اوقاف کیلئے وقف بورڈوں میں مولانا کی رہنمائی نشان منزل تھی، لیکن ترقی اردو کیلئے مولانا کی قیادت خضر راہ تھی، ا۔ ا۔ یار لینٹ کے یوان میں آپ کا فروغ حق ملت کے دکھے ہوئے دلوں کیلئے سرمایہ سکون تھا۔ (الحمد للہ بابر ملت نمبر ۱۱۱)۔

خود جامعہ اسلامیہ دارالعلوم آپسی اختلاف کے باعث حکومت کے قبضہ میں جا چکا تھا ایک جھاڑو کی خریداری کیلئے بھی گورنمنٹ سے اجازت لینا پڑتی تھی، انتظام بالکل مغالطہ ہو چکا تھا، ترقی کجا جامعہ کا لواء بھی مشکل ہو رہا تھا، حضرت مدنیؒ کے ساتھ مولانا نے بھی اس کو آزا د کرانے میں اہم رول ادا کیا، نئے دستور کو منظور کرانا اور پرانے ایکٹ کو ختم کرنا بہت ہی اہم کام تھا، اس کے لئے صدر جمہوریہ کے دستخط کی ضرورت تھی۔ مولانا حفظ الرحمنؒ کی مساعی سے یہ کام انجام پایا۔ جامعہ کے آزاد ہونے کے بعد جرجس شوریائیؒ نے مولانا مرحوم نے بھی اس کی رکنیت قبول فرمائی تھی، لیکن انہوں نے کہ اس کی کسی عذرت میں شریک نہ ہو سکے۔

مجاہد ملت ملک و ملت کی خدمت میں جان سپہر تھے، مسلمانوں پر مفادات کے جو

پانچ دن پہاڑ ٹوٹنے لگی آنکھوں سے دیکھتے۔ خاک و خون میں کود رہا مٹھوں کو دیکھنا
 جی ہولی مسلمہ بستیوں سے گزرنا۔ منظوروں کی آہ و بکا سنتا ان کی زندگی کا معمول بن گیا تھا
 ظاہر ہے کہ جسم و وقت پرانے کا اثر پڑنا ناگزیر تھا۔ بالآخر یہ غم بہ الم کینسر کی شکل میں نمودار
 ہوا۔ ہر طرح کے علاج سے نفع نہ ہوا اور امریکہ لے جانے کے باوجود جس سٹری سے
 رہی وہی کو گھر نہ آئے اس کا وقت آگیا، اور ہر گز متعلقہ مطابق حکم رسیح الاول ششہ
 کو صبح ۳ بجے بارگاہ عالی سے تقرب کی خصوصیات میں وقت ادا تارخ کے طوائفوں
 نے پھیلنے والی پگنیرہ روح سے اس دیار فنا کو خیر باد کہا۔ انا شہد انا الیہ راجعون۔

دل کو سکونِ روت کو آرام آگیا

سوت آگئی کہ دوست کا پیغام آگیا

آپ کا مزار مقدس ہمدان میں سلسلہ دلی النبی کے اکابر و محدثین کے پہلو میں ہے۔

حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانی

رحمۃ اللہ علیہ

زادۃ ۱۳۱۹ھ — وفات شعبان ۱۴۰۷ھ

آپ مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی دیوبندی کے خلف الصدوق ہیں ۱۳۱۹ھ میں دیوبند
 مقرر ہوئے۔ تاریخی نام ظفر الحق تھا۔ ۹ سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا، شروء سے

لے اہمیت عبادت نمبر میں اگرچہ مولانا کی زندگی کے تقریباً تمام ہی سوانح آگئے ہیں تاہم آپ
 کی زندگی اتنی بصیرت افزا اور قابلِ تقلید ہے کہ باقاعدہ آپ کی سیرت مزید کر کے شائع
 کرنے کی ضرورت ہے۔

انہر تک تمام تعلیم دارالعلوم ہی میں ہوئی ۱۳۳۱ھ میں علامہ کشمیری اور دیگر اساتذہ و محدث سے دورہ پڑھ کر فارغ ہوئے، ۱۳۳۲ھ سے ۱۳۳۶ھ تک دارالعلوم میں معین المدرس رہے، ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ میں جامعہ اسلامیہ دارالمصنفین شریف لائے، تدریس اور افتاء کی بارہ سال خدمت انجام دی، ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ میں یہاں سے الگ ہوئے۔

۱۳۴۹ھ میں جب گاندھی جی ڈانڈی مارچ شروع کیا اور نمک پر محصول کے ایکڑ کا پروگرام پیش کیا تھا اس وقت مفتی صاحب مولانا حفظ الرحمن صاحب کی میت میں لادھی سے ڈابھیل کے قریب ایک گاؤں دھاس چٹتے اور اپنا تعاون پیش کیا تھا۔ نیز یہ اسلامی نظریہ بھی پیش کیا تھا کہ نمک پر پابندی نہیں ہونی چاہیے۔

مولانا حفظ الرحمن صاحب توجہ دی ۱۳۴۸ھ میں سیاسی سرگرمیوں کا وجہ سے ہانہ سے الگ ہو گئے لیکن مفتی صاحب جامعہ سے منسلک رہے تاہم مفتی صاحب نے جب اپنا وہ فتویٰ صادر فرمایا جس میں عدم ادا کی گئی ٹیکس کی وجہ سے حکومت کی طرف سے نیلام کی جانے والی جائیدادوں کی خریداری کے عدم جواز کو بیان کیا گیا تھا تو حکومت کی طرف سے جامعہ کے اندر مداخلت کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا اس سلسلہ میں مفتی صاحب اور استقامت میں اختلاف پیدا ہو گیا اور یہی اختلاف علحدگی کا سبب بنا۔

یہاں سے الگ ہو کر آپ کلکتہ شریف لے گئے وہاں پانچ سال تک تھیں، افتاء اور تبلیغ کی خدمات انجام دیں، وہاں بہت مقبولیت حاصل ہوئی، ۱۳۵۵ھ میں مفتی صاحب نے اپنے رفقاء کے ساتھ ندوۃ المصنفین کی قیادت میں بنارس دہلی میں بنیاد ڈالی اس ادارہ سے اسلامی علوم کی گراں قدر خدمات انجام پائیں، اب تک سو سے متجاوز مختلف علوم و فنون پر کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں جو اہل علم سے داد و تحسین حاصل کر رہی ہیں۔ اس ادارہ سے ایک بلند پایہ مجلہ ”برہان“ بھی نکلتا ہے جو علمی طبقہ میں اپنا ایک مقام رکھتا ہے، مفتی صاحب شروع سے انہر تک اس کے روح رواں رہے ہیں۔ ۱۳۵۸ھ کے جنگ مرہ میں لڑنے کے بعد یہ ادارہ مفتی صاحب جی کی بلند ہمتی کے طفیل اپنا وجود قائم رکھ سکا، بلکہ مزید زرخیز کی۔

مفتی صاحب جمعیتہ العلماء ہند کے کاموں میں مولانا حفظ الرحمن صاحب کے ساتھ
بہر شریک رہے۔ ان کے انتقال کے بعد ورکنگ صدر بھی منتخب ہوئے، لیکن متاخر
اس پر قائم نہ رہ سکے بلکہ جمعیتہ سے اپنا تعلق ہی ختم کر لیا، پھر مجلس مشاورت بنائی اور
غیر تک اس کے صدر رہے۔

قومی خدمات کی وجہ سے حکومت کی نگاہ میں بھی مفتی صاحب کی بڑی وقعت تھی
آپ کا شمار ملک کے ممتاز اہل علم میں ہوتا تھا بہت سے علمی اور دینی اداروں کے
ممبر اور مشیر رہے، ایک عرصہ سے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے بھی ممبر تھے۔ ۱۳۶۵ء
سے دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے ممبر منتخب ہوئے اور آخری دم تک باقی
رہے۔ حالیہ بحران میں آپ مجلس شوریٰ کے برخلاف قاری محمد طیب صاحب
جو ہم درسم کے چمنو تھے۔

مردم دارالصفین، عظیم گڑھ کے سینئر فروری سسٹم سے وابستہ آ رہے تھے
کہ راستہ ہی میں فالج کا حملہ ہوا، چند یوم گھنٹوں میں زیر علاج رہ کر دہلی آ گئے۔ اس
وقت سے ماسک فریشن تھے، اور چند ہفتوں سے کینسر کا موزی مرض بھی لاحق ہو گیا
تھا، حکومت وقت کی زیر نگرانی علاج سبالجہ کے باوجود بھی مرض جان لیوا ثابت ہوا،
اور ۱۲ مئی ۱۹۸۲ء مطابق ۱۰ شعبان ۱۴۰۳ھ کو روح نے نفس منصب سے الگ ہوا
چھوڑ دیا۔

رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ۔

(از قاری دارالعلوم دیوبند ص ۱۲۴) واپس نامہ دارالعلوم علی گڑھ

مولانا سعید احمد اکبر آبادی ^{مظلّم}

۱۹۰۵ء میں انگریزوں میں پیدا ہوئے۔ جہاں آپ کے والد سلسلہ امرکاری ملازمت
۱۳۲۵ء میں پندرہ برس ہو گئے تھے۔ آبائی وطن، پتھر ایوں ضلع مراد آباد اور نائہال سیو بارہ ضلع بنوں
ہے۔ ابتدا سے دیکر کافیہ قدوری ٹک کی تعلیم گھر پر مستثنیٰ المذہب رکھ کر ہوئی، پھر
مدرسہ اداویہ مراد آباد میں ایک سال پڑھا، بعدہ دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور
۱۳۴۴ء میں فارغ ہوئے۔ پھر اورینٹل کالج لاہور سے مولوی فاضل کیا، ذی الحجہ
۱۳۶۲ء میں علامہ کشمیری کے ساتھ جاسکوڑا پھیل گئے دو سال رہے۔ ۱۳۸۰ء کی رپورٹ
میں آپ کا نام درج ہے اس کے بعد ذکر نہیں، اس کے بعد دہلی جاکر مدرسہ عالیہ فتحپوری میں
السنہ شرقیہ کے استاد مقرر ہوئے، اسی دوران مینٹ، اسٹیفن کالج سے ایم اے کیا
اور شمس العلماء مولانا عبدالرحمن کی جگہ اسٹیفن کالج میں لکچرار مقرر ہوئے پھر ۱۳۹۱ء میں مدرسہ
عالیہ کلکتہ کے پرنسپل بنائے گئے۔

۱۹۵۹ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں شعبہ دینیات کے صدر منتخب ہوئے، مولانا نے
اپنے زمانہ میں علمی اور انتظامی دونوں حیثیتوں سے اسی شعبہ کو ترقی دی اور دوسرے اعلیٰ
کے شعبوں کے برابر اس کو پہچاننے کی کوشش کی اور اب دینیات کا شعبہ دوسرے شعبوں کی طرح
معیاری بن چکا ہے، دینیات میں پہلے ایچ ڈی کے شعبہ کا اجراء بھی آپ کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔
اس شعبہ کے اہمیت پروری کرنے کے بعد تحقیقات علمیہ تعلق آباد دینی میں علمی کاموں میں
معروف رہے اس وقت۔ شیخ الاسلام اکبر آبادی دارالعلوم دیوبند کے آپ صدر مہین اور زیادہ تر
آپ کا قیام دیوبند رہا ہے۔

مولانا عارف ۱۳۵۴ھ سے ندوۃ المصنفین دہلی کے بلند پایہ علمی و دینی ماہر و برہان کے

ہیں۔ آپ کے دشمنان قلم بڑے دال پر مغزا اور فکر انگیز ہوتے ہیں۔ اور قلمِ جدید دونوں
 طبقوں میں بڑے شوق سے پڑھے جاتے ہیں۔ آپ قلم و جہد کا بہترین مجموعہ ہیں۔ آپ
 محکم بنہ پایہ اور معتاد کتابوں کے مصنف ہیں۔ میں اسلام میں غلاموں کی حقیقت، غلامانِ
 اسلام، وحی الہی، فہمِ سران، مسلمانوں کا عروج و زوال، مولانا عبد الشرسنگی اور ان کے
 اقدار، صدیق اکبر اور عثمانؓ، سرکارِ آراء تصانیف ہیں۔ برہان کے ہزاروں صفحات پر نظرات
 و مقالات میں آپ نے قلم کے موتی بکھیرے ہیں۔ صاحبِ قلم ہونے کے ساتھ ایک کامیاب
 مقرر بھی ہیں۔

کنیہ کی شہور آٹان میکگل بریئر سٹی میں اوٹینگ پروفیسر کی حیثیت سے آپ جا چکے ہیں
 ایشیا، روس، افریقہ اور جوہرپ کے مختلف ملکوں کے دورے کر چکے ہیں۔ بہت سے بی بی بی کے
 سیناروں میں بھی شرکت کی ہے، ان کی مصداق بھی کہ ہے، مقررِ عالمِ اسلامی قاہرہ میں
 بھی شریک ہو چکے ہیں، بین الاقوامی شخصیت کے مالک ہیں، ۱۹۸۲ء سے دارالعلوم کی مجلس
 شوریٰ کے رکن ہیں، حالیہ بحران میں مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانیؒ کے ساتھ گہرے روابط
 کے باوجود آپ کی رائے مجلس شوریٰ کی حمایت میں رہی ہے بلکہ آپ کی وجہ سے مجلس شوریٰ
 کو بہت تقریر حاصل ہوئی ہے، یہ آپ کے اصابتِ فکر کی ایک روشن دلیل ہے۔

آٹان اسٹریٹ، ڈی۔

رازِ تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۵۰ درہان اگست ۱۹۸۳ء



سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ اور چشتیہ میں مختلف شیوخ سے مجازیت تھی۔

ذریعہ مسکن

آپ مندرجہ ذیل مدارس میں خاصہ درسیا رہے، مظہر العلوم کھڑکچی
۱۳۳۲ھ و ۱۳۳۳ھ مدرسہ ارشاد معلوم قسب علی خان لاہور کا سندھ ۱۳۳۲ھ و ۱۳۳۳ھ

ذریعہ خدمات

۱۳۳۲ھ قاسم العلوم شیرازہ کیمٹ لاہور ۱۳۳۲ھ مدرسہ دارالارشاد احمد سندھ ۱۳۳۲ھ
۱۳۳۳ھ مدرسہ دارالعلوم بائیسہ کمال سندھ ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۴ھ میں دارالعلوم دیوبند میں استاذ حدیث
۱۳۳۴ھ و ۱۳۳۵ھ میں سورہات کے درجہ تعلیم مقرر ہوئے۔ کچھ مدت بعد مستعفی ہو گئے
۱۳۳۵ھ میں ڈابھیل تشریف لائے سالانہ جلسہ میں وعظ ہوا۔ شوال ۱۳۳۵ھ میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔
۱۳۳۶ھ تک رہے (روداد جامعہ ۱۲۲۲)۔

تقسیم ہند ۱۳۳۶ھ سے اپنے وطن پاکستان چلے گئے، وہاں دوبارہ وزیر مدافعت تقرر ہوئے،
آپ کی وزارت تعلیم کے زمانہ میں تمام تنازعات کا جلد از جلد قرآن و حدیث کی روشنی میں
فیصلہ ہونے لگا، ۱۳۳۶ھ میں صرف اس لئے اس عہدے سے مستعفی ہو گئے کہ شرعی فیصلہ کے بعد
بالی کورٹ یا سپریم کورٹ میں اپیل کی گنجائش باقی رکھی گئی تھی، جس کے ارکان شرعی قانون کی پوری
واقفیت نہ رکھتے تھے، اس کو علم دین کے وقار کے خلاف سمجھا اور اتنی بڑی خواہ کو ٹھکرادیا۔

تصنیفات

- ۱۔ معین الفقہاء والفقہین۔ عربی زبان میں، یہ کتاب بہت مقبول ہوئی، جمعیت العلماء ہند نے
قرارداد کے ذریعہ غزنی تحفہ پیش کیا جو اخبار الجمعہ میں شائع ہوئی، افغانستان، ترکی، عراق،
مصر، لبنان، اور شام کے علماء نے طلب کی، اور بغداد میں اس کی کچھ سی قائم ہوئی۔
- ۲۔ شرعی مضابطہ دیوانی مدارد و ملک کے تنازع قانون داں اس کے بروہی نے بیہ پسند
کیا، ۳۔ علوم القرآن (اردو) یہ کتاب اہم اسلامیات کے مضامین میں داخل ہے۔
- ۴۔ ترقی اور مظلوم ۵۔ مشرک اور اسلام ۶۔ سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام کا موازنہ
اسلام سے ۷۔ اسلام دینِ نظرت ہے ۸۔ عالم غیر مذہب ہے ۹۔ عالمی مشکلات اور ان کا

قصد فی ظل ۱۰۔ مدارس کا سہا مشہور پیرائٹر ۱۱۔ معدن السردار فی نوکی بخلاف پورہ
۱۲۔ مختار غفر مرآت کا حقیقی عن ۱۳۔ اُٹھتہ آوریہ۔ یہ کتاب نایاب ہے ۱۴۔ تصوف اور
تعمیر کردار ۱۵۔ اسلوبی چہار ۱۶۔ کیونزیم اور اسلام ۱۷۔ احکام العزیز ۱۸۔ بنو ہاشم
العسکری ۱۹۔ مشکلات القرآن ۲۰۔ حقیقت زبان و مکان۔
ان کے علاوہ علمی و تحقیقی مضامین بھی پاکستان کے جرائد و مجلات میں شائع ہوتے
رہے۔ (ماہوار الرشد دار الفکر نمبر ۱)۔

مولانا یوسف بنوری (جلال آبادی)

رحمۃ اللہ علیہ

فاضل جامعہ و شیخ جامعہ ڈابھیل

ولادت ۱۲۲۶ھ _____ وفات ۱۳۹۶ھ

انٹیشن | ۱۲ رجب الثانی ۱۲۲۶ھ مطابق ۱۲۹۵ء بروز جمعرات بوقت صبح ضلع مردان
پیدائش | میں دکنی اسٹیشن کے قریب جہاٹ آباد نامی بستی میں پیدا ہوئے آپ
کے جد اثنی سید آدم بنوری خلیفہ مجدد الف ثانی حضرت ابراہیم کے ایک گاہک "بنور" میں
قامت پذیر تھے اسی نسبت سے آپ بنور کی کنیت سے مشہور ہوئے۔

ابتدائی تعلیم | تیس سال کریم اور ابتدائی تعلیم اپنے والد اور اموی سے حاصل
کی ۱۱ سیر حبیب اللہ خاں کے دور میں کابل (دار الحکومت افغانستان)

لے جنات مولانا یوسف نمبر ۵۲

ایک مکتب میں صرف دھوکا، ابتدائی کتابیں پڑھیں، پھر متوسطات کی تعلیم پشا اور اور
کے اساتذہ سے حاصل کی، ان میں مولانا عبدالقدیر انغانی اور شیخ محمد صالح وغیرہ
شمار ہیں۔ مولانا عبدالقدیر جلال آباد (راغناستان) میں محکمہ شریعت کے تاحی مقرر

شاید مولانا عبدالقدیر سے تحصیل کیئے جلال آباد رہنا ہوا ہو، اسی لئے یہاں جلال آبادی
سے مشہور تھے۔ روراد میں بھی جلال آبادی لکھا ہے اور مولانا شبیر احمد عثمانی نے جو جلال آباد
کا زبانا ہے اس میں بھی جلال آبادی ہی لکھا ہے۔ ورنہ جلال آبادی کہے جانے کی اس
کے سوا کوئی وجہ معلوم نہیں ہو سکتی۔

اسی زمانہء تعلیم میں امیرانان الشہ خاں کے ایک وزیر نے جو مرزا جدید سے شغف
کئے تھے آپ کی زبانت دیکھ کر جدید مصری ادب کی کچھ کتابیں ہدیہ کی تھیں۔ غالباً انہی
کے مطالعہ کا اثر ہوا کہ آپ ابتدا ہی سے اچھی مشیت اور سلیس عربی لکھ کر لے گئے تھے۔
اس کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے، چھتہ کی مسجد میں رہتے تھے،
۱۳۱۵ھ اور ۱۳۱۶ھ و سال دارالعلوم میں تعلیم حاصل کی، علامہ کشمیری سے ابتدا و
کی عقیدت تھی، اسی دوران عربی میں ایک طویل خط حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں
لکھا جس میں یہ درخواست تھی کہ مجھے اپنا خادم بنالیں، شاہ صاحب نے وہ خط پڑھ کر
بجھا کہ ادب کہاں پڑھا ہے؟ عرض کیا ”کہیں نہیں“ فرمایا بس آپ کو حاجت نہیں آتا
ان ہے۔

۱۳۱۶ھ کے اخیر میں علامہ کشمیری اپنے رفقاء کے ساتھ جب
جامعہ امیل میں | جامعہ امیل تشریف لائے تو بہت سے طلبہ کے ساتھ مولانا ابنو

۱۳۱۶ھ کے اخیر میں علامہ کشمیری اپنے رفقاء کے ساتھ جب
جامعہ امیل میں | جامعہ امیل تشریف لائے تو بہت سے طلبہ کے ساتھ مولانا ابنو
کے بعد کا ہے ۱۳۱۶ھ میں تشریف لائے

بھی ڈا بھیل آئے۔ اسی سال شہانِ مسلمہ میں فارغ ہوئے یہ پہلی جماعت تھی جو جامعہ اسلامیہ ڈا بھیل سے فارغ ہوئی، نگاری کا کچھ حصہ علامہ کشمیری نے اور کچھ مفتی عزیز الرحمن صاحب نے پڑھایا تھا، آپ اپنی جماعت میں سب سے زیادہ نمبر لے کر کتابوں میں کل نمبر پچاس کے بھی زیادہ نمبر حاصل کئے۔

فرخیت کے بعد اپنے وطن ہٹا اور پلے گئے رہا چار سال رہے اور جمعیتہ العلماء صومہ صمد کے صدر کی حیثیت سے دینی اور سیاسی خدمات انجام دیتے رہے نیز مدرسہ رفیع الاسلام بھانہ ماروی میں تدریس کا کام بھی کیا۔ اسی دورانِ مشائخہ میں ایک ماہ کی بیماری سے پنجاب یونیورسٹی کا مولوی فاضل کا امتحان پاس کر لیا۔

جامعہ اسلامیہ میں | علامہ انور شاہ کے انتقال کے بعد جب جامعہ کو نائنویں استاد کی ضرورت پڑی تو نظر انتخاب مولانا بنوری پڑی، مجلس علمی کو بھی انور الشیخ کی تصدیق و تحریک اور دیگر علمی کاسوں کیلئے مولانا کی ضرورت تھی، کیوں کہ آپ علامہ کشمیری کے رنگ میں راہ و جوہر قلیل مدت تک ساتھ رہنے کے رنگ گئے تھے، اس سے پہلے "مغرب کا نم" کے حوالے سے "اسفار اربعہ" سے نکال چکے تھے، جس پر شاہ صاحب نے تعریف بھی فرمائی تھی۔

مولانا شمالی مشائخہ سے جامعہ میں تشریف فرما ہوئے، ساتھ ہی مجلس علمی کے رکن بھی تھے، مشائخہ تک مسلسل مدرس رہے، درمیان میں مشائخہ دہشتم میں مجلس علمی کے کام سے حجاز اور مصر کا سفر بھی کیا، نصیب الزاہد رفیع الباری بھی چھوڑائی، ان سالوں میں بھی برابر روداد میں آپ کا نام شائع ہوتا رہا، سوال مشائخہ میں آپ مدرس نہیں رہے اور کئی سالوں تک انہیں رہے (اس لئے کہ روداد میں نام نہیں ہے)۔

پھر مشائخہ میں صدر مدرس بن کر جامعہ آئے اور دو سال صدر مدرس رہے، اس کے بعد مشائخہ میں مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا بدر عالم کے احکامات ہجرت کر کے پاکستان

شریف نے گئے، سلسلہ سے مشتمل ایک مولانا کہاں رہے، اس کی تحقیق کیوں ملی نہیں
جی اتریں سے دست بردار ہو کر صرف مجلس علمی کے کام میں مشغول ہو گئے تھے۔

جامعہ میں مولانا کی خدمات | اس عرصہ میں تہذیب کے سوا جس میں آپ نے

کافی شہرت حاصل کی متعدد تصنیفی خدمات انجام
دی، سلسلہ میں چند مینے ہیں "نغمۃ العبر فی حیاۃ امام العصر شیخ انور" تحریر فرمائی۔

ایک عرب عالم نے اس کو پڑھ کر کہا "قرأت کتابت منجرت لبیانک"۔

"بغیۃ الاریب فی احکام القبۃ والمہارب" اس کی تصنیف سے جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ

میں نادر ہوئے۔ یہ قاہرہ سے سلسلہ میں طبع ہوئی جب کہ فیض الباری اور نصب الراية
شائع ہوئیں۔ قیمۃ البیان مقدمہ مشکلات القرآن ۱۳۵۵ھ میں شائع ہوا۔

مقدمہ فیض الباری، مقدمہ نصب الراية قیام مصر کے دوران تحریر فرمایا، قاہرہ
میں قیام کے دوران متعدد مقالات بھی لکھے تھے جو دباں بابائے پرچوں میں شائع ہوئے
جن میں علماء ہند اور ان کی خدمات کا تعارف کرایا، یہ وہ زمانہ تھا جب عرب ہندوستان
سے ناواقف تھے، متعدد قصائد بھی مولانا نے قاہرہ اور دہلی میں قیام کے زمانہ میں
تحریر فرمائے تھے جن پر اعلیٰ علم نے خوب داد دی تھی۔

تالیف معارف السنن

معارف السنن جلد ۱ کے اخیر میں مولانا نے خود ادارت تالیف معارف السنن کے
عنوان سے اس کے تالیف کی تفصیل تحریر فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں:

"ابتداءً جب کام شروع ہوا تو تہذیب کی مشغولیت بھی تھی، اور کتابوں کی کمی بھی،

علیہ مولانا کے مقالات و تصانیف کا مجموعہ پاکستان سے شائع ہو چکا ہے۔

پھر اُستاد جیل کر گمراہوں کا کچھ ذخیرہ بھی ہوا تو دوسری طرف معاشی بد حالی نے اطمینان کا
 راسخ نہیں لینے دیا، بہر حال سات سال کے غرض میں زور میان میں، انقطاع کیساتھ
 کتاب الحج تک یہ کام ہو سکا۔ اس میں "العرف الشدی" کی غلطیوں کی اصلاح بھی کی گئی
 اور استوداک و اضافہ بھی۔ پھر پاکستان آنا ہوا، مریہ کام آگے نہیں بڑھ سکا
 ۔ جو کام ہوا تھا وہ موجودہ زمانہ کے ذوق کے مطابق نہ تھا اس لئے زمانہ کے مذاق کے
 پھر اس کو ترتیب دیا اور اس کا نام "عارف السنن رکھا"۔

(عارف السنن ص ۶۲)

لیکن جماعت کی ثروت بہت بعد میں آئی اس کیسے اسباب بھی غیب سے نہایت میرٹ
 طریق سے جیسا ہوئے ماحققہ جو عارف السنن ص ۶۲۔
 اس سے معلوم ہوا کہ عارف السنن کا اصل کام ڈاٹھیل ہی میں ہوا ہے اس کی جلدوں
 کے اخیر میں جو تاریخ و زمانہ ہے وہ تالیف کی نہیں جماعت کی ہے۔

(عارف السنن ص ۶۲)

مولانا سید احمد رضا بخاری مدظلہ (جو مجلس علمی ڈاٹھیل کے اُس وقت ناظم تھے) نے بھی
 لکھا ہے کہ بعض جلد کا کافی حصہ ڈبھین میں کم پکے تھے (نور الابرار ص ۶۲) مولانا ابوسف صاحب
 نے لکھا ہے کہ کتاب الحج کا نصف سے زائد حصہ باقی تھا چھٹی جلد کی جماعت کے وقت وہ مکمل کیا
 گیا۔ عارف السنن ص ۶۲۔

یہ بیانات مولانا ابوسف خیر میں ہے کہ "العرف الشدی" کی تصحیح کا کام مولانا نے اخیر تک کر لیا تھا،
 تصحیح شدہ نسخہ مولانا کے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے ص ۶۲۔

یہ بیانات اشاعت خاص میں ہے کہ اصل مسودہ اس طرح تھا کہ عرف شری کی جماعت خالص
 لکھی تھی اور تصحیح و اضافہ ان کے بعد پاکستان بکراپٹ ایک شاگرد مولانا امین اللہ بکراپٹی
 سے لکوا ایک دوسرے میں داخل کر کے مہر واد سلسلہ کر دیا ص ۱۳۔

کے لئے تھے، طبیعت کا میلان دینی اور مذہبی تعلیم کی طرف تھا، موضع ٹھٹھہ ضلع راولپنڈی میں مولانا احمد الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے جہاں نحو و صرف کی کتابیں پڑھیں، پھر انی ضلع بگرام کی مشہور درسگاہ میں پورچ کر علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کی، وہاں سے آپ واپس پھر ان ضلع میانوالی میں سلسلہ نفث بندہ مجددیہ کے شیخ کامل مولانا حسین علی کے پاس تشریف لائے اور مصروف سے تفسیر پڑھی اپنی ذہانت اور قابلیت سے چند مفتویں میں استاذ کے منظر نظر شکر و دین گئے، اسی زمانہ میں استاذ محترم کے تفسیری فوائد و نکات قلم بند کئے۔

سلسلہ طریقت | استاذ مذکور مولانا حسین علی سے بیعت ہوئے، استقلال کے بعد شیخ کے خلیفہ و عمل مشیخ الحرمیٹ مولانا تفسیر الدین غورخشتوی سے روحانی تعلق قائم رکھا۔

علم حدیث کیلئے سفر | پھر آپ طوبی سفر اختیار کر کے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لائے (یہاں علامہ کشمیری، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا سراج الدین رشتہ داری وغیرہ سے حدیث کی کتابیں پڑھیں، سنہ ۱۳۱۸ھ میں دورہ حدیث میں شریک ہوئے صرف ایک سال ہی یہاں رہے اس سے قبل روداد میں قائم نہیں ۱۲) آپ کے رفقاء کا کہنا ہے کہ آپ نے یہاں بھی اساتذہ کی نظر میں سزا و مقام حاصل کر لیا تھا، (دورہ حدیث کی تمام کتابوں میں پچاس نمبر حاصل کئے تھے مرقعہ قبول میں سب سے زیادہ نمبر موصوف کا بھی تھا۔ ملاحظہ ہوا روداد سنہ ۱۳۱۸ھ ص ۷)۔

اسی دوران جامعہ اسلامیہ کے طلباء میں اپنے شیخ مولانا حسین علی کے طرز پر قرآن مجید کا درس دیتے رہے، اس دوران آپ دیوبند بھی گئے۔

سنہ ۱۳۱۸ھ کی روداد میں مولوی غلام خاں کا ذکر ہے، اس وقت ان کا نام ہی تھا، پھر شمال سنہ ۱۳۱۸ھ میں نہیں آئے، شاید فارغ ہونے کے بعد ایک سال رہے، اس لئے کشدان سنہ ۱۳۱۸ھ میں فارغ ہونے تنخواہ بھی صرف دس روپے تھیں، کھانا بذمہ مدرسہ ۱۲ (روداد اردو ص ۱۲)۔

تدریس اور آپ کی یادگار درسگاہیں

تدریسی زندگی کا آغاز غالباً بحیرہ صلیب سے کیا، کئی سال وہاں قرآن و حدیث اور

فنون کی تعلیم دیتے رہے۔ ۱۹۳۶ء یا ۱۹۳۷ء میں راولپنڈی ایک ہائی اسکول کے استاذ کا حیثیت سے فٹنہ پٹ لائے۔ اس وقت راولپنڈی میں مسلک دیوبند کی صرف دو مساجد تھیں جنہما میں آپ نے اپنے خوش خطابت سے ایک مقام پیدا کر لیا، چنانچہ آپ کو مسجد پرانہ قلعہ کی خطابت پیش کی گئی اور پندرہ دوپے مشاہیرہ مقرر ہو اگر آپ نے اس کو ٹھکرادیا اور فرمایا میں فی سبیل اللہ قرآن کی خدمت کروں گا۔ دیکھتے ہی دیکھتے میرا قلعہ کی مسجد قائم و خواص کامرکز بن گئی اور مسلک دیوبند کی بنیاد پر لگئی، آج الحمد للہ اکثر مساجد اپنے مسلک کی ہیں۔

دارالعلوم تعلیم قرآن کی بناؤ

آپ نے ۱۹۳۷ء میں اسی مسجد میں دارالعلوم تعلیم القرآن کی بنیاد ڈالی اور صرف تک تفسیر و حدیث اور فنون کی تعلیم دیتے رہے، آزادی کے بعد دارالعلوم ہب بازار کی ایک مقررہ عمارت میں منتقل ہوا جو ایک سادہ مگر تربیت گاہ تھی، اس کے متعلق خالی زمین میں ایک وسیع جامع مسجد کی بنیاد رکھی، اور مسجد کے شمالی جانب تعلیم القرآن ہائی اسکول قائم کیا جس کو اسلامی تعلیم میں بنیادی حیثیت حاصل تھی، بعد میں قومی تحویل میں لے لیا گیا، دارالعلوم میں دور و حدیث تک درس نظامی کا انتظام ہے، دارالافتاء بھی قائم ہے۔

دارالعلوم حسینہ درپہ

اس کے بعد اپنے آبائی گاؤں درپہ میں اپنی ذاتی اراضی تقریباً ۵ کنال پر ایک مسجد تعمیر کروائی اس کے ساتھ مدرسہ دارالعلوم حسینہ قائم کیا، اسی عمارت میں گاؤں کا پرائمری اسکول بھی حکومت کی طرف سے قائم ہے لیکن آپ نے کبھی کراہ نہیں لیا، اس کو بھی قوم کی خدمت بھلا۔

مدرسہ اشاعت العلوم ایک

بعد ازاں آبائی ضلع کے صدر مقام ایک شہر میں اپنی بیب خاص سے پانچ کنال اراضی خرید کر

سفر پاکستان

جنوری ۱۹۷۹ء کو ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان پہنچے اور دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہار (حیدرآباد سندھ) میں شیخ التفسیر

معزز ہوئے، وہاں تین برس رہے، پھر وہاں سے استعفیٰ ہو کر کراچی آ گئے اور محرم ۱۳۹۳ھ میں شیخ ٹانڈن میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ کی بنیاد رکھی اس کا نام شروع میں مدرسہ عربیہ تھا پھر مدرسہ عربیہ اسلامیہ ہوا بعد کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ منسلک۔ شروع میں فارغ التحصیل طلبہ کی تربیت کے لئے درجہ تکمیل کا افتتاح کیا بعد ازاں دورہ حدیث کے درجہ کا اجرا کیا آگے چل کر درس نظامی کے تمام درجات قائم کرنے پڑے، اس طرح یہ جامعہ اوپر سے نیچے کی طرف بڑھ گیا۔ اور پاکستان میں ایک عظیم اسلامی ادارہ شمار ہونے لگا، اس کی وسیع و عریض خدمات سے مولانا کے غلوں کا پتہ چلتا ہے اس جامعہ کی پوری تفصیل اسی طرح مولانا کے تفصیلی حالات و کمالات، بینات مولانا یوسف نمبر میں ملاحظہ فرمائیے۔ مولانا اخیر تک اسی جامعہ سے متعلق رہے، اس کے بانی، اس کے شیخ، اس کے سرپرست اور سب کچھ تھے۔ یہاں بے شمار طلبہ نے آپ سے استفادہ کیا اور ملی قابلیت بھی پہنچائی۔ قیام پاکستان کے اس دور میں بھی آپ نے متعدد کتابوں پر مقدمات تصنیف فرمائے۔ اخیر میں درمورد بیت کی طرف متوجہ ہوئے تو اس پر بھی عربی میں کتابیں لکھ ڈالیں، رتو قادیانیت میں جو خدمات آپ نے انجام دیں وہ مشہور زمانہ ہیں۔ بینات مولانا یوسف نمبر ۱۳۹۳ھ اور اس کے مابعد میں اس کی تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں۔

مولانا کی شخصیت اتنی جامع تھی کہ آپ کی تہذبات میں محدث، فقیہ، مفسر، مولوی، ادیب، معلم، مصنف، محقق، صوفی، نام نہاد، سب کچھ نظر آتا ہے۔ آپ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے ایک بے نظیر فرزند ہیں۔ علم و عرفان، عزت و ایقان کا یہ آفتاب دل کے عارضہ میں یمن دن بشار و کرم روضی قصہ ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو غروب ہو گیا۔ انشاء اللہ راجہوں۔

لے اسی وقت مولانا عبدالرحمن صاحب کامل پوری بھی پاکستان گئے تھے، اور اس مدرسہ کے شیخ الشیخ معزز ہوئے تھے۔ مکہ بینات ۲۳۷ مکہ بینات ۲۳۸۔

(ماہنامہ اہل سنت والجماعت، رمضان ۱۴۲۸ھ)

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام الشرحان صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

متوفی شب ۱۲ رجب ۱۴۲۰ھ اپریل ۱۹۸۰ء

ولادت آپ کی ولادت چودھوی مہدی اجڑی کے تیسرے عشرہ ۱۰ بیسویں مہدی کے پہلے عشرہ میں موضع درہ ضلع ایک میں ایک زمیندار گھرانہ میں ہوئی۔ یہ گھرانہ قبیلہ اٹواں سے تعلق رکھتا تھا (جامعہ کراچی میں آپ کا نام غلام خاں کیمبل پوری لکھا ہے) ۱۲۔ آپ کا نام پہلے غلام خاں تھا۔ شاہ عبدالقادر دہلوی پوری نے آپ کا نام غلام الشرحان رکھا، ورنہ کا نام غلام خاں ہے جو علاقہ کے صاحب حیثیت اور بااثر شخص تھے۔

ابتدائی تعلیم مالک و قرآن اور اسکول کی تعلیم نویں جماعت تک گاؤں ہی میں حاصل کی اسکول کی تعلیم سے تنگ آکر والد صاحب کی مرضی کے خلاف گھسے

لے یہ موضع درہ ضلع کے مشہور فقیر محرومے قریب ہی واقع ہے۔ اسی فقیر کے قریب بہبودی بھی واقع ہے جو مولانا عبد الرحمن کافوری کا وطن ہے۔ یہ علاقہ انیسویں مہدی میں ضلع راولپنڈی میں تھا۔ اس کے بعد اس علاقہ کا ضلع ایک مقرر ہوا۔ ۱۹۷۰ء میں ایک انگریز کشتہ کیمبل نے آکر ایک سے پندرہ میل کے فاصلے پر نیا شہر کیمبل پور آباد کیا جو اب علاقہ کا ضلع ہے۔ اسی کیمبل پور کو کاشمیر بھی کہتے ہیں ۱۲ (تجلیاتِ حنائی صفحہ ۱۷)۔

ان میں مولانا عبداللطیف صاحب نعمانی جتیم و شیخ الحدیث جامعہ مفتاح العلوم مولانا
 امجد علی انصاری صاحب فقہوری، مولانا عبداللطیف صاحب ناظم مظاہر علوم بہار بنوری، مولانا
 عبدالرحمن صاحب کامل پوری، قطب الارشاد شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب
 کے نام سر فہرست ہیں، حضرت شیخ الحدیث مسیحیعت جو کہ خلافت و اجازت سے
 مشرف ہوئے۔

آپ نے فراغت کے بعد مظاہر العلوم میں معین مدرس کی حیثیت سے کام کیا
 اسی زمانہ میں مولانا ابرار الحق صاحب ہر دوئی نے آپ سے تلمذ کیا، فراغت کے سال
 کسی سانحہ نے حسد کی وجہ سے زہر کھلا دیا تھا اگرچہ اس وقت آپ کو اللہ تعالیٰ نے
 بچا لیا تھا لیکن کسی کسی وقت صحت پر اس کے مضر اثرات ظاہر ہو جاتا کرتے تھے اس
 لئے بددئی آپ وہاں کیلئے وطن چلے گئے وہاں اوری میں چند ماہ پڑھایا پھر مدرسہ
 قاسم العلوم ہریٹا ضلع دیوبند میں چھ برس تک تعلیم دی، مشکوٰۃ تک پڑھایا، بیمار
 ہو کر گھر آ گئے اور بزرگوں کے مشورہ پر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل شوال ۱۳۲۹ھ میں تشریف
 لائے، یہاں فنون کے ساتھ دورہ حدیث کی کتابیں بھی پڑھائیں ۱۳۳۰ھ میں اہلیہ
 کی بیماری کی وجہ سے ایک سال کی رخصت لے کر گھر چلے گئے، وہاں احیاء العلوم
 میں دو سال مدرسہ کی، پھر دوبارہ ۱۳۳۰ھ میں ڈابھیل آئے دو سال تک مسلم شریف
 اور ترمذی شریف کا درس دیا، جب مولانا یوسف صاحب بنوری تقسیم ہند کے
 بعد پاکستان چلے گئے تو فارسی جلد اول اور ترمذی آپ سے متعلق رہی اور ۱۳۳۱ھ
 تک آپ یہاں درس دیتے رہے۔

زمانہ طالب علم میں مولانا الیاس صاحب کے تبلیغی مشن سے متاثر ہوئے
 تھے، قیام ڈابھیل کے دوران مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی اور مولانا
 سید حسین احمد صاحب دہلی کی صحبتوں سے اس میں اور جلا پیدا ہوئی، آپ کی
 تقریر پر تاثیر اور انقلاب آفریں ہو کر لی تھی، انہی دنوں ضلع کھیرہ میں ارتداد کی

فضائل قائم تھی، مولانا شمس الدین صاحب بڑودہ کی خلیفہ حضرت شیخ الاسلام کے اصرار اور حالات کے تقاضے سے آپ نے ڈابھیل چھوڑ کر ماہِ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۷ء میں جامعہ عربیہ تسلیم الاسلام آئندہ ضلع کھیرٹہ کی مدرس قبول کر لی، دن کو درس دیتے اور رات کو سنت کی ترویج و اشاعت کیلئے دورے کرتے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے اور دیگر علماء کرام کی مساعی جمیلہ سے لوگوں کو بڑا فائدہ پہنچایا، ارتداد کا فتوہ دے دیا۔ ۱۳۵۹ھ فروری ۱۹۴۰ء تک آپ آئندہ رہے۔

۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کو جب شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ عالم جاویدانی کو رحلت فرما گئے، ایران کی جگہ حضرت مولانا سید خدایت احمد صاحب شیخ الحدیث مدرسہ شاہی دارالعلوم دیوبند کے مستقل شیخ الحدیث بنائے گئے تو اکابر کے حکم اور اصرار پر استخارہ کے بعد آپ نے مدرسہ تاحمیسہ شاہی مراد آباد کی مدرس قبول فرمائی اور ماہِ شوال ۱۳۶۱ھ میں آپ شیخ الحدیث و صدر المدرسین اور ناظم تعلیمات کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہو کر تشریف فرما ہوئے ساتھ ہی ترجمہ قرآن کی خدمت بھی آپ کے سپرد ہوئی، ۱۹۴۱ء کو مسلم یونیورسٹی علیگندہ کے ایک جلسہ میں شرکت کیلئے جاتے ہوئے رکتھم کے ایکسپریٹ کا حادثہ پیش آیا جس سے کوہنے کی ہڈی ٹوٹ گئی، اور بہت معذور ہو گئے اب تک حدیث کی خدمت برابر انجام دے رہے ہیں۔ معذوری کے بعد ۱۳۶۵ھ سے بلا مواضعہ سبقت کٹر کام کر رہے ہیں۔

جزاء اللہ خیرا وعاذہ

(از مقدمہ امداد الباری)

وہاں ایک جامع مسجد اور مدرسہ جامعہ اشاعت اسلام کی بنیاد رکھی جو چند سالوں میں ہی جوگیا اور اس ادارہ کے ضمن میں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا، اس ادارہ میں بھی تاثر و حفظ کا خصوصی دورہ درسیں نظامی پڑھایا جاتا ہے۔

دورہ تفسیر | آپ دورہ تفسیر اپنے شیخ مولانا حسین علی کے طرز پر ہر سال پڑھاتے تھے، آپ کے تلامذہ مشرق بعید، براعظم ایشیا، افریقہ اور تمام عالم اسلام میں کام کر رہے ہیں، آپ کے دورہ تفسیر میں اپنے سوغفضلہ علماء و طلباء شریک ہوتے تھے، آپ کو دورہ تفسیر سے اس قدر شغف تھا کہ فرماتے تھے یہ میرا سالانہ حقیقہ ہے۔

۱۹۹۹ء میں حج کے موقع پر سعودی حکومت کی خصوصی دعوت پر پاکستان کی جانب سے حرم شریف میں ایک ماہ تک درس دیا جس کے تمام انتظامات وزارت امور مذہبیہ سعودیہ عرب نے کئے تھے، انگلینڈ بھی شریف نے کئے تھے، تقریباً چالیس مقامات پر توحید و سنت کی اشاعت میں غلاب کیا۔ تحریک آزادی میں مجلس احرار اور جمعیت علماء ہند کی قیادت کی تھی، قیام پاکستان کے بعد علماء حق کی ہر تحریک میں پیش پیش تھے، بینوں مارشل لاء میں گرفتار بھی ہوئے، نظام اسلام کی تحریک میں پاکستان بھر کے علماء کو شریکوں پر لانے اور شاہی جلوس کرنے کا سہرا آپ کے سر ہے، سب سے پہلے علماء کا جلوس آپ ہی کی قیادت میں دارالمعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی سے نکلا، سو شکر و اور کمبو نرم کی کئی شدت سے تردید کی، مسلک میں اگرچہ شدت تھی لیکن اخلاق بہت اونچے تھے اس لئے فرقہ بریلو کے لوگ بھی آپ کے ساتھ جمع ہو جاتے تھے۔

تصنیفات | آپ نے متعدد تصانیف یادگار چھوڑیں۔ ۱۔ تفسیر جواہر القرآن تین جلدوں میں، ۲۔ تفسیر غنۃ المران و تفسیر بے نظیر، آپ کے شیخ کے فوائد مجموعہ، ۳۔ قرآن مجید پر تفسیر لکھا اور شیخ الہند کے ترجمہ کے ساتھ شائع کیا، ۴۔ جواہر التوحید مسئلہ علم غیب کی تحقیق میں، ۵۔ اپنا سہ تعلیم القرآن جاری فرمایا جس میں آپ کے متعدد تحقیقی و علمی مضامین موجود ہیں۔

حضرت مولانا محمد ایوب صاحب اعظمی

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

ولادت ۱۳۱۹ھ
۱۹۰۱ء

وفات ۶ شوال ۱۴۰۴ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۸۴ء بروز جمعہ
بوقت پورے پانچ بجے صبح

ولادت ۶ شوال ۱۳۱۹ھ (۲۷ مئی ۱۹۰۱ء) میں آپ کی ولادت تھیں مولانا محمد ایوب صاحب نے
اعظم گڑھ یونیورسٹی میں بی اے کیا۔ مولانا محمد ایوب صاحب نے اسلامیہ تعلیمات میں
مولانا ایوب بن محمد صاحب بن احمد بن یونس بن روشنی علی۔ یہ مولانا سوسے تقریباً ڈیڑھ سو سال کے
تعلیم پر ایک گاؤں بکھیاہ گنج میں آباد تھا۔ مولانا کے والد صاحب وہاں سے منتقل
ہو کر اپنے سسرال الہ آباد پرہ میں آکر رہنے لگے اور یہاں کے جو گھر، مولانا کی ولادت
اسی گھر میں ہوئی۔

اس خاندان میں متعدد عالم اور صوفی گذرے ہیں۔ مثلاً مولانا عصمت اللہ علیہ السلام،
مولانا صفی اللہ، مولانا محمد ظہیر صاحبان۔ زہیر الخواطر اور تذکرہ علماء ہند، ارمان مصنف
یونس بکری میں ان حضرات کا تذکرہ موجود ہے۔ ان کے علاوہ مولانا محمد سلیم دہلوی، مولانا
دولانا عطاء اللہ وغیرہم، مولانا کے علماء، کاروباری تعلق حضرت صوفی ولی محمد گھوٹلوی نور اللہ قادری

نے گھری صلیح اعظم گڑھ میں ایک جھوٹا ساقبہ ہے۔

سے تھا۔

تعلیم | ابتدائی تعلیم ناظرہ اور اردو کی کمر ہی پر ہوئی، پھر فارسی اور ابتدائی عربی کی تعلیم محلہ اور گنگ آباد سکول میں ایک چھوٹا سا مدرسہ تعلیم مولانا شاہ محمد عمر صاحب مرحوم کے حوالہ میں تھا جس میں مولانا عبدالرحمن صاحب اور گنگ آبادی پڑھاتے تھے وہاں ہوئی، پھر مولانا عبدالغفار صاحب سکول کی خدمت میں فرانکر ضلع بلیا جہاں وہ پڑھتے تھے حاضر ہوئے، تقریباً ساٹھ سال بھر وہاں تعلیم لی۔ اس کے بعد مولانا امان اللہ صاحب (جبر) مولانا عبدالحی فرنگی محلّی کھنوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، کے پاس مدرسہ مظہر العلوم بارہن حاضر ہوئے تقریباً دو سال وہاں تحصیل علم کیا۔ کافیر، مشرک جامی، کبری، صفحہ، میزان، منطق، مشرک تہذیب وغیرہ ان کے پڑھی۔

اسے تھوڑے عرصے کے بعد دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا، وہاں کئی سہ ماہی رہنا ہوا فنون اور درسیات کی اکثر کتابیں اساتذہ و ذرا احیاء علوم دینیہ، مولانا اعجاز علی، مولانا عبدالسمیع اور مولانا رسول خان صاحب وغیرہم کے پڑھیں۔ منطق و فلسفہ قدیم کا زوال ہو چکا تھا مگر پھر کچھ کچھ آبرو بانی تھی اس لئے اس کے پڑھنے کا شوق ہوا، اس وقت اس فن کے مشہور استاد حضرت مولانا ابجدی صاحب جرنپوری تھے جو سینہ و ضلع علیگڑھ میں پڑھتے تھے اور اس فن کے شائقین کے مجمع بنے ہوئے تھے، مولانا بھی ان کی خدمت میں گئے اور کئی سال رہے منطق و فلسفہ کی مشہور و منداول کتابوں کے سوا کچھ مخصوص کتابیں بھی پڑھیں جو نایاب تھیں۔ مثلاً منطق طوسی کی شرح اشارات اور اس پر محاکات، باقی البین میر باقر راماد کے کچھ اجزاء اور شیخ برعلی سینا کی مشابہ کے بعض اجزاء، اسوقت

لے اسی زمانہ میں جب کہ آپ شرح و نایہ کے طالب علم تھے حضرت شیخ الہند کے درس ترمذی میں سائنس کی حیثیت سے دیگر طلبہ کے ساتھ مشرک ہوئے تھے، حضرت شیخ الہند سفر جاری کیلئے روانہ ہونے والے تھے، تبرکات کتاب شروع کرائی تھی۔ (ذرائع و اسناد)

مولانا شریف حسن ضاد یوبندی

ولادت ۱۹۲۰ء ۱۳۳۸ھ وفات ۱۳۹۶ھ

دیوبند کے رہنے والے تھے ۹ اگست ۱۹۲۰ء کو دیوبند میں پیدا ہوئے اور یہیں
 لفظ عبدالحق مرحوم سے قرآن شریف حفظ کیا، پھر تین سال تک فارسی اور عربی کی ابتدائی
 کتابیں بہشت (ضلع بہار) پور کے مدرسہ میں رہ کر پڑھیں بعد ازاں دارالعلوم میں داخل ہو کر
 درس نظامی کے نصاب کی تکمیل کی ۱۳۵۵ھ میں دورہ حدیث سے فارغ التحصیل ہوئے۔
 تعلیم سے فراغت کے بعد شوال ۱۳۶۰ھ میں مدرسہ اہلاداعیہ خاندانہ اہلاداعیہ
 تھانہ بھون میں صدر مدرس مقرر ہوئے، انھیں جملہ علوم و فنون میں کامل دست گاہ
 حاصل تھی، حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے فیض صحبت سے حدیث و افتاء سے خاص
 مناسبت پیدا ہوئی تقریباً ۱۳۶۳ھ میں مدرسہ اشاعت العلوم بریلی کے صدر مدرس
 بنائے گئے وہاں درس حدیث کے ساتھ افتاء کے فرائض بھی انجام دئے، ۱۳ سال کے
 بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے وہاں مجمع بخاری اور جامع ترمذی
 زیر درس رہی، ۱۳۷۵ھ میں انھیں دارالعلوم دیوبند میں بلایا گیا علم حدیث سے
 خاص شغف تھا، حضرت مولانا فخر الدین احمدؒ کے بعد بخاری شریف کے درس کو
 سنبھالنا ان کا بڑا علمی کارنامہ ہے، تاہم واپس علامہ شیخ الحدیث کے فرائض انجام
 دیتے رہے، ان کی پوری زندگی درس و تدریس، درعلوم و فنیہ کے طلباء کی خدمت
 میں گزری، ان کا درس علمی مواد پھر پور ہوتا تھا، طلباء حدیث ان کے درس سے
 مطمئن ہو کر اٹھتے تھے، وفات سے چند گھنٹے قبل تک ان کا علمی فیضان جاری رہا۔

علم و تقویٰ اور فضائل و خلاق و شمائل میں علماء اکابر کی بارگاہ تھے وہ اپنے علمی تبحر اور علم حدیث سے خصوصی تعلق و شغف اور اپنی پاکیزہ نفسی کے باعث اپنے سامعین میں ممتاز تھے ہر چیز بڑے سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے ظاہر و باطن دونوں پاک تھے طبیعت نہایت مہربان و مہربانی تھی۔

۱۳۱۲ھ ۱۹ جولائی ۱۹۹۴ء کی دریاں شب میں تقریباً ۵۱ سال کی عمر میں بیمار قلب چند گھنٹوں کی مختصر علالت کے بعد راصل بخن ہو گئے۔

رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

قبرستان قاضی ان کی ابدی آرام گاہ ہے۔

(از تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۲۵)

جامعہ اسلامیہ دیوبند میں آپ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ میں تشریف لائے، اور صدر مدرس کی جگہ بخاری شریف کا درس آپ سے متعلق رہا، ۱۳۴۵ھ تک یہ منصب آپ کے سپرد رہا ۱۳۴۵ھ میں ایک دوسرے درس شیخ الحدیث رہے لیکن پھر ۱۳۴۵ھ میں ان کے چلے جانے کے بعد آپ صدر مدرس بنے اور ۱۳۴۸ھ تک رہے بعد ازاں دارالعلوم دیوبند میں مدرس حدیث بن کر تشریف لے گئے۔

جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ سے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کو آپ کی خدمات حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا الحمد للہ اس وقت سے شعبان ۱۳۹۱ھ تک آپ کا فیض یہاں جاری رہا، بخاری شریف مکمل اور ترمذی شریف مکمل آپ سے متعلق رہی چند برسوں سے ضعف کی وجہ سے ترمذی شریف چھوڑ دی تھی صرف بخاری شریف کا درس دیتے تھے، اس پیش سالہ مدت میں آپ سے انتخاب فیض کر کے سیکڑوں علماء ہند و بیرون ہند میں دین مبین کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

مرض وفات

تعلیمی سال کے اختتام ماہ شعبان سے چند ماہ قبل بواسیر کی شکایت پیدا ہوئی، مختلف دوا علاج کے باوجود شکایت برابر جاری رہی، کئی بار زیادہ مقدار میں خون آیا جس نے ضعف پیدا ہو گیا پھر کچھ طاقت آگئی۔ لاہر شعبان کو جلسہ کے بعد وطن تشریف لے گئے وہاں بھی علاج معالجہ کے باوجود شکایت باقی رہی، رمضان سے قبل بخاری میں بھی مبتلا ہوئے جس سے ضعف اور بڑھ گیا، غذا بھی نہیں ہوتی تھی، شدت ضعف کی وجہ سے رمضان کے بعض روزے بھی نہیں رکھ سکے، اخیر رمضان میں بواسیر کا آپریشن کرا دیا گیا۔ اس سے افاقہ ضرور ہوا لیکن خون کا آنا بالکل بند نہیں ہوا تاہم حالت تشریف ناک نہیں تھی، عید کے دن نماز عید کیلئے نکلنے کی تیاری کر رہے تھے کہ اچانک سینہ پر شدید درد ہوا، جس کی وجہ سے عید کی نماز کیلئے نہ جاسکے، ڈاکٹر بلائے گئے، جنہوں نے اس درد کو ریاضی درد تجویز کیا علاج جاری رہا، ڈابھیل آنے کی باتیں چل رہی تھیں انتظار تھا کہ طبیعت میں افاقہ ہو جائے تو سفر کیلئے ریڑرویشن کرایا جائے۔ مولانا نے صاحبزادوں کو جمع کر کے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ صحت ہونے پر ڈابھیل جاؤں گا، بخاری شریف کی صرف جلد اولیوں کا، اور اب تنخواہ نہیں لوں گا، صاحبزادوں نے اس رائے کی تائید کی اور اس پر خوشی ظاہر کی، سینہ کا درد وقتاً فوقتاً ہو جایا کرتا تھا دو روز سے ملتہ ملتہ جبکہ درد اتھکتا لیکن انگشت اور زوا سے افاقہ ہو جاتا، ۲ رشتوں جمعہ کو بھی اس وقت درد شروع ہوا، درد کھلائی گئی لیکن قے ہو گئی انگشت دیر گئی لیکن اس کا کوئی اثر ظاہر

نہیں، مگر بالآخر وقت موعود قریب آگیا تو زبان پر کلمہ طیبہ کا ذکر خود جاری ہو گیا مگر سب سے پہلے پانچ بیچہ (جو وہاں فخر کی جماعت کا وقت تھا) دین متین کا یہ بیسٹھ سالہ خادم ہمیشہ کیسے آسودہ خواب ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حادثہ کے بعد شہر میں لاڈلہ اسپیکر سے اعلان مشہور ہو گیا تھوڑی دیر میں ہنجر جانی گسل شوہر اور مصافات میں پھیل گئی، شہر میں ہڑتال رہی دوکانیں بند رہیں، نماز جمعہ کے بعد پورے دو بجے نماز جنازہ کا وقت مقرر تھا، شہر کے تمام غلاموں سے غلام جمعہ سے لوگ فارغ ہو کر شاہی جامع مسجد کفرہ کے وسیع میدان میں جمع ہو گئے، پورا میدان کچھا کچھ بھرا ہوا تھا، جگہ کی تنگ دامالی کی وجہ سے جامع مسجد میں بھی دو رنگ صفیں لگیں نماز جنازہ آپ کے رفیق قدیم محدث طویل مونا نا صیب الرحمن صاحب الفطنی مدظلہ نے پڑھائی اس کے بعد محلہ کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ وغفرلہ مغفرۃ تامہ

۱۷ شوال بروز شنبہ تار سے ہنجر صاحبہ شریعہ اسٹامپ ڈیوٹیشن ہو چکی، جس نے بہت سے دلوں کو بزمِ مردہ اور بے قرار کر دیا احراف میں بھی خبر مشہور ہوئی بہت سی مساجد میں تسران خوانی کر کے ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا گیا جامعہ اس وقت بند تھا۔ ۱۸ شوال کو جامعہ کھلا، داخلہ کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد تعلیم شروع ہو گئی تو ۱۹ شوال کو جامعہ میں بھی قرآن خوانی کی گئی ایصالِ ثواب اور دعا مغفرت ہوئی شیخ الجامعہ کے انتقال پر طلال پر رجا و غم کا اظہار کیا گیا، ان کے حالات زندگی اور فضائل پر روشنی ڈالتے ہوئے موصوف کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کی گئی۔ اور دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں شانِ ایمان مقامِ عافرائے اور ملتِ اسلامیہ خصوصاً جامعہ کراپ کی خدمات سے جو صدقہ لائق ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس کی تلافی کی بہترین صورتیں پیدا فرمائے، ہمارے کے بعد اس دن جامعہ میں تعطیل کر دی گئی۔

یہ دونوں کتابیں مطبوعہ نہیں تھیں مثنیٰ تھیں حضرت استاد کے پاس کچھ اجزاء تھے طلبہ اس کو نقل کر کے پڑھتے تھے۔

مطلق و فلسفہ سے فراغت کے بعد نوٹ کر پھر دیوبند آ گئے اور دورہ حدیث پڑھا ابھی حضرت شیخ ابند مالٹا سے رہا ہو کر شہرہ یف تھیں لائے تھے ان کے جانشین حافظ البصر علامہ سید انور شاہ کشمیر گئے تھے ان سے صحیح بخاری پڑھی، علامہ شبیر احمد عثمانی سے نسائی اور مسلم شریف، حضرت مولانا سید امجد حسین صاحب سے البرز اورد، حضرت مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمن صاحب نرائن شہرہ سے مؤطائیں پڑھی یہ سلسلہ ۱۳۲۵ھ تک واقع ہے۔

دورہ حدیث سے فراغت کے بعد تافضل لاہور کی تیاری میں لگ گئے جس کی اس زمانہ میں بڑی قدر قیمت تھی۔ ۱۳۱۳ھ میں حضرت شیخ ابند مالٹا سے رہا ہو کر آ گئے، خلافت کا مسئلہ بڑے ددروں پہ تھا، دہلی میں حضرت شیخ ابند کی صدارت میں جمعۃ العلماء کا اجلاس ہوا، احمد میں پانچ علماء شریک ہوئے اسی اجلاس میں ترک موالات کی تجویز پائی ہوئی انگریزوں اور بدیسی چیزوں کا مکمل بایکٹ کر دیا گیا، اس تحریک کی اہمیت کے پیش نظر تافضل لاہور کے امتحان کا ارادہ ترک کیسے تحریک میں شریک ہو گئے۔

جب تحریک کا زور کم ہوا اور رضا اقتدار پر آئی تو خیال ہوا کہ کہیں تدریسی خدمت میں لگ جانا چاہئے، حسن اتفاق سے کلکتہ کے مضامات میں اکڑا مقام میں ایک مدرسہ دارالعلوم قدسیہ کے نام سے مشہور تھا اس میں صدر مدرس کی جگہ خالی تھی آپ کا تصور صدر مدرس کی سیٹل ہو گیا، فنون دیگر کی اونچی کتابیں حصہ میں آئیں عمر ابھی بہت کم تھی اچھی طرح داڑھی مونچھ بھی نہیں آئی تھی دوسرے اساتذہ بڑی عمر کے سفید ریشم تھے زیادہ دنوں سے تدریس کا کام کر رہے تھے اس لئے وہاں صدر مدرس کے عہدہ پر کامیاب ہونا ایک مشکل امر تھا، اضطراب اور پریشانی بھی لاحق ہوئی لیکن انشاء تعالیٰ سے دعا کر کے کتب بینی اور طالعیت کی کچھ ہی دنوں کے بعد اعتماد پیدا کر لیا اور مدرسین و طلبہ میں عزت و محبت کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے۔ پانچ سال دماں قیام رہا اس مدت

مولانا عبد الجبار صاحب پشاورى (کوٹھوى)

(عہد س اول مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل)

ولادت اور ابتدائی تعلیم | آپ کی ولادت سالہ کو موضع کوٹھ تحصیل
صوابی میں جناب مولانا شاہ حسین کے ہاں ہوئی
تحصیل علم کے لئے ابتداً علاقہ کے علماء کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لانا
خلیل الرحمن صاحب سے زبردستی میں فارسی اور صرف و نحو کی کتابوں کے بعد نورانی
قلبی، برقی، اور دیوان یعنی تک تعلیم حاصل کی

اصلی تعلیم اور فراغت | تعلیم کی تکمیل کے لئے ٹونک کے مدرسہ ناصریہ میں داخلہ لیا،
مولانا سیف الرحمن صاحب صاحبہا کا بی صدر مدرس مدرسہ
ناصریہ سے کچھ کنہ میں پڑھیں، مولانا موصوف جب مدرسہ فقیری تشریف لے گئے
اور مولانا جلد محمد خان صاحب (جو نائب صدر تھے) شیخ الحدیث مقرر ہوئے تو انہی
سے صحاح ستہ پڑھ کر سند حاصل کی، مولانا فیصل احمد مہار پوری سے بیعت ہوئے
فراغت کے بعد چند سال نو ماری صوبہ گجرات میں مدرسہ
آغاز مدرسہ | و خطابت کا کام انجام دیا، اسکے بعد وطن تشریف لے گئے
اور پشاور ہی میں درس دینے لگے ماسی دھان مولانا یوسف پوری نے آپ سے
چند کنہیں پڑھیں اور مولانا حافظ محمد ادریس طوروی نے آپ سے تحریر منبٹ
اور شرح دقایہ کا درس لیا۔

مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل میں | مولانا پشاورى سالہ میں مدرسہ تعلیم الدین
ڈابھیل میں درس عربی اور صدر مدرس بن کر تشریف

آپ کے ذریعہ عربی کی تعلیم شروع ہوئی اور آپ کی کوشش سے مشکوٰۃ شریف اور جملین
ایک ایک سلسلہ بنی تھیں کہ مشکوٰۃ کے اواخر میں ملازمین کو ہفتہ کا قافلہ علمی پہنچا جس کے سالار
ملازمین تھے اور ان کے اوسے یہ معمولی سے ایک شہرہ آفاق عالم عربین تھے۔

ان اکابر علماء کی موجودگی میں بھی مولانا پشادری عربی کے ایک مدرس کی حیثیت سے کئی سال
صرف فارار پے لگے تھے کہ روبرو میں آپ کا نام طاب ہے، اس سال مندرجہ ذیل کتب آپ
کے زیر درس رہیں، شرح ذقانیہ، قطبی، تیسر قطبی، شرح تہذیب، امول اللہ ناشی، نور اللہ فار، کافیه
شرح جامی، اس سال شیخ الحدیث علامہ شبیر احمد عثمانی تھے علامہ شبیری کا انتقال ہو چکا تھا،
شاہ صاحب کو آپ سے انتہائی محبت تھی، فرماتے تھے اس مدرس کو جو ترقی ملے وہ آپ کی
کوششوں اور مسلسل جدوجہد کا ثمر ہے، مولانا اپنی تدریسی مشغولیوں کے باوجود حضرت شاہ
صاحب کے درس بخاری شریف میں شرکت فرمایا کرتے تھے، مشکوٰۃ کے سفر گون میں آپ کو
علامہ شبیری، علامہ عثمانی اور مولانا احمد بزرگ کے ہمراہی کا شرف حاصل ہوا تھا

تلاش مذہب | اس طویل مدت تدریس میں آپ سے سیکھنے والوں طالبان علم نے استفادہ کیا
ان میں مولانا موسیٰ بیہات نوساری، مولانا محمد موسیٰ میاں، سملکی ثم افروقی، مولانا مفتی ابراہیم
سبھاوی، افروقی قادی ذکر ہیں۔ مشکوٰۃ میں آپ کو زیارت حرمین شریفین کا شرف
حاصل ہوا، ڈابھیل سے واپس کے بعد آپ نے اپنے آبائی گاؤں کوٹھڑ میں مولانا عبد الصمد
عرف درگاہی بابا جی مساک کے تعاون اور مشورے سے درصوفیہ کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد
رکھی اور آخر تک سب سے تدریس و انتظام کی خدمات انجام دیتے رہے

وفات | ۱۳ رذی الحجہ ۱۳۹۷ھ کو آپ کی روح قید تن سے آزاد ہوئی نماز جنازہ
میں عوام کے علاوہ گرد و نوار کے علماء بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے نماز جنازہ شیخ القرآن
مولانا عبد الہادی صاحب منصوری نے پڑھائی اور قبر پر رقت انگیز خطاب فرمایا۔

حضرت مولانا عبد الحق صاحب مدظلہ شیخ الحدیث دانی دہشتم دارالعلوم حقانیہ نے فرمایا مولانا
مرحوم ہمارے علامہ میں نمودار مسلمان تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ

(ماخوذ از ایہام الحق رجب ۱۴۰۷ھ اپریل ۱۳۹۸ھ)

ہیں درحقیقت فارغ ہوئیں اللہ تعالیٰ کی مدد سے ابھی مقبولیت حاصل ہوئی، اب وہ ہوا کی
ناخوابگت سے صحت خراب ہو گئی اور مدرسہ چھوڑنا پڑا۔

وہ اس سے الگ ہو کر دیوبند میں دو سال رہے۔ اس درمیان مؤرخ ضلع اعظم گڑھ ہیں
مفتاح العلوم کا قیام عمل میں آگیا تھا، محدث جلیل مولانا حبیب الرحمن اعظمی اور مولانا
عبید اللطیف نعمانی جو دینی خدمتیں انجام دے رہے تھے ان حضرات کے اصرار پر دیوبند
چھوڑ کر مفتاح العلوم آگئے، اراکین مدرسہ نے انتظام و اہتمام سنبھالنے پر مجبور کیا،
بارن ناخواستہ قبول کر لیا اور تقریباً چونتیس برس تک مفتاح العلوم کی خدمت کی،
نظامت کے زمانہ میں چندہ کی فراہمی کے لئے مختلف اطراف کے سفار بھیجے جوتے
ہے، وعظ و تقریر کے ذریعہ لوگوں کو دین کی طرف راغب کرنے کی کوشش بھی جاری
رہی، مضامین اور مقالات بھی لکھے ایک مقالہ "فلسفہ موت" کے نام سے بہت
پسند کیا گیا، الطبع نے پھر اجنامہ مولوی نے اسے شائع کیا، نظامت کے ساتھ ساتھ
تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ مختصر المعانی لکھو یا مستعین تھی اس کے علاوہ کبھی ہدیہ اولین
کبھی آفریں کبھی مشکاة کبھی جلالین زیر درسیں رہی۔

جامعہ مسجد ٹوہ میں جمعہ کے بعد قرآن پاک کی تفسیر مدنیوں بیان کی بیس سالہ کے عزم
میں قرآن پاک ختم بھی کر دیا، نظامت سے سبکدوش ہو کر سات سال مفتاح العلوم
کے شیخ الحدیث اور صدر مدرس بھی رہے، عوامی اصلاحی تحریک نظام الدین کی تبلیغی
جماعت سے بھی منسلک رہے، امیر جماعت بن کر لوگوں کو اس کام سے روشناس کرایا،
وہ زمانہ تبلیغی جماعت کا ابتدائی زمانہ تھا لوگوں کے کان اس طرح کار سے نا آشنا تھے
آپ نے التزغیب والتزجیب لایں حجر کا ترجمہ اور تشریح بھی لکھی تھی لیکن مسودہ ایک
سفر میں پورے میں کے ساتھ چوری ہو گیا اس لئے اس کی جماعت نہیں ہو سکی۔

بھتی ناخوشگوار واقعات کی وجہ سے مفتاح العلوم سے الگ ہونا پڑا، اس کے بعد ڈیرہ
دردال ندوۃ العلماء کھڑے ہیں شیخ الحدیث رہے۔

لے ہمارے حالات مرلا نا صرف نے ماہ شعبان ۱۳۸۸ھ میں تحریر شدہ مجھے عزایت فرماتے تھے ۱۲ فضل

شیخ کے اوصاف و کمالات

شیخ موصوف حضرت مولانا شاہ رمی، ستر سجدہ رچی (خلیفہ اہل حضرت تھانوی) سے متعلق تھے۔ معمولات کے بہت پابند تھے، غناؤں کے بعد جلد سو جانے کا معمول تھا۔ صبح صادق سے پہلے اٹھ کر تہجد پڑھنا آپ کا دائمی معمول تھا، بیماری میں بھی تکلف اور ناغہ مشکل تھا، نماز باجماعت کا بہت اہتمام تھا، گھنٹوں کے در در اور اٹھنے بیٹھنے کی تکلیف کے باوجود مسجد میں اگر جماعت سے نماز پڑھتے اور فرض نماز کھڑے ہو کر پڑھتے تھے کہ رمضان میں بسبب طبیعت مسجد جانے کے لائن ہوتی تو دو آدمیوں کے مہارے مسجد میں آتے، تہجد کے بعد صبح کی نماز تک جہیزا ذکر کرتے۔ اسی وقت ذکر کرتے ہوئے دُنيا سے رخصت بھی ہوئے۔

دلائل الخیرات اور دوسرے اوراد و وظائف کا معمول تھا جس کی سہولت سے پابندی کرتے، طہار، خندہ، مہین، مٹواضع وضع ہوئے تھے، ہر چھوٹا بڑا بے تکلف ملتا اور مجلس میں بیٹھتا تھا، طبیعت میں ظرافت بھی تھی، خشک مزاج اور بدخلق نہیں تھے، اپنے چھوٹوں سے بھی احترام کے بوجھ میں گفتگو فرماتے، درس میں بڑی دلی چسپی کا سامان ہوتا، طلبہ انرا بیان میں سنا گفتگو کی وجہ سے کٹھن محسوس کرتے، غلام انور شاہ کشمیری کی تحقیقات والہانہ انداز میں بیان فرماتے۔ انداز بیان ایسا اہل تھا کہ ذکی اور عجبی دونوں قسم کے طلبہ یکساں خاندہ اٹھاتے۔ اختلافی مسائل میں مسلک حنفی کی برتری واضح طور پر ظاہر فرمادیتے، جہرہ بر نورانیت کے ساتھ وقار بھی نمایاں تھا طلبہ کے ساتھ بڑی شفقت فرماتے، شاگردوں کے ساتھ خط و کتابت کے ذریعہ تعلق رکھتے اور نیک مشوروں سے نوازتے، غالباً دوبار حج کی سعادت نصیب ہوئی، مالی گزشتہ بھی اس سعادت سے بہرہ مند ہوئے تھے، ستر توالی بے پایاں رحمتیں آپ پر



۲۸۹
 نتیجہ فکر از حضرت فضلی مشہدی
 یکے از رفقا حضرت مرحوم سملکی
 (ماخوذ از تجوید مشہدی قدیم)

بروفات حسرت آیات مولانا احمد حسن بھام سملکی

میں صبیقی آموز عبرت خیزہ دنیا کا چلن
 غن ہوئی وہ شیخ مودائوس ہیکہ جس کے سبب
 نام تھا احمد حسن اور بھام تھا ابن کا لقب
 عالم اہل وطن تھے مولوی احمد حسن
 طالب علمانہ وہ ہندوستان میں پھرتے رہے
 سبب سیاحت سے ٹھکے ماندے ہوئے ہیں آپ
 بعد اس کے شہر دہلی میں رہے ہیں مولوی
 کتنی تکلیفیں اٹھائیں جستجوئے علم میں
 اپنی بستی کیلئے کی وقف ساری عمر کو
 ازیں تعلیم دین تھے بالی اور اسلام
 شہک تھے اس کی خاطر روز و شب سے سوا
 جامجا اس کے ہی ذکر و فکر میں مصروف تھے
 سب سے یکساں گفتگو تھی سچا ہوا ہونے
 انقلاب میں تھا وہ علم دین کی تر و تیک کا
 سادگی سے تھے فیض تھے نصیحت سے بری

سے زواں ولا فنا ہے ذات باری ذوالفنن
 بن گئی اندھیر خانہ دوستوں کی انجمن
 قوم کے پیچھے کھپا یا جس نے اپنا جان و تن
 ماہر علم شریعت زینت بزم سخن
 بہمالی کیلئے تھے تھے شیخ و براہمن
 کا پورا آخر ہوا ان کیلئے مشکل و عن
 یعنی وہ دہلی جو واقع ہے ہدیائے حسن
 تشریف تحصیل کی بیشک ہیں ایسی ہی کھن
 آپ حاصل کر چکے جس وقت کہ ہر علم و فن
 موضع تحصیل سملک میں ہو تھا خود کا وطن
 عزم افزہ کیا پھر جھڑ کر سر زندہ وزن
 راہ میں اس کے لئے کیا کیا ہے رنج و عن
 خیر خواہی سب کی تھی مد نظر ستر و علن
 بچوں کی تعلیم کے رکھتے تھے سینہ میں لگن
 ان کے جیسے اور کم دیکھے گئے اہل زمن

قوم کی وہ خدمتیں کی ہیں کہ جس کی شرم سے
استغاثہ پر طالع صارق الہ غلام سے
جی کی ہر مٹی یوں ہی مٹی کیا کیجئے جز صبر کے
گیارہویں ماہ محرم روز پنجشنبہ کا تھا
یا الہی مغفرت کی چادر میں ان پر چڑھا
مصرعہ تازیانہ فعلی شہدی نے یوں کہا
جنتی تھے مولوی عالم ہمسام احمد حسن

۸۱۳۳۷

لہ ایضاً در فارسی

حسرت و صغیر افسوس کردار الممن
بود از قوم بڑا ہر بھام آمد عزت و سہ
بود نیک مرد نیک میر بہت عالم و محنت گویں
نیک سال رشتش چوں کرد فعلی شہدی
اول حسین را آخر ہود خوبی بہر ثواب
ہر دو ایں یا مصرعہ آیتہ خم کن بہر سال
راہی ملک بخت اشد مولوی احمد حسن
خیر خرابی کرد بہر قوم خود از جان و تن
سہی بید کرد در ترویج دین و علم و فن
گفت آتف بہر کن غلبگی چرا بایہ شدن
تار دانش شاد گرو را اند خدا لے ذوالملک
یا زردہ ماہ محرم فوت شد احمد حسن

۱۳۲۲

$$\begin{array}{r} ۱۳۲۲ \\ ۱۳۲۲ \\ \hline ۱۳۲۴ \end{array}$$

یا لہورد کے عہد ۱۵

بشکرہ مولانا حکیم عبداللہ صاحب کفایتی دامت عافیت

ہذا القصيدة في مدح قدوة العلماء الراسخين فقيد المثال
في الزمن

مولانا احمد حسن السملکی مؤسس الجامعة الإسلامية

رزقہ اللہ عیشة راضیة فی جنات عالیہ

از قاری محمد امین بہار پوری مدرس شعبہ تجوید جامعہ اسلامیہ

- ۱۔ ایا عین جودی بالعموم السراجیم علی موت شیخ باہر المعجہ۔ مد کلام
اسے آنکھ شیخ کرم کی موت پر اشک رواں بہا جسکی بزرگی ظاہر تھی
- ۲۔ حمید نشانی خدمۃ الدین مخلصاً نقام بیعتہ ثم صدق العزائم
جو قابیل تعریف مخلص خادم دین تھے محنت و جانفشانی سے خدمت دین کی
- ۳۔ حنیف ندیل سارح مہودج حویص علی الطاعات للہ مبارک
بزرگ مرتبہ شریف کامل پر تیز نگار طاقت کے حریفین اور اللہ کی طرف مائل تھے
- ۴۔ دجی منکوبات الشرع زالت بنودہ فبسط انوار الضیائی والمکرام
انکے نور سے منکورات کی تاریکی دور ہوئی، اور انھوں نے ظن کی اور شرافتوں کے نور کو عام کیا
- ۵۔ حی الملة البيضاء فی طول عمرہ ولم یالُ جهداً فی احتمال العظام
زندگی بھر حال طمت میں رہا، رہے بڑے بڑے کام کے انجام دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی
- ۶۔ صابجہ مال ثم نفیس شہامة وشیدہ ارکان الہدی والمعالیم
تیز نفی اور جمال میں بلند مرتبہ تھے، ہدایت کے ارکان و نقوش راہ کو بلستد کیا

- ن۔ نسیم الصبا یتبع السید قائماً
اسے باد صبا ارب کیساتھ ان تک
م۔ سری فیض شرفا وغزیا وکم لہ
ان کا فیض مشرق و مغرب میں مام ہوا
م۔ مدی اللہ ہر تعلق باقیات عالمشرا
ان کے دینی کارنامے ایک زمانہ تک
ل۔ لوی جلیفہ عن کل غرہ مکابر
آپے ہر ناجیز کارخانہ سے روگردانی کی
لک۔ کذہ منصب التجید اعظمی عزیمہ
ایک مجرور کی طرح ارادے میں پختہ
ی۔ یہون علی عبد حنیب مصنف
ایسے باعزت شخص ہندو پر ایسے شکل کو م
فذاک النبیل الشیخ احمد حسن لہ
وہ بزرگ مولانا احمد حسن ہیں
فجازاء رب العالمین بقطفہ
رب العالمین ان کو اپنے فضل سے
واکرم مشاء من الخلد مرخصیا
ان کو رخصی کرتے ہوئے جنت الخلد میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ستر مقام عطا کرے
فصلی علیہ اللہ ربی وسلم
انہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر حبیب کو ترشائوں پر پڑے جس رحمت کاملہ نازل فرمائی ہے
(منقول از روداد مشرق ص ۱)
- تحیاتنا من کل بتر و آشم
ہمارے سلام ہر نیک و بد کطرف سے پہنچا دے
من الخلق داع مخلص المحبت داع
بہت ہی مخلوق ان سے کجی محبت کو نیرالی دعا کر رہے
ولامیما للذین مثلی الدعا شہم
بلکہ ستوں کے مانند باقی رہیں گے
وصبر من صافاء عند المیزاج
جس سے محبت کی پریشانی کو وقت اسی کو تسلی دی
فما خاف غیر الحق لومة لائم
خوفا کسی طاقت گر کی طاعت سے نہیں ڈرے
امور صعب لا متروام لسرائم
ایسے آسان ہو جائے جس جن کا قصد نہیں کیا بے تا
شما جمیل حسن کل الاقالم
ان کی تعریف ہر جگہ کی جا رہی ہے
جزاؤ یوفی من لان خیر و احیم
اپنی شان کے مطابق پورا پورا عطا فرمائے
بجاء النبی المصطفیٰ ذی المراحیم
ان کو رخصی کرتے ہوئے جنت الخلد میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ستر مقام عطا کرے
الی حاجلا الاشجان مدح العمام
انہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر حبیب کو ترشائوں پر پڑے جس رحمت کاملہ نازل فرمائی ہے
(منقول از روداد مشرق ص ۱)

مرثیۃ الشیخ الاجل العارف باللہ

المفتی عزیز الرحمن الدیوبندی رحمہ اللہ

من القاضی الہیب مولانا محمد آدریس الکاندھلوی

(نزیل حیدرآباد)

الایام عین جودی بالسماء فان الیوم یوم للبقاء
 لے چشم آنسو بہا کر یہ دن رونے کا دن ہے
 أصیب العلم والتقوی جمیعاً علم وتقوی دونوں کے سردار کی موت سے مصیبت آپڑی ہے
 عزیز الرب ذی وریع وتقوی عزیز الرب بزرگی اور تقوی والے
 عزیز الرحمن بزرگی اور تقوی والے
 جنید العصر نعمان الاوان اپنے وقت کے جنید اور ابو جعفر تھے
 فضیل الوقت تاج الاصفیاء بزرگوں کے سر تاج اور فضیل وقت تھے
 علاذ السالکین بلا اریاب عباد المتقین بلا مسراء بلا شہ راہ تصوف پر چلنے والوں کی جائے پناہ اور متقین کے ہمسار تھے
 فقیہ لم یزل ینتقی الامانا وہیدہم الی رب السماء
 برابر انشاء کے ذریعہ لوگوں کو اللہ کا راستہ بتاتے رہے
 بارشاد النور والیقین و تعلیم المحبۃ والوفاء
 نور کی تعلیم اور محبت و وفاء کی تعلیم دیتے رہے

وذاکیر لا ذکار التسمیاح وقلعین لا وراد التسمیاح
 صبح و شام کے اوراد و وظائف یاد دلانے رہے ۔
 نہیں کان بھی فی الفستاقی رجوف اللیل فی ذوق التجار
 دن سارا تھوٹی ٹھوٹی میں اور رات اشک کی عمارت میں بسر کرتے تھے
 فمن یتدی الانعام سبیل رشد و تقوید و خوف و الرجاء
 اب کون لوگوں کو ہدایت ، قیود اور خوف و رجاء کا راستہ بتائے گا ؟
 ومن یتدی الانعام طریق ذکر و اخلاص و صدق و الحیاہ
 اور کون لوگوں کو ذکر و اخلاص اور صدق و حیاہ کی تلقین کرے گا ؟
 امادی الصبر یا یتدی البکاء فابکی بالدموع و بالدماء
 میں صبر کو آواز دے رہا ہوں ، رونا آتا ہے ، خون اور آنسو رو رہا ہوں ۔
 شدت المرحل للمعز البعید معنی رجعت قلبی للامسقاء
 آپ نے مجھے سفر کو اختیار کر لیا ہے ، ذرا سہرا لے تو کب لوٹیں گے ؟
 لقد کفلقنا عجزاً طویلاً و میرت بغیر وعد من لقاء
 آپ نے غریب مفارقت کا بار ڈالا ہے ، اور بغیر وعدہ ملاقات کے چھٹے گئے ہیں ،
 علیک سلام ربک یا عزیز و رحمتہ علیک بلا استہزاء
 اے عزیز الرحمن آپ پر ہے انتہا پروردگار کی طرف سے رحمت و سلام عطا ہو ۔

(منقول از ورود و شہادہ صلا)

هذه عدة أبيات رثيت بها المفتي الأعظم للمهند
المولوي الشيخ العارف بالله الحاج

عزيز الرحمن الديوبندی

رحمه الله واتابه وارضاہ

(از قاضی محمد یامین بہار نیوری مدرس جامعہ)

قلبی تضجع اذ صمعت من الخبر خبر الوفاة لمیدی المولوی الامیر

جب سے میں نے آؤالی بولائی کے وفات کی خبر سنی ہے میرا دل بھٹ گیا ہے ۔

بحر العلوم شریعة وطریقة بیکارم قد زانت رب البشر

شریعت و طریقت کے آپ بحر علوم تھے اللہ پاک نے بڑی شرافتوں سے نوازا تھا ۔

عقت فضائلہ نوافت کل ما شرفت علیہ الشمس من بحر رب

آپ کے فضائل عام تھے ۔ بحر و بر سارے عالم میں پہنچے ہوئے تھے ۔

ما عاش الا فی النجاة والعلی حتی مضی وشد انعام مستقر

بزرگی اور بلندی میں آپ نے زندگی بسر کی اب چلے گئے ان کی خوبیاں مشہور ہوں گی

سباق اهل اللع فی طاعاتہ ولله الکرامات المنیفات الغرر

عبادت میں آپ سب سے مقدم تھے آپ کی کرامتیں بلند و مشہور ہیں

نور الهدایة قد بدا متھلاً حتی امتنار بنور شہب آخر

آپ نور ہدایت قد بدا متھلاً تھے آپ کے نور سے دوسرے ستارے روشن ہو گئے

قطب الوری شیخ المشائخ عارفاً رائس الاماجد من به الدهر افتخر

آپ عارف یا شریعہ المشائخ قطب عالم تھے بزرگوں کے لیے سردار ہیں پروردگار کو فخر ہے

اخلاقہ کا لروض ضاحکہ و فی سیماء نور حاکہ نور القمصر
 آپ کے اخلاق بارگ کی طرح شگفتہ تھے بیکسی پیشانی میں ماہر تاب جیسا نور تھا
 ماخاب قَطُّ الْأَعْلَوْنَ إِذَا اقْتَوَا فی ارمہم الا وفازوا بالوطر
 امید کرنے والے جب بھی آئے بچی خستہ ورت پرری کی کبھی ناکام نہیں گئے۔
 اولاد مولانا العزیز جمعہ معنہ جمیلہ حار منہ بہ السمو
 اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایک ایسی عمدہ سیرت عطا فرمائی تھی جس کا ہمیشہ تذکرہ رہے گا۔

موفی مکان لا یحاط لوصفہ من سیرۃ تسمو علی طرق البشر
 آپ کے مقام ہند کا پر ایمان نہیں ہو سکتا آپ کی سیرت (عام انسان کے لیے) سے باہر ہے
 صفحت دعویٰ حین رحلتہ کما غیم السعاد بروم صوباً فانقطرو
 آپ کی وفات سے میرے افسوس آسمان کی بارش کی طرح بہہ رہے ہیں
 نسفی اللہ العالمین من ریحہ سحب الرضا کل العشایا والیشکر
 اللہ تعالیٰ آپ کی قبر مبارک پر ہر صبح دُشامِ رفا کی بارشیں نازل کرے
 وجواہ فی حلقہ العجم بنظہ دار الوضاء و ذاک نعم المعترف
 اور اپنے فضل سے جنت الفردوس میں آپ کو جگہ عطا فرمائے اور جنت بہتر ٹھکانہ ہے
 ثم الصلوۃ علی النبی و آلہ ما نأخبت لأطیار ساعات السحر
 پھر درودِ سلام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب تک کہ بزدل نہ سحر کے وقت چھپا رہے ہیں۔ یعنی
 ہمیشہ

وقال فی القاریۃ

مرد دنیا کہ شیخِ دوراں رفت قبلہ اہل دین و ایمان رفت

سنہ کذا فی الاصل و اقلیہ بساخت

ای نفس مرده حق آگاه
 ای چشمه فیض تشنه گامان رفت
 عاقل نور صدر پانکاف رفت
 مشعل راه این ایقان رفت
 کلان جود در سخا و سخا رفت
 در جوار خداک یزدان رفت
 دم هجره بزرگو یان رفت
 کو عرق حبیب ایمان رفت
 او بشوق وصال خندان رفت
 زانکه فیضش بجمله انسانی رفت
 معنی چند عزیز رحمان رفت
 ردیف بزم علی عسکران رفت
 گرچه او در جهان رضوان رفت
 مسرتا غافل خدا دان رفت
 کم از این صفا بدیشان رفت
 گان بدارانند هم بهمان رفت
 ای نفس مرده حق آگاه
 ای چشمه فیض تشنه گامان رفت
 عاقل نور صدر پانکاف رفت
 مشعل راه این ایقان رفت
 کلان جود در سخا و سخا رفت
 در جوار خداک یزدان رفت
 دم هجره بزرگو یان رفت
 کو عرق حبیب ایمان رفت
 او بشوق وصال خندان رفت
 زانکه فیضش بجمله انسانی رفت
 معنی چند عزیز رحمان رفت
 ردیف بزم علی عسکران رفت
 گرچه او در جهان رضوان رفت
 مسرتا غافل خدا دان رفت
 کم از این صفا بدیشان رفت
 گان بدارانند هم بهمان رفت

(از رود دانشم ضحی و صمیم)

ہدیہ تشکر و امتنان

(از مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی ناظم سیمینار ہندیہ رنگون برما)

علامہ کشمیری، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا احمد بزرگ کورنگونی میں جو
سپاننامہ پیش کیا گیا تھا اس میں پراشعار بھی تھے ۱۲ مرتبہ۔

مرجا اے بلسل باغ ہمن	از گل رغا بگو با ما سخن
مرجا اے قاصدِ طیار ما	میدہی ہر دم خیمہ از یاد ما
مرجا اے نورِ ہمد ما	مرجا علامہ انور مشاہد ما
مطلق الطیر سلیمانی بیجا	بانگ ہر مرغیکہ آمدی سرا
اصلا گفتیم اے اہلِ رشاد	نہیں زمانِ رضوان درجست کشاد
ایہ العشاق السقیاکم	انتم اباقون والبقیاکم
ایسا سالون قرمدا و عشقوا	ذاک رجا یو معفا مستغفرا
مرجا علامہ شبیر ما	اے نشانِ عزت در توقیر ما
از نو جوشِ نغمہ نگیب ما	اے ز تو نفسِ ہر دم در زیر ما
سوئے ساحلِ میفتاحہ بے خطر	موجِ جوشِ ہر زمانے صد گہر
مرجا اے سولوی احمد بزرگ	کردہ در علم دیں کارِ سترگ
ہیں بیا اے طالبِ دولتِ شباب	کہ فتوحِ این زبان و پنج باسب
یکم تر طالب را تر ہم بیا	تا طلبِ یابی از ان یار و نا

(ایضاً صفحہ ۵۵)

اکابر جامہ کے رنگون تشریف لے جانے پر ضابط حکیم اسماعیل احسن
عیش صاحب امر دہوی نے جمعیتہ العلماء و صویر برما کے جلسہ میں جو قصیدہ
پڑھ کر سنایا تھا وہ بتغیر سیر درج ذیل ہے۔

یا حبذا جماعت مشیوخ زمان بمنزل الفیضان للعشایان
کیا خوب اپنے وقت کے شیوخ تشنگانِ علوم کیلئے سیرانی کا انتظام لے کر آئے۔
تخلوا بانواع الکرامۃ والہدی لشفاء قلب الیہاشم الولہاشان
جیران و پریشانِ قلب کی شفا دینے قسم قسم کی ہدایت و شرافت لے کر آئے۔
ضم فقیہہ عیاشم متفیطن متشیع بمراہب الرحمن
ان میں ایک نہایت ذکی اور فقیہ عالم ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی خاص بخششیں ہوئی ہیں۔
نور النقی متلانیؑ فی وجہہ یدعی بانور شاہ فی السبلان
نور تقویٰ ان کے چہرہ پر نمایاں ہے ان کو انور شاہ کہا جاتا ہے۔
بعز منیرؑ فی سماء فضیلہ وجببہ کالشمس فی اللعان
آسمانِ نفیست میں وہ روشن چاند ہیں اور ان کی پشانی آفتاب کی طرح چمک رہی ہے۔
افغاسہ کنساشم می روضہ فیہا مکنون الخاطر الشہسان
جن کے سانس بارش کے باد نسیم کی طرح یہاں مکنون الخاطر الشہسان
وحدیثہ لحقیم الآدم الجوی راجؑ لراحة قلبہ السکران
اور ان کی گفتگو عاشقِ علم کے، درجہ شکر دل کیلئے باعثِ راحت ہے
متکلم شہم ذکیؑ مبارحؑ طلق الخلیب مصتق ببيان
وہ بہت ذہین چالاک سر برآوردہ متکلم اور نصیح المسان عمدہ خلیب ہیں

ورفیقہ شبیر احمد ماجدا باعہ فی النوع بالقرآن
اور ان کے ساتھی علامہ شبیر احمد وعظا میں ہے نظیر ہیں۔

تحریر اللیل بعد ظلامہ بضیائہ ضاعت عقود جبین
رو ایسے چاند میں جنہوں نے رات کو تاریکی کے بعد روشن کر دیا ہے انکی نیابت میں ہے انکی جگہ پر
ویلوح فی سماء ضوم کرامۃ ہر سابق بالخیر و الاحسان
انکی جین میں نور شرف روشن ہے۔ رو خیرات و حسن سلوک میں سبقت کرنے والے ہیں۔

شمس انارتنا بنور رشادہ بدر افاد بجودۃ التبیان
ایسے آفتاب میں کہ نور ہدایت سے ہم کو نر کر دیا ہے اور ایسے چاند میں کہ نور شرفیانی سے فائدہ پہونچا دیا ہے۔
علامۃ ذاتی الافاضل فی النوری بمعارف و حقائق و معانی
علامہ ہے نظیر ہیں معارف کے بیان میں انکی تانی ہیں

ورفیقہ احمد بزرگہ المحترم فاقت فضائلہ علی الاقرآن
اران کے ایک ساتھی مولانا احمد بزرگہ ہیں جو اپنے ہمسروں میں سب سے افضل ہیں۔

ضوء السعادة ساطع فی وجہہ متاضاً کسائل العقیان
نور سعادت ان کے رخ میں روشن ہے، سونے کے ڈلے کی طرح ان کا چہرہ دکھ رہا ہے

کسب المکارم من کوام زمانہ علیہ العلی و لہ سعوی مکان
اپنے وقت کے اکابر سے اقتساب فیض کیا اور مقام بلند پر نازل ہوئے۔

متنفس متورع متشرع قد حل فی فقواء خیر مکان
فقیہ، متدین، پرہیزگار ہیں تعزلی کے بہتر مقام پر پہونچے ہوئے ہیں

کم من لبالی قد بہرت نعلیلاً مشتاق لفتیہ راجی السلوان
شوق فانات میں بہت سہارا میں ہے غواہی اور پریشانی میں بسر کرنا اسیدگی کے طوائف سے تسلی ہو گیا

یا عصبة الاعماد متو بالندی عیش المشرق احق بالاحسان
اسے گروہ بزرگان بخشش اور مددگاروں یر عاشق عیش احسان کا زیادہ مستحق ہے

ما كَسَفَتْ سَحَابُ السَّحَابِ الْقَمَرُ
 جب کے نقائل و عطا یا برا بر قائم ہیں
 ما هَوَتْ الْأَطْيَارُ غَسْنَ السَّيَابِ
 جب تک پرندے بان کی شفیوں کو ملاتے رہیں
 (ایضاً شش)

اظہار حزن حزیں بروصال شیخ الاسلام و المسلمین خاتمہ الفقہاء و الحدیث امام العلماء و الکاملین حضرت مولانا سید نور شاہ صاحب سترہ

الموسم باسم قاری شیخ

افکار غم باز

۵۲ ۵ ۱۳

(از مخزن حضرت علامہ مولوی حافظ سید محمد حسن صاحب آزاد حقیقی (سید ضلع سورت)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ فکرم

کیوں یہ چشم تر ہے چہرہ نر ہے لب یہ ہر دم کیوں یہ آہ سدا ہے
 یہ جگر میں دل میں کیسا درد ہے کیوں سدا پارِ پنج و غم ہر نر ہے
 ناز و نسیم بادِ نر زاری کس لئے
 یہ بہاں کی اشک باری کس لئے

کیا کہوں کیوں چشم تر خونبار ہے کیا بتاؤں کیوں جگر ہنگامہ ہے
کیوں یہ دل میں زخم دامن دار ہے کیوں یہ سر و تنف در دیوار ہے
ساری دنیا ہے جب اپنا رنج و غم

سارا عالم ہے بیابانِ رنج و غم
جس کو دیکھو یا سس کی تصویر ہے جس کو دیکھو رنج کی تعبیر ہے
جس کو دیکھو درد کی تعبیر ہے جس کو دیکھو مرن کی تقریر ہے

ذره ذرہ ہے جہاں کا بحرِ غم
گوشہ گوشہ ہے زمانے کا اہم
کوئی باچاک گر باں در نبردش کوئی گریباں ہے کوئی شہنشاہِ خوش
ہائے اس درجہ انسان کی کا جوش کھوئے ہیں جس سے تاب و ثقل و جوش

یہ اثر ہے موت انور شاہ کا
غم یہ ہے اس بندہِ اشر کا
ہو گئی اب کثرتِ غم ہو گئی کاوشِ اندرہ پیہم ہو گئی
ساری دنیا وقفِ ماتم ہو گئی "موت عالمِ موت عالم ہو گئی"
آہ وہ شیخِ حدیثِ مصطفیٰ

اس جہاں سے آج رخصت ہو گیا
رابطِ آیاتِ قسریٰ بحید مشکش را بود حلال و حید
فتحِ افلاق و موزش را کلید برکن ستر از غوامض آنا سرید
روز و شب صبح و مسا وین کار بود
زہن و فکرش غل کن دشوار بود

واقفِ احوال و اطوارِ نبی عارفِ انوار و آثارِ نبی
حافظِ اقوال و اخبارِ نبی ساحلِ دریائے اسرارِ نبی

ترنزی وقت دہخاری عصر تھا
وہ حدیث مصطفیٰ کا قصہ تھا

فتہ ابراب بخساری کا خمیر راز دار شارح ابن مشیر
نتیجہ باری کے مضامین کا امیر عمدۃ القاری کا وہ دستِ تعلیم
ردِ حق ارشادِ ساری اس کا قول
زینتِ سلک دراری اس کا قول

فیضِ جاری غیر جاری اس کے لفظ غایتِ مقصود باری اس کے لفظ
حشوتے زائید سے غار کا اس کے لفظ صورتِ بادِ بہاری اس کے لفظ
لفظ اس کے بجز معنی موجبِ زن
جن پر تیراں تابشِ درعدن

نامِ نامی جس کا انور شاہ تھا آسمانِ دین کا وہ ہمہ دماہ تھا
حق نشینِ حق گو و حق آگاہ تھا پیکرِ صدق و صفا وہ لکھ تھا
یہ اسی کی موت کا ہے آج علم
یہ اسی کی موت کا ہے اب علم

بیعتی و مسلمِ دُوراں وہ تھا زلیحی و حاکمِ آراں وہ تھا
تخلیصِ گلشنِ نعلِ وہ تھا پاکِ باطنِ ماسبِ عرفاں وہ تھا
رومی و جامی غزلِ وہ تھا
باقیہ دطوسی جملالی غور تھا

عارفِ سبعِ مثانی اس کا دل بحرِ ذخارِ معانی اس کا دل
اور دریائےِ مہمانی اس کا دل راہِ عشقِ حق میں فانی اس کا دل
اس کا دل اک با صفا آئینہ تھا
قلبِ اس کا علم کا گنجینہ تھا

مہرِ راہِ شریعت بالیقین رہنمائے دین و ملت بالیقین
 ہادیِ ظہیرِ طریقت بالیقین مرشدِ عینِ حقیقت بالیقین

صاحبِ عرفانِ حقائق برزبان

کہ آنکھوں سے ہوا اپنی نہاں

ہاں وہ تھا تصویرِ اخلاقِ نبی ہاں وہ تھا تعبیرِ اخلاقِ نبی

ہاں وہ تھا تعبیرِ اخلاقِ نبی ہاں وہ تھا تقریرِ اخلاقِ نبی

پیسکرِ بوز و تصویرِ بلال

صورتِ اصحابِ اس کا حال و حال

متقی و پارسا بحرِ علوم فہمِ اسکا رہبرِ جملہ فہوم

علمِ اس کا ہند سے تاجینِ دروم داغِ امراضِ ادھام و جموم

ذاتِ اس کی نازشیں برناؤِ پیر

ساری دنیا کیلئے بدھ منیر

نیک صورت نیک سیرت ذکی و قادر نور حق اس کی جہیں سے آشکار

نازشِ اخلاف کا تھا وہ تھا ہمارے اور وہ دورِ سلف کی یادگار

یادِ دارِ دفترِ ماضی و حال

عادتِ لیکن نہیں اس کی مثال

کثرتِ آشفتنہ حنائی ہو گئی واقعی شئی بھی خیالی ہو گئی

ختمِ اب شیریں معشائی ہو گئی مسندِ توحیدیت خالی ہو گئی

وہ احادیثِ نبی کا رازِ داں

آہِ رخصت ہو گیا سولے جنان

بے قیامت کا سماں اس کا دھماکا انتقال اس کا جہاں کا انتقال

زندگی کا مٹ گیا دن کے خیال موت نے اس کا کیا جینا خیال

آہ موت جانشین شیخ ہند

آہ وہ موت امین شیخ ہند

کس سے پوچھیں جا کے توبہ حدیث کس سے پوچھیں جا کے تفصیل حدیث

کس سے پوچھیں جا کے تفصیل حدیث کس سے پوچھیں جا کے تاویل حدیث

آہ وہ دفع نقارض کا کفیل

آہ وہ دفع مناقض کا کفیل

اب ہٹائے کون ارسال روات اب ہٹائے کون افضال روات

اب ہٹائے کون احوال روات اب ہٹائے کون اطلال روات

اٹھ گیا وہ باقر فن رجال

اٹھ گیا وہ ناصر فن رجال

آہ وہ کنز الدقائق اب کہاں آہ وہ رمز الحقائق اب کہاں

وہ حصہ نہر فائق اب کہاں موجزن وہ بحسہ رائق اب کہاں

اب کہاں شرح طحاوی کا نمبر

اب کہاں وہ حافظ فتح القدير

وہ مبصر وہ منفرد اب کہاں وہ عقین وہ مجدد اب کہاں

زنگ کا اپنے وہ مجدد اب کہاں وقت کا اپنے مجدد اب کہاں

اب کہاں وہ ہائے قانوس علوم

اب کہاں وہ ہائے ناموس علوم

بر علی و باقر دوراں وہ تھا رازی و شیرازی آراں وہ تھا

طوسی تحقیق حق کی جاں وہ تھا خط کش برکت یوناں وہ تھا

اس کی تحقیقات "صدرا" تھلیہ

اس کی تدقیقات شمس باز غر

وہ اصولی و فقہیہ ہے عدیل وہ حدیث وہ مفسر بہ مشیل
وہ ادیب نغز گو بہ نال و قیل نغوی و مصنفی و ہر گز ظلیل
نالک تخت مسالی و بیسالی

عبد کا ہر اور سکا کی زمان
وہ نصیح و صاحب فکر جمیل ناقص و ناشر بلین ہے عدیل
حال جس کا تھا سوارف کا کفیل تال جس کا تھا حائل کی سبیل
آج تربت میں وہ محو جوش ہے
صورت شمع بحر خاموش ہے

فاضلان عصر میں وہ انتخاب علم کا اس کے مقرر ہر شیخ و شاہ
ہے کہاں اس کے بحر کا جواب تھا مسلم نزد اہل اکتساب
بہ نظیر و بہ عدیل و بہ مثال
اس کے فیض علم سے عالم نہال

شہسوار ملت اسلام تھا راز دار ملت اسلام تھا
غم گسار ملت اسلام تھا جاں نثار ملت اسلام تھا
ملت اسلام پر قربان تھا وہ
شکوہ اسلام کا خواہاں تھا وہ

تالیع اصل شکوک کا سرین تالیع رگہائے زعم محمدین
بادم طرح و اساس مبطلین غافض راہات قول مفذین
صورت اذعان تھا ايقان تھا

وہ سراپا محبت و برہان تھا
اس کی ہر تعبیر تھی باطل شکن اس کی ہر تفسیر تھی باطل شکن
اس کی ہر تحریر تھی باطل شکن اس کی ہر تفسیر تھی باطل شکن

اس کا ہر اک جملہ باطل سوز تھا

اس کا ہر اک لفظ دل انروز تھا

پھر رد نکادیاں آں امام جھڑ خروا ریز و تیغ بے نیام
تجربہ ختم ہوئے لا کلام منظرہ تجسیم مرزا بالہ وام

از پئے تردید او بستہ کمر

روز و شب صبح و مساتمام و سحر

منظرہ امراض و اسقام و غل در کلام میرزا آئے پر دغسل
سد باب قہنہ آئے آں اغسل کردہ انور شاہ از علم و عمل

خواہی گرا گاہی بر دعمل لعین

بہر آں اکفار محمد راہ بین

حضرت عیسیٰ کی ثابت کی حیات چرخ برزندہ ہیں وہ والا صفات

زود کیا آیات سے قول ہماست پارہ پارہ کردیا زعم و فاست

بہ عقیدہ وقت اسلام کا

سارے عالم پر ہریدا کر دیا

وہ دیا حق نے ید بیضا اسے اس زمانہ کا کیا موسیٰ اسے

روم زمزمین ید طوی اسے اس کے رد ہی کا شغب بس تھا اسے

قہنہ مرزا کا سد باب تھا

رات دن اس کے لئے بیتاب تھا

عقل و ہوش و فطرت و فہم و ذکا جرأت و ہمت و فاسد حق و صفا

بخشش و جود و رضا حلم و حیا ورع و زہد و تقویٰ و رشد و غنا

نہ یہ سب اوصاف اس کی ذات میں

حابت جہت نہیں اوصاف میں

غیمہ حق سے وہ غمی ساجات میں کورہ صبر و ضبط وہ آفات میں
موجی بلوات میں ، غلوات میں ، غور و فکر دائمی آیات میں

اس کا دل اٹھنے علم و عمل

اس کا دل گھٹنے علم و عمل

نائب ختم رسالت بالیقین وارث میراث ختم المرسلین
آہ وہ گھٹنے دین متین مخزن علم و عمل برہان دین
آگ و قضا گردش افلاک ہے

آہ وہ مدفون زیر خاک ہے

خوفشاں ہے چشم انساں کی پلک روتے ہیں اس کے لئے جن و ملک
اس کے غم میں جھٹلا اہل نکت حزن اس کا ہے زمین سے عرش تک
ہے زمین سے تانک اس کا ہی غم
ہے سما سے تانک اس کا ہی غم

برمہ دار نور عالی مقام رحمت باشد خدا یا بالدرام
باد و وحش داخل دار السلام دیو حمار مغفرت دارد قیام

ایں دعا از تو دل آزاد جست

در گہت در گاہ عدل و داد جست

قبہ او از رحمت معمور باد در نگاہ فضل تو منظور باد

قلب او از دید تو بسرور باد روح او از مغفرت مغفور باد

از تو آزاد حزیں است ایں دعا

جنت الفردوس کن اورا عطا

لامیۃ الرشاء

ایامام المتقین و قدوة العلماء الراشخین نعمان اوامہ و بخاری زمانہ شیخنا الاکبر

مولانا الشاہ السید محمد نور نور اللہ و جہمہ یوم القیامۃ و نفس و مستغنا بعلومہ و برکاتہ

از حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد دریس کاندھلوی نرمل جید آباد

سلام علی علم الکتاب و مفسرہ و حفظ و ضبط بعد شیخ حبیب اللہ

کتاب اور سنت کے علم پر اور حفظ و ضبط پر شیخ محترم کے بعد الوداعی اور خصوصی سلام

أریضیہ نور الہدیۃ انوراً کبد و حبیب فی دجی اللیل الیل

شیخ محترم سے مولانا انور شاہ مراد ہیں جو بدر منیر کی طرح ہدایت کے نور تھے

فقد کان استاذاً لدین نبیفا کمثل البخاری و کتبیہ ابن حبیل

مولانا انور شاہ بخاری اور احمد ابن حنبل کی طرح دین اسلام کا ایک معجزہ تھے ۔

وکان اماما حافظا و محدثا الیہ انتہی شد المطایا و ارجح

امام اور حافظ حدیث اور محدث تھے و طلب حدیث کے لئے سفر آپ پر ختم ہو گیا

وقد کان نورا فافظ العصر جمعا معارف اعلام الہدی و القفصل

یکتائے زمانہ تھے علماء مسالین کے علوم و معارف کے حاد و اور جامع تھے ۔

ولما اتانی نعیہ فامس عیروا حل الترحی جمل دعتی حبیبی

جب تک وفات کی خبر مجھ تک پہنچی تب غمباریپ آنسو سیر پر پہنچے تھے مٹی کی گریزے تلوار کے ہٹے کو تر کر دیا

اذا شاعر الخلاء حرلی و بعثی یقولون لا تہلک امی و تہلک

اگر صاب میرے تین اور منظر کا شاہد و کریں تو کہیں کہ میری جیل اختیار کرو علم میں ہلک مت ہو ۔

بکی عالم الاسلام طرا و اعلیٰ فخطب جلیل قد اناخ بمنزل
 اس وقت پورا عالم اسلام حلا اٹھا اس کے لئے کہ عظیم الشان حادثے میں اس میں اوست لاکر بٹھا رہا ہے
 بکاء مقام الدین والوصف حاسرا بکاء نواحق الارض والغلق العلی
 مقام دین اور دنیا کی حسرت کے ساتھ آپ پر دنیا اور اطراف زمین و آسمان بھی آپ پر روئے۔
 بکی العلم والافتان خلف مسیرہ اذا حملوا فی حنین بالک ومغول
 جس وقت لوگوں نے آپ کا جنازہ اٹھایا تو رونے اور چیخے والوں میں غم و حزن بھی رہتا جو اجڑا کر کے پیچھے جا رہا تھا
 وقد ضیوا علما وحفظا وحکمة عشية هالوا التوب في الجود من غل
 جس وقت لوگوں نے قبر میں مٹی ڈال کر گویا علم اور حفظ اور حکمت کو دفن کر دیا۔
 ولقد شق حبيب العلم والحفظ والحق ففقد ايام بالحق حقد سدر بل
 کتنا غم اور حزن اور توبہ کی آگریاں چاک کسبے اس لئے کہ یہ علم و توبہ کا لباس زیب تن تھا آج دنیا سے اٹھ گیا
 واجتمع ارباب الکمال بانسرحم وسخلفهم فی کرمه وتعلم بل
 اور تمام علماء کو یکجا کر دیا اور سب کو سب سے چینی اور انصاف میں چھوڑ دیا۔
 ولوکان دفن المیت فی الصدور مکننا دفننا فی صدره ولم انا من
 اگر کسی میت کا سینہ میں دفن کرنا ممکن ہوتا تو اسے شیخین انا و تم کو اپنے سینہ میں دفن کرتا۔
 فانک کفر بالعلوم رکازها وادیت خوصا للفقیر باعد حل
 اس لئے کہ آپ تو علم کے گز اور رکاز خزانہ میں اگر یہ کفر مجھ لیا جاتا تو میں فوراً ہی اس کا حق غیر کو ادا کرتا۔
 فذات علی حوال یا شیخ مدجد علف به کالارها المبتذل
 اس شیخ تیری قبر پر ایک مسجد بنانا اور راہب کی عزت تیری قبر کا مجاور بن جانا۔
 ولکن لها فی عنده منہا نیستنا ولعن من یبع منه لیس به جمل
 لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محافت اور صبر و کفایت نے مجھ کو روک دیا۔

وهذا احديثنا في الصحيحين اسبداً واذكر في بيت في الصحيحين ذخيرة
اور یہ حدیث بخاری مسلم میں مروی ہے اور حبیہ صحیحین میں مروی ہو تو دوڑ کر قبول کرو

رواہ ابوہریرۃ وحذیفۃ النعمان وحذو جلیل ذوا اجتہاد مکمل
ابو اس حدیث کو ابو ہریرہ اور حذیفہ انصاری اور حیرافہ جہد کمال عبد اللہ بن عباس نے روایت کیا ہے

توقیت یا را من المتقی و ترکتہ فی الفتور اور یہ بد مع مسلسل
اسے سزا اٹھاد آپ ترک کر گئے اور مجھ کو اس لئے چھوڑ گئے کہ آپ کی وفات کو مسلسل آنسوؤں سے روایت کروں

ترکتہ لنا الاثار اذہی اشکلت وضرت آیات الکتاب المغفل
آپ ہمارے لئے امارت مشککہ کی شرح اور آیات قرآنہ کی تفسیر فرمایا کرتے تھے۔

وعلمت ان الاشی من عطفہ النعمان یبارک شذاد روح مدح ومنزل
خاتم آفاق کو اپنی ہمتی ہوئی خوشبو سے منظر گردیا کہ جس کی ہلک مشک اور مدح کا مقابلہ کرتی ہے

فی اربع ظنیا اذا عت للسوری قضیۃ رجم الملاحدين بجنود
ہائے افسوس اب اگر ملحدین کی سنگساری کا قضیہ پیش آئے تو کون رجم کا فتویٰ دے گا۔

فقد کان رما مہربا مشفقاً مثل صبیح المقادیان المختل
کاویان کے بعد تو اس صبح جیسے کیلئے آپ ایک صاف سیدھا اور چمکدار نیزہ تھے۔

وابیہن سہولاً نکل مسیلم وکل متاع فی منبرۃ مرسل
اور ہر سہلہ کے حق میں سستی ہوئی تو اور ہر اس شخص کیلئے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں شریک اٹھنا چاہے

ومن یدعی الایمان بعد نبینا فقل ذلک دجال و لا تأمنی
جو شخص بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے تو فوراً بتاؤں اس کو دجال کہہ دو۔

ففيها احاديث تواتر نقلها كما قال اهل الذکر ان شئت فقل
جیسا کہ احادیث متواتر سے ثابت ہے اگر چاہو تو اہل علم سے دریافت کر لو۔

فمن بعده یصلیٰ لربہ لا ویشرح معانی آثارہ ویشتفیٰ لسلول
افسوس مولانا کے بعد کون شخص نبی کہہ کر اٹھے گا اور احادیث کی شرح اور ساطعین کی آشتی کرے گا

و ما زال یمن عن مطاع المعازین و فیہ حدیث لہ البطارق فاقبل

اور برابر مرانا انفرشتا کا سامنے سے روکتے تھے، اس بارے میں کاری میں جو حدیث موجود ہے اسکو ان الفاظ

ومن یشقوی لہوالحدیث مذاللفظا لقد انزل الرحمن من عرشہ العلیٰ
ای خدا کے مصلحت اللہ تعالیٰ نے عرش سے ومن یشقوی لہوالحدیث والی آیت نازل فرمائی ہے ۔

وان ابن مسعود علی ذالک اقصا کذا ابن عمر المصطفیٰ الماترقل
ابن مسعود نے قسم کھا کر یہ بات کہی ہے ، ایسے ہی ابن عباس بھی ہے بھی مروی ہے

حرام باجماع الصحابة کلہم و ما حق ہذا فی شریعۃ موشل
یہ فتنہ باجماع صحابہ حرام ہے ، کسی نبی کی شہادت میں حلال نہیں رہا ۔

وکیف یحول اللہ جل جلالہ مطاع الملاہی و غناؤ التفسول
اور جلالہ اللہ تعالیٰ سزا میر کے سامنے کوا اور عاقبتانہ لگانے بھلنے کو کیسے حلال فرما دیں گے ۔

فیالعدل والاحسان اللہ یامر و یمن من الفضل و عن کل مجہول
اس لئے کہ حق تعالیٰ عدل و احسان کا حکم کرتے ہیں ، بے حیال اور جہالت کی باتوں سے منع کرتے ہیں ۔

فیالہذا الخراجی مطاع کلامہ علیک بتغویہ القرآن کسبلیل
پس اسے وہ شخص جو جنت میں کلام الہی سننے کا ایسا کتاب ہے قرآن کو بلیں کی طرح خوش الحانی سے پڑھ ۔

و صحت سنها عن مطاع المعازین و کن عن عبیدل المظہرین بسعزل
اور اپنے کان کو سزا میر کے سامنے محفوظ رکھو ، اور لگاتار بھانے والوں کے راستے سے علیحدہ رہو ۔

و حکمہ فی دور الجنان و دروضہا کما قلت للثوری ما خیر مجزل
اے اللہ انفرشتا کو جنت کے باغات و مملکت میں اختیار دیدے جیسا کہ تو نے سفیان ثوری سے کہا ۔

قد و نزع واخترای تصار و نشہ و فی کل یوم مرتین لستد خلی
کرت سفیان ، اس حمل کو چاہے پسند کرے اور روزانہ دو مرتبہ میری زیارت سے شرف پاو

سے باقیات اللہ العجلالہ و فیہ زیادۃ عشر حسنات ۔

وَمَعْنَى هَذَا أَنَّكَ لَيْسَ بِبَدْعٍ جَرَى سَنَةِ الشُّرُوعِ ضَمِيمٌ بِأَوَّلِ
 اِسْتِثْنَاءِ مَبْدِئِ سَوَالِ بَدْعٍ نَبِيٍّ هُوَ ، سَفِيَانُ ثَوْرِيٍّ كِي سُنَّتِ اِسْمِیْنِ پِیْلے سے موجود ہے
 وَیَارَبِّی تَبَتُّی عَلَی الدِّیْنِ وَالْهَدَیْ اَمُوتْ عَلَی الْاِسْلَامِ مَوْتَ مُهَلِّی
 اِسْمِیْرَہِ یُرُورِ دُکَّارِ مَحْمُودِیْنِ اَوْرِ ہِدَايَتِ بِرِ قَائِمِ رُكُومِ اَلَا اَلَا اَلْمُسْتَرْجِعُ مَوْتِ اِسْلَامِ پُر مَرُوں۔
 وَفَضْلُكَ اَرْجُو لِي وَعَنُوكِ اَوْسَعُ فَيَكْفِيْنِي اَلْاِيْمَانُ حَتَّى اَلْخَدَلُ
 خَيْرٌ مِنْ خُلُقِ اِمْرَاةٍ كُنْیَ اَمُوتْ اَبْرَہِمِیْ مَعَالِیْ مِیْرَہِ گُناہوں سے کہتے ہے اَمُوتْ اَبْرَہِمِیْ اِيْمَانِ کَافِیْ ہوگا۔

مرثیہ

شَيْخُ الْاِسْلَامِ وَالْمَسَالِكِ اِمَامُ الْعُلَمَاءِ الْمُتَقِيْنَ خَاتَمُ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِيْنَ بَقِيَّةُ الْمَسَلَفِ
 حُجَّةُ الْخَلْفِ اَيُّهُ مِنْ اَيَّاتِ اللّٰهِ مَوْلَانَا السَّيِّدُ اَبُو رِضَاةٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَارِضَاةٌ وَارْتَابَهُ دَارُ رِضَاةٍ

المصنوع ۳۸ صفحہ ۱۳۵۲ بدیع بند

از جناب قاری محمد امین ضاہر شیوری مدرس تجوید مدرسہ اسلامیہ دہلی

مِنْهُ اَلْكِيْدُ تَصَدَّقَتْ وَصَدُورُ خُطْبِ الْمِ عَلَى الْقُلُوبِ كَبِيرُ
 جِسْمِی سے دِلِ اَوْرِ سِنِّیْ چَاکِ چَاکِ ہو گئے ہیں دلوں پر بڑے رنگا رنگ کی خبر گذری ہے ،
 تَعَالَى الْجَوْنُ بَدْعُهَا وَدَمَائِهَا فَكَأَنَّمَا وَبِلَ يَصْرُبُ دُرُورُ
 چکیں آنکھوں سے آنسوؤں اور خون سے تر ہیں ، گویا زور کی بارشیں زور سے برس رہی ہے
 صَوْنَا كَعَشَى مَلِيْہِ تَنْجَعَا حَقِ اَمُوتْ اَحْسَالِنَا وَبِكُورُ
 غم دانہ رو ہے ہم بے چہر ش سے ہو گئے ہیں یہاں تک کہ دن رات ہمارے لئے برابر ہو گئے ہیں

یا حسرتی لذات المذی من فوہد متنازل اخلتہم البلاد و دہور
انوس! وہ ذات وفات پائے جس کی وفات سے ہم پر موت طاری ہو گئی اور ملک سرور تیار ہو گیا

جلت رزقنا بفتد اماہنا الموم یوم الاثناس عسیر
ہمارے نام کے انتقال سے ہماری مصیبتیں بڑھ گئیں آج کارن لوگوں کیلئے بہت ہی سخت ہے
تبیکی علیہ الارض ثم معاہا حتی الزمان والہر و شہور
زمین و آسمان آپ پر رو رہے ہیں، حتی کہ زمانہ، دن اور چھپنے بھی۔

وجباہا و سمرلیا و عذومہا و جدورہا و بؤرہا و مجور
اور پہاڑ اور اس کی پستیاں اور بلندیاں، اور اس کے سمندر اور اس کی خشکی بھی

و سعورہا و خوضہ و نجرہا و ظولہا و نلالہا و قفسور
اس کی بلندی اور پستی اور چٹانیں، اس کے ویرانے اور ٹیلے اور چٹیل میدان، کئی

و دروشیا من شجورہ و جوشہا و علی العصور و الوکور طہور
اور خوشی جانور اور ان کی جماعتیں اور پرندے اپنے اشیانوں اور شاخوں پر ان کے غم سے انوس ہمارے ہیں

ہیہات انورنا و حجة ربنا رب الزمان ینوبنا و یدور
انوس! ہمارے انور شاہ اور ہمارے رب کی محبت ہم سے جدا ہو گئی، زمانہ کی نیرنگیاں پڑھیں تماشاکامال ہیں۔

مونی الانام جلالۃ و مجاہدۃ و املۃ ہونورہا و سرور
بزرگی اور کمال کے اعتبار سے تمام لوگوں کے مولیٰ اور ملت کی آنکھوں کے نور اور دل کے سرور تھے

من کامل الاعیان و ائس اماثل علامۃ فی عصورہ و خوریر
ایمان میں کامل اماثل کے سرور اور۔ اپنے زمانہ کے بے مثل و ناضل علامہ تھے

من ناصری الاسلام ثم مجددی دین النبی ضعیفہ مشکور
اسلام کے ناصر اور دین نبی کے مجدد تھے ان کی مناعی شکر ہیں۔

و اجلہم و اغرہم و ابنہم من حد رب قابہ معور
لوگوں میں سب سے جلیل و عظیم اور نیک تھے، آپ کا قلب اس کی محبت سے معمور تھا۔

من سادة غير كرام جليلة
اليوم بغداد لهم كشمير
آج کشمیر ان کے لئے بغداد ہے ۔
فرد التقي بجبينه متبلاً لا
ولنور وجهه الصالحين ظهور
نور کا نور ان کی پیشانی پر چمک رہا تھا ، اور صالحین کا نور چہرے سے نمایاں تھا ۔
حق تامل وجهه فكأنه
بدر توسط في السماء منير
آپ کا چہرہ جود میں رات کے چاند کی طرح چمکا ۔

طود المكارم قد تهنأ والعلی
من للعلوم ظهيرها ونضد
مكارم اخلاق کا بہار منہم ہو گیا ، اب کون علم کا معین و مددگار ہو گا ؟
بهر العلوم معارفاً وحقائفاً
وجود ، اختراع اور رد و ہور
آپ حقائق و معارف کے بحر ناپیدا کنار تھے آپ کے وجود پر مخلوق اور زمانہ کو فخر تھا
کم معضلات غاية في سبأ
حل مشاعها النفوس جدیر
تھے یہاں مشکل مسائل میں آپ سے ایسا حل میسر ہوا جس سے نفوس کو شفا حاصل ہو گئی

شيخ الحديث و شيخ اسلام ولم
يوجد له في الغاربيين نظير
آپ شیخ الاسلام اور شیخ الحدیث تھے ، علماء سابقین میں آپ کی نظیر نہیں ملتی
مقدام جمع الاصفياء والافتيا
والاولياء واعامهم واعير
امویاء و اقیاء کے پیشرو اور اولیاء و کرام کے امیر اور امام تھے
قلب الاوان فريد ووحيد
ونفید و معلوم و شہید
زمانہ کے قلب اور اس کے فريد و یکتا تھے ، علوم میں نقید المثال اور مشہور تھے ۔
وارث العلوم اجمع و اجمع
ولیسہم و علی الکروب مسود
ارباب علم کے شیخ ان کے ادیب و اریب اور ذکی تھے اور مصائب پر صبر کرنا ملے تھے

۱۔ حضرت شاہ صاحبؒ بعض کتب میں تحریر فرمایا ہے کہ مباحہ سورت اہل ہندوستان آئے ہیں
لہذا ہمارا دور دورے کشمیر کا کوئی اختیار کیا۔ اس شعر میں ان کی طرف اشارہ ہے ۔

وَفِيهِمْ وَمَعَادُهُمْ وَلَوْ بِهٖ اٰرَافِيْمُ وَشَاكُورُ
ان کے فقیہ اور مادی و مہیا تھے ، اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والے اور شا کر تھے

وَاٰذَا رَمٰی فَمِنْ حَتْمٍ عَظٰمَہٗ مُرَبُّ یَفْجُرُ مَفْعًا هٰذَا وَیَنۡوَرُ
ان کو قبر نے چھایا پھر ان کی ٹہنیوں سے ایسی مٹی مل گئی جو خوشبو سے ہلکے ہی تھی اور بہت انوار تھی

عَجِبًا لَا رَمِیۡۤ اِذۡ رَمٰی فَمِنْ حَتْمٍ عَظٰمَہٗ فَمِنْ حَتْمٍ عَظٰمَہٗ
چند واقعہ چند بالشت قبر کے گڑھے پر تعجب ہے جس کے اندر علم و فضل کا ایک عظیم پہاڑ سنا گیا۔

لَوْلَا حِلَٰلَتَا رِضَاہٖ وَدَاۡرُہٗ دَارِ اٰطِیۡبِ نَعِیۡمَہَا رَحُبُوۡرُ
حق تعالیٰ آپ کو اپنی خوشنودی اور اپنی مرضی کا وہ مکان عطا کرے جس کا آرام و راحت بہت بڑھ ہے

وَسَقَامَ عَٰثِبِ رَحْمَۃِہٖ نَالِہٖ اَتَسٰی وَتَعِیۡبِ مَا اٰجَادَ مَطِیۡرُ
اور ان کی خواہش کے مطابق رحمت کی بارشوں سے سیراب کرے جسکے برسنے والا بال بال خلق خدا کو سیراب کرتا رہے

وَمَطِیۡہٗ مِنْ رَبِّ الصَّٰوِ عِلَٰمَہٗ مَا قَامَ عِبَدَہٗ ذَاکُورُ
پروردگار کا ان پر سلام ہو جب تک اس کا کوئی بندہ ذکر و عبادت کے لئے کھڑا ہو

فَمِنْ الصَّلٰوۃِ عَلٰی النَّبِیِّ وَآلِہٖ مَا هَرَّ اَعْضَانُ الرِّیَاضِ طِیۡوَرُ
اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر ورد ہو جسکے بارش کی ہمتیوں پر طیر و نغمہ سزا میں ۔

تَارِیۡخِ رَحْمَۃِہٖ فِی شَیۡخِ الطَّٰرِفِیۡنِ بَدَا بِفِکْرِہٖ تَقْضِیۡہٗ حَتْمِیۡوُ
آپ کی تاریخ و نجات پسندیدہ فکر کے ساتھ شیعہ الطارفین حاصل ہوئی ۔

۵۱۳۵۲

(منقول از روایت شریف از صفحہ ۳ تا ۳۵)

(منقول از روزگار رشیدی از قلم صاحبِ دست)

از جناب مولوی رضی الرحمن نقضی دیوبندی متعلم جامعہ اسلامیہ اہل

کیا ہوا اندھیر کیوں چھایا ہوا ہے ہر طرف
 شمع کیوں آنسو بہاتی ہے یہ اس کو کیا ہوا
 کیوں پڑی جاتی ہے دھیمی آنسو کی چمک
 بلبل جاو میان خاموشی کیوں نہ سمجھنے آئے
 غنایب خوشنوا کیوں مرثیہ خوان ہو گئی
 سوچتا تھا میں ہیں اک غیب سے آئی ندا
 ہائے وہ علم نبوت کا محافظ کیا ہوا
 وہ کہاں ہے جس کا اک ایک لفظ تھوڑا سا علم
 پیکر زہر و ورع کس جا گیا ہے چھوڑ کر
 علم کا چشمہ فضیلت کا مسند در کیا ہوا
 تیرے اٹھتے ہی ہمارا خانہ دل ڈھ گیا
 کس کے تگے جائیں کس سے پوچھ کر تسکین ہو
 تیری ہستی ناز کا موجب تھا دنیا کے لئے
 تیرے بعد اب سند تحریف خالی رہ گئی
 ہے یہ پیغام اجلی ہر علم والے کے لئے
 ہائے وہ بے مثل عالم خاک میں مدفون ہے
 شاہِ افریضی ہوا غریب! اے اہلِ جہاں

آج دنیا کی وہ رونق اور بہت کیسا ہوئی
 اس کے چہرے کی دک اس کی افادت کیا ہوئی
 اس کی تیزی اس کی جدت اور نجات کیا ہوئی
 کیا ہوا اس کا ترنم اس کی چاہت کیا ہوئی
 عشق اس کا کیا ہوا اس کی محبت کیا ہوئی
 سارا عالم سر گیا انار کی رحلت کیا ہوئی
 وہ قدس کیا ہوا تصویرِ حکمت کیا ہوئی
 حیف اب وہ وسعت علم و فضیلت کیا ہوئی
 کیا ہوا صدقِ جسم وہ صداقت کیا ہوئی
 کیا ہوا بحرِ غائب موجِ ندرت کیا ہوئی
 ہائے اس گھر کی بنار اس کی عمارت کیا ہوئی
 کیا ہوئی دل کی قشقی دل کی راحت کیا ہوئی
 آہ افور! تیری وہ غورانی صورت کیا ہوئی
 ہائے اس مسند کی رونق اس کی عظمت کیا ہوئی
 اف! ذرا سی دیر میں دنیا کی حالت کیا ہوئی
 اب وہ جدت وہ ذہانت وہ فطانت کیا ہوئی
 کچھ نہ پر چھوٹنی خستہ کی حالت کیا ہوئی

لہ کذا فی الاصلی واظن ان لفظہ "اب" سقط من قلم الکاتب ۱۲ ف

لے تابع الی القتل المائر "موت العالم موت العالم"

خیر مقدم بہمانان جلسہ

از قاری محمد یاسین صاحب بہار نیوری مدرسی جامعہ

شہرا لہد جسد ایام بہاراں آئے
بارک ایشم بنا جامعہ رشک گلشن
جہم کر آئی گھاٹوں میں خدا کی رحمت
حضرت خواجہ کوئین کے شہیدائی آئے
جگہ اعلیٰ نفسا نور خدا کا چمکا
پڑ بھانے کو تیار فرستتے ہر سو
شہرہ عالی کے ہیں گوان پہ نمایاں آثار
نوش نصیبوں کو بھی ملتا ہے وقت معبود
کیوں نہ جذبات مسرت سے ہوں بلبر زقوب
کوششیں بالی و ناظم کی ہو ہیں شمس
دیکھ کر جامعہ اور اس کی پریشانی تعمیر
منتظر آج پھر ارباب کرم میں بیٹھے
شکر ہے قوم میں پیدا ہوا دینی احساس
رہے سرسبز سداہ چمنستان علوم
لے کے خلاص کے جذبات کا ساماں آئے
اہل ایمان بصد شوق فراواں آئے
جب کہ ہر سمت سے اشر کے نہاں آئے
مثل پرواز سوئے شمع شبستان آئے
پڑھتے قرآن جب اطفال خوش الاماں آئے
ملک اجمہر سدا کے ٹکسباں آئے
ہو کے پر محوئے جذبہ ایمان آئے
تشنہ دین جو فیضان کے جویاں آئے
چوڑ کر اپنے شغل کو منامی آئے
گو مسورات کے ادوار پریشان آئے
اپنے تیلے گائے بعد شوق شاخاں آئے
سکے مینوں میں ہر ایک جوش کا طفاں آئے
کیا عجیب ہے جو گئی دولت ایمان آئے
بن کے ہر ابرو صفا رحمت یزدان آئے
لے کے پیغام عمل جذبہ افلاص کے ماتھ
تیرے یاقین و افکار پریشان آئے

(مستقل از رد و اور ۲۳ ص ۲۱)

انفحات الطیبة للجامعة العربیة

شیخ فخر جناب المانا ناری حکیم محمد امین صاحب بہار نیپوری مدرس جامعہ اسلامیہ

لله جامعة روض تحالیکھا جملاً فاعبرها شأناً یضاهیها
جامعہ کی خزانہ شری کیلئے ہے جو نہ مصورین کی باغ کی طرح ہے اس کی موجودہ حالت میں کوئی اس کا مرثی نہیں
شد الرجال الیہا من لہ ظمناً من شتیح کل قاصیہا ورد انہا
تشنگان علوم دور و قریب اصرار سے یہاں آکر اپنی پیاسیں بجھاتے ہیں۔

قد صادفت منہ لأعدیاً اذا نزلت اشیاف خیر الانعام المصطفیٰ فیہا
ہم تشنگان علوم کے لئے ایک شیریں سرد رہے جس کو جہان ناری رسول اللہ نے یہاں آکر پالیا۔

من قام یقظہا یجسی ما رینہ تصویبہ منہ العلیا علیہا
جو اس کا تھک کر پہلے نکلا اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے، ان کی طبیعت کے باعث اس کے مراتب میں ترقی ہو جاتی ہے
طلاب جامعة نالوا رضاہم ذللاً لسانہا رعباً لعلیہا

طلبہ جامعہ نے اپنے اپنے مقصد کو پایا، جامعہ کے بد خواہوں کو خراہ کٹنا ہی گراں گزرے

شیخ الحدیث لہا مولای شیعری من بالیان لاستقام ید اور ہما
اس کے شیخ الحدیث مولانا شبیر احمد صاحب ہیں جو اپنے بیان سے امراض کا دوا کرتے ہیں۔

حید یقفقر قرآنا بالففاظ تنقی مغاریں ارواح معانیہا
ایسے زبردست عالم جو قرآن کی ایسے الفاظ سے تفسیر کرتے ہیں جیسے معانی روح کو سیراب کرتے ہیں

شیخ کمنس معارفی ذری شرف والفس تابع انوار السقی فیہا
ایسے شیخ ہیں جن کا مرتبہ آفتاب کی طرح بلند ہے آپ کے نفس میں نقوی کے آثار چمک رہے ہیں۔

من فی مآثرہ حلزاً مید اینہا من فی مآثرہ تذکار من معلوم

ان کے جیسے مکارم اخلاق میں آج کون پانچ کاسات ہے ان کے علمی کمالات میں کون برتری کی دہلی کر سکتا ہے

حکم العلوم لوجه اللہ متعبدا منها فوائد تغزلی لایہا

آپ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے علوم کی خدمت کا بے جھل ان کے فکر ان کے فوائد میں جو علوم کے مولیٰ میں

ومثلها شرحہ من فتح ملہمہ جہت مقاصدہ جلت مبادیہا

اسی ہیں ان کی شرح مسلم فتح الملہم ہے، جن کے مقاصد و مبادی نہایت کشمیر ہیں۔

نہل شن کان یوحی کل ذی حق بالبو لا سبنا القرانی یوایہا

وہ ایسے شخص کی اولاد ہیں جو اپنی ہر صاحبی کی خبر رکھتے تھے خصوصاً ان قرأت کے ساتھ ساتھ ان کا سوا کرتے تھے

فہم ادیب، ندلی "فصل رحمان" وصالی رحمہما باحصان یواسیہا

جو نہایت ذکی ادیب اور متحر عالم تھے اہم گرامی فضل الرحمن ہے، سارحمی اور غم خوار کی کہنے والے تھے

من مثله فی خصال البر محمودہ یعطی اللہ من کرما اللہ عافیہا

آج حسن سلوک میں ان جیسا قابل تفریق کون ہوگا؟ جو سالتوں کو اکرام کے ساتھ عطا کیا کرتے تھے

ما لفلن بلانجل نجل ماجد ورج من فی اللیالی یبانی فی دواہیہا

پھر ان کے والد سید کا کیا حال ہوگا جو نہایت بزرگ ستر در رات کی تاریکیوں میں مصروف مناجات رہتے تھے

یا حسرتی لیس فینا الیوم "انورما" مات العلوم بد قالہ حایہا

اے حسرت! آج ہم میں مہربانہ انیر شاہ مسعود نہیں، ان کی وفات سے علوم کی موت آگئی ان کی ان کا غماظ ہے

تشتق اکبانا من ذکرہ فجعا والعیون تہمی بجاری اللہ عافیہا

ان کی یاد میں بکھر شوق ہوا جانے علم کی وجہ سے، اور آنکھیں سرخ آنسوؤں کے ساتھ گر گئی ہیں۔

ایم الذی یکتشی ثوب الرضا خفا کالعبد یرغب عن دنیا و عافیہا

آج وہ کہاں ہے جو نجات کے ساتھ لباس رضا زیب تن کئے ہوئے تھا، دنیا داری سے بے رغبت بند تھا

ان فی لجماعۃ ارضاء خالفہ فی فشر دین من الاہام ہایہا

جس نے اپنی عمر کے آخری ایام رضا الہی کی طلب میں علم دین کی نشر و اشاعت کرتے ہوئے جامہ کے وقف کئے

من فی قضاہتہ للعصر نعمان اولی علوم احادیث بخاریہا
 دقت میں اپنے وقت کے ابرہہ ، اور علم حدیث میں مثل امام بخاری تھے ۔

لولم یکن شخصہ فیما خان لہ من باقیات مستحی من یوافیہا
 اگرچہ آج ہم میں وہ موجود نہیں ہیں لیکن ان کی علمی باقیات برابر اعلیٰ علم کو نافذ پہنچاتی رہیں گی
 شکرا لجلوس علم تام ینحصرہا شکرا لفاقطہ من کل عاظمہا
 اعلیٰ علمی کا شکر جس نے ان کے اشاعت کا زہداری کی ہے اور ہر مستفید کھڑن سے اسی کے نام کا بھی شکر

قد ہم بعض اولی علم فاشحنہ خوف الضیاع علیہا من درہمہا
 بعض اعلیٰ علم نے فلسفہ کی بنیاد ڈالی تاکہ شیخ کی تصنیفات اور مسودات ضائع نہ ہو جائیں ۔

جازا ربہ الوری خیرا وادخلہا للمسنین بطاعات یجازیہا
 خدائے تعالیٰ مرحوم کو اس سے بہتر بدلہ عطا فرمائے جو مسنین کو ان کی طاعت پر عطا فرماتا ہے

ببقی لجامعہ فیضانہ ابدی دوما تزیید بانوار نوافیہا
 جامعہ پر آپ کا فیضان برابر جاری رہے گا اور جامعہ آپ کے روحانی نواز کو پاکر ترقی کرتا رہے گا
 مہملہ محب فیوض منہ حاطلہ مادام یغی طوم اللہ باغیہا
 ایسے ہی آپ کے فیوض علم پر دربار رشک کا طوق تہنگان علوم پر بستے رہیں گے جب تک ظہر علوم کے کلاب میں

من بعد شیخ نری الدینا کتعلیم من فی الترائب غیر اللہ کا فیہا
 رہا کو ہم آپ کا شیخ انصوم کے بعد تارکات کی طرف سے نہیں ، خواتم تالی کے سوا ہمارے ان بھائیوں کا نہ کلمات کرتا ہو

فالعصر اولی لاجع اذالتم بہم من ناشیات تذاہف فی تناہیہا
 طاعت کیلئے عصر ہی بہتر ہے جب کہ حواش زبانہ مجموعہ کر آئیں اور حد سے بڑھ جائیں ۔

یا حبذا ثلاث ایام مضتہ فیہا تہتاج فی القلب الشواق خواہیہا
 آہ کیسے مبارک ایام تھے جو اپنے شیریں کیساتھ گزر رہے اب وہ رو کر مشیدہ اشواق پر انگشتہ ہو چکے ہیں

لے تصانیف تازہ کی طرف اشارہ ہے ۔ ۱۲ من

کے اسی سے مراد مولانا احمد رضا بخاری ہیں جو مجلس علمی کے ناظم تھے ۔ ۱۳

اکرم بھاعث وانقاد من اشیاخ بشری لظاہر طریقی لسانہما
 جامع بن گیا خوش نصیب محمد نے حضرت درویش جیسے رئیس اشراف کو پایا: اظہر جامع اور عالم درویش کیلئے مبارک
 من قد نبأ باسقاماً کان غلوصه یعنی ینبع قمار منه جانہما
 عالم درویش نے جو پردہ لگا یا تھا وہ بڑھا اور آج اس کے آثار علیہ کو حاصل کرنے والے حاصل کر رہے ہیں
 ایوم تنعی لہا من کل ناحیۃ طابت بندختہ العلیا مراتبہا
 آج ہرگز شاکہ ہے اکی طرف کیلئے چلے آئے ہیں وہاں درویش کی بلندستی کے خارج ہو گا اور صورت میں ظاہر ہو لے
 بیروزہ خیر مراد المخلصین لہ فی جنة دینا تسمو حسانہما
 خدا تعالیٰ انکو اپنی رفیع ترین جنت میں ان لوگوں سے بہتر دہلا فرمائے جو انکو اس سے کام کرتے ہیں۔
 ثم الصلوة علی خیر البریۃ من ینہدی الانام الی رشد ینادوا
 پھر صلوٰۃ پر سلام بہترین خلق پر نازل ہو جو مخلوق کو رشد و ہدایت کی طرف بلاتے ہیں۔
 محمد باہر الدیانت فی منیل والائی والصحب انظم الہدی فیہا
 جہانم گراں ہو گا اسی طرح علم ہے جو غافلین کو تابعدار کرتا ہے اور انکی آل اور اصحاب پر جو نجوم ہو رہا ہے۔
 والظاہرین من اشیاخ و اسلاف ما کانت الشمس تہدونی ضواہیہا
 اور ہمارے تمام رفقاء اکابر و شیوخ پر جب تک آفتاب ضیا پاشی عالم رہے۔

(مقول از روداد ۵۲ ص ۱۶ تا ۱۷)

منح الافکار — علی — تذکار الاخیار

(از جناب محترم حکیم قاری محمد یامین صاحب مدرس تجوید جامعہ اسلامیہ)

یہ نظم موسوف نے جلسہ دستار بندی کے موقع پر پڑھی

شکراً لعن قدام اللہین اعواننا واللہ بأجرہم اجراً واحساناً
ہم فشریف لائے دانوں کا جو دین کے جانوں میں شکر ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے غیر عطا فرمائے۔

السابقین الی خیر بر طاعات سبق الطویر و زانات و وجدانا
جو نیک کاموں کی طرف دوڑتے ہیں جیسے بڑا ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

الناہضین الی ذکر و مرعۃ فیل المغانم و رجلا و کساننا
حصوں جہات کے لئے مجاہدین و ذکر و حفاظ کی طرف پیدل اور سوار اللہ کھڑے ہوئے ہیں۔

الغائریں بوج شمع و یعدان الحائرین نعییم الخلد رضوانا
میری لوگ ابھی راحت و آرام پائے و اللہ میں، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جنت الخلد کو حاصل کرنے والے ہیں

انوار فین لاعلام الہدی زیننا المصلحین لدین اللہ احساننا
میری لوگ زمانہ میں ہدایت کے جھنڈے کو بلند کرنے والے ہیں جو یقین کے ساتھ دین میں مخلص ہیں

التائبين بصدق العزم في عمل الملتزمين لنور العلم بهما
حرم صادق کے ساتھ عمل میں لگے ہوئے ہیں ، علم الہی کے نور کا اقبال کرنے والے ہیں ۔

علم اتی من لدن رب العبادہ نبینا قد ہدی جنتا و امتنانا
جس علم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لیکر سوسٹ ہوئے اور تہی و انس کو جس کے ذریعہ شریعت جاری
محمد مصطفیٰ الکیذیبین ذو شرف نور الالہ امتناء الفکر لصفانا
ہمارے نبی سردار و جہاں بکلی اللہ علیہ وسلم ہیں ، خدا کے توالی کا فرمایا ہے جس نے تمام کائنات کو سرور کر دیا ۔

عن نبوة اشرفت دسما وما یذہبا سبحان من صانع نوراً فسیبھانا
آپ کے نور سے دنیا و مافیہا روشن ہوئی ، وہ ذات پاک ہے جس نے آپ کو نور بنایا ۔
دای الانام الی دار السلام یکتی یغضاهم الصلف لظف اللہ غفرانا
آپ مخلوق کو جنت کی طرف بلانے والے ہیں ، تاکہ سوائے تعالیٰ کا لطف بخشش کی ضرورت میں ظاہر ہو ۔

المصطفیٰ الهاشمی الابطاحی بہ قد شرف اللہ بین الناس مؤبدا
آپ برگزیدہ ہاشمی بطلی کے رہنے والے ہیں جن نے آپ کی وص سے عربوں کو تمام لوگوں کے ایمان بڑھائی

ماحی الغلام امین اللہ مرسلہ من فی رسالتہ تکمیل ما کانا
مکمل کی تہذیب کو مکمل کرنے والے اللہ کے امین اور اس کے رسول ہیں ، آپ کی رسالت سے تمام شریعت کی تکمیل کر دیا گئی
حق یدہ یغتام الرسل موسوعاً فصحت مشیعتہ فیضاً و ادیاناً
یہاں تک کہ آپ کا نام ختم الرسل رکھا گیا ، آپ کی ملت فیضاً و ادیان تمام سابقہ کو خیر کر دیا ۔

من عظیم علی المخلوق بعثتہ اصحت بصلوۃ الاعداد اخواننا
آپ کی بشت مخلوق پر ایک عظیم احسان ہے ، آپ کی ولادت باسعادت سے دشمن بھائی بھائی ہو گئے ۔

المعاقب الحامد المعبود ذو کرم فاق الحائب جود عنہ شہتانا
تمام دنیا و کونین پر شریف لانے والے حامد و محمود ہیں آپ صابغ دکر ہیں تمام دلیوں پر آپ کی بخشش بشت کی

من ام سوج ضعی اللہ ملتجیا حاشا یعود من الالفاظ جرحانا
جس نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر افتخار بخش کی ، ممکن نہیں کہ مرام خسروانہ سے محروم رہا ہو

قد كان اجد من ربح اذا هبت اور من نيوت اذا تمسبت صعلانا
 آپ بلاشبہ تیرے لینے والی ہوا سے بھی زیادہ کئی تھے اور تیرے کھینے والی بدلیوں سے بھی زیادہ کئی تھے
 قد علم الناس توحيد وطاعات لله اذا شركوا بالله او ساءوا
 آپ نے لوگوں کو توحید و طاعات کی تعلیم دی، جب کہ مخلوق نے اللہ کے ساتھ بتوں کی شریکیت کی یا
 طيعه انزل رب العرش قسرا فيه شفاء مقيم القلب حبيرافا
 آپ ہی پر رب عرش نے قرآن مجید نازل فرمایا جس میں ہر مریض دل کی شفا موجود ہے
 يهدى سبيلا رشاد من اراد به رشدا فغادوه صيانا و طعيانا
 یہ قرآن ہر طالب ہدایت کو ہدایت کرتا ہے جو ہدایت پالینے کے بعد انسانی اور سرکش کی کو ترک کر دے
 ربه نعوذ و ابجها من النجاس فان القلوب به فيض و عرانا
 اس قرآن نے انسانوں کو شرک کی نجاست سے پاک کر دیا اس کے ذریعہ قلوب کو فیضان و عرفان ملا۔
 فيه انواعا و الاحكام و الجكم بالبينات تلتى الناس اذعانا
 اس میں مواعظ و احکام اور حکمتیں ہیں، اس کے آیات بنیائے سے لوگوں کے یقین کی دولت پائی
 فيه البصائر تذكيرا و تبشيرا زونا اذا نزل الآيات ايضانا
 اس میں طرہ طرہ کی بصیرتیں ہیں جو تکریر و تبشیر کرتی ہیں، انکی آیات نے کائنات کے وقت چلارے ایمان کو بڑھا دیا
 كادت جنود به ان تقشعر اذا تال تلاها بحسن الصمت الحان
 جس کو سن کر بہن کے رونگھے کھڑے ہو جاتے ہیں جس وقت کوئی خوش الحان اس کی تلاوت کرتا ہے
 من جاء متقدما من كل لال كانا عليها و قلمه فيه احزانا
 آپ نے دنیا میں تشریف لاکر ہر طرح کی گمراہی سے لوگوں کو نجات دی، اور اس راہ میں بڑی رحمتیں اٹھائیں
 يا تسو عليهم كتاب الله يهد بهم دينا حيا ما لك قصير شيد بنينا ما
 آپ کتاب مقدس کی تلاوت کرتے ہیں اور لوگوں کو مضبوط یقین کی طرح دین حنیف کی طرف بلاستے ہیں
 هذا من حكم تفرد به احد من آثار شريف نامري الله شيطانا
 یہی وہ کتاب ہے جس سے آثار شرک ناپید ہو گئے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو رسوا کیا

انہی منقطع والہجہل سفدریں و الحق البیج للقرآن ہرمانا
 مگر ابی منہ گئی جہالت ختم ہوئی ، اور شک کرنے والوں کیلئے حق دلیل واضح ہو کر نظر آئی
 ذکر جمیل انتم اللہ جمعتمہ علی العباد بہ پسلاً واعلافا
 یہ کتاب ایک ذکر جمیل ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ہر طرح اپنی رحمت پوری فرمادی
 حتیٰ تکلفن دین اللہ موعینا من یبع دینا سواہ یقتل دینا
 حتی کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین مکمل ہو گیا اب ہر شخص کے سوا دین اختیار کرنا کھلم کھلا کر
 کہ معجزات ازہد الحق اذہبوا حتی استفاضت وامر اللہ قد بانا
 حضور نے بہت سے معجزات لوگوں کے مظاہر پر دکھائے تھے کہ وہ شہرہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا اعجاز ہر
 حقوت اعداؤن منہ کفر تھا اور الکواکب لا آلاء و لمعانا
 معجزات تعداد ریت اور آسمان کے ستاروں سے بھی کہیں زیادہ ہیں۔
 فاصبحوا اذا رخصا موعین بها ویعصم انکروا بعضا وعدوانا
 لوگوں نے معجزات دیکھ کر ایمان قبول کر لیا ، بعض نے عداوت و دشمنی سے انکار کیا
 بشری لمن صدقوا تصدیق ایمان و من کذبوا حسا و عینا
 اس کے لئے نشان ہے کہ جسے معجزات کی تصدیق کی اور اس کے لئے ناپا ہی ہے جس نے اللہ سے ہرگز جھٹلا
 من بعدہ الخلفاء الراشدون لہ قد نشروا الدین اعصارا و مہلنا
 آپ کے بعد خلفاء راشدین نے تمام بلاد و امصار میں دین الہی کی نشر و اشاعت کی
 لثانی الثین فی غار الی مہکو صدیق الامة تصدیقا و ایتانا
 آپ کے رفیق غار حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں جو تصدیق و یقین کے لحاظ سے امت کے صدیق ہیں
 و ہکذا الشیخ مولانا ابن خطاب قد اظهر الحق بین الناس اعلانا
 ویسے ہی خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ ہیں جنہوں نے علی الاعلان دین حق کو ظاہر کیا
 حامی شیعہ البیضاء فاعصرھا خیرت لہیبتہ الاحلاہ غصنا
 آپ خیریت بیضاء کے مددگار اور حامی تھے غصہ کی حالت میں آپ کے حیرت و کمال سے بارشاد زمین پر گر پڑتے تھے

من هم مقتدیا انصارہم رشدنا قال النجاة باقی منہم کان

جو صحیح چاریت کا غالب ہو کر ان کا متبع ہوا، اس نے نجات پائی ان میں سے جس کا بھی اتباع کیا گیا

اما الذی قد بدا فی قلبہ زینع یموی ہوا یرى الاعمال خسرانا

لیکن جس کے دل میں کجی ہے اور اپنی خواہشات کا اتباع کر رہا ہے وہ اپنے اعمال کو ضائع پائے گا

وهكذا الامر بعدا بعد عہدہم قللت شیوخ الہدیٰ سرا واعلانا

یہ خدمت دین کا سلسلہ ہر زمانہ میں جاری رہا علماء و بائین ہر طرح دین کی خدمت کرتے رہے

كالشیخ قاسم خیر راس الشیخ من قد ابان علوم اللہ تبیاننا

جیسے شیخ علامہ سید شہباز مولانا محمد قاسم ناٹوڑی جنہوں نے علوم الہیہ کو کلونی پر قائم فرمایا

وحجة اللہ للمخلوق ارشادا تطب الولاية نور الحق برهانا

اور جیسے کہ وہ شخص جو مخلوق کے مرشد تطب ولایت اور سراسر امر حق کی روشنی اور پرانی تھے

اعلیٰ رشدنا امام الخلق من شدہم مولانا حماداً جلیل النظر امعانا

یعنی مولانا رشید احمد گلگڑی جو مخلوق کے امام ان کے مرشد، دقیق النظر اور عظیم المرتبت عالم تھے

وهكذا الشیخ شیخ الہند والعرب محمودنا قدوة الاعلام امتنانا

اور اسی طرح شیخ الہند والعرب مولانا محمود حسن دیوبندی جو بڑوں کے پیشوا اور سب سے زیادہ متقی تھے

من کابد العزنی فی سجن کمدیق وجاہد الکفر جہد القول اعلاما

جنہوں نے قید خانہ میں حضرت رفیع صدیق کی طرح مصائب برداشت کئے اور کفر سے علی الاطلاق برسرِ بیکار رہے

من اوج ملطاً بہ صفات لہ کثیر الخیرون بشیخ ذاتی مشقنا

اسدِ طالب سزیمینا لے آئے عظیم نشان کا ناموں کا کمال تسلیم کر وہ ایسے ضعیف کی خبر دی کہ جو جوانوں سے بھی بڑھ گیا

ومثلہم شیخنا عین الاعیان حیر نبیل بقیۃ اللہ ولہانا

اور ان بزرگوں کی طرح ہمارے شیخ تھے اپنے ماضی میں نمایاں تھے زبردست بلند مرتبہ عالم تھے ستر سے ملاقات کے شائق

شیخ الحدیث غریب المصنوعون جلت مکارمہ جودہ واحسانا

یعنی شیخ الحدیث فردِ معر مولانا انور شاہ رحمن کے مفاخر احسان و سخاوت میں بلند تھے

الزاهد الورع المختار مددکوا لله مصفوا فی کل ما عانی
بزرگوار و زاهد متقی با خشوع و زاکر، ہر مصیبت میں صبر و صبر کرنے والے

من وجهه یخجل الاثقال اذ سوت نورانی علیہ قد فاق اقواما
جن کی پیشانی کا نور چاند کو شرادیتا تھا اور اپنے علم و فضل میں ہمسروں پر فائق تھے
محبی لسنة خیر الرسل اذ حدثت فیہا امور من البدعات عصیانا
صفت ہوا ایم کو زندہ کرنے والے تھے جبکہ نافرمانی کرتے ہوئے لوگوں نے اس میں بدعتیں ایجاد کر لی تھیں

قد حذم بلیت بیتہ الکلابان فسق ابن الخلام فہل قد ذاق خسروانا
آپ نے تباہی دینا کے غار سے نہایت جوت کو نہیں کم کر یا مرنے کا غلام احمد سے بچھو لو اس نے ہر ذلت کا مزہ نہیں چکھا
توث الطوار من الحسطن والکتب فیہا الادلة ایضا و تبیاننا
آپ نے بڑی بڑی کتابیں رد و مزائیت میں تصنیف کیں جن میں دلائل و برہان و حجتیں پیش کئے

لحق مجیب الداعی الموت جبتمنا مستسلما لقتناء الله فرحانا
آپ نے دینی عمل کو مسکراتے ہوئے لیبیک کہا اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی و خوش تھے
فالله یشکوہ بالطلع یستوہ حسن الثواب و یرضی عنه رضوانا
خدا تعالیٰ آپ کو رحمت خاصہ سے نواز کر حسن ثواب عطا فرمائے اور آپ سے راضی ہو جائے

و بعدی ثم مولای و مستندی فاضت فیرض له للخلق فیضانا
انہ میرے آقا میرے مولیٰ میرے مستند کے فیوض و برکات ہمیشہ بخلائی کے لئے آتی رہیں

شیخنا احمد ذو علم و ذور و روع ینال تلی بزور منہ سلوانا
یعنی مولانا شیخ احمد عثمانی شیخ الحدیث ہائے علم و تقویٰ جنکی ملاقات سے دل کو سکون حاصل ہوتا ہے
فاق الاکلام فی مجد و سؤددہ و فی جلالہ ضبط و انضامنا

آپ شرف و مدد میں اور جلال و مرتبت میں ضبط و انضام کے اعتبار سے بڑوں سے بڑے ہیں۔
ان وجدت بصبیاً منہ مستبدا حتی نلت کعذب الماء ظمنا
میں نے آپ سے اقتساب فیض کیا یہاں تک کہ میں شرب پانی کی طرح آپ سے اپنی تشنگی بجھائی

لاستطيع قتله بالحرق له ولا اطيق له مدحا وشكرا
 میں آپ کے حق کو کس طسیرہ او کروں میں آپ کے شکر یہ اور مدح کی قدرت نہیں کیں

ادامہ اللہ ربی فی افانستہ فیض الحنوم احادیثا وخرآنا
 حق تعالیٰ قرآن وحدیث کے آپ کے فیض کو ہمیشہ جاری اور ساری رکھے۔

والشیخ احمد حسن فی ارض الجوات کھڑوہ من الاعیان احسانا
 انہیں حسین ملت اکابر کفر مولانا احمد حسن ٹھکانی بانی جامعہ دارالعلوم بھی سرزمین گجرات میں تھے۔

من قد اقام للنشوالین جلعہ جین العریۃ تبعی الحق خذافا
 جنھوں نے اشاعت دین کیلئے جامعہ کی بنیاد رکھی جبکہ لوگ دین حق کو پس پشت ڈالے ہوئے تھے

نقام امسجا واللہ ناصرہ فیما اراد رجاء منہ رضوانا
 آپ نے جامعہ کی بنیاد رکھی اور اللہ آپ کا مددگار تھا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے

فاصدہ یکثر ثمت له همم جہاد تصدی له والوقت قدحانا
 آپ کو مقصد کی تکمیل سے بڑھاپے نے نہیں روکا جہت جوئی تھی اور وقت قیام جامعہ بھی آپ کا نصیب

قد مات مغتربا للہ مرتحلا حق اتبع دبار الخیر اوطافا
 آپ اس سلسلہ میں اللہ کیلئے سفر کرتے ہوئے غربت کی موت پائی تھی کہ فریقہ کو پناہ دینی وطن بنا لیا۔

طوبی لمن قد سعى سعاء فی زمن اوسن خیرا لدین اللہ محوانا
 مبارک ہیں وہ لوگ جو ان کی کسی زبان میں بھی کہیں یا اللہ کے دین کیلئے کوئی سنت سنہ جاری کریں

من جادها طالبا لنعم مؤصلہ من العلوم کثوب الماد وشیانا
 جو بھی جامعہ آئیگا علم کے گوہر مراد سے اپنے راسن کو بھر کر سیراب واپسی ہوگا۔

قالہ لمکثہ فی دار رحمتہ دار النعیم ثوابا ثم غفرانا
 اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما کر جزا رحمت اور جنت النعیم میں جگہ عایت فرمائے

وتم یمنی عقیلا طیبا حمنا کما یمنی کریم الوند ضیفا
 اور وہاں پاکیزہ اچھا خرابا گو کی بشارت عطا فرمائے جیسا کہ قابل احترام بہائون کو بشارت دی جاتی ہے

فیصدہ محمد ذوالجود غافلہا مشکور سعی جزاء اللہ احسانا
 اور آپ کے بعد مولانا احمد بزرگ صاحب اس کے عالم میں جنگی کوشش کا مایاب ہے ہزارہ اشتر خیر
 ودام منہ فیوض العلم فائضہ ولا یزال جمیل الذکر ازمانا
 اور آپ کی وجہ سے علم کے فیوض ہمیشہ جاری رہیں اور آپ کا ذکر خیر زمانہ تک جاری رہے۔
 ثم الصلوۃ علی المختار من رسل من جاونا بالهدی و النور برہانا
 سرور و مشرف ہر رسول مختار پر جو ہماری طرف نور و ہدایت لے کر بھوٹ ہوئے
 خیر العباد رسول اللہ صفوت بدین حق اتانا ثم احیانا
 آپ اللہ تعالیٰ کے بہترین بندے رسول اللہ اور اسکے برگزیدہ بھی رہی تھی لیکر آئے اور ہم کو زندہ کیا
 والآل و الصحب اشراف طوری عبا ما ہیجت فضات الطیر لشجانا
 اور آپ کا آل و صحابہ پر بھی رحمتیں ہوں جو تمام امت میں عزم و ہمت کے لحاظ سے افضل ہیں جنگ
 پرندوں کے نفع ہمارے باطنی سوز و گداز کو برآگیتہ کرتی ہیں۔

(مستقل از رواد ۱۳۲۸ھ ص ۲۵ تا ۳۶)

شہزاد مولانا شیخ احمد درویش سملکی

المتوفی سنہ ۱۳۵۲ھ

عن مولانا الحکیم القاری محمد یامین استاذ الجامعة فی دہلی

ایامین استہل بالمداء کجود قد تہطل من سماء
 بے آنکھ آسمان سے نازل ہوئے والی بارش کی طرح خون کے آنسو بہا۔
 علی حیر قضی نحباً خشیوما من الدنیا الی دار البقاہ
 اس جلیل القدر عالم پر جس نے دنیا سے دار البقاہ کی طرف رحلت فرمائی۔
 تعلق بالکرم والمعالی وبالخلق المطہر والصغاء
 جو شرفی اور بلند پای کے آراستہ تھا اور پاکیزہ اخلاق اور معالیٰ قلب سے مزین تھا
 وزہد ثم اخلاص وصدق وفقر ذوق فخر الانبیاء
 زہد اخلاص صداقت اور انبیاء کی نفس کہ چیز یعنی فقر سے متصف تھا
 صباغی خاشعاً جوف الیالی اذا رقد الوری رب السماء
 راتوں کو جب کہ مخلوق خدا سرجاتی تھی پروردگار عالم بے سرگوشی میں مشغول ہوتے تھے
 جلیلاً مانحاً متہماً فیہلاً صفیاً کان ذخر الاصفیاء
 جلیل القدر بزرگ ذکا شریف اور ذخیرہ اصفیاء تھے۔
 نقیاً طاهراً معاً کریماً رئیس الحسنین الاتقیاء
 پاک صاف سخی کریم اور احسان و تقویٰ والوں کے سردار تھے۔

یقوم بواجبہ امرا و نھمہا محیاء کسبدر فی الضیاء
 امیر العروت اور نہیں عن المنکر کے وہب کو ان کرنے والے تھے آپ کا چہرہ ہر کہل کی طرح روشن تھا
 فیما استقی توفیقاً اغتراب بہ قد جلی رزاً المصدقاء
 افسوس کہ غریب الوطنی میں وفات پائی اس لئے دوستوں کو بہت صدمہ ہے
 لدین اللہ افخج کل عمر بجہ فی ابتداء وانہما
 اللہ کے لئے محنت کرتے ہوئے استہدائی اور انتہائی ساری عمر بسر کی۔
 ومات کھوتۃ الشہداء اجراً تنفی بالمزایا من رضاء
 اجر و ثواب میں شہداء کی کسی موت پائی اور مزید رضاء الہی سے شرف و تاب ہوئے
 فارخنا لہ ارجا جلیل بمغفور وحید للفساء
 ہم نے ان کی اچھی تاریخ وفات یہی ۱۳۵۵ھ مغفور و حید للفساء کے ساتھ
 تقدیمہ برحمتہ ثواباً جزیلاً یہ یوم الجزاء
 اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں اجر کثیر عطا فرما کر جگہ عطا فرمائے
 معلوۃ ثم تسلیما دوما
 دائمی معلوۃ و سلام جو
 علی ختم الرسالۃ و النباء
 خاتم الانبیاء والمرسلین پر

(منقول از روایات صحیحہ ص ۱۱)

قطعه تاریخ وفات

مولانا مولوی احمد درویش صاحب سملکی مرحوم

نتیجہ نگار جناب مولانا مولوی حبیب الرحمن صاحب سلسلہ توحیدی سر فامیہ جامعہ اسلامیہ تعلیمات

مولوی احمد درویش آل صوفی منش	عالم علم حقیقت کاشف سر نہاں
پاکباز و پاکبائن پاک نفس و پاک ذات	نیک خلق و نیک خلق و نیک دل نیکو بیانی
مشتقی و زاہد و صوفی و صالح نیک بحث	ہجرت اور پاکیزہ خرم دیدہ باطنی در جہاں
بود اندر سیرتہ مقامش بہر اصلاح نفوس	بود انوارش دران قلبت کہ خوش فہوشان
می سزدگر غوی، بیاد دیدہ ہر آشکار	چو شہید مدش کہ رفتی نیکو زین خاک دہان
سملک و ڈیال شد از حلقش ماتم کردہ	چون نہا شد زانکہ بد زین خاک ل در دشتی روان
شعر تاریخش چنان گفتہ حبیب خستہ دلی	عیسوی و سال ہجری ہر دو خدا از اسے عیاں

احمد درویشی آل زاہد امام المتقین

۱۳۵۳ھ

رفت در فردوسی اعلیٰ ہجرت شاہ صالحان

۱۹۳۵م

دیگر

چون احمد درویش حق از حلقش مرحوم شد

تاریخ، جبری عیسوی نقشہ حبیب و خوب شد
 آن احمد درویش خلق مغفور عالم قدس شد
 ۵۱۳۵ھ ۶۱۳۵ھ

(منقول از روزاد ۵۳۵ھ ص ۵)

قصیدۂ وداعیہ مولانا احمد بزرگ مہتمم جامعہ کے سفر افریقہ پر رانی کے وقت (از جناب مولانا محمد یوسف حسنا بنوری استاذ جامعہ اسلامیہ)

ما بال قلبک یستطیر غراما ما یستفیع صلابۃ و میامی
 ہے دل تجھے کیا ہوا ہے کہ فریفتگی کی وجہ سے پر گندہ ہے تجھے عشق و محبت سے ہوش نہیں رہا ہے
 ما یستویہ من بتاریع الحبوی الا و زاد تولعا و غراما
 غم کی سوزشیں جتنی زیادہ لاتی ہوئی ہیں نسہ یافتگی اور جن بڑھتی جا رہی ہے۔
 ثابت نہ اشجانہ و شجونہ ردہاء احزان تکون غراما
 اس کے غم و اندوہ اندر نگہ پہنچ گئے ہیں اور ایسے غم لاتی ہوئے ہیں جو جب ہلاکت ہوتے ہیں
 و یطیبعہ عین توفیق عبیرۃ شذری باد معیاد ما تشجیما
 انگوٹھی دل کی اطاعت میں؟ سو بہار ہی ہے آنسوؤں کے ساتھ خون بھی تیرا بہار ہی ہے

لے کذا فی الاصل و اعل الصبیح دعاً ان الشیخاً ۱۲ نقل

فكان عيني من معين مشوة شرافة تجري سيكون لزاما
 میری آنکھ اس گہرے چشمہ کی مانند ہے جو برابر بہتا رہتا ہے
 والتم مالي من رداع الحسنة حملوا مطيهم تزم زمنا
 میرے اوپر دوستوں کی جہدالی کی مصیبت اُبڑ کی ہے جنہوں نے سواری پر سامان لا دیا ہے جو بار بار
 شدت رحالهم ومهدى بالعصى عهد قريب زورة ومسلما
 ان کے کجاوے کیے جا چکے ہیں اور میری طاقت چڑاگوں میں زیادتِ اہل گمراہی کے قریبی طاقت ہے
 ركبوا لامر ما على كند السرى هجروا له الاوطان ثم مقاما
 کسی اہم کام کیلئے رات کے سبز پر سوار ہیں اس کے لئے وطن و اوقات کو خیر باد کہہ دیا ہے
 جابوا القطار نواعا وتشوقا جازوا البحر وودعوا الارحاما
 میرا فون کو شوق و ذوق سے غم کیا سمندر وں کو پار کیا رشتہ داروں کو چھوڑا۔
 في صدرهم هدع يحيط اقلها الذ ازمان والايام والاعواما
 ان کے سینوں میں ایسی چیزیں ہیں جن کا ٹکلیل حصہ زمانہ دن اور مالوں کو گمیر سکتا ہے۔
 وبهت الدين المتين وان يري مرفوعة راياتها ومسلما
 اس کی فکر دینی ہے وہ دین کو بلند و بالا دیکھنا چاہتے ہیں
 يحيى معارف جمعة من معيه الوحي والآثار والاسلاما
 اپنی کوشش سے بہت سے معارف اسلام اور غیر کو زندہ کرنا چاہتا ہے
 دامت معائيلهم حياة للورى هديا وصفا سنة ومسلما
 ان کے خصال ہمیشہ نیکو کیلئے حیات سیرت اور سنت کا مقام حاصل کرتے رہے ہیں
 مشعولة غدا و متكم ميمونة روحانكم ابداف تفيض غماما
 تمہارے نیکو کے نکلنے میں برکت ہو اور شام کا نکلا ہمیشہ بارش برساتے۔
 بورك من غيث يفيض لامة خيرا وخيرا رشدة وقواما
 اسے بدلی تیرے اوپر برکت ہو اس لئے کہ تو ہمیشہ خیر اور بھلائی برساتی ہے

بطلت مصالح امة بقیوضکم شکوت مساعیکم تجم جساما
 آپ کے فیوض سے امت کی مصالحیں متعلق ہوں آپ کی مساعی خوب غریب بار آور ہوں۔
 قالہ یحییٰکم باطیب عیشة یجدی فلاحا للوری و نظاما
 اللہ تعالیٰ آپ کو عمدہ زندگی عطا فرمائے جو مخلوق کیلئے نفع بخشہ ثابت ہو۔
 واللہ یحییٰکم حمایة حافظ و یلتم شعثا یحدکم و فصاما
 اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے اور آپ کے بعد پراگندگی اور شگستگی کی اصلاح فرمائے
 وثبت ربطا ثم ابت مسالما مثل الغوادی فاشرا غلظاما
 آپ صحت و سلامتی کے ساتھ با مراد اور کامیاب واپس ہوں۔

(منقول از روداد ۵۵ ص ۴۱)

قصیدہ وداعیہ

از جناب مولانا حکیم قاری محمد یامین ضابہار نمپوری مدرسین مدرسہ اہل

یا قاصد السفر البعید تلقت اکبادنا من بینکم بتغشت
 اے سفر میں کا قاصد کریم! ہماری طرف نظر انکسارت فرما کہ ہمارے جگر آبی جہاں سے پاش پاش ہیں
 کیف اصطبائر للخبوب یبعثکم من لجماعة تضمجل بفیقة
 آپ کی جہاں سے ہمارے دلوں کو کیونکر صبر حاصل ہوگا کون اس جماعت کا کفیل ہے جو آپ کی فرقت سے پڑھیں ہے
 اجفاننا تھیں کفایت ہمارے و تھج نار صیابة و منی لوفعة
 ہماری آنکھیں برقی کی طرف استکبار ہیں اور شدت حزن کی وجہ سے آنکھیں بول بول کر گھٹنے ہے

اللہ باریک فی مسامحتہ العالیٰ و مہیٰ بیما تسبیح لہاء بقدرہ
 اللہ تعالیٰ آپ کی بلند کرشمہوں میں برکت دے اور وہ آرزوئیں پوری ہوں جو موجب قربت ہیں
 و عزائم المذنبین قد سعتہما و مقاصدہ و مہمتہ لا یستہ
 الذرکب کے دشمنی عزائم اور سارے ملک کے عوام بھی پورے ہوں جنکا آپ ارادہ کیا ہے
 و قارب استدعوا لستوحالی لکم صغیرت باعیننا وان ہی حلت
 اور وہ فرمائیں بھی جو اس طویل سفر کا باعث بنیں ہیں ہر آنکھوں میں شمعوں میں شمعوں اور شمعوں میں
 و موہب تبدل من مہرکاتہا تحبب لجامعۃ شہود کدیمہ
 اس سفر کی برکات جامعہ پر نہ رکھنے والی ہر شے کی طرف ہمیشہ برکتیں رہیں
 دلہ للعلوم حفاہا و مدارہا بضیائہا ضیاءات لوامع سنیۃ
 جامعہ اسلامیہ علوم کا مرکز و مدار ہے اس کی روشنی سے سنت کے نواز دیباچے پھیلنے
 خائفہ یکنفر سیدی اصغر لکم ہندی علی ریح العبدی بالہامۃ
 اللہ تعالیٰ آپ کے اس سفر کو دشمنوں سے محفوظ رکھے اور ان کے ہاتھوں سے ہرگز نہ کرے
 ندعو لکم کا مخلصین سیدۃ یرجی لہا فاسولہا و اجسامہ
 ہم آپ کی خدمت دل سے دعا کرتے ہیں جس کی قبولیت کی بارگاہِ بزرگاری سے امید ہے
 العود لعمدہ قدہ فی لک لکم حقد تم فی خلعتکم و اقسامہ
 العود احمد امثال میر آیا ہے لیکن آپ کو سفر و حضر دونوں میں (احمدیہ) قابلِ تعریف ہیں
 جو ذیقتم من خیر حجاز سیدی خیر الذی یجزی الہدایۃ لہامۃ
 آپ کو اللہ تعالیٰ کسی امت کے ہادی کے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔
 و یزید حسنکم لاجمل برکم و یؤیب معناکم لافضل طامۃ
 اور آپ کو اللہ تعالیٰ نیک خدمت اور افضل طاقت کے عمل میں مزید عنایت سے نوازے
 خائفہ خیر حافظا لک فایسرہ ریح معالما عند غائبا بسلامۃ
 کب جائیں اللہ تعالیٰ آپ کے شانہ اور ناصر میں سلامت ہمارے بار بار و ایسی ہوں

يَجْعَلُ رَبُّكَ مِنْ مَكَاَرِهِ كُلِّهَا دُعَا وَمِنْ غَيْرِ الزَّمَانِ مَلَكًا
 پروردگار ہر قسم کی نکالیف سے آپ کو محفوظ رکھے اور ہر قسم کے حوادث و ہر سے
 بِالْخَيْرِ يَجْمَعُ بَيْنَنَا بَعْدَ النُّوَى فَتَقَرَّرَ أَمْرُنَا كَأَوَّلِ مَسْرَةٍ
 جدائی کے بعد خیریت کے ساتھ جمع فرمائے تاکہ ہماری آنکھیں دوبارہ حسب سابق ٹھنڈی ہوں
 ثُمَّ الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَالْآلِ وَالْأَصْحَابِ خَيْرٌ بِرَبِّيَّةٍ
 پھر درود و سلام ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل و اصحاب پر جو بہترین مخلوق ہیں
 مَا دَامَ يُشْكِرُ سَعْيَ عَبْدِ مَالِكٍ مُتَهَمًا مَعَ فَكْرِهِ الْمُتَشَكِّتِ
 جب تک کسی صالح بندے کی کوشش اس کی منتشر فکروں کے ساتھ ہر طرح مشکور ہو
 (منقول از دروداد ۵۵ ص ۲۱-۲۰)

قصیدہ وداعیہ

از جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب استاذ جامعہ اسلامیہ ڈبھیل

ایکہ السریقہ ملاذا می روی	سخت ننگینم کرنا می روی
کن معطر ملک ازرقہ زخوش	اے کہ مثل شک سارا می روی
تور بخش عالم تیسرہ بشو	بادلے ہوں ماہیارہ می روی
اے کہ خلوص و تقارار پیکرے	باخلوص روح اسفندی روی
چہ دیانت چہ امانت چہ علوم	خرد ہستی کہ یگانا می روی
در قو ضعیف سہ فکندہ بینت	در مرآب بالا بالا می روی
تو کجا رہائے گاہ تو کجا	در تری ویر تریا می روی

کس نمی داند علاج دردِ دل تو گمِ بیهوشِ عداوتِ می روی
 تا کنی سیراب این باغِ رسول بہر نہرے سولے دریایِ می روی
 تا بماند جامعِ خلقتِ بزرگ خوش بزرگی را بزرگ می روی
 مطلق تا کہ کنی یکس خلق را مضطرب چون کلبِ شیدا می روی
 قیمتِ خود را در آنجا کم کن پُر بہا لالوئے لالایِ می روی
 تا توانی گوہرِ قلبی گزین در زمینِ سنگِ خارا می روی
 چو نیست کہ بہرِ درہ نے غلط گفتم خدا می روی
 چو گلِ شیداں مشغفہ باز آ دل گر نہ خنبہ آسمایِ می روی
 دامنِ امید پر کردہ بسیار با تم دیں پُر تمنا می روی
 بارہ بیایان از آنجا باز آ بادیدِ پیایا زین جایِ می روی
 از صواباتِ سفر بے فکر باش در آبانِ حفظِ سلا می روی
 ہمتِ صاحبِ ولایتِ ہر گاہ بادعا با باشندایِ می روی
 کاروانِ دود و دلِ ہر دست آشکارا گر بہ تنہا می روی
 اسے کہ لطفِ مرہمِ قلبِ جیب
 چون دلم را کردہ پارایِ می روی

(منقول از روداد ۵۵۵ ص ۳۲)

۲۴۲
 ہفتم جامعہ مولانا احمد بزرگ کے سفر افریقہ سے واپسی کے موقع پر

ہدیۃ

آلی حضورۃ مدیر الجامعۃ الاسلامیۃ بدابیل مولانا احمد بزرگ المملکی

از جناب مولانا محمد یوسف کابلپوری رکن مجلس علمی ڈابھیل

اعلینم افلاک السماء عوالی کالوشی فی حبشۃ السماء العالی
 اے آسمان کے بلند ستارے اور بلند جالی دار آسمان کے نقش و نگار
 تر ہوید پیاج اوق و سندنس منظومۃ منشورۃ کلاسی
 تو اپنے رنگین اظہار و پیاج پر غر کرتا ہے اس حال میں کہ تو یوں کی طرح کچھ بچھ اور کچھ بکھرا ہوا ہے
 یا انجما زمین السماء ادیمھا و علائکم و مشاعل برمال
 اے اژیم سما کے نزیت دینے والے ستارے اور سیارے درگستان کے علامات اور چراغ
 تقدی فکاماً فی ابصار تو رطوا و حیاتہم قد آذنت بیزوال
 تو اس جماعت کا رہنا ہے جو غرقان میں پھنس گئی ہو اور ان کی زندگی معسر و محنت میں ہے
 لیل و نحر عالج فی عاصف ظلم ثلاث اسدلت مستوالی
 ایک طرف شب تاریک ہو اور سندر ظفانی غیر موجوں کی تڑکیاں یکے بعد دیگرے سب اکٹھی ہو گئی ہوں
 حانت اھدی من نجوم اشروت فیما علہ من الزمان الخالی
 گھر جنائی میں ان ستاروں کا مقابلہ کیا کر سکتا ہے جو ہم انسانوں پر ہمیشہ سے طلوع ہوتے رہے ہیں
 نقشونہا و مشوسکم و سبدرنا و میدروکم لیست من الامثال
 ہمارے نقاب و مہتاب اور تمہارے نقاب و مہتاب بھلا کب برابر ہو سکے ہیں

کالائیداء و الاولیاء فانہم نخب الانام علی صماء مع
 ہمارے آفتاب تو دنیا و ظلم السلام اور اولیاء کرام میں جو بزرگ و عظماء تھے ان کی بلندیاں پر جا کر
 لہم النفوس الزاکیات الشامخات الصابرات معارز الابطال
 ان کے نفوس پاکیزہ بلند ہمت اور عقیدوں میں صبر کرنے والے ہیں
 یرجونه فی کل خطیب مفلج یخشونه فی کل حال
 ہر مشکل و ہم میں اشر سے امید رکھتے ہیں ، اور ہر حال میں اسی سے ڈرتے ہیں
 یاتون ما یاتونہ من امرہم للہ محتسبین عند ما
 جو کام بھی کرتے ہیں جس سے نثر اور ثواب آخرت کیسے کرتے ہیں
 کالشیخ مولانا المہجبل احد ربط الجنان بحومة الاموال
 مولانا العظم جو بزرگ انھیں کے ایک نور میں برشتا کہ احوال میں ثابت قدم رہتے ہیں
 ماضی الغریبة کالجسم الصلیم حکمت بہمتہ انصاء العالی
 شہیر برائی کی طرح اپنے ارادہ کو پورا کرنے والے ہیں ان کی بلند ہمت آسمان کی سی بلندی رکھتی ہے
 رب النواصی لا تسئل عن ذرہا ہی صوم غیبہ و اشق بنوای
 ان کے نور فراست کی غیبت نہ پہچو ، ان کی فراست حیر کی طرح حیرتی جاتی ہے
 قد غریب العلماء من امیافتنا کالشیخ نور حاطل الہیاط
 انھوں نے اگر غما کو جان کر کیلئے پھاٹک لیا ہے جیسے نور شاہ عاصی کی فراست نے
 و الشیخ شارح مسلم علم النقی صباق مضار العفی و مجال
 اور مولانا شہیر احمد عثمانی شارح مسلم جو بلندی کے میدان کے شہسوار ہیں
 شمسان او بحران حین تلاطما حکما علوم اولئک الاجبال
 یہ دونوں حضرات آفتاب کی طرح روشن اور بلند کی طرح عوام ، قدیم جہاں علم کے مشاہیر ہیں
 و ما نفی علم النبی محمد ما انتقم و سواکم بمشاک
 اے دین نبی کے معافیت کرنے والو ، آپ اور دوسرے لوگ برابر نہیں ہو سکتے

جمعۃ مساعیہ الاکارم کلہم یحییون عادیست من الاطلال
 ہر صاحب کی سالی نے ان تمام اکابر کو جمع کر لیا ہے جو پہلے علمی نشانات کو زندہ کر رہے ہیں
 شرکت مساعیۃ الجمیلة فی الوری حیات کجود غنائم بمجہال
 آپ کی سالی جمیلہ لوگوں میں مقبول ہیں اور برکتوں والے بادلوں کی طرح برستی ہیں
 حیات اعلام الہدی اذا قنوت فالنور منبج علی الاتصال
 آپ نے ہدایت کے بوسیدہ نشانات کی تجدید کی اسی لئے تارکی میں روشنی دکھائی دیتی ہے
 ورتکیت فی لہجۃ البحار بمرۃ ابدا تشد رحالہا بحبال
 آپ دریا کی موجوں میں ایسی جہت سے سوار ہوئے جو ہمیشہ سفر کرنے کی عادی ہے
 ورتکیت اولاد صفراء صلیۃ فلو القنوب وسلوہ للسل
 اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھچھوڑ گئے جہالت جگر اور باعث قسلی تھے۔

فوضا الالہ یحل حیث یحلہ یا منہنی رضوانہ وخواہ
 اپنے خدا کی رضا مندی اور کیشش کے طلبکار جہاں آپ اترے وہاں اتر کر رہا اگل اترے
 ورتوم احیاء انما تشو کلہا حلا ومرتجلا ولست تبال
 اور آپ سفر و حضر میں ماثر قدیم کے زندہ کرنے کے سالی ہیں اور کبھی کی کچھ پرواہ نہیں کرتے
 اللہ درہیون شبت بسمۃ شبت شبابا ترقی وفعال
 آپ کی جہت قابل تعریف ہے جو بڑھاپے میں جوان ہو رہی ہے
 ورجعت بالنور الکبیر الی ذرا لک وکل شئی راجع للفعال
 آپ مضاف بقدرے کا میاب اپنے گھر کو واپس ہوئے اور آخر ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے
 ہذا هو المجد المنیع ودونہ ضروب الصوارم او قواع حوال
 یہ بلند درجہ کی بزرگی ہے جس کیسے شمسیروں اور تیزوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے

المجد يشبه اصطفاۃ ضرائفہ لیست بجهل کانتھان غزال
 بزرگی شیر و لنگے شکار کی طرح مشکل ہے، ہر نون کے پھانسنے کی طرح آسان نہیں
 اعتقاد الرب الجلیل مجددا للذین تحمیه عن الجھل
 رب جلیل نے آپ کو تکرید دین کیلئے تعجب کیا ہے تاکہ آپ جاہلوں کی تحریف سے دین کو پرست
 یاغیث غوث المسلمین و خورشع تعیہم کالیث للاشع
 اسے مسلمانوں کے لئے بادل اور فریاد رس قرآن کی حفاظت کرتا ہے جیسے شیر اپنے بچوں
 عثت بالجهد الجھید مصابة کافوا عطاشا فارتوا بکس
 آپ نے اٹھک کو ششوں سے ایسے لوگوں کو تسلیم کی جو پیاسے تھے اور غروب میرا ہے
 و افضت بالنیض العزیز ایادیا جادت کما جادت غمام شت
 اور آپ کے فیض کثیر نے ایسی نعمتیں برپائیں جو بھاری بارشوں کی طرح برستن ہیں
 یا ملجأ المسترشدين و حصنهم و ملاذ طلاب العلوم ثم
 اسے طالبان ہدایت کے ملجا و ماوی اور طالب علموں کے لئے توشہ اور جگہ بنا
 انت المعتمد کالجذیل مرتباً مثل الصديق و موئل لعمول
 آپ ہر شکل و ہم میں لوگوں کیلئے جائے پناہ اور آسرا ہیں
 جوزیت فی الدنيا ثناء الخالد یثقی ویزیر دائمسا بقوال
 آپ دنیا میں دائمی ثناء کے مستحق ہیں جو ہمیشہ لکھی پڑھی جائے
 جوزیت فی العقی جوزیل مثویہ جنات عدن مانہا کزلال
 آخرت میں آپ کو حق تعالیٰ بڑا بدلہ عطا فرمائے اور جنات عدن نصیب کرے جگہ پانی حیات اور شیریں
 تشنی علیکم الحسن و باسم تنبی و لا یبلی علی الاحوال
 تلقی خدا کی زبانیں آپ کی مداح ہیں ہمیشہ ہمیش کیلئے جو تفسیریں تازہ رہیں گے

(مقول از رواد اسلم ۳۵ء تا ۴۴ء)

تہنئة القدوم

لرئيسنا العلامة الامجد الذي هو كاتبه احمد ناظم الجامعة الاسلامية بدابيل
حين رجع من سفر الافريقه مع العافيه والسلامة

از مولانا قاري محمد يامين صاحب مدرّس جامعہ

حان التہائی للرفیق الامجد اذا عاد عناناً بنجح المقصد
وقت آگیا ہے کہ ہم رئیس جامعہ کو کامیاب سفر افریقہ سے واپسی پر یہ تہنیت پیش کریں
ما لفرؤاد اذا اعتزاه من النوى صبر ولكن ليس اعصى كالغمد
جب ہر صرف تشریف لے گئے دل سے صبر رخصت ہو گیا تھا لیکن ایم غم خوشی سے بدلا ہونے پر وہ ان کیسا نہیں ہوتا
يلعبذا بلسانه و زواره فزنا كمثل الزائر المستزود
الحوشر کما ہم ان ملاقات اور زیارت سے مشرف ہونے اس شخص کی طرح جو زیارت کو سرمایہ سعادت سمجھتا ہو
فتبارك الله الذي هو راحل المنازل المعطاء ربح الحسنة
بارک ہے خداوند عالم کی ذات جس نے علماء حق کے مراتب پر خواہوں کی خواہش کے مطابق بلند فرمائے
حزب الاله بنصره قد اتيوا وبأيده يسبين الزمام العتد
یہ اللہ کی جماعت ہے جو ہمیشہ گروہ دشمنان میں اس کی حمایت و نصرت کے ساتھ مؤید ہے
ووجهة منحث لكل احبة ونباهة وهبت لكل مرتد
اور ایسی وجہ است سے تائید کی گئی جو مجبوراً ہنر کو روک پائی ہے اور ایسی عزت سے جو مخالفین کو عطا ہوتی ہے

علماء ملتنا اقاموا حجة وهدوا طريقا للفرج الملاحد
 علماء ملت اسلام نے گمراہیوں کیلئے محنت قائم کر دی اور عودین کو ہر زمانہ میں صحیح راستہ کی رہنمائی کی
 هذا من الله العزيز مجتہم ابداء عليهم اذ دعوا للشهادة
 یہ اللہ کی طرف سے ان پر فرض کیا گیا ہے جب کہ وہ کسی مجلس میں بلائے جائیں
 نهضوا لارشاد وبث هداية ولدرس نكرو باللسان وباليد
 وہ ارشاد و ہدایت کیسکے اسلئے اور ہاتھ اور زبان سے منکرات کو مٹانا
 وبلاغ احكام الشريعة امة يهدي سعيد ثم كم لا يستقي
 اور احکام شریعت امت تک پہنچانے اہل سعادت سے ہدایت پائی اور بہت سے بہت گمراہ ہیں
 وهم مصابيح الدجى في عصرهم ماضتهم خلف الالة العتدى
 اور وہ اپنے زمانہ میں تارکین دین کے روشن چراغ ہیں انکو کبھی حد سے بڑھنے والے مخالف کا اختلاف نظر نہیں ہوا
 وبهم انار الله برهان الهدى للقلب داج عارذ متمسرد
 اور انہی کے ذریعہ سے حق تعالیٰ نے برہان ہدایت تارکین دین کو سرکش کیلئے واضح فرمایا
 عدتم فعاد لنا الحياة وعيشنا ردنا زمان مبغضنا بالموعود
 آپ کی بغاوت واپس سے گویا ہماری زندگی لوٹ آئی اور مردہ تقار کا زمانہ قریب ہوا
 شكوا لرب سيدى ! فغيا بكم قد صار مسعودا بعد احمد
 شکوہ کرنا ہمارے رب کے ساتھ آپ کی چند روزہ غیبت ہمارے لئے مسعود و مومن ثابت ہوئی
 ثمراته ميمونة بركة مفرودة بالالطف من مولى السندى
 آپ کے اس سفر کے ثمرات مبارک ہیں منعم حقیقی کی بے پایاں الطاف کے ساتھ مقرر ہیں
 قسنا نهنت اذ سمعنا نبأكم مستبشرين بنضاله المرسد
 ہم آمادہ تہنیت ہوئے جبکہ ہم نے یہ شہرہ جاننے سنا اللہ تعالیٰ کے انعام منظر سے خوش ہو کر
 جثم العبود لنا وعم مسرورا من بعد عيشنا بالنوى متفكدا
 ہمارا سرور و اتہان آپ کی شریف سے بہت بڑھ گیا درہ فراق سے زندگی تلخ و مکدر ہو چکی تھی

اذلتکم ماعولکم و رجعتکم بمواهبہ کالتاجیح المتأید
 آپ کا یہاں افریقہ سے واپس ہونے اور محمدؐ تعالیٰ تائید الہی سے ہری کامیابی حاصل ہوئی
 فانہدیتکم جہداً بلیغاً مشوراً لبقاء جامعة بقاء مؤبد
 آپ نے جامعہ کے بقاء دوام کیلئے 'طرح طرح' کی تکالیف شائع برداشت کیں
 علوی لمن ینفی الوشاد مؤتسماً بشری لمن ینقاء خیل مشید
 مبارک تھا وہ شخص جس نے اس بیت رشاد کی تائیس کی اور خوش قسمت ہے وہ جس نے اسکو حکم اور منہو کیا
 یا اہمدان! ہزا کما مولی الوری بجعل جتہ نکما مستعبد
 اے دونوں! احرتم کو خدائے تعالیٰ ان مبارک و مسعود کرشتوں کا بہترین بدلہ عطا فرمائے
 واولی عطیات لہذا علوہم ممن یعدہ رضاء خیر تزود
 اور ان اہل غیر حضرت کو ان کی ضرورت اپنے دارالعلوم کو غار الہی کو تو شرف آخرت کھٹے ہوئے چند عطا فرمایا
 یفعلوہم کل السلاہ و اہلہا یدعی لہم فی کل ارض جلیہ
 ان تمام حضرات کیلئے تمام بلاد اور ان کے باشندے دعا کرتے ہیں، ہر جگہ ان کیلئے دعا ہوتی ہے
 و منابر فیہا و کل مساجد و رجالہا من رکتع او سجد
 زبان کے تمام منابر و مساجد اور وہاں کے تمام عبارت کرتوالے دعا کرتے ہیں
 لا ذلتکم فی العیش عیش ناعم دوماً و فی لعلن اللہ مؤقہ
 آپ پر براہِ راحت و عین کی زندگی بسر کریں اور اللہ تعالیٰ کی الطاف بے پایاں آپ کو میسر ہوں
 و یانعم اللہ تہی ہتلاً بالخیر و البرکات غیر منفہ
 اور ان تعالیٰ کے انعامات خیرات و برکات کیساتھ ہمیشہ ندر سے بیٹھنے والی بک کیلئے آپ پر برکتیں ہیں
 حاشا مدیحی باعتراف و اجیباً لاسیما اذ لم اکن بمجود
 حضرت والا میرے یہ کلمات حق آپ کے احترام واجبہ کو پورا کرنے سے قاصر ہیں خصوصاً جبکہ میں عہدہ کو نہیں ہوں
 فصلا تہم للسلام علی امین اللہ ختم الانبیاء محمد
 صلواتہ وسلم ہماری طرف سے نازل ہو اللہ کے امین خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر

و علی احسنہ و صالح اخیرۃ ما ھجج الاشواق صمدی معسرہ
اور آجکے اجباب علماء امت پر جب تک خوشن الحان پرندوں کی نوا سخی شوق کو اہل ہمارے

(منقول از روزگار شہرہ از رشک تاش)

ختم مقدم

بر قدم مہمنت مولانا مولوی حافظ احمد بزرگ حنا مستم جامعہ اسلامیہ

(از جانب مولانا حبیب اللہ صاحب مدرستہ جامعہ)

برای خوشی از بوستان آید ہی	انسا ط جسم و جان آید ہی
خند و شورے گل خرام اسے سرو ناز	رحمت حق را آسمان آید ہی
بہر بارگدشت ما ابر بہار	با بہارے خزان آید ہی
دامن آگندہ ز گلہائے مراد	باغبانم گل فشان آید ہی
آسمانی سلک و دایمل ما	آفتاب ضو نشان آید ہی
نازش صند عطر گجرات	مغیرہ گجراتیاں آید ہی
مرجا سلک کہ در آغوشش تو	ماہے نشہ آسمان آید ہی
رہنمائے رہبر را و جشان	قدیسے از قدسیان آید ہی
عالم دژاہد نفی و پارسا	علم دین را پاسجاں آید ہی
جاہان خلق و خود خلوت گزین	خوش کینے در مکان آید ہی

در دمنہ قوم و چارہ جوئے ملک
 مشفق و راحت رساں آید ہی
 انجھ علم دیں مگر آید زیکسر
 بے کراں بر کراٹے آید ہی
 ہر درشن ہر شند بہان رسول
 یہاں را میسنباں آید ہی
 شاد باشن اے گلستاں جامعہ
 باغبان ہسرباں آید ہی
 لالباں و عالماں را مانے
 مرتع خورد و کلاں آید ہی
 رانکے ہر ملک حضرات چشت
 عارف ستر ہنساں آید ہی
 اے سراپا مکرمت ہر مقدت
 مرجا آید فسرید روزگار
 مرحا آید فخر زمان آید ہی
 صاحب علم و دل احمد بزرگ
 سدر گروہ عالماں آید ہی
 از وجودت اے گن خوئی ما
 گلستاں در گلستاں آید ہی
 ہر فرات علم تو اے علم داں
 کار وای بر کار وای آید ہی
 زیر پائے خلق سبزہ زار تو
 پر نیاں بر پر نیاں آید ہی
 در بند یہائے تو اے سر بلند
 آسمان بر آسماں آید ہی
 ایک نخل عطف تو براجمہ
 سائبان بر سائبان آید ہی
 شاد باش و شاد زی اے شادماں
 این دعا بر ہر زبان آید ہی
 یاد اولادت کرم در چہاں
 چوں توئی ہر یک چناں آید ہی

بر طہرین رود کی نظم حبیب
 نقش پائے رنگاں آید ہی

(منقول از ردوداد مشہد ۱۳۵۲ھ)

دمعۃ

ع

وفاۃ حضرتہ اشیحہ آسیہ مولانا سراج احمد قدس سرہ

از مولانا محمد یوسف کامپوری رکن مجلس علمی ڈابھیل

نئی النہای عشیۃ یوم عیدہ بقیۃ قاسم خلف الرشید
عید کی شام کو فریادِ دل نے ایسے شخص کی موت کا خبر دی جو حضرت قاسمؒ اور شیخؒ کی یادگار تھے
فقیرا زاهد! جبل الوقار امین اللہ ذالفضل المزیّد
وہ متقی زاہد اور کوہِ وقار تھے، علم الہی کے امین صاحب فضل و کمال تھے
محدث عصرہ شیخ الانام وعارف ربہ خیر العبد
شیخ الحدیث اور استاذِ جمہال تھے: غارِ ربانی اور نیکو بنیاد تھے
بقیۃ امۃ کافرا کراما و ہم غرر الزمان بلا تشدد
ایسے بزرگوار کے قائم مقام تھے جو زمانہ کی مایہ ناز ہستیاں تھیں
منید الناس کالغیت المعوج منین الخیر ذی القول الصدید
بیتے بادل کا طرح لوگوں کو نفع پہنچانے والے خیر سر پہانے والے اچھی بات کہنے والے
رقسام المعارف والعلم وخواشرون طریقت فی تلبیہ
علوم و معارف کے تقسیم کرنے والے ذاتی و آبائی مشن کے مالک تھے
اقام معلما علم الحدیث طویل الدهر کالاعظم المشیہ
ایک مدت تک انھوں نے نہایت استقامت کے ساتھ علمِ حدیث کی تعلیم دی

ومن ابنته آثار حسان عن صفحات دھر کیف یودھ
 اور جس شخص کو آثار باقیات زندہ رکھیں بھلا وہ کیسے ہرکث ہو سکتا ہے
 حبیوة السنة البیضاء یعنی رسوم الدین بالجہد الجہید
 سنت بیضا کو زندہ کرنے والے انتھک کوششوں سے دینا کے مہم کو زندہ کرتے تھے
 وسین العلم فی خلق عظیم سدید القول ذو فضل رشید
 صحیح علم کے مالک صاحب خلق عظیم درست بات کہنے والے بچے کام کرنے والے
 عظاما فی السماء من القبول وذاکذا علی اثر السجود
 اپنی قبولیت کی وجہ سے آسمانوں پر بھی منظم تھے اور نمازوں کے بعد ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے
 عظام جامع الخیرات شقی تفتوح ماجد مغزار مجود
 بلند ہمت اور مختلف خیروں کے جامع خیر خواہ بزرگ بہت سخاوت کرتوالے تھے
 له شیم حسان کالذلی ومسید سادة حق المجید
 ان کے خلاق موتیوں کی طرح پاکیزہ تھے اور سادات کے تشیم و حیرانہ تھے
 احیب فی طبیب فی فقیہ وراویة و ما مثل الفقیہ
 عزیز طبیب فقیہ اور حدیث کے راوی تھے اب ان کا مثل کون ہے
 قد انشلم الہدی من موت حبر اقام الناس فی یومئذ شہید
 دین ہرک میں ایسے عالم کی موت سے رشتہ بڑ گیا ان کی موت نے لوگوں کو سراسیمہ کر دیا
 یصوت العلم عصوا بعد عصر ذهاب العلم من بغض الجدود
 علماء کی موت سے علم دھیرے دھیرے کم ہوتا جا رہا ہے علم کی کمی کی گونہ بد بختی ہے
 تزلزلت السبلاد ومن علیها من الغضب المبرج والمبید
 ایسی زلزلہ فرسا مصیبت سے دنیا کے شہروں میں ابل پڑ گئی ہے
 یصوت العالمین یصوت علم فعز الغضب من قریب الوعد
 علماء کی موت سے علم جا رہا ہے شہر بقیامت کی وجہ سے یہ بڑی مصیبت ہے

ومن احدى امارات القیامة ذهبا لهم فی دار النور
 قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت علماء کا جنت کو سدا رہنا جس
 فیما قموا تغیب عن عیون ریا نجما مضی بعد النور
 اسے چاند تو آنکھوں سے غائب ہو گیا اور اسے ستارہ تو بلند ہو کر غائب ہو گیا
 فجعبت المسلمین قلل عین تجود علیہ من ایام عیون
 مسلمان تیر کی موت سے درمندی میں اسے ہر آنکھ عید کے دن سے آنسو بہا رہا
 دفننا العلم من فقه و طب و آثار بد فلت فی صحبہ
 تجھ کو زمین میں کیا دفن کیا گویا ہم نے علم فقہ و حدیث اور طب کو دفن کر دیا
 سقی قبر الی جنب الفیدیو صحاب رحمة ابد الایسید
 اور رحمت اس قبر کو سیراب کرتی رہے جو تالاب کے کنارے پہنچے
 سقی قبر البشقی الفیدیو عنادی روحہ سقی الخیر
 رحمت کے صبح و شام کے بادل اس بزرگوار کی تہیں پڑا تاکہ شرف کا سایہ پڑے
 فیما فضل الاله و طیب رزق یتیم سقی مقدم حمید
 بے شک کے فضل اور رزق اس عالی ہمت پسندیدہ ذات کی شہکاراں کریں
 و فوہوان شکون شفیع یوم یقوم الناس للمعادی المعید
 ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ہمارے اس دن میں شفیع ہوں گے جبکہ لوگ خدائے مہربان کے لئے
 و افحی الوطیس و طیس شمس و تقرب من رؤوس کالعسود
 اور جب آفتاب کا تنور گرم ہوگا اور سردوں سے بالکل تشریب ہوگا
 هناك اتصالہون لدی الاله لهم نور و فضل من مزید
 وہاں ٹیکو کاروں کیلئے خدا کے یہاں نور اور فضل کی زیادتی ہوگی
 تقویونہم من کل روح و ریحان و من عیش و رغیب
 ان کی آنکھیں ہر قسم کے روح و ریحان اور پسندیدہ عیش سے ٹھنڈی رہیں گی
 (مشقول از روز دوازده ص ۱۹-۲۰)

عبرت منہلہ

فی رثاء العبد العلام الامتاز الشیخ السید مولانا سراج احمد
نور اللہ مرقده وقدس روحه

از مولانا قاری محمد یامین صاحب استاذ جامعہ

قوالت كالقطار من السماء رزایا حلجئات لللبكاء
مصیبتیں بارشیں کی طرح پیاپے آئیں جن کے تاثر سے آنکھیں رونے پر مجبور ہو گئیں
فانجبعنا حزنا و غدا وفاة الشیخ شیخ الانبیاء
سب سے زیادہ ان میں حزن و غم پیدا کرنے والی شیخ الانبیاء کی وفات ہے
سراج الملة البیضاء علما عباد الکاملین بلا مرأ
برائے علم کے لحاظ سے ملت بیضاء کا روشن چراغ اور کاملین وقت کے محمد علیہ تھے
تصامی قدره فضلا و نبلا و مجددا مستقبینا کالذکاء
ان کا مرتبہ فضل و بزرگی کے لحاظ سے بہت بلند تھا آفتاب کی طرح ان کا مجد و شرف روشن تھا
وحید العصر مقدا اما عماما امین العظم علم الانبیاء
یکمکنہ روزگار کا اخیر میں پیش پیش رہنے والے بزرگ اور علوم انبیاء کے امین تھے
نبیلا بارعا فردا شهیدا وعبورا ذا المآثر و للعلاء
فضل و کمال میں یگانہ، مشہور زمانہ، بڑی خیروں اور غفلت والے عالم ربانی تھے
تقیبا قد ترمع فی نقباء ولبقا الموت مرتدی انقیاء
مستقی، تقویٰ میں نشو و نما پائے ہوئے تھے اور موت کو بحالت تقویٰ لیکٹ کہا

حلما صابوا نحبنا خشوعا ذکورا ثلاثہ و لامیرا
 بردبار میر کرنے والے رقیق القلب متواضع بلار یا خدا کو بہت یاد کرنے والے
 له مصدر کثرت کثرة الصلوم وقلب کان معمور الولاء
 ان کا سینہ گنیمتِ عظم تھا اور ان کا دل حبِ الہی سے معمور تھا
 نجیبا سیدا محسا کویما لقضاء بیری رجب القضاء
 سیادت و نجابت جو دو سخاوت والے آنے والوں کی خاطر دعوات کرنے والے
 تهلل وجهہ کالسید رمعا اذا ما حان ميعاد القضاء
 بوقت ملاقات الہی ان کا چہرہ چور ہوئی کے چاند کی طرح درخشاں تھا
 کبیرا کان من امیان مسلم ونبین البیاضین الاذکیام
 اہل علم میں بڑے اونچے درجہ کے شخص تھے اذکیام اور فضیلہ و عصر کے رئیس تھے
 قوارئ بالشعری مہمون وجہ فکیف نراہ معبود الضیاء
 ان کا مبارک چہرہ خاک گرد میں ستور ہو گیا اب ہم ان کی معبود کو دکھائیں دیکھ سکتے ہیں
 ادیب لودعی المصنئ فقیہ مفرد من اصفیاء
 عرب زبانی کے ادیب بڑے بھوار انسان تھے بے نظیر فقیہ باصفا افراد میں سے تھے
 رضا بقضا الالہ لہ شعار کذاب الصالحین الارضیاء
 رضا بالقضا ان کا شعار تھا جیسا کہ صلی اور اختیار امت کا شیوہ ہوتا ہے
 وملتزم روحہ فی یوم نحر کتسلیم الذبیح لدى السلاط
 دوسری ذی الحجہ کو حال جان آئیں گے سپرد کی جسطرح ذبیح اکثر نے امتحان کے وقت سپرد کی تھی
 رأینا وجہہ وعلی جبین له عرق ترشح مثل ماء
 ہم نے ان کے چہرہ پر موت کے وقت پسینہ دکھا، المومن یوت بمرق الجنین کی بشارت تھی
 فجعنا فحاة لما سمعنا جنی بالانین و بالبعاء
 ہم نے اچانک مدوح کی خبر وفات نالہ و ششون کے ساتھ مستی

فصلیہ للجماعۃ خیر ذخیرہ واجعل فی ابتداء وانتهاء
جماعت کے لئے اب صبر ہی بہتر ہے اور روہی ابھی حیر ہے ابتداء وانتهاء میں
وانزلہ المہین حدیث مرغوبیہ دیوانہ صفا دارالترغیہ
اشرقی ان کو بہترین منزل اور خوشنوی کے مقام عنایت فرمائے
ویمتی قیومہ امطار جود وحقیران احب الیہ
اور ان کی قبر کو رحمت و مغفرت کی بارشوں سے ہمیشہ سیراب کرتا رہے یہی
(منقول از رداد شمسہ ۲۳۷)

اشک خستہ بر فات حشر مولانا سراج احمد صادق سترہ از مولانا حبیب اللہ صاحب تاد فارسی جامعہ اسلامیہ ابھیل

سز و کہ فوجہ از فطر غم تنم اکون
ز سینہ آہ کشم یا بچان کہ از آہم
چہ بختی است کہ بہر تسلیم خواہم
چہ ماتم است کہ بختا دران معیر و گیر
نہر عارف بیکتا نہ دہر و بحسبہ ظلم
نہر حضرت است تا نامہ سراج احمد
فقیر و مارت کاؤن مغیرہ قرآن
بنفخ طالب چہ مقولات تجرہ گفتند
بجائے اشک بیارم زرد بادیم خون
سجایا شود و خون بگریہ از گردون
کہ گریہ تنم میشود از آں افزون
نہن و غمزد و اند و گہن حزین محزون
کہ گم شد و ز بیاں تہلے گوناگون
عریض رفتہ و ادب غم شدہ و فون
مہر شیکتا آئین بسینہ اش محزون
بہر رائے بولی نہ یا چہ رائے انظرون

چہ یاد باکِ غلام و عظیم چہ شایہ دند
 کہ در فراقِ بگویم سر شہنا میگوں
 چہ شہنا کہ بہندی و بارسی گفتند
 ہمہ غزائے نیا تو ت و دل لے سکوں
 چہ بود جسمِ مبارک تنِ نیت و نزار
 شالی گنجِ مگر از کمال ہد مشوں
 بختِ پاکِ خدائی بیدل و بود و بختی
 ہمہ کسوت ہمہ بخشش بطعنت میوں
 ہمیں تو ایک ستر آئینہ گری خستہ
 چہ شہناست کہ از بحر باشد و مقروں
 منہم کہ چاک گریہ انہم از فراق ابد
 توئی کہ دلتی و داندیم و دینوی خسرم
 مگر توئی کہ خرامی و بختی کسوں
 بہشتیاست مزین بکیر مقدم تو
 بحر کردہ دریں غمگدہ مرا میوں
 توئی و مجمعِ قائم رشید و محمود است
 جہانِ دایم جہانِ اندک تو خوار و زبروں
 علی اللہ ام بہر صبح و بہر ماسیراب
 منہم و مجمعِ کال کردہ دین و میوں
 شود مرا مقدم ز رحمت بیوں

سلام بر تو و بر مہر تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
 حبیب خواند و پس ختم میکند مضمون

قطعہ تاریخ

(از مولانا حبیب اللہ)

اکی صاحبِ بقوتِ حضرت سداں احمد
 ہنسوسِ حلقش کرواں خاکِ دل غم آباد
 جمعہ برو ز قمران در وقتِ اولین عصر
 کہ ازین جہانِ دندانِ رنہ بھلہ آزاد
 در عیسوی و ہجری می بست حبیبِ مالش
 کہ بآئینہ بکارم شعرے چنین بیفتاد
 روئند بہر مذہبی خرم مسراجِ عمر
 خندان میانِ جنتِ اقامت باد آباد

دیگر (ایضاً)

بچہ سراج احمد کی تاریخ وفات لکھی ہاتھ سے بغیر ان کے لئے
عیش منسل جنت الفردوس ہے باغ لائٹانی ہے اور ان کے لئے

۶۱۹۳۸

۱۳۵۶ھ

(منقول از روزنامہ سلسلہ ۲۲-۲۳)

ترانہ جامعہ ڈابھیل

(از مولانا ابوبکر صاحب زین پوری سابق استاد جامعہ ڈابھیل)

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن	یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
حسن کی دلاکشی لاکھ زاروں کی ہے	اس کی خوشبو میں پاکی گلابوں کی ہے
اس میں پیدا ہوئے صاحب علم رفیع	اس میں تخت بڑی انشروالوں کی ہے
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن	یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
دین احمد کا اس میں اجلا بہت	یہ ہے شمس و قمر سے بھی اعلیٰ بہت
رب کی رحمت ہی رحمت ہو سایہ نکلن	اس کی خدمت کا ڈھنگ ہے نرالا بہت
یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن	یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
کفر کی ظلمتوں کو مٹایا بھی ہے	اس نے درس محبت پڑھایا بھی ہے
کیوں نہ کر دیں فدا جان اور اپنا تن	سو رہے تھے جو ان کو جگایا بھی ہے

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
 ہم نے سیکھا اسی سے ہے درس وفا
 اس کا احسان ہم پر بہت ہے غلا
 تجھ سے یارب ہماری یہی التجا
 لگ نہ جائے کہیں نقشہ چرچہ کہیں
 یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
 رحمت حق سے ہر وقت معمور ہے
 روشنی اس سے پھیلی ہے ہر ہرگز
 یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
 علم کی روشنی کا یہ مرکز رہا
 اس کی پھیلی ہے چاروں طرف ہی کرن
 یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
 حضرت اچھے بھی اُنکی خدمت ہے کی
 جُودِ بشیر بھی تھی مسلسل لگی
 یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
 جہادِ لب سے اب یہ مشاواب ہے
 اس کا شاہد بکھاری کا ہر باب ہے
 یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
 اس چمن کے ہیں مالی محمد سعید
 انٹر دیکھے یہاں اور وہاں، گی سعید
 یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
 اہل شوریٰ نے اپنا تعاد ل دیا
 اس طرف سے بانی چمن یہ رہا
 یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
 لے محمد اولاٹا احمد بزرگ جتہر حامد ہیں۔

چمن یوں ہی ہر وقت ہنستا رہے کھیاں چٹکا کر ہی بھول کھلتا رہے
 علوم نبوت کا چشمہ رہے اور جاری رہے جیسے گنگ و چمن

یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن
 یہ ہمارا چمن ہے ہمارا چمن

جہاں استاد ابھیل

از مولانا رشید الوحیدی صاحب

جامعہ ڈابھیل اے اسلاف کا خواب حسین
 جسے سعادت گاہ اے گہوارہ علم و ہنر
 تیرے دم سے ہے جہاں میں علم دین کی آبرو
 جب تری تاریخ کھلے گا مورخ کا قلم
 ذہن میں آئے گا حضرت شاہ صاحب کی نال
 حضرت شبیر عثمانی کا تفسیری کمال
 شان یوسف علیٰ ابراہیم جب یاد آئے گی
 لاشعور خود احوال بزرگ اس وقت تجھ دریاں
 یا نہی کی رات و دن کی گفتگوں کا ہے صلہ
 اک نمونہ ان اکابر کا سعید پاک باز
 جن کے دم سے اب بھی یہ گلشن ہے مہراں بہار
 مرکز امید ہے تو رشک فرزند سخی بریں
 دڑے دڑے ہیں تیرے تابعدار شمس و قمر
 ہاں علوم سید الکونین کا دارش ہے تو
 کتنے پاکیزہ مقدس نام کر دے گا رقم
 دلی میں آئے گا جناب بدر عالم کا جمال
 ایک جانب حفظ جمال کی سیامت کا جلال
 ہم سید بختوں کو پہروں میں مضمحل کر جائے گی
 دیکھ لیتے اپنی جد و جہد کا پورا سماں
 آج بھی قائم ہے علم دین کا سلسلہ
 جن کے دم سے ہے ابھی تک جاسمیں سوز و ساز
 بھول کھلتے ہیں یہاں اب بھی قطار اند قطار

آج کی مفلک کتاب اللہ کا اہلجا رہے مرجہا صد مرجہا کی ہر طرف آواز ہے
 ہو رہا ہے ایک جانب سے فرشتوں کا ورود لب پر ہے صد و تئاد ل میں محمد کا ورود
 یا دے ان تہ سیموں کی مجھ کو یہ کل کر دیا اُسے اتنی ذور اس جنگل میں سنگل کر دیا
 یا اٹھی یہ چین صدوں یوں نہیں قائم رہے تیری رحمت اس چین پر اسے خدا کا نام ہے

حفظ قرآن کے ختم کے موقع پر ایک جلسہ میں نظم پڑھی گئی تھی۔

لے اس سے قبل دو شعر اور تھے جو مولانا اسعد مدنی مدظلہ کے حق میں کہے گئے تھے۔
 اسے مجاہد اسعد ذی شان حوالہ میں تیرے کاروانا یہ اہل دل کے یہ نبی کے قافلے
 پھر ترے غم کی بجلی کا جھٹکا ہونے کو ہے ظلم سے زیر و زبر سا بچا ہونے کو ہے

مہتممین جامعہ اسلامیہ ڈبھیل سہلک

شمار	اسماء و مہتممین	تفصیل
۱	مولانا احمد حسن بھاشم سہلکی بانی مدرسہ و مہتمم اول	از بنارس مدرسہ تعلیم الدین شعبان ۱۳۲۶ھ تا وفات محرم ۱۳۳۴ھ نوٹ:- سفر افریقہ کے وقت واپسی تک مدرسہ کا انتظام مولانا مرحوم نے حاجی محمد شکیل اور حاجی ابراہیم میلانی کو سپرد فرمایا تھا، مولانا مرحوم کے انتقال کے بعد حاجی یوسف دیانے افریقہ سے آکر انتظام اچھا تو لیا۔ ۱۳۳۴ھ شعبان ۱۳۳۴ھ سے ربیع الاول ۱۳۳۵ھ تک ۲۲ سال۔ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ سے ۱۳۳۶ھ تک۔ اہتمام سے آگ جوتے کے بعد بھی تاحیات مفتی باقی رہے۔ محرم ۱۳۳۶ھ شعبان ۱۳۳۶ھ تک (۱۰ ماہ) اس حال پر کے سرکاری حساب طلبگی باشم مولانا صاحب رہے۔ ۱۳۳۶ھ سے ربیع الاول ۱۳۳۶ھ تک مہتمم رہے اس دوران بھلوئی لاہوری ۱۳۳۶ھ شعبان ۱۳۳۶ھ تک ۱۲ ماہ غریبانہ الاچھری صدر مہتمم رہے۔ ۱۳۳۶ھ ربیع الاخری ۱۳۳۶ھ سے ۱۲ رجب ۱۳۳۶ھ تک مہتمم رہے۔ ۱۳۳۶ھ رجب ۱۳۳۶ھ تا حال ۱۳۳۶ھ
۲	مولانا احمد بزرگ سہلکی	
۳	مفتی اسماعیل محمد بسم اللہ ڈبھیلی	
۴	مولانا محمد تقی (دیوبند کا)	
۵	مولوی محمد اکیملو یا ڈبھیلی	
۶	مولوی عبداللطیف بسم اللہ ڈبھیلی	
۷	مولانا احمد سعید احمد بزرگ سہلکی مدظلہ	

جامعہ کے صد مدرسین اور شیوخ حدیث

نمبر شمار	اسماء و گرامی	تفصیل
۱	علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ	ذی الحجہ ۱۲۷۲ھ سے ۱۳۵۱ھ تک درہ بران میں رہے۔ ثانی ۱۳۴۷ھ سے اوائل جمادی الاخریٰ ۱۳۴۸ھ تک مبنیٰ نیر علیہ السلام صاحب دیوبند کے ہماری شریف کادری دیا۔
۲	مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبند	ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ سے اوائل جمادی الاخریٰ ۱۳۴۸ھ تک
۳	علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی	صفر ۱۳۵۲ھ (شاہ صاحب کی وفات کے بعد) سے ۱۳۵۵ھ تک مسلسل ۱۳۵۵ھ میں ایک ماہ۔
۴	مولانا عبد الرحمن امروہی	۱۳۵۹ھ سے ربیع الاول ۱۳۶۰ھ تک (بائنشانی ایک ماہ)۔
۵	مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی	دوبارہ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ سے ۱۳۶۳ھ تک۔
۶	مولانا محمد شفیع دیوبندی	ربیع الاول ۱۳۶۳ھ سے شعبان ۱۳۶۴ھ تک۔
۷	مولانا ظفر احمد تھانوی	جمادی الاخریٰ ۱۳۶۴ھ سے شعبان ۱۳۶۵ھ تک۔ (ان دونوں حضرات کی تنخواہ برابر ہی تھی۔ شاید دونوں نے شیخ الحدیث کا کام کیا تھا۔)
۸	مولانا شمس الحق اعظمی	۱۳۶۵ھ تا شعبان ۱۳۶۶ھ۔ (تقسیم ہند کے بعد شوال سے قسریٰ نہیں لائے۔)
۹	مولانا محمد یوسف بنوری	ربیع الآخر ۱۳۶۶ھ سے شوال ۱۳۶۷ھ تک۔ (شوال میں حج کو گئے وہاں سے پاکستان چلے گئے)۔

۱۰	مولانا عبدالغبار انصاری مدظلہ	۱۳۹۶ھ سے شعبان ۱۴۰۲ھ تک ۔
۱۱	مولانا عبدالرؤف صاحب	شوال ۱۳۹۲ھ سے صفر ۱۳۹۳ھ تک ۔
۱۲	مولانا شریف حسن دیوبندگی	ربیع الاول ۱۳۹۳ھ سے شوال ۱۳۹۴ھ تک ۔
۱۳	مولانا عبدالعلیم صدیقی	۱۳۹۶ھ میں ۔
۱۴	مولانا شریف حسن صدیقی	دوبارہ ۱۳۹۶ھ سے شوال ۱۳۹۷ھ تک ۔
۱۵	مولانا محمد یارک صاحب انصاری مدظلہ	۲۱ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ سے شوال ۱۴۰۲ھ تک ۔

حضرات مدرسین و خاص ملازمین جامعہ

آمد	رفت
مولانا عبدالغبار صاحب پشاور دیوبند مدرس اول عربی	۱۳۹۲ھ میں موجود تھے ۱۴۰۲ھ تک تمام فرائض
مولانا محمد مصطفیٰ صاحب مدرس دوم (فارسی و عربی)	۱۳۹۱ھ
مولانا ابرار مسیح اسماعیل صاحب ڈاکٹر تعلیمی مدرس سیم	شوال ۱۳۹۹ھ
مولانا ابراہیم مولانا صاحب ڈاکٹر تعلیمی مدرس چہارم	
(اردو و نباتات)	
مولانا محمود الحسن مولگی ری (مدرس قرأت)	جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ
مولانا محمود میر صاحب (مدرس نباتات)	۱۳۹۵ھ
جناب موسیٰ یوسف ناننا صاحب سٹنٹ (مدرس نباتات)	۱۳۹۶ھ
حافظ رحیم اسماعیل بھٹی (مدرس حفظ)	۱۳۹۷ھ
حافظ عبداللہ اسماعیل صاحب ڈاکٹر تعلیمی (مدرس حفظ)	۱۳۹۷ھ میں باغکم بنانا ہو گیا
	ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ میں وفات پائی

۱۳۵۵	۱۳۵۵	مذہب موسیٰ یوسف نانائے صاحب مسلکی (مدرسہ ناظرہ)	شوال ۱۳۵۵
۱۳۵۶	۱۳۵۶	حافظہ محمد جہاں سہو صاحبہ دہلی	رجب ۱۳۵۶
۱۳۵۷	۱۳۵۷	دستر کلاب بھائی ڈیسائی جمید ہاسٹر و لیسر والا۔ (مدرسہ گجراتی)	۱۳۵۷
۱۳۵۸	۱۳۵۸	منشی مراد علی خان نظام صاحبہ دہلی (مدرسہ اردو و گجراتی)	ربیع الآخر ۱۳۵۸
۱۳۵۹	۱۳۵۹	منشی حسین محمد صاحب کاجھری	سہ ۱۳۵۹
۱۳۶۰	۱۳۶۰	منشی نجم الدین فخر الدین اون والا	ربیع الاول ۱۳۶۰
۱۳۶۱	۱۳۶۱	مولانا احمد یزید صاحب مہتمم جامعہ	ربیع الاول ۱۳۶۱
۱۳۶۲	۱۳۶۲	ابراہیم محمد خان نظامی ناظم تبلیغ	ذی قعدہ ۱۳۶۲
۱۳۶۳	۱۳۶۳	ابراہیم کنٹلیوٹی چمرانی	ذی قعدہ ۱۳۶۳
۱۳۶۴	۱۳۶۴	قاری محمد یحییٰ صاحب (مدرسہ قرأت)	منسلہ ۱۳۶۴
۱۳۶۵	۱۳۶۵	حافظہ محمد حسین صاحبہ (مدرسہ نبات)	رجب ۱۳۶۵
۱۳۶۶	۱۳۶۶	علامہ غور شاہ کشمیری صدر مدرس	شعبان ۱۳۶۶
۱۳۶۷	۱۳۶۷	علامہ شبیر احمد عثمانی مدرسہ حدیث	۱۳۶۷
۱۳۶۸	۱۳۶۸	مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی	سال ۱۳۶۸
۱۳۶۹	۱۳۶۹	مولانا اسرار احمد رشیدی صاحب مدنی حدیث	۱۳۶۹

۱۳۶۸ء تک برابر ہے، ۱۳۶۹ء میں ایک ماہ کیلئے آگے پھر دوبارہ ماہ ربیع الاول ۱۳۶۹ء میں ختم ہوا۔

ردف	آدم	۶۷
ذی الحجۃ ۱۲۵۵ ہر سال	ذی الحجۃ ۱۲۵۵	مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی مدرس عربی
۱۲۵۶ تک	"	مولانا حافظ الرحمن صاحب سیر ماری
ذیقعدہ ۱۲۵۶ ہر سال	"	مولانا نادر عالم صاحب میرٹھی
شعبان ۱۲۵۶	"	مولانا محمد ادریس صاحب سکھر وڑوی
۱۲۵۷	"	مولانا محمد کبیری صاحب
۱۲۵۸ تک ذکر کتاب ہے۔	"	مولانا سعید احمد صاحب کیر پاری
۱۲۵۹	شوال ۱۲۵۸	حافظ علیہ السلام صاحب (مدرس قرآن شریف)
صفر ۱۲۵۹ میں انتقال ہوا	"	حافظ محمد رفیع صاحب (مدرس بنات)
۱۲۶۰	شوال ۱۲۵۹	حافظ ہاشم نسیم صاحب
۱۲۶۱	ذیقعدہ ۱۲۶۰	مولانا اسماعیل محمد صاحب کاجھری (مدرس اردو)
		جناب عبدالحی ہاشم مولانا صاحب ڈابھیلی
		(ناظم مطبع)
شعبان ۱۲۶۱	۱۲۶۱	مولوی ابراہیم کڑیہ (مدرس اردو)
رجب ۱۲۶۲	۱۲۶۲	مولانا سعید العزیز صاحب کیل پوری (مدرس عربی)
۱۲۶۳	سنبہ ۱۲۶۲	مولانا غلام خان صاحب
شعبان ۱۲۶۴	"	مولانا حبیب اللہ صاحب (مدرس فارسی)
شوال ۱۲۶۵	"	مولانا محمد ایکھلارایا ڈابھیلی صاحب (عربی)
۱۲۶۶	"	مدرس اردو بقعدہ لکھی و عربی
شوال ۱۲۶۷	"	حافظ ابراہیم تراجمی صاحب (مدرس قرآن شریف)
۱۲۶۸	"	حافظ سلیمان سکھو ڈابھیلی صاحب
شوال ۱۲۶۹	ذی الحجۃ ۱۲۶۸	مولانا عبدالقدیر صاحب کیل پوری (مدرس عربی)
شوال ۱۲۷۰	۱۲۷۰	حافظ اسماعیل راجہ صاحب (مدرس قرآن شریف)

ردیف	آدم	ردیف
		جناب عبداللہ فی صاحب ولد مولانا احمد حسن بھاکر سنگھ
۵۱۲	۵۱۲	(ناظم کتب خانہ بدیع مدرسہ اردو)
۵۱۳	۵۱۳	مولانا محمد زکیم صاحب ندوی (مدرس ادب عربی)
۵۱۴	۵۱۴	مولانا عبدالحق صاحب اردو بی (مدرس حدیث)
۵۱۵	۵۱۵	مولانا محمد یوسف صاحب ہندوی (مدرس عربی)
۵۱۶	۵۱۶	مولوی محمد مجیب الرحمن صاحب (مدرس فارسی)
۵۱۷	۵۱۷	مولانا انصاری اسماعیل بیسم اللہ (مفتی مدرسہ)
۵۱۸	۵۱۸	حافظ اسماعیل کلنگ (مدرس قرآن شریف)
۵۱۹	۵۱۹	مولانا عزیز احمد صاحب (مدرس عربی)
۵۲۰	۵۲۰	مولانا احمد بیگ صاحب (مدرس فارسی)
۵۲۱	۵۲۱	جناب اسماعیل پٹیل صاحب (ناظم ملٹری)
۵۲۲	۵۲۲	جناب ابراہیم پٹیل صاحب
۵۲۳	۵۲۳	قاری انوار الحق صاحب (مدرس تجوید)
۵۲۴	۵۲۴	مولانا محمد نور صاحب (مدرس عربی)
۵۲۵	۵۲۵	مولانا محمد نانا صاحب
۵۲۶	۵۲۶	مولانا شمس گور صاحب
۵۲۷	۵۲۷	مولوی یوسف پٹیل
۵۲۸	۵۲۸	مولانا عبدالحی صاحب
۵۲۹	۵۲۹	مولوی عبدالقادر صاحب (مدرس اردو فارسی)
۵۳۰	۵۳۰	حافظ محمد سراج صاحب (مدرس قرآن شریف)
۵۳۱	۵۳۱	مولانا عبدالکمال صاحب (مدرس عربی)

آدم	رفت	
صفر ۶۲ھ	صفر ۶۲ھ	مولانا عبد الرزاق صاحب (درس عربی)
ربیع الاول ۶۰ھ	ربیع الاول ۶۰ھ	مولانا احمد یحییٰ صاحب
"	"	مولانا ظہور احمد صاحب
"	"	مولانا ادریس صاحب
شعبان ۶۲ھ	شعبان ۶۲ھ	مولانا ابراہیم صاحب (عارف یادی) (درس حدیث)
ذیقعدہ ۶۰ھ	ربیع الاخر ۶۰ھ	مولانا علی احمد صاحب (درس عربی)
شعبان ۶۳ھ	صفر ۶۳ھ	مولانا محمود حسن صاحب
۶۳ھ	"	مولانا احمد نور صاحب
"	ربیع الاول ۶۰ھ	مولانا عبدالباری صاحب (پہلی مرتبہ)
۶۵ھ	شوال ۶۰ھ	مولانا اسماعیل کاسوچی صاحب
شعبان ۶۶ھ	"	مولانا احمد احمد شیل صاحب
۶۷ھ	"	مولانا محمد مسلم صاحب
"	"	مولانا احمد گل صاحب
"	ذی الحجہ ۶۰ھ	مولانا عبداللہ اسماعیل صاحب (درس اردو) (پہلی مرتبہ)
شوال ۶۳ھ	"	مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (درس حدیث)
شعبان ۶۳ھ	ربیع الاول ۶۳ھ	مولانا شمس الحق صاحب (افغانی)
۶۶ھ	"	مولانا ظفر احمد صاحب (قلمانی)
۶۴ھ	جمادی الاخریٰ ۶۳ھ	مولانا سید انوار الحق صاحب (درس عربی)
۶۶ھ	ربیع الاول ۶۰ھ	مولانا عبید اللہ صاحب
رمضان ۶۵ھ	شوال ۶۰ھ	مولوی احمد دہود صاحب (درس اردو)
۶۵ھ	ذیقعدہ ۶۰ھ	مولانا شمس الدین صاحب (درس عربی)
۶۷ھ	صفر ۶۵ھ	مولانا مفتی الحق صاحب
۶۷ھ	ربیع الاول ۶۰ھ	"

وقت	آدم	
شعبان ۱۲۶۰ھ	ربیع الاول ۱۲۶۰ھ	مولانا عبدالغفور صاحب (درس عربی)
"	"	مولانا عبد العزیز صاحب
رمضان ۱۲۶۰ھ	"	مولانا عبد الملک صاحب
۱۲۶۰ھ	صفر ۱۲۶۰ھ	مولانا عبدالملک گور صاحب (درس اردو)
شعبان ۱۲۶۰ھ	"	مولانا عبدالملک گور صاحب
۱۲۶۰ھ	شوال	قاری بندے الہی صاحب (درس تجوید)
۱۲۶۰ھ	۱۲۶۰ھ میں دکرہ	قاری محمد حسن صاحب
"	"	حافظ اسماعیل مرسی صاحب (درس قرآن شریف)
"	"	حافظ عبدالغنی صاحب
"	"	حافظ محمود پیراؤ لاٹا صاحب
رجب ۱۲۶۰ھ	ربیع الاول ۱۲۶۰ھ	مولوی قاسم حسین صاحب (درس اردو)
محرم ۱۲۶۰ھ	شوال	مولوی ابراہیم چغتائیں صاحب (درس فارسی)
جمادی الاولیٰ ۱۲۶۰ھ	"	حافظ ابراہیم رحیم الشہ صاحب (درس قرآن شریف)
ربیع الاول ۱۲۶۰ھ	"	مولوی احمد علی صاحب (درس فارسی)
۱۲۶۰ھ	"	قاری محمد فرغت صاحب (درس تجوید)
رمضان ۱۲۶۰ھ	"	حافظ ابراہیم نالہ صاحب (درس قرآن)
۱۲۶۰ھ	"	مولوی احمد سعید صاحب پیرا (درس اردو)
شوال ۱۲۶۰ھ	دوبارہ ربیع الاول ۱۲۶۰ھ	مولانا محمد یوسف صاحب بخوری (مدرسہ مدرس)
رمضان ۱۲۶۰ھ	ربیع الاول ۱۲۶۰ھ	مولانا فضل الرحمن صاحب (درس عربی)
۱۲۶۰ھ	"	مولانا محمد حسن صاحب (درس عربی) تبلیغ بھی کرتے تھے
رمضان ۱۲۶۰ھ	شوال ۱۲۶۰ھ	مولانا اسلام الحق صاحب (درس عربی)
"	"	مولانا قاضی اعظم صاحب اسماعیل صاحب

رتبہ	آدم	روز
۲۶	ذیقعدہ ۱۲۶۰	پرواز محمود اوت صاحب (درس اردو)
۲۷	جمادی الاولیٰ ۱۲۶۰	حافظ عبدالحی بسم الشہ صاحب (درس قرآن)
۲۸	شعبان ۱۲۶۰	حافظ نظام محمد ناصر صاحب
۲۹	شوال ۱۲۶۰	حافظ عبد الرحمن صاحب
۳۰	۱۲۶۰	حافظ عبدالحی صاحب اکڑیا
۳۱	ربیع الاول ۱۲۶۰	مولانا عبدالحی صاحب اظہار (درس عربی)
۳۲	شوال ۱۲۶۰	مولانا عبد الرؤف صاحب
۳۳	صفر ۱۲۶۰	قاری حنیف احمد صاحب (درس تجوید)
۳۴	ربیع الاول ۱۲۶۰	مولانا عبد القدوس صاحب رومی (درس عربی)
۳۵	صفر ۱۲۶۰	حافظ محمد سعید مونا (درس قرآن شریف)
۳۶	شوال ۱۲۶۰	مولانا افضل الرحمن صاحب (درس عربی)
۳۷	ذیقعدہ ۱۲۶۰	حجاب احمد محمد راوت (درس قرآن شریف)
۳۸	۱۲۶۰	مولانا محمد بانو صاحب (درس عربی)
۳۹	شوال ۱۲۶۰	مولانا اسماعیل محمد بسم الشہ صاحب (ناظم کتب خانہ)
۴۰	۱۲۶۰	(بچہ مدرس فارسی)
۴۱	صفر ۱۲۶۰	قاری عبد السلام صاحب (درس تجوید)
۴۲	جمادی الاولیٰ ۱۲۶۰	مولانا ابراہیم چشتی صاحب (درس فارسی)
۴۳	شوال ۱۲۶۰	حافظ شمس حمزہ صاحب (درس قرآن شریف)
۴۴	۱۲۶۰	مولانا محمد حنیف صاحب ملک پوری (ناظم کتب خانہ)
۴۵	ذیقعدہ ۱۲۶۰	(بچہ مدرس فارسی)
۴۶	ذی الحجہ ۱۲۶۰	قاری عبد الرشید صاحب (درس تجوید)
۴۷	۱۲۶۰	حافظ ابراہیم راوت مدرس قرآن شریف

رفت	آیند	
صفر ۱۳۸۴	۱۳۸۴	مولانا آدم پانپوری صاحب (مدرس عربی)
ذی الحجہ ۱۳۸۴	"	مولانا ابراہیم کبیری صاحب (مدرس اردو)
رمضان ۱۳۸۴	ربیع الآخر ۱۳۸۴	مولانا خلیل حسین صاحب (مدرس عربی)
رمضان ۱۳۸۴	شوال ۱۳۸۴	مولانا احمد بے مات صاحب
ذی الحجہ ۱۳۸۴	"	مولانا محمد مہاجا صاحب (مدرس فارسی)
۱۳۸۴	"	مولانا یوسف سغلا صاحب (مدرس اردو)
۱۳۸۴	"	مولانا یوسف میر والا صاحب (مدرس قرآن)
شعبان ۱۳۸۴	۱۳۸۴	مولانا اسماعیل اسحاق جی (مدرس اردو)
۱۳۸۴	عرم ۱۳۸۴	مولانا محمد تقی صاحب مہتمم جامعہ
"	ربیع الاول ۱۳۸۴	مولانا شریف حسن صاحب (مدرس حدیث)
"	"	مولانا محمود الحسن صاحب (مدرس عربی)
جمادی الاخریٰ ۱۳۸۴	"	قاری عبدالخلیل صاحب (مدرس تجوید)
"	ربیع الآخر ۱۳۸۴	مولانا عبد اللہ صاحب (مدرس اردو)
شعبان ۱۳۸۴	شوال ۱۳۸۴	" (پھر دوبارہ)
رمضان ۱۳۸۴	"	مولانا عبدالغفور صاحب (شعبان) (مدرس عربی)
۱۳۸۴	"	قاری احمد نور گت صاحب (مدرس تجوید)
شوال ۱۳۸۴	صفر ۱۳۸۴	مولانا خیر الرحمن صاحب (مدرس عربی)
شعبان ۱۳۸۴	جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴	مولانا مرغوب احمد صاحب لاہوری صدر مہتمم جامعہ
۱۳۸۴	جمادی الاخریٰ ۱۳۸۴	مولانا عبدالحی بسم اللہ صاحب مدرس عربی
۱۳۸۴	ذی الحجہ ۱۳۸۴	مولانا احمد پانڈر صاحب مدرس اردو
نامحال	"	حافظ ابراہیم پھر یا صاحب مدرس قرآن پھر حفظ
شعبان ۱۳۸۴	ذیقعدہ ۱۳۸۴	قاری سید الحق صاحب مدرس قرأت

ردف	آدم	
۱۶۹	ذی الحجہ ۱۰۵۵ھ	مولانا عابدہ الخاتم صدر بنقی صاحب (مدرس حدیث)
"	"	مولوی عبد الرحیم حیات صاحب (مدرس فارسی)
۱۷۰	رمضان ۱۰۵۵ھ	حافظ سلیمان شارا صاحب (مدرس قرآن شریف)
۱۷۱	۱۰۵۵ھ میں پہلی بار ذکر ہے	مولانا عبدالحی حکیم سلیمان کفایتی (مدرس فارسی)
۱۷۲	ذی الحجہ ۱۰۵۵ھ	مولانا شوکت علی صاحب (کوٹلی) مدرس عربی
۱۷۳	شعبان ۱۰۵۵ھ	فاری رمضان صاحب یوٹی (مدرس تجرید)
۱۷۴	شوال ۱۰۵۵ھ	مولانا قمر الدین صاحب بڑودی (مدرس قرآن پھر عربی)
۱۷۵	۱۰۵۵ھ	حافظ ابراہیم بسم اللہ صاحب مدرس قرآن شریف
۱۷۶	جمادی الاخریٰ ۱۰۵۵ھ	مولانا رشید اسماعیل کیات صاحب
۱۷۷	ترقی کرتے ہوئے فی الحال عربی کے مدرس ہیں۔	
۱۷۸	شعبان ۱۰۵۶ھ	مولانا یعقوب اسماعیل صاحب (کلاوی) (مدرس فارسی)
۱۷۹	شوال ۱۰۵۶ھ	مولانا مصطفیٰ الدین صاحب فروری (مدرس عربی)
۱۸۰	جمادی الثانی ۱۰۵۶ھ	جناب محمد صبیح علی القادر صاحب اکاؤنٹنٹ
۱۸۱	۱۰۵۶ھ میں پہلی بار ذکر ہوا	مولوی خلیل احمد صوفی صاحب (مدرس اردو)
۱۸۲	ذی الحجہ ۱۰۵۶ھ	قاری محمد عباس صاحب (مدرس تجرید)
۱۸۳	شوال ۱۰۵۶ھ	مولانا ابراہیم صاحب پٹنوری (مدرس عربی)
۱۸۴	۱۰۵۶ھ	مولانا ابراہیم صاحب اندور
۱۸۵	۱۰۵۶ھ	مولانا عبد الغفور نقشبندی صاحب
۱۸۶	رمضان ۱۰۵۶ھ	(مدرس فارسی پھر ناظم کتب خانہ)
۱۸۷	شوال ۱۰۵۶ھ	حافظ عبد الکاظم صاحب (مدرس حفظ)
۱۸۸	شوال ۱۰۵۶ھ	مولانا محمد قاسم آٹوی صاحب (مدرس فارسی)
۱۸۹	رجب ۱۰۵۶ھ	حافظ محمد سعید مولانا صاحب (مدرس حفظ)

رفت	آمد	
۹۸۳	جمادی الاولیٰ ۹۸۳	مولانا اسماعیل محمود رسم الشہ صاحب (مدرس حفظ)
۹۸۳	شوال ۹۸۳	مولانا محمد ایوب صاحب (مدرس حدیث)
۹۸۳	شوال ۹۸۳	مولانا مفتی اسماعیل گوراما صاحب (مدرس فقه)
۹۸۳	شوال ۹۸۳	مولانا آدم خان صاحب (مدرس عربی)
۹۸۳	ذیقعدہ ۹۸۳	مولانا آدم یوسف لوتہ صاحب (مدرس فارسی)
۹۸۳	محرم ۹۸۳	قاری حفیظ الرحمن صاحب (مدرس تجوید)
۹۸۳	شوال ۹۸۳	مولانا ابراہیم شکاروی صاحب (مدرس عربی)
۹۸۳	شوال ۹۸۳	حافظ محمد ایوب صاحب (مدرس حفظ و تجوید)
۹۸۳	شوال ۹۸۳	مولانا ابراہیم مفتی صاحب (مدرس عربی)
۹۸۳	محرم ۹۸۳	مولانا اسماعیل حسین کھولوی صاحب (مدرس عربی)
۹۸۳	شوال ۹۸۳	مولانا محمد امین الرشیدی صاحب (مدرس فارسی)
۹۸۳	شوال ۹۸۳	مولانا محمد احمد صاحب (مدرس فقه و عربی)
۹۸۳	ذیقعدہ ۹۸۳	(مدرس عربی)
۹۸۳	شوال ۹۸۳	مولانا محمد خان پوری صاحب
۹۸۳	شوال ۹۸۳	مولانا ابراہیم صاحب
۹۸۳	ذیقعدہ ۹۸۳	مولانا عبد العزیز صاحب (مدرس فقه و عربی)
۹۸۳	شوال ۹۸۳	مولانا میر رسول صاحب (مدرس اردو و فارسی)
۹۸۳	شوال ۹۸۳	مولانا احمد دیولوی صاحب (مدرس اردو و عربی)
۹۸۳	ذیقعدہ ۹۸۳	مولانا غلام محمد صاحب (مدرس عربی)
۹۸۳	شوال ۹۸۳	مولانا مولیٰ صاحب (مدرس اردو و فارسی)

رہنہ	آدم	
صفر ۱۲۸۰ھ میں انتقال ہوا	جمادی الاخری ۱۲۸۰ھ	حافظ ابراہیم صاحب احسنو (درس حفظ)
جمادی الاولی ۱۲۸۰ھ	شوال	حافظ موسیٰ صاحب حاجی بیسری
تاحال	۱۲۸۰ھ	مولانا یوسف صاحب کلاوی (درس عربی و فارسی و لاتین)
رجب ۱۲۸۰ھ	"	حافظ عمر صاحب آنکڑو دی (درس حفظ)
تاحال	جمادی الاولیٰ	مفتاح احمد ملک صاحب ککڑ اور انگریزی کے استاد
تاحال	ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ	قاری محمد علی صاحب سارودی (درس تجوید)
شعبان ۱۲۸۰ھ	جمادی الاخری	حافظ محمد صاحب آنکڑو دی (درس حفظ)
۱۲۸۰ھ	شوال	مولانا شریک علی صاحب اعلیٰ (درس عربی)
ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ	ربیع الآخر	مولانا ابوبکر صاحب غازی پوری
رجب ۱۲۸۰ھ	شوال	مولانا موسیٰ آدمی بسم اللہ صاحب (درس فارسی)
تاحال	"	مولانا ابراہیم عمر کاوی صاحب (درس اردو و ہندی و عربی)
تاحال	ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ	مولانا فضل الرحمن اعلیٰ صاحب (درس عربی)
رجب ۱۲۸۰ھ	محرم	مولانا عبد الاول صاحب سامری (درس فارسی و عربی)
تاحال	شوال	مولانا ابراہیم اٹالوی صاحب (درس اردو)
تاحال (۱۲۸۰ھ میں)	"	قاری احمد شہر صاحب بھانگپوری (درس تجوید)
دیوبند رجہ -		
شعبان ۱۲۸۰ھ	ذیقعدہ	حافظ عبد العزیز صاحب غزالی (درس حفظ)
جمادی الاولیٰ ۱۲۸۰ھ	رجب ۱۲۸۰ھ	مولانا رشید احمد صاحب بزرگ نائب مہتمم جامعہ
تاحال	شوال ۱۲۸۰ھ	(دوبارہ درس حفظ و تجوید)
رجب ۱۲۸۰ھ	محرم	امیریاں کاتب صاحب احمد آبادی (مسلم کتابت)
ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ	صفر ۱۲۸۰ھ	حافظ محمد یوسف صاحب پٹیل (سیرہ رسم)
۱۲۸۰ھ	شوال	حافظ یوسف صاحب بکرات (درس حفظ)

ردیف	آدم	تاریخ
۱	عمر ۹۶	حافظ ابوالحسن صاحب بسم الله (درس حفظ)
۲	" "	حافظ عبدالنعمان صاحب (پارسی)
۳	شعبان ۹۷	حافظ اسماعیل پاشا صاحب (درس حفظ پیر علی)
۴	شوال ۹۸	حافظ سلیمان چوگنی صاحب
۵	" "	حافظ اسماعیل پاشا صاحب
۶	۹۸	مولوی عثمان غنی سیلاوی (درس اردو بعد از فارسی)
۷	۹۹	حافظ احمد محمد سعید بزرگ صاحب (درس حفظ)
۸	" "	حافظ رشید احمد مؤمن صاحب
۹	۱۰۰	حافظ فرید احمد نا صاحب
۱۰	۱۰۱	حافظ شبیر احمد نا صاحب مجری
۱۱	۱۰۲	حافظ سلیمان جعفر صاحب نرولوی
۱۲	۱۰۳	حافظ اسماعیل خان پوری صاحب
۱۳	شوال ۱۰۳	مولانا واجد حسین صاحب (درس حدیث و عربی)
۱۴	" "	مولانا موسیٰ کچھلوی صاحب (درس فارسی)
۱۵	" "	مولانا عباس داؤد بسم الله صاحب (دارالافتاء)
۱۶	" "	قاری محمد حنیف نرولوی صاحب (درس تجوید)
۱۷	۱۰۴	قاری اسماعیل قالا صاحب
۱۸	" "	قاری عبدالرحمن بزرگ صاحب
۱۹	ذی الحجہ ۱۰۴	مولانا اکرام علی صاحب بھنگپوری (شیخ الحدیث)

سین	نہج	شیخ الحدیث	کل طلبہ	فضلا	فرا	فرا	فرا
۱۳۶۰		مولانا عبدالرحمن امروہی	۲۱۳	۳۰			
۱۳۶۱		شیخ الحدیث مولانا سید محمد	۳۶۷	۳۳			
۱۳۶۲		مولانا عبدالرحمن امروہی	۲۱۹	۷۲			
۱۳۶۳		مولانا عبدالرحمن امروہی	۳۲۲	۵۱			
۱۳۶۴		مولانا عبدالرحمن امروہی	۳۰۷	۳۱			
۱۳۶۵		مولانا عبدالرحمن امروہی	۳۷۳	۲۸			
۱۳۶۶		مولانا عبدالرحمن امروہی	۳۲۲	۲۵			
۱۳۶۷		مولانا عبدالرحمن امروہی	۲۳۲	۱۲			
۱۳۶۸		مولانا عبدالرحمن امروہی	۲۵۱	۲۲			
۱۳۶۹		مولانا عبدالرحمن امروہی	۲۸۰	۱۹			
۱۳۷۰		مولانا عبدالرحمن امروہی	۲۴۷	۱۰			
۱۳۷۱		مولانا عبدالرحمن امروہی	۲۵۶	۱۲			
۱۳۷۲		مولانا عبدالرحمن امروہی	۲۳۳	۱۲			
۱۳۷۳		مولانا عبدالرحمن امروہی	۱۸۱	۵			
۱۳۷۴		مولانا عبدالرحمن امروہی	۱۸۱	۶			
۱۳۷۵		مولانا عبدالرحمن امروہی	۲۲۹	۵			
۱۳۷۶		مولانا عبدالرحمن امروہی	۱۵۷	۳			
۱۳۷۷		مولانا عبدالرحمن امروہی	۱۵۲	۲			
۱۳۷۸		مولانا عبدالرحمن امروہی	۱۲۵	۲			
۱۳۷۹		مولانا عبدالرحمن امروہی	۲۷۵	۸			
۱۳۸۰		مولانا عبدالرحمن امروہی	۲۵۰	۱۰			

سین	صفحہ	شیخ الحدیث	کل طلبہ	مفتلہ	قرآن	قرآن سید	حصہ قرآن
۵۱۳۸۱			۲۹۳	۵			۷
۵۱۳۸۲			۳۰۶	۸	۷		۲۰
۵۱۳۸۳			۳۴۵	۲	۱۰		۱۸
۵۱۳۸۴			۳۷۳	۵	۱۰		۱۰
۵۱۳۸۵			۳۵۹	۱۲	۱۰		۲۲
۵۱۳۸۶			۳۷۶	۱۲	۱۷		۲۱
۵۱۳۸۷			۳۷۳	۱۰	۱۸		۲۳
۵۱۳۸۸			۳۲۳	۱۵	۶		۲۵
۵۱۳۸۹			۳۸۶	۱۵	۱۱		۴۰
۵۱۳۹۰			۵۰۲	۱۸	۱۱		۲۳
۵۱۳۹۱			۵۳۳	۱۲	۱۹		۱۸
۵۱۳۹۲			۵۳۳	۱۷	۱۱		۲۰
۵۱۳۹۳			۴۹۵	۲۸	۸		۳۱
۵۱۳۹۴			۳۵۶	۱۵			۲۳
۵۱۳۹۵			۳۰۸	۱۳			۲۱
۵۱۳۹۶			۴۵۲	۱۵	۹		۲۵
۵۱۳۹۷			۳۳۵	۹	۶		۳۲
۵۱۳۹۸			۴۵۶	۵	۳		۲۰
۵۱۳۹۹			۳۳۱	۲۱	۷		۲۹
۵۱۴۰۰			۳۳۳	۱۰	۵		۲۰
۵۱۴۰۱			۳۷۰	۲۱	۶		۱۵

ناہجہ اولیٰ الاولیٰ مسکنہ، کے مولانا محمد اویب صاحب اعلیٰ سطح کی تدریس اور علم شہان مسکنہ لکھنؤ۔

وجہ ششم سے مولانا محمد سید بزرگ مدظلہ اعلیٰ۔

۱۸ طلبہ کو وزارت سید کی سند کی گئی یعنی کوثر کی گئی۔

سین	ہجتم	شیخ الحدیث	کل طلبہ	فضلاء	تراویح	قراوت بسر	مطالعہ قرآن
۱۳۰۲	مولانا محمد سعید بزرگ	ذی المہر سنگھ	۳۷۶	۲۵	۷		۱۵
۱۳۰۳				۱۷			۲۸
۱۳۰۴			۵۱۱	۲۳	۸	۸	۲۸

فہرست فضلاء جامعہ

فضلاء ۱۳۰۴ھ

۱	مولوی محمد یوسف جلال آبادی (غوری)	۱۲	مولوی بشیر احمد سنبلوی
۲	عبد اللہ شہرکاری	۱۳	بدر الحسن بلیاوی
۳	بشیر الدین اعظم غازی	۱۴	محمد ضیاء اللہ گجراتی
۴	احمد عظیم بابوڑی	۱۵	سلیم الحق بھارکی
۵	حمید الدین فیض آبادی	۱۶	محبوب الحق سنگھوری
۶	محمد یوسف پٹارہ	۱۷	عبد الغفور مدرکی
۷	ابراہیم داؤد سنہالی	۱۸	عبد الحق بھڑاروی
۸	محمد حسن بھٹوری	۱۹	غلام رسول گھنوی
۹	محمد قی احمد دھاکوی	۲۰	برہان الدین انجمی
۱۰	اسماعیل حاجی یوسف گاندھاراوی	۲۱	عقیل اللہ کھاروی
۱۱	محمد ذی پٹیل کٹلیوی	۲۲	ابوالفضل چٹھالی

مولوی عبید اشرف نواکھالی	۱۳۴	مولوی امجد علی کرلائی	۱۳۴
” تانہی چترالوی	۱۳۵	” محمد طاہر سہیل	۱۳۵
” ممتاز الکریم نواکھالی	۱۳۶	” محفوظ الحق نواکھالی	۱۳۶
” سلطان احمد منگھوری	۱۳۷	” منیر الزماں چانگائی	۱۳۷
” نذیر احمد چانگائی	۱۳۸	” حبیب اشرف نواکھالی	۱۳۸
” شیعہ محمود کوکنی	۱۳۹	” محمد زبیر خاں علیگڑھی	۱۳۹
” سراج الدین بریسالی	۱۴۰	” سراج الاسلام کرلائی	۱۴۰
” عبدالحمید فرید پوری	۱۴۱	” عبداللطیف جھنگوی	۱۴۱
” عبید الحکیم چانگائی	۱۴۲	” عبدالواسع لدھیانوی	۱۴۲
” محمد اسد اللہ درازی	۱۴۳	” سید ابراہیم تہناگیری	۱۴۳
” محمد ابراہیم مرشد آبادی	۱۴۴	” غلام حسین سیانوالی	۱۴۴
” اسماعیل ناناسنگی	۱۴۵	” نور رشید علی سہیل	۱۴۵
” عبدالعزیز کاٹھوری	۱۴۶	” شمس الحق بریسالی	۱۴۶
” عظیم الدین اکیالی	۱۴۷	” ہدایت اللہ مظفر آبادی	۱۴۷
” اشرف علی نواکھالی	۱۴۸	” اختر شاہ بنوی	۱۴۸
” حسن علی اکیالی	۱۴۹	” رشید احمد سیٹاپوری	۱۴۹
” عبدالرشید علی	۱۵۰	” عبدالرحیم بریسالی	۱۵۰
” عبدالحمید نواکھالی	۱۵۱	” عثمان غنی کرلائی	۱۵۱
” محمد عثمان کھاری	۱۵۲	” اسماعیل کارا لاچوری	۱۵۲
” لعل محمد چترالی	۱۵۳	” عبدالغنیف	۱۵۳
” محمد عمر مین سنگی	۱۵۴	” تراب علی چیمارنوی	۱۵۴
” بشیر اللہ اکیالی	۱۵۵		
” مظفر حسین نواکھالی	۱۵۶		

مولوی عبدالنور سہیل	۱۷۶	فضل اللہ ۱۳۵۰ھ	
محمد اسماعیل تاسم ڈیپھلی	۱۷۷	مولوی محمد نذیر چمبراوی	۱۵۵
محمد حنیف حسری	۱۷۸	نور الاسلام ڈھاکوی	۱۵۶
محمد یعقوب سندھی	۱۷۹	عبید اللہ انبلاوی	۱۵۷
عبدالمجید ڈھاکوی	۱۸۰	زمین اعابریں ویکالی	۱۵۸
احمد علی مبین سنگی	۱۸۱	عبدالشکور مرشد آبادی	۱۵۹
عبدالمجید ڈالی	۱۸۲	محمد الدین احمد نواکھالی	۱۶۰
عبدالعظیم کھلوی	۱۸۳	صلح الدین کمرلانی	۱۶۱
محمد سلیمان اسلام آبادی	۱۸۴	عبدالکریم نواکھالی	۱۶۲
محمد حسن ڈھاکوی	۱۸۵	عبدالواحد لاہوری	۱۶۳
محمد حافظ خٹنی	۱۸۶	غلام اکبر چانگانی	۱۶۴
فضل اللہ ۱۳۵۱ھ		غلام خان کھیل پوری	۱۶۵
مولوی محمد تغیل شاہ پوری	۱۸۷	شمس الاسلام نذیر پوری	۱۶۶
غلام احمد سیالکوٹی	۱۸۸	شمس الدین مبین سنگی	۱۶۷
میرزا گل پشاوروی	۱۸۹	ربیع الدین	۱۶۸
عبد اللہ گجراتی	۱۹۰	دوست محمد بیانوالی	۱۶۹
نذر شاہ	۱۹۱	عبد الرحمن کمرلانی	۱۷۰
عبدالحکیم شاہ جہاں پوری	۱۹۲	علی احمد سندھی	۱۷۱
نذیر احمد چانگانی	۱۹۳	علی اکبر نواکھالی	۱۷۲
محمد یعقوب انصاری	۱۹۴	شفیع احمد بہاری	۱۷۳
محمد رمضان بٹال آبادی	۱۹۵	عبد الجبار نواکھالی	۱۷۴
سیف الرحمن گجراتی	۱۹۶	امین اللہ	۱۷۵

۱۹۷	مولوی غلام مصطفی کشمیری	۲۲۰	مولوی امیر الدین رحیم سنگی
۱۹۸	• محمد حق ہزاروی	۲۲۱	• عبدالرزاق نواکھالی
۱۹۹	• نور محمد فیض آبادی	۲۲۲	• محمد فیض چانگامی
۲۰۰	• بہاؤ الدین جلال آبادی	۲۲۳	• عرفان علی سلجری
۲۰۱	• محمد حسن شاہ بلوچستانی	۲۲۴	• علی اکبر نواکھالی
۲۰۲	• محمد حسین کیملی پوری	۲۲۵	• مظہر حسین مرشد آبادی
۲۰۳	• ولی محمد بالنوری	۲۲۶	• اقامت افشار کمرلانی
۲۰۴	• ابو الباقا شرم چانگامی	۲۲۷	• مولیٰ اسماعیل فوساری
۲۰۵	• مظہر الدین گسٹلی	۲۲۸	• عبداللہ ارشد پشاوروی
۲۰۶	• عبدالعزیز شاہ سرگودھی	۲۲۹	• عبدالرحیم بریلیالی
۲۰۷	• عبدالعزیز سندھی	۲۳۰	• اکبر شاہ پشاوروی
۲۰۸	• عبداللہ حق	۲۳۱	• محمد خلیف ہزاروی
۲۰۹	• محمد دھرم بخاری	۲۳۲	• محمد عیاض بلخی
۲۱۰	• میر حسن پشاوروی		
۲۱۱	• غلام فرید دیر و اسماعیل خان		
۲۱۲	• محمد حسن اعظمی	۲۳۳	• مولوی عبدالوہید فتح پوری
۲۱۳	• فضل الحق بنوی	۲۳۴	• محمد ادریس پشاوروی
۲۱۴	• فضل حسین گجراتی	۲۳۵	• دولت خواجہ بخاری
۲۱۵	• عبدالسلام لاہوری	۲۳۶	• محمد عبدی بلخی
۲۱۶	• نصیر احمد چانگامی	۲۳۷	• مقصود شاہ پشاوروی
۲۱۷	• عبدالسلام ایکانی	۲۳۸	• سید سعید علی علیگڑھی
۲۱۸	• محی الدین احمد رحیم سنگی	۲۳۹	• محمد بازگ پشاوروی
۲۱۹	• نعمت افشار	۲۴۰	• عبداللطیف ہزاروی

فصل ۱۵۳

فضلاء و ۱۳۵۳ھ

مولوی رضی الرحمن دیوبندی	۲۶۴
شمس الدین کرلانی	۲۶۵
حاجی عباس جاوی	۲۶۶
محمد اسماعیل اکبر اسمرتی	۲۶۷
محمد سلیمان نواکھالی	۲۶۸
غلام حسین کشمیری	۲۶۹
غلام جیلانی قندھاری	۲۷۰
عبید الرحمن چانگامی	۲۷۱
غلام محمد کیسل پوری	۲۷۲
عبد الشکر ترکی	۲۷۳
عبد الرحمن ہزاروی	۲۷۴
عبد الشکر شاہ کشمیری	۲۷۵
نذیر احمد جھانپوری	۲۷۶
محمد فاضل حقانی	۲۷۷
محمد شریف ہزاروی	۲۷۸
عرفان الحق کھاروی	۲۷۹
نور احمد چانگامی	۲۸۰
شمس الحق میمن سنگی	۲۸۱
اعظم علی ڈوہا کوس	۲۸۲
محمد رفیق عثمانی دراصلی	۲۸۳
ہریت الشکر لدانی	۲۸۴

مولوی کمال الدین نجفی	۲۸۱
جمال الدین مالکانوی	۲۸۲
حجاز حسین کاپڑوری	۲۸۳
عبد الحفیظ اعظمی	۲۸۴
عبد الشکر کراچی	۲۸۵
واصل علی سلجٹی	۲۸۶
محمد سعید اوان	۲۸۷
قمر الدین	۲۸۸
علی محمد جان لاہوری	۲۸۹
سلامت الشکر چانگامی	۲۹۰
فضل الرحمن نواکھالی	۲۹۱
عبید الشکر پشاوروی	۲۹۲
اعظم الدین بریالی	۲۹۳
محمد اسماعیل	۲۹۴
منصور احمد	۲۹۵
محمد علی کرلانی	۲۹۶
اسلام الدین بھنوری	۲۹۷
محمد زاہد جھانکوی	۲۹۸
عبد الستار سلجٹی	۲۹۹
مفتی الدین بریالی	۳۰۰
اسماعیل محمود کاپڑوری	۳۰۱
غلام رسول سہہ بندی	۳۰۲
محمد یوسف پشاوروی	۳۰۳

مولوی نوری نوری بخاری	۲۸۵	مولوی منزل الحق بریسالی	۳۰۶
• حبیب الرحمن اعظم گڑھی	۲۸۶	• شیخ عبداللہ نو مسلم کبیل پوری	۳۰۷
• معراج الدین ڈھاکوی	۲۸۷	• فضل احمد کابلپوری	۳۰۸
• سعید اللہ نواکھالی	۲۸۸	• عبدالکریم نواکھالی	۳۰۹
• حبیب الحق	۲۸۹	• علین الدین یمن سنگی	۳۱۰
• عبدالحیاء بریسالی	۲۹۰	• مشرف حسین نواکھالی	۳۱۱
• سعادت حسین نواکھالی	۲۹۱	• عبدالعلی اعظمی	۳۱۲
• محمد امین ترکی	۲۹۲	• محمود صالح بارڈولی	۳۱۳
• عبدالغنی سیوہاری	۲۹۳	• علی احمد کمرلانی	۳۱۴
• نذیر احمد چانگامی	۲۹۴	• محمد ہارونی رنگونی	۳۱۵
• تاج الاسلام کمرلانی	۲۹۵	• ذراہیم سامروزی	۳۱۶
• جان محمد غسانی	۲۹۶	• محمد یعقوب بریسالی	۳۱۷
• محمد رمضان	۲۹۷	• عبداللہان ہنزاری	۳۱۸
• گل محمد بنجانی	۲۹۸	• علی محمد کمرلانی	۳۱۹
• عبدالغفار ملتانی	۲۹۹	• غلام سرور بنوی	۳۲۰
• مصطفیٰ خاں اعظمی	۳۰۰	• محمد یوسف رنگونی	۳۲۱
• خلیل احمد کشمیری	۳۰۱	• منور حسین بریسالی	۳۲۲
• فضل الرحمن	۳۰۲	• محمد دائر پانپوری	۳۲۳
• نوری محمد سعید حبلی	۳۰۳	• ضیاء الحق ڈھاکوی	۳۲۴
• یزید الرحمن چانگامی	۳۰۴	• ظہور الحق بہمنوری	۳۲۵
• احمد الدین کابلپوری	۳۰۵	• عبداللہ اعظمی	۳۲۶
• جلیل احسن اعظمی	۳۰۶	• ممتاز الدین ڈھاکوی	۳۲۷
		• نورالفتح پشاوروی	۳۲۸

مولوی عبدالمعید کراچی	۳۵۰	مولوی عبدالمعید کراچی	۳۲۹
• سقاوت علی بستوی	۳۵۱	• عبدالحلیم بستوی	۳۳۰
• عبدالقدوس اعظمی	۳۵۲	• سید صدر پشادری	۳۳۱
• محب الشریف پشادری	۳۵۳	• عبدالحلیم غفر پوری	۳۳۲
• محمد ابراہیم تادیر	۳۵۴	• عبدالحیدر پستمانی	۳۳۳
• اسماعیل احمد کفایتی	۳۵۵	• قدرۃ الشریف بستوی	۳۳۴
• خلیل الرحمن ہزارہی	۳۵۶	• عبدالحکیم چلبی	۳۳۵
• محمد امین ترکی	۳۵۷	• سراج الحق مین سنگھی	۳۳۶
• غلام ربانی کیمیل پوری	۳۵۸	• سلیمان کا پودرا	۳۳۷
• عبدالحق سلیمانی	۳۵۹	فصل ۱۳۵۵	
• صفدر احمد اسلام آبادی	۳۶۰	مولوی محمد داؤد رگونی	۳۳۸
• محمد ادریس نواکھالی	۳۶۱	• احمد سعید پشادری	۳۳۹
• محمد عمر برہی	۳۶۲	• غلام رسول کیمیل پوری	۳۴۰
• محمد صابر ترکی	۳۶۳	• رمضان سندھی	۳۴۱
• محمد فضل جنگوی	۳۶۴	• شمس العبدی سلیمانی	۳۴۲
• سعادت الشریف پشادری	۳۶۵	• محمد یحییٰ بہادر پوری	۳۴۳
• عبدالرشید کراچی	۳۶۶	• احسن شاہ کشمیری	۳۴۴
• عبدالرحیم انبوالہوی	۳۶۷	• حمید الدین پشادری	۳۴۵
• احمد حسین دیروی	۳۶۸	• عبدالشہ ہزارہی	۳۴۶
• غلام ربانی ہزارہی	۳۶۹	• محمد ادریس بستوی	۳۴۷
• عبدالقدوس بریلی	۳۷۰	• علی محمد کیمیل پوری	۳۴۸
• عبدالغنی ترکی	۳۷۱	• سولہ بخش جباری	۳۴۹
• احمد علی آسائی	۳۷۲		

مولوی عبدالواحد پشاوری	۳۹۳	مولوی مقبول احمد سیلٹی	۳۸۲
• احمد حسن چانگانی	۳۹۵	• جابر احمد چانگانی	۳۸۳
• عبدالرحیم سیلٹی	۳۹۶	• عبدالقادر بریالی	۳۸۵
• نور محمد اکیالی	۳۹۷	• عبدالرحمن بہاری	۳۸۶
• محمد اکبر بخاری	۳۹۸	• محمد عیسیٰ ترکی	۳۸۷
• حبیب الحق بہاری	۳۹۹	• محمد احمد اکیالی	۳۸۸
• احمد رضا بیجا پوری	۴۰۰	• شاہ مروان قلی بخاری	۳۸۹
• راز محمد قندھاری	۴۰۱	فصل ۱۳۵۶	
• محمد قاسم ترکی	۴۰۲	مولوی عبدالنور سندھی	۳۹۰
• دل محمد مٹانی	۴۰۳	• عبد المجید درانی	۳۹۱
• عبدالکریم ہزاری	۴۰۴	• شمس الحق بہاری	۳۹۲
• محمد شعیب پشاور	۴۰۵	• محمد آریز غزنوی	۳۹۳
• علی احمد چانگانی	۴۰۶	• عبدالحی ارکانی	۳۹۴
• عبدالمنان کھڑائی	۴۰۷	• محمد اسماعیل جالندھری	۳۹۵
• محمد شریف چانگانی	۴۰۸	• خدا بخش مٹانی	۳۹۶
• عین الدین سیلٹی	۴۰۹	• الشیر بخش دیروی	۳۹۷
• ابو البشر چانگانی	۴۱۰	• علاؤ الدین جالندھری	۳۹۸
• صدیق احمد اسلام آبادی	۴۱۱	• شیر محمد ہراتی	۳۹۹
• حبیب الشیر پڑھتلی	۴۱۲	• غلام اکبر کیمیل پوری	۴۰۰
• محمد حسن ترکی	۴۱۳	• محمد رین پنجابی	۴۰۱
• عبدالقدوس پشاور	۴۱۴	• محمد صدیق سندھی	۴۰۲
• محمد حسین نوکھالی	۴۱۵	• احمد حسن کیمیل پوری	۴۰۳
• عبدالودود اکیالی	۴۱۶		

مولوی عبدالرحمن صوابی	۴۱۷	مولوی محمد زمان میاوی	۴۳۸
سید الطیران نصیر آبادی	۴۱۸	محمد اسماعیل لائل پوری	۴۳۹
عبدالرحمن حسن سنگی	۴۱۹	عبدالرحمن گروانی	۴۴۰
عبدالحمید میاوی	۴۲۰	شاد اختر گوجرانولی	۴۴۱
عبدالحزیز جالندھری	۴۲۱	عزیز بخش جالندھری	۴۴۲
محمد بنی تھنھاری	۴۲۲	شہاب الدین ڈھاکوی	۴۴۳
حبیب الرحمن سلجی	۴۲۳	محمد عیسیٰ اعظمی	۴۴۴
نصیر احمد بخوری	۴۲۴	محمد اسماعیل جالندھری	۴۴۵
عبدالرحمن بخاری	۴۲۵	احمد اختر سیالکوٹی	۴۴۶
یوسف اسحاق بی	۴۲۶	فیض احمد چانگامی	۴۴۷
محمد داؤد کوساوی	۴۲۷	شمس الحق بستوی	۴۴۸
عبدالرزاق کابی	۴۲۸	غلام رسول لائل پوری	۴۴۹
ابوالقاسم ترکی	۴۲۹	نور احمد چانگامی	۴۵۰
محمد قاسم نیلگامی	۴۳۰	محمد صدیق شیعہ پوری	۴۵۱
فصل ۳۵۷		اسماعیل گورا لوباری	۴۵۲
مولوی فضل محمد لائل پوری	۴۳۱	عالم محمد بوجستانی	۴۵۳
فتح شاہ کیمیل پوری	۴۳۲	غلام محمد شاہ پوری	۴۵۴
عبدالعزیز گورا دھوری	۴۳۳	ابشر داد دیڑوی	۴۵۵
ابشر داد جوی	۴۳۴	ہاشم اسماعیل گورا ڈھیلی	۴۵۶
عبد الغفار راولپنڈی	۴۳۵	نور الدین سورتی	۴۵۷
محمد حسن شاہ کیمیل پوری	۴۳۶	وجہیہ الرحمن ہزاروی	۴۵۸
نور الحق کمرانی	۴۳۷	حسین احمد سلجی	۴۵۹
		سکندر حسین نواکھالی	۴۶۰

۴۹۱	محمود محمد ابراهیم سندھی	۴۸۳	مولوی ابوالحسن اکیانی
۴۹۲	غلام قادر لائل پوری	۴۸۵	محمد قاسم کاجھوی
۴۹۳	فضل الرحمن سلیمانی	۴۸۶	عبدالرحیم چانگانی
۴۹۴	محمد صاری پشاور	۴۸۷	عبدالقادر ملک پوری
۴۹۵	یرسف محمد کاجھوی	۴۸۸	احمد دین نقاشی
۴۹۶	محمد حسین جالندھری	۴۸۹	ثابت علی ڈھاکوی
۴۹۷	عبدالمالک نواکھانی	۴۹۰	محمد دہاشتم تراجوی
۴۹۸	فضل سولای پشاور	۴۹۱	محمد ابراهیم لائل پوری
۴۹۹	محمد شفیع آبیانی	۴۹۲	سید علیہ الدین ناندھیری
۵۰۰	دخترالحی اکیانی	۴۹۳	احمد موسی ایشانوی
۵۰۱	محمد شریف جالندھری	۴۹۴	عبدالحمد بلوچستانی
۵۰۲	عبدالحکیم مظفر گڑھی	۴۹۵	فرید الدین بغی آبادی
۵۰۳	عبدالرؤف جلال آبادی	۴۹۶	محمد اسحاق سجوی
۵۰۴	عبدالحق کیم پوری	۴۹۷	محمد سلیمان سوگندری
۵۰۵	ابراہیم اکیانی	۴۹۸	عبدالحکیم افغانی
۵۰۶	محمد قاسم بستی	۴۹۹	محمد الاسلام لائل پوری
۵۰۷	شریف احمد کیرانوی	۵۰۰	عزیز الرحمن ارکانی
۵۰۸	اسامیل شواطی	۵۰۱	عبدالرؤف سندھی
۵۰۹	بشیر احمد سلیمانی	۵۰۲	محمد عمر ترکی
۵۱۰	محمد حافظ ترکی	۵۰۳	یرسف اسماعیل تراجوی
۵۱۱	حشمت نواز کھانی	۵۰۴	بذل الرحمن کمرانی
۵۱۲	عبدالجبار ظفری	۵۰۵	احمد ابراهیم
۵۱۳	آزاد محمد سلیمانی	۵۰۶	محمد قربان ترکی

مولوی سید اکبر بخاری	۵۰۷	مولوی عبد الرحمن مظفر گڑھی	۵۲۸
مولوی اختر تاجری	۵۰۸	غلام محمد لوناداری	۵۲۹
احمد موسیٰ انگری	۵۰۹	عبد الرحمن شیخ پوری	۵۳۰
یوسف پانڈوراٹھالی	۵۱۰	محمد رمضان ملتان	۵۳۱
نور الحسن بستوی	۵۱۱	ابراہیم احمد ٹیکلی کھلوی	۵۳۲
حبیب الرحمن سلیمانی	۵۱۲	محمد امیر مظفر گڑھی	۵۳۳
برہان الدین بخاری	۵۱۳	نور الشربہ پوری	۵۳۴
ابراہیم پانڈی	۵۱۴	سعید احمد چانگی	۵۳۵
فصل ۵۸		عبد الرحمن ملتان	۵۳۶
مولوی شیرین خاں دیوبند	۵۱۵	محمد الشارکانی	۵۳۷
محمد حسن ہند پوری	۵۱۶	عبدالحق کرمانی	۵۳۸
ضمیر الدین حیدر آبادی	۵۱۷	موسیٰ آدم مٹوڑی	۵۳۹
محمد خلیل ملتان	۵۱۸	عبدالحق پشاور	۵۴۰
غلام رسول لدھیانوی	۵۱۹	عبد الرحمن شکر	۵۴۱
عبد الکریم ملتان	۵۲۰	محمد عظیم خان ملتان	۵۴۲
محمد گل خان پشاور	۵۲۱	حبیب احمد ایبائی	۵۴۳
محمد حسن عراقی	۵۲۲	عبد الرحیم چوشتیار پوری	۵۴۴
ایمان الرحمن ہسوانی	۵۲۳	منظر علی سلیمانی	۵۴۵
سراج الدین بلوچستانی	۵۲۴	نصیر الدین بخاری	۵۴۶
غلام سرور ملتان	۵۲۵	یوسف احمد عروازی	۵۴۷
محمد اکبر بزاری	۵۲۶	عبدالحق شاہ پوری	۵۴۸
عبدالحق سلیمانی	۵۲۷	عبد القادر ترمک	۵۴۹
		محمد الیاس اعظمی	۵۵۰

مولوی محمد عبدالستین ہزاروی	۵۷۲	مولوی مولیٰ محمد عرواڑی	۵۵۱
۱۱ ابراہیم آدم کادری	۵۷۳	۱۱ عبداللہ شاہ کشمیری	۵۵۲
۱۱ فضل الرحمن ہزاروی	۵۷۴	۱۱ عبدالحی گوردہندی	۵۵۳
۱۱ زین الدین بن میانوالی	۵۷۵	۱۱ محمد امیر الدین سرگودی	۵۵۴
۱۱ محمد یعقوب چاوی	۵۷۶	۱۱ محمد سلیمان سامرودی	۵۵۵
۱۱ عبدالرحمن ہزاروی	۵۷۷	۱۱ میان احمد گل کھیلپوری	۵۵۶
۱۱ عبداللطیف سیالکوٹی	۵۷۸	۱۱ محمد نسیم ارکانی	۵۵۷
۱۱ احمد داؤد کھلیتری	۵۷۹	۱۱ محمد ابراہیم بلوچستان	۵۵۸
۱۱ علی محمد میانوالی	۵۸۰	۱۱ جمال الدین اکیاچی	۵۵۹
۱۱ سیف الدین عثمانی دہلی	۵۸۱	۱۱ عبداللہ اکیاچی	۵۶۰
۱۱ محمد سعید پٹاوری	۵۸۲	۱۱ محمد ضمیر ان ہزاروی	۵۶۱
۱۱ شمس الدین	۵۸۳	۱۱ عبدالغنی کھیلپوری	۵۶۲
۱۱ نور محمد منگھری	۵۸۴	۱۱ عبدالواحد ترکی	۵۶۳
۱۱ مرزا اعظم بیگ کھیلپوری	۵۸۵	۱۱ عبدالقادر جنگاڑی	۵۶۴
۱۱ محمد طاہر چانگائی	۵۸۶	۱۱ عبدالرحمن بستری	۵۶۵
۱۱ دوست محمد ڈیرہ غازی خان	۵۸۷	فصل ۱۳۵۹ھ	
۱۱ فضل ربی کابلی	۵۸۸		
۱۱ نور مصطفیٰ نواکھال	۵۸۹	۱۱ مولوی محمد علی اعظم نواکھال	۵۶۶
۱۱ نور محمد راجپوری	۵۹۰	۱۱ محمد جمال الدین مہاری	۵۶۷
۱۱ محمد سعید مولانا احمد بزرگ سہلی	۵۹۱	۱۱ محمد شریف پٹاوری	۵۶۸
۱۱ سعید الدین کھڑائی	۵۹۲	۱۱ ذاکر امیر	۵۶۹
۱۱ عطاء اللہ بھجرائی	۵۹۳	۱۱ غلام محمد جالندھری	۵۷۰
۱۱ ریاض الدین فیض آبادی	۵۹۴	۱۱ محمد زمان ہزاروی	۵۷۱

مولوی جهان الدین کبیل پوری	۵۹۵	مولوی فیض محمد بوچستانی	۶۱۶
مولوئیسین وگونی	۵۹۶	غلام نبی جالندھری	۶۱۷
اشرف بخش شنگری	۵۹۷	محمد نواز کبیل پوری	۶۱۸
عبدالستار کبیل پوری	۵۹۸	محمد اشرف سلطان پوری	۶۱۹
اختر محمد بوچستانی	۵۹۹	غلام حسن جرنپوری	۶۲۰
عبدالغفر ربیع سنگی	۶۰۰	عبدالرحیم سلیمی	۶۲۱
فیض محمد بوچستانی	۶۰۱	نور محمد بھاری	۶۲۲
غلام اسماعیل	۶۰۲	عبداللطیف بوچستانی	۶۲۳
عبدالرشید چانگانی	۶۰۳	یعقوب ابراہیم کادی	۶۲۴
لفظ الشہداء جالندھری	۶۰۴	عبدالغفار بخشانی	۶۲۵
احمد سعید کنٹھری	۶۰۵	مغیر الدین کمرانی	۶۲۶
عبدالغنی بار ڈولی	۶۰۶	عبدالحمید ہزاری	۶۲۷
امان الشہداء بخشانی	۶۰۷	عبدالرحیم عرف محمد بھاری نواز میاںوالی	۶۲۸
عبدالرشید فرید پوری	۶۰۸	شفیق الرحمن سلیمی	۶۲۹
محمد پشاور	۶۰۹	غلام حسین نوساری	۶۳۰
معتصم باشر کپاڑی	۶۱۰	عبدالرحمن سلطان پوری	۶۳۱
احمد سعید گروانی	۶۱۱	شہان غنی	۶۳۲
محمد جی ہزاری	۶۱۲	محمد نیاز قرنی	۶۳۳
یوسف محمد کاسوجی لاجپوری	۶۱۳	محمد امین جھال پوری	۶۳۴
عبدالغلام دوست بوچستانی	۶۱۴	عبدالغلام سلیمی	۶۳۵
فضل اللہ	۶۱۵	سراج الدین میاںوالی	۶۳۶
مولوی عبدالرزاق کوکنی	۶۱۶	عبدالباری ڈھاکوئی	۶۳۷
		محمد فرید اللہ اسلام چانگانی	۶۳۸

مولوی علی محمد کادی	۶۶۰	مولوی عبدالصمد پیرانی	۶۳۹
• قلعہ امیرین ہزاروی	۶۶۱	• ولی اللہ شہر ذراکھانی	۶۴۰
• انوردار میانوالی	۶۶۲	• محمد سعید کالا کاجوری	۶۴۱
• سلیمان محمد جیلانی	۶۶۳	• محمد علی لاچوری	۶۴۲
• محمد اسماعیل بہتاکو سٹری	۶۶۴	• محمد مصطفیٰ بستی	۶۴۳
• نظام الدین کھیل پوری	۶۶۵	• یوسف علی محمد ہنگوئی	۶۴۴
• محمد الدین پوجری	۶۶۶	• عبدالرحمن چاری	۶۴۵
• ابوہریرہ محمد دیہ گھوئی	۶۶۷	• عبدالغفور مین سنگی	۶۴۶
• عبدالکریم کھوئی	۶۶۸	• ابو الحسن میانوالی	۶۴۷
• عبداللہ محمد مفتی بسم اللہ جیلانی	۶۶۹	• نظام رسول جلی	۶۴۸
• خلیل الرحمن چانگانی	۶۷۰	• نظام بکیر چانگانی	۶۴۹
• فتح محمد میانوالی	۶۷۱	• محمد اسماعیل فیض آبادی	۶۵۰
• حاتم علی سیستانی	۶۷۲	• محمد اسماعیل کوساڑی	۶۵۱
• محمد اشرف کھیل پوری	۶۷۳	• محمد موسیٰ سلطان پوری	۶۵۲
• عبدالقادر ہزاروی	۶۷۴	• عطاء محمد جان پوری	۶۵۳
• نظام حسین سلیمان عمر پوری	۶۷۵	• کے علی محمد امین جباری	۶۵۴
• عبدالعزیز بیسوری	۶۷۶	فصل اول ۱۳۶۱ھ	
• عبداللہ شہر پوری	۶۷۷		
• احمد محمد گڑھ والا چوری	۶۷۸	• مولوی بشیر الدین جلی	۶۵۵
• نظام الدین ابراہیم چنگانی	۶۷۹	• علی یوسف کادی	۶۵۶
• عبدالملک انارکولی	۶۸۰	• قاسم محمد موسیٰ ادریج	۶۵۷
• عمر حسین ملال جالب پوری	۶۸۱	• عبدالغنی کادی	۶۵۸
• محمد حسین چانگانی	۶۸۲	• اکرم پانی پوری	۶۵۹

مولوی عبدالستار جالندھری	۶۸۳	مولوی محمد شفیق پشادری	۷۰۴
مولوی غلام محمد سیٹوت ترکہ شوری	۶۸۴	محمد کریم کشمیری	۷۰۵
عبد الرحیم بنو چستانی	۶۸۵	محمد ابراہیم عتقی	۷۰۶
عبد الغفار پشادری	۶۸۶	عطاء اللہ پنجابی	۷۰۷
عبد اللہ طیار	۶۸۷	زین الدین بزمی	۷۰۸
فضل الرحمن	۶۸۸	شریف اللہ بن شانی	۷۰۹
مولوی منظور احمد سیالکوٹی	۶۸۹	محمد علی خٹک	۷۱۰
محمد انک لاندہ طوسی	۶۹۰	میر زادہ مروانی	۷۱۱
ابدا الحق ہزاروی	۶۹۱	نثار احمد اعظمی	۷۱۲
فضل الہی سرگودھی	۶۹۲	نور الدین فاطمی	۷۱۳
محمد عبد اللہ گجراتی	۶۹۳	رشید احمد لڑھیانوی	۷۱۴
عبد المعید لڑکھالی	۶۹۴	عبد الحق سیٹاپوری	۷۱۵
محمد خالد کیرانوی	۶۹۵	حبیب الرحمن پانیپوری	۷۱۶
احمد گل مسووی	۶۹۶	عبد الحمید بستی	۷۱۷
محمد شرف بن شانی	۶۹۷	محمد سلیمان شاہ آبادی	۷۱۸
انیس الرحمن درہنگوی	۶۹۸	عبد الوہاب	۷۱۹
عبد الرحمن گجراتی	۶۹۹	قمر الدین حیدر آبادی	۷۲۰
محمد اسلام کیمیل پوری	۷۰۰	رحمت اللہ شاہ آبادی	۷۲۱
احمد ملک ہزاروی	۷۰۱	شفیع اللہ بستی	۷۲۲
مسعود احمد شاہ آبادی	۷۰۲	عبد الحمید کمرانی	۷۲۳
محمد ادریس اعظمی	۷۰۳	میر بلند خان بستی	۷۲۴
محمد سعید خان کھیر پوری	۷۰۴	صاحب الدین مروانی	۷۲۵
		کائن الدین کمرانی	۷۲۶

۶۲۷	مولوی فضل و احقر پشاوری	۶۵۰	مولوی سید محمد کوکبی
۶۲۸	مولوک علی بستی	۶۵۱	علامہ الدین زید پوری
۶۲۹	حبیب الشرفیر دز پوری	۶۵۲	سید غلام حبیبی خاندیشی
۶۳۰	عتیق الرحمن اعظمی	۶۵۳	عبد الجبار نوکھالی
۶۳۱	محمد نوان کاندھلوی	۶۵۴	نعت الشربخاری
۶۳۲	نیزار محمد سمرقندی	۶۵۵	محمد خان مردانی
۶۳۳	محمد اسحاق اکیابی	۶۵۶	وجیہ الشرف نوکھالی
۶۳۴	محمد بخش ڈیرولی	۶۵۷	مسلم الدین مبین مسکنی
۶۳۵	محمد دینس خلندری	۶۵۸	مرزا غلام مصطفی مانڈیری
۶۳۶	اصغر علی ڈھاکاوی	۶۵۹	فضل مٹان پشاوری
۶۳۷	روشن دین ہزاروی	فصل ۱۳۶۳	
۶۳۸	ظہیر الدین کچھاڑوی		
۶۳۹	محمد ثابت عشتی	۶۶۰	مولوی عزیز الحق ڈھاکوی
۶۴۰	اسحاق قاسم پانولی	۶۶۱	الہی بخش مظفر گڑھی
۶۴۱	محمد سلیمان ٹال کوساڑی	۶۶۲	محمد احمد ٹیلہ پور رحیلہ
۶۴۲	خلیل الرحمن بیرجموی	۶۶۳	مصدر علی کچھاڑوی
۶۴۳	زمین العابدین اکیابی	۶۶۴	غلام نبی کاندھلی انگلیشی
۶۴۴	حبیب الرحمن بیاضی	۶۶۵	عبد الغفور کشمیری
۶۴۵	ابراہیم محمد ڈیپائی ترکیشوری	۶۶۶	غلام غوث راولپنڈی
۶۴۶	نفیر الدین بستی	۶۶۷	غلام حسین بدخشان
۶۴۷	غلام الدین سرگیزی	۶۶۸	غلام محمد یوسف ترکیشوری
۶۴۸	شیخ محمد اعظمی	۶۶۹	عبد الشرف سعید محلہ پی
۶۴۹	نذیر احمد دھانی	۶۷۰	نور ہاشم کھیل پوری

مولوی اسد اللہ شکر کھانی	۶۷۱	مولوی محمد با ششم خٹکی	۶۹۳
• عبد القدیم بدشانی	۶۷۲	• محمد اکرم میانوالی	۶۹۵
• محمد اربطی کمرانی	۶۷۳	• اسماعیل کاکڑی	۶۹۶
• خلیل الرحمن سلہٹی	۶۷۴	• محمد با ششم کارا تراجری	۶۹۷
• شیر محمد جمنوی	۶۷۵	• محمد سعید ملویا	۶۹۸
• غلام احمد بھادوپوری	۶۷۶	• محمد علی	۶۹۹
• محمد درانیم مدہاسی	۶۷۷	• امیر الرحمن صدیقی	۷۰۰
• نظام الدین فیض آبادی	۶۷۸	• محمد منگیر انیشیری	۷۰۱
• عباس غفایت عالی پوری	۶۷۹	• عبدالواحد نواکھالی	۷۰۲
• غلام محمد میانوالی	۶۸۰	• سلامت انشر	۷۰۳
• غلام نبی	۶۸۱	• ولی محمد لدھیانوی	۷۰۴
• محمد سعید سلہٹی	۶۸۲	• فتح محمد لہریا پوری	۷۰۵
• ولی احمد کھانی	۶۸۳	• علی بھائی اسماعیل تراجری	۷۰۶
• ابوبکر ترکی	۶۸۴	• محمد یوسف یعقوب جی	۷۰۷
• عباس کالو بیلم دھرا	۶۸۵	• ابراہیم موسیٰ راجہ کفلیتوی	۷۰۸
• امیر	۶۸۶	• احمد محمد مہولی تراجری	۷۰۹
• امیر حسن شاہ کشمیری	۶۸۷	• ابراہیم محمود ساسا مالوی	۷۱۰
• فقیر محمد پشاوروی	۶۸۸	فضلۃ ۱۳۶۲ھ	
• محمد انور ڈیرہ غازی خان	۶۸۹		
• عبدالہادی جادی	۶۹۰	• مولوی غلام محمد ہروی	۷۱۱
• محمد حسن لدھیانوی	۶۹۱	• امیر حسن شاہ پشاوروی	۷۱۲
• عبدالرحمن طای	۶۹۲	• محمد نور شاہ مظفر گڑھی	۷۱۳
• منیر احمد بہاری	۶۹۳	• عبدالکریم ڈیروی	۷۱۴

مولوی عبدالرحمن ہزاروی	۷۵۸	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۵۹
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۵۹	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۶۰
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۶۱	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۶۲
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۶۳	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۶۴
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۶۵	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۶۶
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۶۷	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۶۸
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۶۹	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۷۰
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۷۱	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۷۲
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۷۳	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۷۴
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۷۵	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۷۶
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۷۷	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۷۸
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۷۹	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۸۰
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۸۱	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۸۲
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۸۳	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۸۴
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۸۵	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۸۶
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۸۷	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۸۸
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۸۹	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۹۰
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۹۱	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۹۲
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۹۳	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۹۴
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۹۵	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۹۶
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۹۷	مولوی محمد شریف گجراتی	۷۹۸
مولوی محمد شریف گجراتی	۷۹۹	مولوی محمد شریف گجراتی	۸۰۰
مولوی محمد شریف گجراتی	۸۰۱	مولوی محمد شریف گجراتی	۸۰۲

فضلہ ۱۳۶۶ھ

مولوی محمد شریف گجراتی

مولوی محمد شریف گجراتی

فصل ۱۳۶۷

مولوی سید احمد کوکنی	۸۲۵
محمود انشر بریهالی	۸۲۶
سید علی احمد کوکنی	۸۲۷
مجلد الحق ذکھالی	۸۲۸
عبد اللطیف	۸۲۹
احمد کبیر چانگامی	۸۳۰
محمد حسن آکیانی	۸۳۱
بذل احمد چانگامی	۸۳۲
اسماعیل یوسف صالح لودھاری	۸۳۳
شجاعت انشر ذکھالی	۸۳۴
عبد انشر محمد کاسوی لاجپوری	۸۳۵
زابد الدین سلیمی	۸۳۶
محمود ابرہیم پٹیل نرولی	۸۳۷
ابراہیم محمود دت بھٹی	۸۳۸

فصل ۱۳۶۸

مولوی ابرہیم اسماعیل نصیر پوری	۸۳۹
یوسف محمود پیر والا کھنڈیری	۸۴۰
فیض الحسن غفلی	۸۴۱
عبد الرحمن پانپوری	۸۴۲
نور الاسلام ذکھالی	۸۴۳

مولوی عبدالکریم پنجابی	۸۴۴
سکندر الدین کھیل پوری	۸۴۵
ابراہیم رسول گودھروی	۸۴۶
محمود الحق ذکھالی	۸۴۷
عبد المتین	۸۴۸
محمد اسماعیل جسات مانگرولی	۸۴۹
محمد ناظر چانگامی	۸۵۰
قاسم ابرہیم ڈیسائی ترکیشوری	۸۵۱
شفیق احمد چانگامی	۸۵۲
علی احمد سلطانپوری	۸۵۳
اسماعیل احمد ہایت سرخالی	۸۵۴
اسماعیل محمد بہادر چاسوی	۸۵۵
فیض احمد چانگامی	۸۵۶
محمد شرف میر پوری	۸۵۷
عبد الرحیم آندھی	۸۵۸
عبید انشر ذکھالی	۸۵۹
عبد الرزاق	۸۶۰
غلام محمد صدیقی	۸۶۱
نور انشر ذکھالی	۸۶۲
احمد سعید ای بہرہ ڈھیلی	۸۶۳
نور العنقا چانگامی	۸۶۴
فیض انشر	۸۶۵
شجاع الدین بنوری	۸۶۶

۱۴۳۸	مؤلفی سرسبز الحی فی کتبہ	۱۴۳۸	مؤلفی کبیر محمد جعفری
۱۴۳۹	مؤلفی شمس الدین	۱۴۳۹	مؤلفی راجہ درالحی بنگالی
۱۴۴۰	مؤلفی سید علی	۱۴۴۰	مؤلفی احمد علی
۱۴۴۱	مؤلفی خیر محمد عبداللہ	۱۴۴۱	مؤلفی احمد علی
۱۴۴۲	مؤلفی ابوبکر عبداللہ	۱۴۴۲	مؤلفی احمد علی
۱۴۴۳	مؤلفی عبداللہ	۱۴۴۳	مؤلفی احمد علی
۱۴۴۴	مؤلفی عبداللہ	۱۴۴۴	مؤلفی احمد علی
۱۴۴۵	مؤلفی عبداللہ	۱۴۴۵	مؤلفی احمد علی
۱۴۴۶	مؤلفی عبداللہ	۱۴۴۶	مؤلفی احمد علی
۱۴۴۷	مؤلفی عبداللہ	۱۴۴۷	مؤلفی احمد علی
۱۴۴۸	مؤلفی عبداللہ	۱۴۴۸	مؤلفی احمد علی
۱۴۴۹	مؤلفی عبداللہ	۱۴۴۹	مؤلفی احمد علی
۱۴۵۰	مؤلفی عبداللہ	۱۴۵۰	مؤلفی احمد علی
۱۴۵۱	مؤلفی عبداللہ	۱۴۵۱	مؤلفی احمد علی
۱۴۵۲	مؤلفی عبداللہ	۱۴۵۲	مؤلفی احمد علی
۱۴۵۳	مؤلفی عبداللہ	۱۴۵۳	مؤلفی احمد علی
۱۴۵۴	مؤلفی عبداللہ	۱۴۵۴	مؤلفی احمد علی
۱۴۵۵	مؤلفی عبداللہ	۱۴۵۵	مؤلفی احمد علی
۱۴۵۶	مؤلفی عبداللہ	۱۴۵۶	مؤلفی احمد علی
۱۴۵۷	مؤلفی عبداللہ	۱۴۵۷	مؤلفی احمد علی
۱۴۵۸	مؤلفی عبداللہ	۱۴۵۸	مؤلفی احمد علی
۱۴۵۹	مؤلفی عبداللہ	۱۴۵۹	مؤلفی احمد علی
۱۴۶۰	مؤلفی عبداللہ	۱۴۶۰	مؤلفی احمد علی
۱۴۶۱	مؤلفی عبداللہ	۱۴۶۱	مؤلفی احمد علی
۱۴۶۲	مؤلفی عبداللہ	۱۴۶۲	مؤلفی احمد علی
۱۴۶۳	مؤلفی عبداللہ	۱۴۶۳	مؤلفی احمد علی
۱۴۶۴	مؤلفی عبداللہ	۱۴۶۴	مؤلفی احمد علی
۱۴۶۵	مؤلفی عبداللہ	۱۴۶۵	مؤلفی احمد علی
۱۴۶۶	مؤلفی عبداللہ	۱۴۶۶	مؤلفی احمد علی
۱۴۶۷	مؤلفی عبداللہ	۱۴۶۷	مؤلفی احمد علی
۱۴۶۸	مؤلفی عبداللہ	۱۴۶۸	مؤلفی احمد علی
۱۴۶۹	مؤلفی عبداللہ	۱۴۶۹	مؤلفی احمد علی
۱۴۷۰	مؤلفی عبداللہ	۱۴۷۰	مؤلفی احمد علی
۱۴۷۱	مؤلفی عبداللہ	۱۴۷۱	مؤلفی احمد علی
۱۴۷۲	مؤلفی عبداللہ	۱۴۷۲	مؤلفی احمد علی
۱۴۷۳	مؤلفی عبداللہ	۱۴۷۳	مؤلفی احمد علی
۱۴۷۴	مؤلفی عبداللہ	۱۴۷۴	مؤلفی احمد علی
۱۴۷۵	مؤلفی عبداللہ	۱۴۷۵	مؤلفی احمد علی
۱۴۷۶	مؤلفی عبداللہ	۱۴۷۶	مؤلفی احمد علی
۱۴۷۷	مؤلفی عبداللہ	۱۴۷۷	مؤلفی احمد علی
۱۴۷۸	مؤلفی عبداللہ	۱۴۷۸	مؤلفی احمد علی
۱۴۷۹	مؤلفی عبداللہ	۱۴۷۹	مؤلفی احمد علی
۱۴۸۰	مؤلفی عبداللہ	۱۴۸۰	مؤلفی احمد علی

فصل ۱۴۸

فصل ۳۶۵

فصل ۱۲۷۴

۹۲۲	مولوی روح الامین دوسو پوری
۹۲۳	محمد صیف پانپوری
۹۲۴	محمد جویان دہلی
۹۲۵	یوسف اسماعیل تھانوی
۹۲۶	فضل الرحمن اکنانی
۹۲۷	اسحاق آدم نورات آنریری

فصل ۱۳۷۷

۹۳۶	مولوی علی شکر علی اکرمی بھٹلی
۹۳۷	عبدالحق داراؤ دہلی
۹۳۸	یوسف اسماعیل طلال عمر دہلی
۹۳۹	احمد سعید ترکیشوری

فصل ۱۳۷۸

۹۴۰	مولوی ابراہیم قاسم سیوالی پور بندر
۹۴۱	غلام نبی ابراہیم پانپوری
۹۴۲	یوسف خان امرتلی
۹۴۳	یعقوب عبداللہ پور دہلی
۹۴۴	احمد سعید رحمتی شیل کٹھنوری
۹۴۵	سلیمان احمد دہلی ترکیشوری

فصل ۱۳۷۵

۹۲۸	مولوی عبدالغفور محمد یوسف دہلی
۹۲۹	یوسف سلیمان پرک دہلی
۹۳۰	اسماعیل بوطانی دہلی
۹۳۱	اسماعیل ابراہیم پانپوری
۹۳۲	محمد شاہ جی

فصل ۱۳۷۹

۹۴۶	مولوی یعقوب سرگت ڈوہالوی
۹۴۷	علی محمد گڑا
۹۴۸	ابوب محمد قیدی والا دارا
۹۴۹	نور محمد گڑا

فصل ۱۳۷۶

۹۲۳	مولوی یوسف احمد شاہ جی نوپوری
۹۲۴	عبد الرحمن پانپوری
۹۲۵	احمد یوسف بیجات دہلی

فصل ۱۳۸۳

- ۹۸۳ مولوی قاسم داؤد انصاری جگر کسری
 ۹۸۴ " برادریم محمد کویا دنگری
 ۹۸۵ " محمد صلیح جید احمد لاجپوری
 ۹۸۶ " اسماعیل ولی پٹیل سارودی
 ۹۸۷ " یوسف اسماعیل کینت وایلی

فصل ۱۳۸۵

- ۹۸۸ مولوی ابرار احمد شجاع الدین دھپوی
 ۹۸۹ " حیدر رسول سرشار خیال جتوئی
 ۹۹۰ " غلام حسین ریاض سیدت جھادی
 ۹۹۱ " عبدالشکر شاکر انداز خان ایرن ڈول

۹۹۲ " محمد عالم عبدالغفور جھپودی

۹۹۳ " عبداللہ جید محمد تونس جھاری

۹۹۴ " سعید الرحمن ابراہیم "

۹۹۵ " شہزادہ اسلام حسن سیال کادری قندوباری

۹۹۶ " عزیز محمد علی پانڈوڑ سنگی

۹۹۷ " یعقوب ابراہیم بیات جیشوری

۹۹۸ " احمد ہاشم ملانی جوگڑوسی

۹۹۹ " عبدالصمد مولوی سلیمان وائس گامی

فصل ۱۳۸۶

- ۱۰۰۰ مولوی عباس احمد موسی کادری
 " " ذراویم آدم راجت بھٹنی
 " " عثمان غافر الدین کاکوسی
 " " اجمال احمد فرات احمد دھوپوی
 " " اداور اسماعیل جتوئی
 " " فیض جید الرحمن شینا ترکیشوری
 " " اختر انیس حکیم خوالدین سورتی
 " " محمد علی آدم سارودی

۱۰۰۱ " اسماعیل محبوبہ ناس کرائی

۱۰۰۲ " حبیب الرحمن محمد اینا خیر آبادی

۱۰۰۳ " شکار احمد ششتاق احمد رائے بریلی

۱۰۰۴ " حبیب اشرف ملال الدین کاکوسی

فصل ۱۳۸۷

۱۰۱۲ مولوی امین رشید محمد دہنی

۱۰۱۳ " ایوب محمد فرگت دیسراوی

۱۰۱۴ " ابراہیم موسی ہانسوڑ گورادری

۱۰۱۵ " سیدان اسماعیل دیلاوی

۱۰۱۶ " عبدالشکر عبدالرحمن سیال انڈی

مولوی محمد امجد السید حبیب اللہ طالعپوری	۱۰۱۶
۱۰۱۷ " اسماعیل مونس چرخس کاوی	
۱۰۱۸ " محمد ارون عبدالرشید دیوبندی	
۱۰۱۹ " داؤد اسماعیل بالی سارودی	
۱۰۲۰ " ابراہیم یوسف بھٹانا سنگھی	
فصل ۱۳۸۸	
۱۰۲۱ مولوی ابراہیم محمد شیلانی مالوی	
۱۰۲۲ " اقیاز احمد ریاست علی بناری	
۱۰۲۳ " حسین علی کوکنی	
۱۰۲۴ " عزیز الرحمن عبدالرحیم سٹومی	
۱۰۲۵ " یعقوب محمد بھولا کفلی پوری	
۱۰۲۶ " محمد چوہا عبدالکریم ترکیشوری	
۱۰۲۷ " محمد اسماعیل صالح لوباروی	
۱۰۲۸ " عبدالغنی عبدالرزاق ملک پوری	
۱۰۲۹ " مصطفیٰ عبدالرشید کاوی	
۱۰۳۰ " محمد عمر عبدالرحیم سید چھوری	
۱۰۳۱ " محمد علی قصاب سارودی	
۱۰۳۲ " یعقوب داؤد	
۱۰۳۳ " سرسئی عینی علی ستریلوی	
۱۰۳۴ " اسماعیل محمد بوریات دیوبند	
۱۰۳۵ " غلام احمد آدم ستریلوی	
فصل ۱۳۸۹	
۱۰۳۶ مولوی احمد بشیر دیوبندی	
۱۰۳۷ " ابراہیم احمد سلوڑا بھیلی	
۱۰۳۸ " سید بشیر احمد جھادی کوکنی	
۱۰۳۹ " بشیر احمد داؤد پالنپوری	
۱۰۴۰ " عباس علی کوکنی	
۱۰۴۱ " یوسف عبدالرشید دیوبندی	
۱۰۴۲ " یوسف محمد لہاری نروندی	
۱۰۴۳ " عبدالحق دلی محمد پالنپوری	
۱۰۴۴ " محمد سلیمان	
۱۰۴۵ " اسماعیل محمود دا بھیلی	
۱۰۴۶ " محمد یونس قاری بندہ انجی ستریلوی	
۱۰۴۷ " احمد سعید محمد ڈان واکا نیری	
۱۰۴۸ " احمد نور محمد کاکری	
۱۰۴۹ " یعقوب عبدالرحمن شیخ ترکیشوری	
۱۰۵۰ " عباس مولوی یعقوب کاوی	
فصل ۱۳۹۰	
۱۰۵۱ مولوی موسیٰ محمد بیسم اسٹریڈ بھیلی	
۱۰۵۲ " ابوالقاسم سلیمان دہنی	

مولوی عبدالکریم داؤد	۱۰۹	مولوی ایوب آدم سوباسپنوی	۱۰۹۳
(راد چنوری)		• عبدالرؤف عبدالکریم پانپوری	۱۰۹۵
• محمد زبیر عبدالقادر	۱۱۰	• رشید احمدایت افریقی	۱۰۹۶
(راد چنوری)		• رشید احمد ابراہیم راجہ	۱۰۹۷
• عبدالقادر ولی محمد بھگلوی	۱۱۱	(کلیتوی)	
• عبدالحق غلام رسول	۱۱۲	• یعقوب احمد کاوی	۱۰۹۸
• یوسف آدم عمر خان پوری	۱۱۳	• عبدالاحد حماد احمد نانوتوی	۱۰۹۹
• علی حسن داؤد بھگلوی	۱۱۴		
• محمد علی احمد تلوار بھیلی	۱۱۵	فضل الرحمن	۱۱۰۰
• عبدالحق مولوی سلیمان	۱۱۶	مولوی ابراہیم غلام رسول صوفی	
(ودانی)		(بھگلوی)	
• غلام حسین احمد بھگلوی	۱۱۷	• فضل الرحمن مولانا آدم صاحب	۱۱۰۱
• یعقوب حسن حیدر	۱۱۸	(ظاہر پوری)	
• عبدالصمد اسماعیل جوگیات	۱۱۹	• محمد اکبر غلام رسول ودانی	۱۱۰۲
• ابراہیم محمد ڈاؤ واکٹیری	۱۲۰	• محمد عثمان ابراہیم پانپوری	۱۱۰۳
• محمد رفیق عبدالغفور ویساوی	۱۲۱	• عبدالشریف محمد	۱۱۰۴
• داؤد عبدالشریف پٹھانی	۱۲۲	• محمد مشرف عبدالحق	۱۱۰۵
(سامرودی)		(کالیڑوی)	
• عبدالقادر غلام رسول بیگ	۱۲۳	• ابراہیم محمد کھرودی	۱۱۰۶
(زودی)		• زین العابدین کلیم الحق	۱۱۰۷
• احمد آدم ٹیلر کاوی	۱۲۴	(راد چنوری)	
• محمد ابراہیم جناح افریقی	۱۲۵	• عبدالصمیم ابوبکر بھگلوی	۱۱۰۸
• رشید احمد بھگلوی لاچوری	۱۲۶		

مولوی ریاض الدین ملک صاحب الہدی

۱۱۸۷

فصل ۱۳۹۵ھ

مولوی عبداللطیف عبدالرحمن
(مختصر ہی)

۱۱۳۳ھ

فصل ۱۳۹۴ھ

مولوی ابراہیم وحید مخلصی

۱۱۸۸

" ارسل حسین "

۱۱۳۴ھ

" حبیب الرحمن آدم کالیروی "

۱۱۸۹

" محمد شفیق اسماعیل دہلوی "

۱۱۳۵ھ

" محمد ابراہیم بھٹنا کوساڑی "

۱۱۹۰

" احمد عبدالملک سرکار کفایتی "

۱۱۳۶ھ

" ایوب اسماعیل احمدی نرولی "

۱۱۹۱

" اسماعیل ابراہیم سہیلانی "

۱۱۳۷ھ

" عبدالحمید شیل آبادی "

۱۱۹۲

" محمد احمد بھولا کفایتی "

۱۱۳۸ھ

" محمد ابراہیم عبدالشر کشمیری "

۱۱۹۳

" عباس حسن نانڈی "

۱۱۳۹ھ

" برکات احمد عبدالملک کفایتی "

۱۱۹۴

" محمد صادق احمد بھٹنا سنگھی "

۱۱۴۰ھ

" اسماعیل محمد فقیر شیل جوگواڑی "

۱۱۹۵

" نور محمد عثمان میاں نانڈا سنگھی "

۱۱۴۱ھ

" اسماعیل عبدالملک سردار "

۱۱۹۶

" ابراہیم محمد یونس دہلوی "

۱۱۴۲ھ

" (مفقود وی) "

" ہاشم محمد شیل دیراوی "

۱۱۴۳ھ

" غنی میاں فقہ محمد برائی کوٹی "

۱۱۹۷

" ابراہیم آدم کھروڑی "

۱۱۴۴ھ

" عبدالعظیم عبدالباری مراد خیلوی "

۱۱۹۸

" اسماعیل یوسف سندھوی "

۱۱۴۵ھ

" اسماعیل موسیٰ علی کھٹوانی "

۱۱۹۹

" اسماعیل عبدالرحیم پٹھان "

۱۲۰۰

(نرولی)

فصل ۱۳۹۶ھ

مولوی عبدالشہر زنگوی

۱۱۴۶ھ

" محمد امین عثمان جناح "

۱۲۰۱

(دہلی)

" یوسف محمد جمی غم اشہر دہلوی "

۱۱۴۷ھ

" عبدالواحد ابراہیم ظان "

۱۲۰۲

" اعظم حسین منظور افغانی بہاری "

۱۱۴۸ھ

(ملیکپوری)

مولوی یوسف احمد قاضی انکلاوی	۱۲۰۱		
مولوی محمد ابراہیم بسم اللہ ذابیل	۱۲۰۲		
فضلا ۱۲۰۰ھ		فضلا ۱۳۹۹ھ	
مولوی فرید احمد مولوی محمد رشید	۱۲۰۳	مولوی محمد سعید موسیٰ منالہ نشتی	۱۱۸۲
(سکلی)		مولوی محمد عمر جی کراچی	۱۱۸۳
مولوی محمد محمد حسین زید پوری	۱۲۰۴	مولوی محمد جولا کفایتی	۱۱۸۴
مولوی عبد الکریم احمد میان راجستھانی	۱۲۰۵	مولوی عبد اللہ عبدالغفار احمد آبادی	۱۱۸۵
مولوی محمد یوسف احمد اصوات ترکشوری	۱۲۰۶	مولوی ابراہیم اسماعیل پٹیل انشٹی	۱۱۸۶
مولوی محمد یوسف مولوی عبدالقدوس	۱۲۰۷	مولوی محمد فاروق قاری بندہ الہی	۱۱۸۷
(لاچورکا)		(انٹرویو)	
مولوی محمد حسین مولانا عبداللہ شاہ	۱۲۰۸	مولوی نثار احمد امانت خاں بہاری	۱۱۸۸
(کچھی)		مولوی ابو بکر ابراہیم بدات نرولوی	۱۱۸۹
مولوی محمد حسین فخر الدین بڑودی	۱۲۰۹	مولوی عبد الحمید حسن علی بھکر کوردی	۱۱۹۰
مولوی عبدالغنی بڑ حسن بھکر ٹاڈوی	۱۲۱۰	مولوی عبد الحق عبدالمنان منی پوری	۱۱۹۱
مولوی محمد موسیٰ رادوت نصیر پوری	۱۲۱۱	مولوی رشید احمد سلیمان مولانا ذابیل	۱۱۹۲
مولوی ابراہیم قاسم مول کوساڑی	۱۲۱۲	مولوی یوسف ابراہیم سکھی دہی کاوی	۱۱۹۳
فضلا ۱۲۰۱ھ		مولوی سلیمان اسماعیل بھکر نرولوی	۱۱۹۴
مولوی عبداللہ احمد ابراہیم ڈیال	۱۲۱۳	مولوی محبوب احمد عمر دیر گاوی	۱۱۹۵
(افغانی)		مولوی اسماعیل بیگ احمد بیگ نرولوی	۱۱۹۶
		مولوی عبد الرحمن دہم بلا کاوی	۱۱۹۷
		مولوی محمد زکریا عبداللہ نونت بارڈولی	۱۱۹۸
		مولوی عبداللہ ابراہیم دہم کاوی	۱۱۹۹
		مولوی حسن غنشی خان پوری	۱۲۰۰

۱۲۱۴	مولوی خندان یوسف شیخ سندی	۱۲۳۲	مولوی عباس داؤد بسم الله رب العالمین
۱۲۱۵	» اسماعیل ابراہیم منشی خانپوری	۱۲۳۵	» اسماعیل ابراہیم بھابھاسار دوی
۱۲۱۶	» جمال الدین محمد سالار جھٹانی	۱۲۳۶	» ایوب محمد سنگھ افریقی
۱۲۱۷	» عزیز الرحمن احمد سعید بیگ قزلباشی	۱۲۳۷	» داؤد محمد کاسم
۱۲۱۸	» ہاشم ابراہیم دانت جھٹانی	۱۲۳۸	» یعقوب محمد غنی
۱۲۱۹	» محمد احمد قاضی ونیٹ اندری	۱۲۳۹	» عبدالرحمن غلام انبیاء کوٹلی
۱۲۲۰	» محمود خان عبدالغفار خان	۱۲۴۰	» اسماعیل یعقوب منشی دیولوی
	(کھول پوری)	۱۲۴۱	» عبدالرشید علی سیلیمان
۱۲۲۱	» یوسف سلیمان پانیپوری	۱۲۴۲	» محمد حنیف داؤد ورانی
۱۲۲۲	» سلیم احمد آدم جٹالی	۱۲۴۳	» غلام محمد سلیمان پانڈورا مالوی
۱۲۲۳	» محمد یعقوب چکری کادی	۱۲۴۴	» اسماعیل محمد ساقی افریقی
۱۲۲۴	» ابراہیم عبدالکریم جھٹوڑوی	۱۲۴۵	» عبدالحمید خان غفرانیہ خان اورنگ آبادی
۱۲۲۵	» احمد مجتبیٰ جھٹلی	۱۲۴۶	» مقبول حسین محمد بان آجواڑی
۱۲۲۶	» اسماعیل آدم بیگ دیولوی	۱۲۴۷	» غایت الله بن عبدالحکیم راجستھانی
۱۲۲۷	» اکبر ابراہیم بھابھاسار کاجھوی	۱۲۴۸	» ابرار خان مقدر خان آکڑوی
۱۲۲۸	» ایوب عبداللہ آدم دیولوی	۱۲۴۹	» محمد امین یوسف لاکھی لندنی
۱۲۲۹	» ہاشم آدم راجستھانی	۱۲۵۰	» محمد حسین موسیٰ پانڈورا مالوی
۱۲۳۰	» شبیر احمد سلیمان غلیفہ سواتی	۱۲۵۱	» اسماعیل ابراہیم منشاہ سنگلی
۱۲۳۱	» شبیر احمد ابراہیم کپوروی	۱۲۵۲	» محمد رفیق غلام نبی شیخ گندوی
۱۲۳۲	» اسماعیل ابراہیم بسم الله رب العالمین	۱۲۵۳	» یوسف احمد شیخ انجیلی
۱۲۳۳	» ایوب احمد بھولا کھنڈوی		

۱۲۵۴	مولوی محمد حنیف احمد پٹیل دیوبند	۱۲۵۴	فضل الرحمن ۱۲۵۴
۱۲۵۵	محمد مصطفیٰ یوسف کراچی	۱۲۵۶	مولوی اسماعیل دیوبند
۱۲۵۶	ایمان غلام مسعود دیوبند	۱۲۵۷	محمد یعقوب یوسف دیوبند
۱۲۵۷	محمد احمد میاں لکھنؤ	۱۲۵۸	بشیر احمد دیوبند
۱۲۵۸	محمد حنیف عبدالرشید شہان دیوبند	۱۲۵۹	عبدالرشید حسن آجھوڑی
۱۲۵۹	فضل الرحمن ۱۲۵۹	۱۲۶۰	سید عارف الدین بن عبدالرشید بن عبدالرشید
۱۲۶۰	مولوی محمد عبدالرشید بن عبدالرشید	۱۲۶۱	ایوب محمد شاد دیوبند
۱۲۶۱	بشیر احمد یعقوب دیوبند	۱۲۶۲	اسرار احمد غلام دستگیر اورنگ آبادی
۱۲۶۲	ایمان احمد ابراہیم	۱۲۶۳	عباس علی محمد دیوبند
۱۲۶۳	غلام محمد سلطان رشید دیوبند	۱۲۶۴	عبداللہ الگ عبداللہ بن مالک دیوبند
۱۲۶۴	نذیر احمد غلام نبی ندوستان	۱۲۶۵	عبدالرشید حسن خان پوری
۱۲۶۵	محمد جاوید عبدالغفور کوئٹہ	۱۲۶۶	محمد حسن خیر محمد راجستھانی
۱۲۶۶	عبدالرحمن مولانا محمد سعید بزرگ سیالکوٹی	۱۲۶۷	نذیر احمد قاضی آجھوڑی
۱۲۶۷	احمد یوسف پانڈورا مالوی	۱۲۶۸	عبدالرحمن غلام محمد شیخ کوئٹہ
۱۲۶۸	محمد جاوید محمد مفتاح جھینڈ پوری	۱۲۶۹	یونس محمد قاضی سکھو دیوبند
۱۲۶۹	عزیز احمد مولانا محمد رشید سیالکوٹی	۱۲۷۰	محمد انور سید رحمانی پالوی
۱۲۷۰	سلیم محمد داہر ڈابھیلو	۱۲۷۱	یوسف علی احمد راحت پٹنہ
۱۲۷۱	اکبر علی محمد ودائی	۱۲۷۲	غریب احمد میاں احمد آبادی
۱۲۷۲	یوسف محمد شیخ آٹھوی	۱۲۷۳	عبدالقادر محمد دیوبند الرحمن پانڈورا
۱۲۷۳	عبدالسلام محمد آدم سینڈھنی	۱۲۷۴	مظہر الحق محمد سلیم بہاری
۱۲۷۴	احمد حسین عبدالرشید مریم دیوبند	۱۲۷۵	محمد سعید دیوبند سلطان نورگت دیوبند
۱۲۷۵	عبداللطیف داؤد سیالکوٹی	۱۲۷۶	محبوب احمد دیوبند
۱۲۷۶	ایوب ابراہیم جھینڈ پوری	۱۲۷۷	محمد عمر عبدالرحمن مسعود احمد آبادی
		۱۲۷۸	ایوب محمد خلیفہ لکھنؤ

فصل ۱۲۰۵

۱۲۹۹	مولوی زین العابدین پانپوری	۱۲۹۵	مولوی محمد رفیع یعقوب آبادی
۱۳۰۰	عبد الرشید احمد سی لندنی	۱۲۹۶	امجد محمد شیل گودھوری
۱۳۰۱	اشرف علی حسن کوکنی	۱۲۹۷	یوسف محمد کرم شہرہوری
۱۳۰۲	حفظ الرحمن حاجی احمد دیوبند	۱۲۹۸	محمد انوار حبیب اللہ بہاری
۱۳۰۳	اقبال آدم بچہ شکار دی	۱۲۹۹	اسماعیل عبدالقادر پاڈیا افریقی
۱۳۰۴	مبارک عینی آچھوری	۱۳۰۰	شعیب ابراہیم دولت آسنوی
۱۳۰۵	عبداللہ یوسف نانہ مسلکی	۱۳۰۱	محمد الیاس یوسف پشیل
۱۳۰۶	محمد اکرم عبدالغفور کوکنی	۱۳۰۲	ماکھنگوی
۱۳۰۷	ہاشم حافظ ابراہیم پھر یا ڈابھیلی	۱۳۰۳	محمد صادق عبدالحمید خانپوری
۱۳۰۸	ریاض احمد نذیر احمد امراتی	۱۳۰۴	محمد یوسف مصطفیٰ افریقی
۱۳۰۹	عاس اسامیل دلی بھیر گودھوری	۱۳۰۵	محمد رفیع الرحمن طیب افریقی
۱۳۱۰	ریحی دلوڈ متارا مسلکی	۱۳۰۶	بہاری
۱۳۱۱	حسین مباشر احمد مملدی	۱۳۰۷	عبدالحمید محمد رفیع پانپوری
۱۳۱۲	اسماعیل محمد درویش افریقی	۱۳۰۸	ابوالکلام یار محمد بلادی
۱۳۱۳	محمد طیب محمد عثمان شیخ دھرمپوری	۱۳۰۹	رفیق علی یوسف علی افریقی
۱۳۱۴	عبدالعزیز مولوی آدم پانپوری		